OSMANIA UNIVERSITY

جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد دوم

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد دوم

حصۂ دوم { الف - سنہ ۶۵ و سنہ ۶۶ ہجری / ب - سنہ ۶۷ تا سنہ ۹۹ ہجری } کے واقعات

تصنیف

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب ندوی - ایم اے

رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۴۷ھ م سنہ ۱۳۳۷ف م سنہ ۱۹۲۸ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ طبری

جلد دوم۔ حصہ دوم

(سنہ ۶۵ ہجری کے بقیہ واقعات)

اس سال مروان بن الحکم نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہل شام کو ان کی بیعت کا حکم دیا اس واقعے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عبدالملک اور عبدالعزیز کی ولی عہدی

عمرو بن سعید بن عاص الاشدق مصعب بن الزبیر کو جنھیں ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن الزبیر نے فلسطین بھیجا تھا شکست دیکر مروان کے پاس دمشق آگیا، اب تمام شام اور مصر پر مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی مروان کو معلوم ہوا کہ عمرو کہتا ہے کہ مروان کے بعد وہ امیر المومنین ہوگا نیز وہ اس کا بھی مدعی ہے کہ خود مروان نے اس سے اس کا وعدہ کیا ہے مروان نے اس اطلاع کے بعد حسان بن مالک بن بحدل کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا

ولی عہد بنادوں اور اس کے لئے سب لوگوں سے بیعت لے لوں اور اسی کے ساتھ مروان نے اوسے عمرو بن سعید کے خیال سے بھی آگاہ کیا حسان نے کہا کہ آپ عمرو کی فکر نہ کیجئے میں اس سے سمجھ لونگا چنانچہ جب ایک شام کو سب لوگ مروان کے پاس جمع ہوئے تو ابن بحدل نے کھڑے ہو کر کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں ہیں آپ سب لوگ کھڑے ہوں اور امیر المومنین کے بعد عبدالملک اور عبدالعزیز کے لئے بیعت کریں۔

بلا استثنا سب لوگوں نے ان دونوں کے لئے بیعت کرلی اس سنہ کے غرۂ ماہ رمضان میں مروان نے انتقال کیا۔

مروان کی موت کا واقعہ

جب معاویہ بن یزید ابی لیلیٰ کا وقت آخر آیا تو اس نے اپنا جانشین نامزد کرنے سے انکار کر دیا۔ حسان بن مالک بن بحدل کا یہ ارادہ تھا کہ وہ معاویہ کے بعد اسکے بھائی خالد بن یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنائے مگر یہ کمسن تھا اور یہ حسان اس کے باپ یزید بن معاویہ کا ماموں تھا اوس وقت تو اس نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور یہ نیت رکھی کہ مروان کے بعد وہ خالد بن یزید کو خلیفہ بنائے گا مگر جب مروان کے ہاتھ پر اس نے اور تمام اہل شام نے بیعت کرلی تو کسی نے مروان کو یہ رائے دی کہ تم خالد کی ماں سے شادی کر لو (خالد کی ماں کا نام ام خالد تھا یہ ابو ہشام بن عتبہ کی پوتی تھی) تاکہ اس طرح خالد کی شان کم ہو جائے اور وہ خلافت کا مدعی نہ رہے۔ مروان نے اس تجویز پر عمل کیا ایک دن خالد مروان سے ملنے آیا مروان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے اور وہ دونوں صفوں کے درمیان ٹہل رہا تھا اسے دیکھکر مروان نے کہا بخدا یہ احمق ہے اے موٹی سرین والی عورت کے بیٹے آ بیٹھ اس جملہ سے اوس کا مقصد یہ تھا کہ اہل شام کی نظروں میں خالد کی سبکی وقعتی ہو جائے۔

خالد نے یہ واقعہ اپنی ماں سے آکر بیان کیا اوس نے کہا خبردار اس واقعہ کو کسی اور سے بیان نہ کرنا تم چپ رہو میں اس سے سمجھ لونگی جب مروان اُس کے پاس آیا

تو اوس نے پوچھا کیا خالد نے میرے بارے میں کوئی بات تم سے کہی ہے اوس نے کہا بھلا خالد تمھارے متعلق کوئی بات کہہ سکتا ہے وہ تمھاری اس قدر تعظیم کرتا ہے کہ اوسے اس کی جرأت کہاں کہ وہ کوئی بات تمھارے متعلق کہے ۔

مروان نے اس کے بیان کو سچ سمجھا چندے وہ بھی خاموش رہی ایک مرتبہ مروان اس کے پاس سویا اوس نے بہت سے گدّے اس پر چُن دیئے اور اس طرح دباکر اسے مار ڈالا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ماہ رمضان میں بمقام دمشق تریسٹھ سال کی عمر میں مروان ہلاک ہوا مگر ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ مروان کی عمر اکسٹھ سال کی ہوئی ۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروان کی عمر اکھتر سال کی ہوئی نیز اکاسی سال بھی بیان کی گئی ہے ۔

ابو عبدالملک اس کی کنیت تھی اور اوس کا نام مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ہے اوس کی ماں آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ الکنانی ہے ۔

اس کی مدت خلافت نو ماہ تھی بعضوں نے تین دن کم دس ماہ بیان کی ہے اپنے مرنے سے پہلے مروان نے ایک مہم حبیشی بن دلجۃ القینی کے ماتحت مدینے اور دوسری عبداللہ بن زیاد کے زیر قیادت عراق بھیجی تھی جب عبداللہ شام سے روانہ ہوکر جزیرے آیا تو اسے یہاں مروان کی ہلاکت کا علم ہوا حضرت امام حسین رضؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اہل کوفہ کا گروہ تائبین اس کے مقابلے پر آیا ان لوگوں نے جو جو کارروائیاں کیں ہم اوسے پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اپنے قتل ہونے تک جو کارروائی کی اسے ہم انشاءاللہ آیندہ بیان کرینگے ۔

حبیش بن دلجہ کے قتل کا بیان

حبیش مدینے آیا اوس وقت حضرت عبداللہ رضؓ بن الزبیر کی جانب سے جابر بن اسود بن عوف عبدالرحمانؓ بن عوف کا بھتیجا مدینہ کا حاکم تھا یہ اس کے خوف سے مدینے سے بھاگ آیا اسی زمانے میں حارث بن ابی ربیعہ نے جو عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کا بھائی تھا اور عبداللہ بن الزبیر کی جانب سے بصرے کا حاکم تھا ۔

حنیف بن النجف التیمی کی زیر قیادت حبیش بن دلجہ سے لڑنے کے لئے بصرہ سے ایک فوج بھیجی تھی جب حبیش کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا وہ مدینے سے اوس سمت روانہ ہوا۔

دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن الزبیر نے بھی عباس بن سہل بن سعد الانصاری کو مدینے کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ حبیش کی تلاش میں جائے اور بڑھتے بڑھتے اوس فوج سے جو اون کی امداد کے لئے حنیف کی زیر قیادت بصرے سے آئی ہے مل جائے۔

عباس بہت سرعت سے اون کی تلاش میں روانہ ہوا اور ربذہ پر انھیں آلیا ابن دلجہ کے ساتھیوں نے اوسے مشورہ دیا کہ تم اس جماعت سے ابھی چھیڑ نہ کرو مگر اوس نے اسے نہ مانا اور کہا کہ میں یہاں منزل کرتا ہوں تاکہ ان کے قند آمیز ستو کھاؤں ایک تیر نے اس کا کام تمام کر دیا۔ نیز اوس کے ہمراہ منذر قیس الجذامی اور ابو عقاب ابوسفیان کا مولی بھی مارے گئے۔ یوسف بن الحکم اور حجاج بن یوسف بھی اس معرکے میں اوس کے ہمراہ موجود تھے یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر بھاگ کر اپنی جان بچا سکے اس جماعت کے پانسو آدمیوں نے مدینہ کے محلوں میں پناہ لی عباس نے اون سے اپنے آپ کو حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا انھوں نے ہتیار رکھ دیئے اس نے اون سب کو قتل کر دیا حبیش کی شکست خوردہ فوج شام چلی گئی۔

ابن محمد کہتے ہیں کہ زید بن سیاہ الاسواری نے جنگ ربذہ میں حبیش کو اپنے تیر سے ہلاک کیا جب یہ لوگ مدینہ آئے تو زید بن سیاہ جو ایک سفید خراسانی گھوڑے پر سفید لباس پہنے سوار تھا لوگوں کے مجمع میں آکر کھڑا ہوا لوگوں نے اوس کے لباس کو اس قدر مسح کیا اور اس قدر خوشبودار اشیاء اوس پر ڈالیں کہ تھوڑی ہی دیر میں سیرے دیکھتے دیکھتے اوس کے کپڑے سیاہ ہو گئے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس سنہ میں بصرہ میں وہ مہلک طاعون پھیلا جس سے ہزاروں اہل بصرہ ہلاک ہو گئے۔

مصعب بن زید کہتے ہیں کہ جب یہ مہلک مرض بصرہ میں پھیلا اوس وقت عبداللہ بن عبیداللہ بن معمر بصرہ کا حاکم تھا اس کی ماں نے اسی وبا میں انتقال

کیا تو کوئی شخص اوس کی نعش کا اوٹھانے والا بھی نہ تھا حالانکہ وہ امیر بصرہ تھا آخر کار چار دیسی کرائے پر کیئے گئے اور وہ اوسے قبر تک اوٹھا لائے اسی سنہ میں بصرہ میں خارجیوں کا بہت زور بڑھ گیا اور نافع بن الازرق قتل کیا گیا۔

نافع بن الازرق کا قتل

عبداللہ بن عبید اللہ بن معمر نے اپنے بھائی عثمان بن عبید اللہ کو نافع کے مقابلے کے لئے بھیجا مقام دولاب پر دونوں کا مقابلہ ہوا عثمان مارا گیا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی ایک دوسری روایت سے بھی اس بیان کی تائید ہوتی ہے۔

وہب کے باپ بیان کرتے ہیں کہ بصرے والوں نے ایک لشکر حارثہ بن بدر کی معیت میں خارجیوں کے مقابلے کے لئے بھیجا تو نافع نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

کرنبوا و دولبوا وحیث شئتم فاذھبوا

(ترجمہ) کرنب میں قیام کرو یا دولب میں اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔

معاویہ بن قرہ راوی ہے کہ ہم ابن عبیس کے ہمراہ خارجیوں کے مقابلے کے لئے بڑھے ہم نے انھیں آلیا نافع بن الازرق اور ماحوز کے دو یا تین بیٹے مارے گئے ابن عبیس بھی مارا گیا مگر اس واقعے کے متعلق مذکورۂ صدر بیان کے علاوہ ایک دوسری روایت بھی ہے کہ مسعود بن عمر کی وجہ سے اہل بصرہ کے ازد ربیعہ اور تمیم اپنے باہمی اختلاف میں مشغول تھے اس لئے ابن الازرق کی شوکت بہت بڑھ گئی اور اس کی جمعیت بھی کثیر ہوگئی۔ یہ بصرے کی جانب بڑھا جب پل کے قریب آیا تو عبید اللہ بن الحارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف کو اہل بصرہ کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے بھیجا یہ اوس کی جانب بڑھا اور اسے بصرے اور اوس کے علاقے سے ہٹاتا رہا اور اسی طرح ہٹتے ہٹتے علاقہ اسوار کے دولاب نام ایک جگہ آیا یہاں یہ دونوں حریف مقابلے کے لئے مستعد ہوئے اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔

مسلم بن عبیس نے اپنے میمنہ پر حجاج بن باب الحمیری کو اور میسرہ پر حادثہ

بن بدر التیمی ثم الغدانی کو متعین کیا تھا ابن الازرق نے اپنے میمنہ پر عبدہ بن ہلال الیشکری کو اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز التیمی کو مقرر کیا تھا دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور ایسا سخت رن پڑا کہ اس سے پہلے کبھی اوس کی نظیر نہیں ملتی نہایت خونریز جنگ کے بعد مسلم بن عبیس بصریوں کا سردار اور نافع بن الازرق خارجیوں کا سرگروہ دونوں کام آئے بصرے والوں نے حجاج بن باب الحمیری کو اور خارجیوں نے عبداللہ بن الماحوز کو اپنا اپنا امیر مقرر کیا اور پھر جنگ شروع ہوئی اس مرتبہ بھی نہایت شدید لڑائی ہوئی حجاج بن باب الحمیری اہل بصرہ کا امیر اور عبداللہ بن الماحوز خارجیوں کا سردار دونوں مارے گئے اس کے بعد اہل بصرہ نے ربیعۃ الاجذم التیمی کو اور خارجیوں نے عبداللہ بن الماحوز کو اپنا اپنا امیر بنا لیا اور پھر لڑائی شروع ہوئی شام تک اسی طرح دونوں حریف داد مردانگی دیتے رہے مگر اب دونوں جنگ سے تھک کر چور ہو گئے تھے اور بحس و حرکت ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کی امداد کے لئے ایک اور دستہ آ گیا جس نے اس لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا چونکہ یہ تازہ دم تھا اس لئے اس نے میدان مصاف میں آتے ہی عبدالقیس کی جانب سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا اور اب تمام اہل بصرہ کو شکست ہوئی ربیعۃ الاجذم ان کا سردار برابر لڑتا رہا اور مارا گیا اسکے بعد اہل بصرہ کے علم کو حارثہ بن بدر نے اوٹھا لیا اور لڑتا رہا مگر اس وقت تمام فوج شکست کھا کر میدان چھوڑ چکی تھی یہ چند غیور بہادروں کے ہمراہ اپنی فوج کے عقب کو بچانے کے لئے لڑتا رہا اور پھر سب کو لیکر اہواز میں کسی مقام پر فروکش ہوا جب اس واقعے کی اطلاع بصرے پہونچی تو لوگوں کو سخت خوف پیدا ہوا ابن الزبیر نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ القرشی کو ان خارجی فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا یہ بصرے آیا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کو معزول کر دیا اب خارجیوں نے بصرہ کا رخ کیا۔

تمام لوگ اسی پریشانی میں مبتلا تھے کہ مہلب بن ابی صفرہ عبداللہ بن الزبیر کی طرف سے اپنا خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لے کر آئے احنف نے حارث بن ابی ربیعۃ اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ خارجیوں کا کامیابی سے

مقابلہ مہلب کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا چنانچہ عمائدین کی ایک جماعت ان کے پاس آئی اور اس بارے میں اون سے گفتگو کی مگر مہلب نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرونگا میرے پاس امیر المومنین کا فرمان موجود ہے جس میں انھوں نے مجھے خراسان کا والی مقرر کیا ہے میں اون کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا ابن ابی ربیعۃ نے بھی انھیں بلا کر اسی معاملے میں گفتگو کی مگر مہلب نے اوس سے بھی انکار ہی کر دیا۔ اب ابن ابی ربیعۃ اور اہل بصرہ کی یہ رائے ہوئی کہ عبداللہ بن الزبیر کی جانب سے ایک خط مہلب کے نام لکھا جائے چنانچہ حسب ذیل خط اون کی طرف سے لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ بن الزبیر کی طرف سے مہلب بن ابی صفرہ کو لکھا جاتا ہے۔ السلام علیک خدائے واحد یکتا کی تعریف کے بعد میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ حارث بن عبداللہ نے مجھے لکھا ہے کہ گمراہ خارجیوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی فوج اور بہت سے سرداروں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب وہ بصرے کی جانب پیشقدمی کر رہے ہیں میں نے تمھیں خراسان بھیجا تھا اور خراسان کی ولایت کا فرمان بھی لکھکر تم کو دیدیا تھا مگر جب مجھے خارجیوں کی اس شورش کا علم ہوا تو اب میری رائے یہ ہے کہ تم ہی ان کا مقابلہ کرتے کیونکہ مجھے یہ امید ہے کہ تمھاری قیادت تمھارے اہالی شہر کے لیے بہت ہی مبارک و مسعود ہوگی اور نیز خراسان جانے کے مقابلے میں اس کارروائی کا اجر بھی تم کو زیادہ ملے گا پس بہتر یہ ہے کہ تم خارجیوں کے مقابلہ کو جاؤ ان سے لڑو اور اپنے شہر والوں کے حقوق کی مدافعت کرو اور جب تک ہمارا اقتدار ہے خراسان وغیرہ خراسان کسی جگہ کی ولایت بھی تمھارے ہاتھ سے نہیں جا سکتی والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

جب یہ خط مہلب کے حوالے کیا گیا انھوں نے کہا تا وقتیکہ اس کا تصفیہ نہ ہو جائے کہ جس جس چیز پر میں تسلط حاصل کروں وہ میری ہوگی اور بیت المال سے مجھے اپنے ساتھیوں کو قوی کرنے کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہوگا۔ مل سکے گا اور اس بات کا حق نہ دیا جائے کہ اشراف سرداروں اور شہسواروں میں سے

میں جیسے چاہوں اس مہم پر اپنے ساتھ لیجاؤں میں ہرگز اون کے مقابلے کے لئے نہ جاؤں گا اس پر تمام اہل بصرہ نے کہا ہمیں آپ کے یہ تمام شرائط منظور ہیں مہلب نے کہا فوج کی پانچوں جماعتوں کو میرے ماتحت کردو اور اس کے لئے اون کے نام باقاعدہ ہدایات لکھدی جائیں بصرے والوں نے اس تجویز پر عمل کیا مگر مالک بن مسمع اور بکر بن وائل کے بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور اسی وجہ سے مہلب کے دل میں اون کی جانب سے عداوت جاگزیں ہو گئی عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان اور بصرے کے اور عمایدین نے مہلب سے کہا کہ جبکہ اور تمام اہل بصرہ نے آپ کے شرائط تسلیم کر لئے ہیں تو اگر مالک بن مسمع یا اوس کے طرف داروں نے اس معاملے میں آپ کی مخالفت کی ہے تو اوس کی مخالفت سے کیا ہو سکتا ہے آپ اس بات سے بالکل قطع نظر کیجئے اپنے ارادے کو مصمم کر کے دشمن کی طرف پیشقدمی فرمائیں ۔

مہلب نے اس تجویز پر عمل کیا اور فوج کے پانچوں دستوں پر امیر مقرر کر دیئے اوس نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو بکر بن وائل کے دستے پر اور حریش بن ہلال السعدی کو بنی تمیم کے دستے پر امیر مقرر کیا ۔

خارجی عبیداللہ بن ماحوز کی قیادت میں بڑھتے ہوئے جسر اصغر (چھوٹے پل) تک پہونچے مہلب تمام عمائدین اور بہادروں کو لیکر اون کے مقابلے پر آئے اور انھیں اس پل سے مار بھگایا اہل بصرہ کی پہلی کارروائی ان کے مقابلے میں یہی تھی حالانکہ قریب تھا کہ وہ شہر میں در آتے ۔ خارجی اس پل سے ہٹ کر بڑے پل کی جانب چلے مگر اب مہلب نے بھی پوری ترتیب و تنظیم کے ساتھ رسالے اور پیدل سپاہ کو لیکر اودھر کا رخ کیا جب خارجیوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تو سائے کی طرح ساتھ ساتھ ہیں پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اودھر مہلب بھی اون کے قریب آ گئے تو وہ اس پل سے بھی ایک منزل آگے نکل گئے مگر مہلب اون کا تعاقب کرتے رہے جہاں وہ منزل کرتے یہ اون تک پہونچنے اور وہاں سے کوچ کر جانے پر انھیں مجبور کر دیتے ۔ اسی طرح ایک منزل سے دوسری اور دوسری سے تیسری منزل چھوڑنے پر انھیں مجبور کرتے رہے ۔

یہاں تک کہ خارجی اہواز کی ایک منزل پر پہونچے جس کا نام سلّی سلبری تھا اور یہاں اونھوں نے پڑاؤ کیا۔

جب حارثہ بن بدر الغدانی کو معلوم ہوا کہ خارجیوں سے جنگ کرنے کے لئے مہلب مقرر ہوئے ہیں اوس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کربنوا ودولبوا وحیث شئعتم فاذھبوا قلدامر المھلب (ترجمہ) چاہے کرنب چلو یا دولت اور جہاں چاہو چلو اب مہلب امیر بنائے گئے ہیں۔

یہ اپنے ساتھیوں کو لیکر بصرے روانہ ہوا مگر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ نے اسے مہلب کے پاس بھیجدیا۔

جب مہلب خارجیوں کے سامنے آئے اونھوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودلی اور دشمن کی نگرانی کے لئے چوکیاں بٹھادیں جاسوس مقرر کردیئے اور پہرے لگادیئے فوج ہر وقت جنگ کے لئے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے باقاعدہ پانچوں دستوں میں منقسم ہوکر آمادہ ومستعد تھی خندق کے دروازوں پر پہرہ دائم متعین تھے چنانچہ خارجی جب کبھی شب خوں مارنے کا ارادہ کرتے وہ اس کا کوئی موقع نہ پاتے اور واپس چلے جاتے اسی بنا پر آج تک جو جو ادن سے لڑچکا تھا ان میں سے مہلب سے زیادہ نہ کوئی ان کے لئے سخت ثابت ہوا تھا اور نہ خارجیوں کو کسی اور سے اتنی عداوت اور اس کے خلاف جوش نفرت تھا۔

ایک رات کو خارجیوں نے عُبیدہ بن ہلال اور زبیر بن الماحوز کو رسالے کے دو زبردست دستوں کے ہمراہ مہلب کی فوج پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ زبیر داہنی اور عبیدہ بائیں سمت سے اس پڑاؤ پر آئے تکبیر کہی اور دشمن کو للکارا مگر دیکھا کہ مہلب کی فوج ہر وقت آمادۂ پیکار ہے انھیں ان پر شب خون مارنے کا کوئی موقع نہ مل سکا اور خارجی بغیر کسی کارروائی کے واپس چلے گئے۔

جب وہ جانے لگے تو عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے انھیں للکارا اور یہ شعر پڑھا۔

وجدتمونا وقراً انجاداً　لا کشفاً خوداً ولا وغاداً

(ترجمہ) تم نے ہمیں مقابلے میں ثابت قدم اور بہادر پایا نہ کہ بزدل اور بھگوڑا۔

خبردار ہو ہیں جب للکارا جاتا ہے تو ہم مقابلے کے لئے بڑھ جاتے ہیں دوزخیو کل صبح تم دوزخ میں جاؤ گے وہی تمہاری جائے قرار ہے۔

خارجیوں نے جواب دیا اے فاسق آگ تیرے اور تجھ ایسے لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے اور وہ کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اور تو بھی کفار میں سے ہے۔

ابن ظبیان نے کہا سن لو کہ اگر تم جنت میں داخل ہوئے تو وہ تمام مجوسی بھی جو سفوان سے لیکر خراسان کی انتہائی سرحد تک آباد ہیں جو اپنی ماں بیٹوں اور بہنوں سے تمتع کرتے ہیں وہ بھی ضرور جنت میں جائینگے اور اگر ایسا ہو تو میرے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔

خارجی نے کہا اے فاسق تو پرہیزگار مسلمان کا دشمن اور شیطان مردود کا قائم مقام ہے اب اور لوگوں نے ابن ظبیان سے کہا اللہ تیرا بھلا کرے تو نے اس فاسق کو بہت صحیح جواب دیا۔ صبح کو مہلب نے اپنی فوج کو پوری جنگی ترتیب کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر کھڑا کیا۔ ازد اور تمیم مہلب کے میمنے پر بکر بن وائل اور عبد القیس میسرے پر اور اہل العالیہ قلب میں متعین تھے خارجی بھی اس ترتیب سے انکے مقابل ہوئے کہ عبیدہ بن ہلال الیشکری میمنے پر اور زبیر بن الماحوز میسرے پر تھا اہل بصرہ کے مقابلے میں خارجیوں کے پاس نہایت عمدہ اور کثرت سے اسلحہ اور گھوڑے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے کرمان سے اہواز تک تمام علاقہ پر پورا تسلط کر لیا تھا۔

خارجی ایسے خود پہنے تھے کہ جس کی لڑیاں سینوں پر پڑی ہوئی تھیں اور زرہ پوش بھی تھے اس کے علاوہ فولادی کڑیوں کی چادریں اون کے کمر کے پٹکے سے تلایوں کے ذریعے سے پیوستہ تھیں جو زمین پر کھچی کھچی پھرتی تھیں۔

اب دونوں گتھ گئے اور تمام دن دونوں حریفوں نے پوری ثابت قدمی اور شجاعت سے خوب ہی داد مردانگی دی جس سے سخت رن پڑا پھر خارجیوں نے اپنی پوری قوت سے مسلمانوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے ایسے بے اوسان ہو کر بھاگے کہ ماں نے اپنے بچہ کی خبر نہ لی اس شکست کی خبر بصرے بھی پہونچ گئی جس سے انھیں اپنے لونڈی غلام بنائے جانے کا خوف پیدا ہو گیا مگر مہلب نے بھی انکی

پیشقدمی کو روکنے میں کوئی تاخیر نہ کی اور وہ ان سے پہلے ایک ایسے بلند مقام پر پہونچ گئے جو مفرور سپاہ کے بھاگنے کے راستوں کے ایک پہلو میں واقع تھا۔

اس بلند مقام پر چڑھکر انھوں نے اپنی فوج کو للکارا اور اپنی جانب بلایا ان کی فوج کی ایک جماعت اون کے پاس پلٹ آئی۔ اسی طرح عمان کا دستہ بھی اون کے پاس ٹھہر گیا اور اب تقریباً تین ہزار فوج ان کے پاس آگئی۔ اس تعداد کو دیکھکر انھیں اطمینان ہوا انھوں نے حمد و ثنا کے بعد کہا بسا اوقات ایک جماعت کثیر کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہو جاتا ہے اور وہ مغلوب ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اللہ ایک چھوٹی جماعت پر اپنی امداد نازل فرماتا ہے اور وہ غالب آجاتی ہے اس کے علاوہ اس وقت یوں بھی تمھاری تعداد تھوڑی نہیں ہے بلکہ میرے خیال میں بالکل کافی ہے اور آپ لوگ تو اپنے شہر کے مشہور بہادر اور ثابت قدم لڑنے والے ہیں میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جنھوں نے راہ فرار اختیار کی ہے وہ آپ لوگوں میں شامل ہوں کیونکہ اون کی شرکت صرف ضعف ہی کا باعث ہوگی۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ میں سے ہر شخص دس دس پتھر اپنے ساتھ لے لے اور پھر ہم سب خارجیوں کے پڑاؤ پر حملہ کریں کیونکہ اس وقت وہ اپنے پڑاؤ میں بالکل بے خطر بیٹھے ہوں گے اون کا رسالہ بھی ہمارے بھائیوں کے تعاقب میں جا چکا ہے اس لئے مجھے امید یہ ہے کہ اون کے رسالے کی واپسی سے پیشتر ہی ہم اون کے پڑاؤ کو تباہ و برباد کر کے لوٹ لینگے اور اون کے امیر کو قتل کر دینگے۔ سب نے اون کی تجویز کو پسند کیا اب مہلب اپنی جماعت کو لیکر خارجیو نکے پڑاؤ پر لوٹ پڑے اور جب تک خارجیوں کو کچھ بھی خبر ہو مہلب اور اون کی جماعت نے ان کے پڑاؤ کی ایک سمت ان پر تلواروں سے ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اب یہ لڑتے لڑتے عبید اللہ بن الماحوز اور اس کی فوج کے سامنے آئے جو پوری طرح مسلح تھی حالت یہ تھی کہ مہلب کی فوج والے خارجی کا مقابلہ کرنے سے پہلے اوس کے منہ پر پتھر مار مار کر اوسے بدحواس کر دیتے اور پھر نیزے یا تلوار سے اوس کا کام تمام کر دیتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر کے مقابلے کے بعد عبید اللہ بن الماحوز مارا گیا نیز اوس کے

بڑے بڑے سرداروں کو بھی زخمی کر دیا گیا مہلب نے خارجیوں کے پڑاؤ اور جو کچھ وہاں تھا اوس پر قبضہ کر لیا اور وہ بری طرح قتل کر دیئے گئے اب وہ خارجی جو بصرے والوں کے تعاقب میں گئے تھے واپس آئے مگر مہلب نے پہلے ہی سے ان کے مقابلے کے لئے اون کے واپسی کے راستوں پر سوار اور پیدل مقرر کر دیئے تھے خارجیوں میں سے جو ان کے ہاتھ پڑتا اوسے یہ قتل کر دیتے بقیۃ السیف نے نہایت بری حالت میں کرمان اور اصفہان کی راہ لی اور مہلب نے اہواز ہی میں قیام کر دیا۔

اسی جنگ کے متعلق صلتان العبدی نے یہ شعر کہا!

بسلی وسلبری مصارع فتیۃ کرام وقتلی لم توسد خدودھا

(ترجمہ) مقام سلی اور سلبری اون شریف بہادروں اور مقتولین کا مقتل عام ہے جن کے گالوں کے لئے تکیے نہیں رکھے گئے۔

واپسی میں خارجیوں کی ایسی بری حالت تھی کہ پانچ پانچ اور چھ چھ الاؤ کے لوگ ایک ہی الاؤ پر جمع ہوتے تھے اس کی وجہ کچھ تو بے سروسامانی تھی اور کچھ قلت تعداد جو جنگ کے بعد اون میں نمایاں تھی پھر بحرین سے سامان خوراک ولباس اونہیں پہونچا اور اب وہ کرمان اور اصفہان کی جانب چلدیئے۔

مہلب نے اہواز ہی میں قیام کیا اور مصعب کے بصرے آنے اور حارث بن عبیداللہ بن ربیعہ کے بصرے کی ولایت سے معزول ہونے تک یہیں مقیم رہے۔

خارجیوں پر فتح پانے کے بعد مہلب نے یہ خط حارث کو لکھا۔ حمد وثنا کے بعد اوس خدا کا شکر ہے کہ جس نے امیرالمومنین کو فتح دی فاسقین کو ہزیمت دی اون پر اپنا قہر نازل کیا اونھیں بری طرح قتل کیا اور اونھیں تتر بتر کر دیا میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ اہواز کے علاقے میں بمقام سلی وسلبری ہمارا خارجیوں سے مقابلہ ہوا ہم نے اون پر حملہ کیا اون سے لڑے دن کے بیشتر حصے میں اون سے نہایت شدید جنگ ہوئی پھر خارجیوں کے دستوں نے یکجا ہو کر مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کیا اور اونھیں شکست دی مسلمانوں میں ایسی بھاگڑ مچ گئی کہ

مجھے خوف ہوا کہ مبادا یہ ہمارے لئے ہزیمت کا باعث ہو اس خطرے کو محسوس کرتے ہی میں ایک بلند مقام پر چڑھ گیا وہاں میں نے اپنے قبیلے کو خاصکر اور عامہ مسلمین کو عموماً اپنے پاس بلانے کے لئے للکارا۔ میری اس دعوت پر مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ جس نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں اوس کی خوشنودی کے حصول کے لئے فروخت کردی تھیں جس میں نہایت ہی ثابت قدم صابر اور سچے لوگ تھے میرے پاس جمع ہو گیا۔ میں اسی جماعت کو لیکر دشمن کے عسکر پر جہاں اون کے کچھ لوگ اون کا سردار اور مذکور جائے بازگشت تھی پلٹا ہمارے بہادروں نے دشمن کے پڑاؤ کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع ہوئی ہم نے پہلے تیر اندازی کی پھر نیزہ بازی تھوڑی دیر اسی طرح لڑنے کے بعد حریفوں کی نوبت تلوار پر آگئی کچھ دیر دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر بہادری سے بڑھ کر وار کئے مگر پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی خارجی بری طرح مارے گئے پھر میں نے ان کی منتشر شدہ جماعتوں کے لیئے رسالے متعین کر دیئے جو دیہات میں راستوں میں اور گڑھوں میں سے چن چن کر قتل کر دیئے گئے والحمد اللہ رب العالمین وسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

جب یہ خط حارث بن عبید اللہ بن ابی ربیعہ کے پاس پہونچا اوس نے اسے ابن الزبیر کے پاس بھیجدیا جو مکے کے سب لوگوں کے سامنے پڑھا گیا۔

حارث نے یہ خط مہلب کو لکھا

مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اوس نصرت کا ذکر کیا ہے جو اللہ نے تمہیں دی اور جس کی بدولت مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اے برادر ازدتم کو یہ فتح عزت دنیا اور ثواب آخرت کے ساتھ مبارک ہو والسلام۔

مہلب اس خط کو پڑھ کر ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ صرف مجھے برادر ازدی کے نام سے جانتا ہے بے شک اہل مکہ اعرابی ہی ہیں۔

نوجوان ابو علقمۃ الیحمدی اس جنگ میں جس دلیری اور جرات سے لڑا ایسا کوئی اور بہادر نہ لڑ سکا۔ یہ ازدا ور یحمد کے شہسواروں میں بآتا اور پکارتا کہ اپنی یہ گھنی زلفیں مجھے عاریت دیدو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے کچھ جوانمرد جوابی حملہ کرتے

اور دشمن سے لڑکر ہنستے ہوئے اوس کی طرف واپس آتے تو کہتے آ ئے ابو علقمہ ؟ ڈیگیں ہستعار دی جاتی ہیں ' جب مہلب کو فتح ہوئی اوران کی شجاعت اور حسن کارگزاری اونھوں نے دیکھی تو ایک لاکھ درہم دیئے ۔

بیان کیا گیا ہے کہ مہلب سے پہلے اہل بصرہ نے احنف سے کہا تھا کہ آپ ہمیں لیکر خارجیوں کا مقابلہ کیجئے مگر اونھوں نے مہلب کا نام تجویز کیا اور کہا کہ اس کام کے لئے وہ مجھ سے زیادہ اہل ہیں اور جب مہلب نے اون کی درخواست قبول کی تو یہ شرط کی کہ اس جنگ میں وہ جس علاقے پر قبضہ کریں گے وہ تین سال تک انھیں اوران کے ساتھیوں کو دیدیا جائے گا اور جو لوگ اون کے ساتھ اس جنگ میں شرکت نہ کریں گے انھیں اس علاقے کی آمدنی سے کوئی فائدہ نہ پہونچ سکے گا اہل بصرہ نے یہ شرط مان لی اوراس کے لئے باقاعدہ تحریر دیدی پھراس تحریر کو وہ ابن الزبیر کے پاس منظوری کے لیے لے گئے جسے اونھوں نے بھی منظور کرلیا اور اوسے مہلب کے لئے نافذ بھی کردیا ۔

جب مہلب کی شرط مان لی گئی اونھوں نے اپنے بیٹے حبیب کو چھ سو شہسواروں کے ہمراہ عمر والقنا کی سمت بھیجا جہاں وہ چھوٹے پل کے پیچھے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا مہلب کے حکم سے چھوٹا پل باندھا گیا حبیب نے دریا کو اس پل سے عبور کرکے عمرو اوراوسکے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انھیں دونوں پلوں کے درمیان سے ہٹادیا یہ شکست کھاکر فرات کی سمت سے پسپا ہوئے ۔

مہلب نے اپنی قوم والوں کو جو اوس کے ساتھ رہ گئے تھے اور جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اور دوسری تمام فوجوں میں سے جو صرف ستر آدمی اوسکے ہمراہ رہ گئے تھے اونھیں کوچ کے لئے تیار کیا اور آگے بڑھ کر بڑے پل پر ٹھہر گیا اون کے سامنے ہی عمرو چھ سو خارجیوں کے ہمراہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا ۔

مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ کو رسالے اور پیدل کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے بھیجا پیدل سپاہ نے تیروں کی اون پر ایسی بوچھار کی کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اب رسالے نے ان کا تعاقب شروع کیا مہلب کے حکم سے یہاں بھی پل بنایا گیا انھوں نے اپنی تمام فوج کے ساتھ اوسے عبور کیا

عمر والقنا اور اوس کی تمام فوج ابن الماحوز سے جا ملی جو اوس وقت مفتح میں مقیم تھا اور اس سے اپنی ساری سرگزشت بیان کی اب یہ سب کے سب یہاں سے چل دیئے اور اہواز سے آٹھ فرسنگ کے فاصلے پر پہونچ کر انھوں نے قیام کیا۔

اس سال کی بقیہ مدت میں مہلب وہیں قیام پذیر رہے اونھوں نے دجلہ کے پرگنے کا خراج وصول کیا اور اوس سے اپنی فوج کو تنخواہیں دیں۔

جب اہل بصرہ کو مہلب کی اس کامیابی کا علم ہوا اونھوں نے اون کی امداد کے لئے مزید فوج بھیجدی جو مہلب کے پاس آگئی۔ مہلب نے اون کے نام سیاہے میں درج کرکے اون کی معاشیں دیدیں اس طرح اب اون کے پاس تیس ہزار فوج ہوگئی۔

اس بیان کے مطابق یہ معرکہ جس میں خارجیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ بصرے اور اہواز کی سمت چھوڑ کر اصبہان اور کرمان چلے گئے ۶۶ھ ہجری میں واقع ہوا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب خارجیوں نے اہواز سے کوچ کیا ہے اون کی تعداد تین ہزار تھی اور سلی سلبری میں مہلب سے ان کی جو لڑائی ہوئی تھی اوس میں سات ہزار خارجی کام آچکے تھے۔

اس سنہ میں مروان نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے محمدؒ کو مصر بھیجنے سے پہلے جزیرے بھیجا اس سنہ میں حضرت عبداللہؓ بن الزبیر نے عبداللہ بن یزید کو کوفے کی ولایت سے برطرف کرکے اون کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو مقرر کیا نیز عبیدہ بن زبیر اپنے بھائی کو مدینے کی ولایت سے برطرف کرکے اوس کی جگہ اپنے دوسرے بھائی مصعب بن الزبیر کو مامور کیا۔

عبیدہ کے عزل کی وجہ واقدی نے یہ بیان کی ہے کہ اس نے اپنے کسی خطبے میں کہا تھا "تمھیں معلوم ہے کہ اونٹنی کے معاملے میں جس کی قیمت پانسو درہم تھی اس قوم کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا" اس جملے سے اوس کا نام مقوم الناقہ (اونٹنی کی قیمت لگانے والا) پڑ گیا جب ابن الزبیرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی اونھوں نے

کہا یہ تکلف وتصنع ہے۔

اسی سال عبداللہ بن الزبیرؓ نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور مقام حجر کو اوس میں داخل کردیا زیاد بن جبیل کہتے ہیں کہ مکے پر متصرف ہونے کے بعد میں نے عبداللہؓ بن الزبیرؓ کو یہ کہتے سنا کہ مجھ سے میری ماں اسما بنت ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر تمھاری قوم کفر سے قریب العہد نہ ہوتی تو میں کعبے کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر دوبارہ بناتا اور حجر کو کعبے میں داخل کرتا۔ چنانچہ عبداللہ بن الزبیر کے حکم سے بنیاد کھودی گئی اور اونٹ کے برابر پتھر کی سلیں دستیاب ہوئیں اون میں سے ایک سل کو سرکایا گیا اوس کے ساتھ بجلی کوندگئی اون کے حکم سے وہ پتھر اوسی جگہ پر رکھ دیا گیا اوسی پر اونھوں نے کعبے کی تعمیر کی اور اوسکے دو دروازے ایک اندر جانے کے لئے اور ایک باہر آنے کے لئے قائم کئے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر کی امارت میں اسی سال حج ہوا اون کے بھائی مصعب مدینے کے والی تھے اس سنہ کے آخری حصے میں عبداللہ بن مطیع کوفے کا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی بصرے کا والی تھا انھیں کو قباع کہا جاتا تھا ہشام بن ہبیرہ بصرے کے قاضی تھے اور عبداللہ بن خازم خراسان کا والی تھا۔

اسی سال ان بنی تمیم نے جو خراسان میں تھے عبداللہ بن خازم کی مخالفت شروع کی اور ان میں جنگ تک نوبت پہونچی۔

"بنی تمیم کی عبداللہ بن خازم سے سرکشی وجنگ"

خراسان کے تمیمیوں نے بنی ربیعہ اور اوس بن ثعلبہ کے مقابلے میں عبداللہ بن خازم کی امداد کی اور اسی وجہ سے اس نے اپنے معاندین کو قتل کیا اور ان پر فتح پائی جب خراسان میں عبداللہ بن خازم کا کوئی مخالف نہ رہا تو اوس نے بنی تمیم کے ساتھ ظلم وزیادتی کی اس نے ہرات کو اپنے بیٹے محمدؐ کے ماتحت کردیا بکیر بن وشاح کو اوس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا نیز شماس بن دثار العطاردی کو اوس کا مددگار بنایا۔ محمدؐ کی ماں صفیہ بنی تمیم میں سے تھی۔

جب ابن خازم نے بنی تمیم پر ظلم و زیادتی شروع کی یہ محمد کے پاس ہرات آئے ابن خازم نے بکیر و شماس کو لکھا کہ بنی تمیم کو ہرات میں نہ آنے دیں شماس نے تو اس حکم کی بجاآوری سے انکار کر دیا اور خود ہرات چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لیا البتہ بکیر نے انھیں ہرات میں نہ آنے دیا۔

جب بکیر نے انھیں ہرات نہ آنے دیا تو وہ اوس کے علاقے میں قیام پذیر ہو گئے مگر شماس ان کے پاس آ گیا۔ بکیر نے شماس سے کہلا بھیجا کہ میں تم کو تیس ہزار درہم دیتا ہوں اور ہر تمیمی کو ایک ایک ہزار دونگا بشرطیکہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔ بنی تمیم نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور اب زبردستی شہر میں داخل ہو گئے اور محمد بن عبداللہ بن خازم کو قتل کر دیا۔

اس کے قتل کے متعلق یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ اس نے بنی تمیم کو شہر میں آنے سے روک دیا اور خود ایک دن باہر شکار کے لئے گیا بنی تمیم اوس کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے انھیں نے اسے گرفتار کر کے بے دست و پا کر دیا اور خود ساری رات شراب پیتے رہے ان میں سے جب کسی کو پیشاب معلوم ہوتا وہ محمد پر جاکر پیشاب کرتا اس پر شماس نے ان سے کہا کہ جب تم نے اوس کی یہ حالت کر دی ہے تو اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اسے اپنے ان دو تمیمیوں کے عوض میں جنھیں اس نے کوڑوں سے ہلاک کیا ہے قتل کر ڈالو۔

اس واقعے سے پہلے یہ ہو چکا تھا کہ محمد نے بنی تمیم کے دو شخصوں کو پکڑا اور ان کے اتنے کوڑے مارے کہ وہ مر گئے۔

ایک ایسا شخص جو واقعے میں شریک تھا بیان کرتا ہے جب بنی تمیم نے محمد کو قتل کرنا چاہا تو جیہان بن مشجعۃ الضبی نے انھیں منع کیا اور اسے بچانے کے لئے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا بعد میں اسی احسان کے عوض میں ابن خازم نے واقعہ فرتنا میں اسے قتل نہیں کیا بلکہ اس کی جان بخشی کی بنی مالک بن سعد کے دو شخصوں عجلہ اور کسیب نے محمد بن خازم کو قتل کیا جب ابن خازم کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ کسیب نے اپنی قوم کے لئے بہت برا کسب کیا اور عجلہ اپنی قوم کے لئے جلد مصیبت لے آیا۔

محمد کو قتل کر کے بنی تمیم نے مرو کا رخ کیا بکیر بن وشاح نے اس کا تعاقب کیا اور بنی عطارد کے ایک شخص شمیخ کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

جب شماس وغیرہ مرو آئے تو انھوں نے بنی سعد سے کہا کہ ہم نے محمد کو قتل کر کے تمہارا بدلا لیا ہے (اس سے مراد حبشی کا بدلا تھا جو مرو میں مارا گیا تھا) اس بات پر یہ سب کے سب ابن خازم سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے اور سب نے حریش بن ہلال القریعی کو اپنا امیر مقرر کیا۔

بنی تمیم میں سے بیشتر ابن خازم سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے حریش کے ہمراہ بعض ایسے بہادر بھی تھے جن کی نظیر نہ تھی ان میں سے ہر ایک فرد فوج کے ایک ایک دستے کے برابر تھا اس میں شماس بن دثار، بکیر بن ورقا الصریمی شعبہ بن ظہیر النہشلی ورد بن الفلق العنبری حجاج بن ناشب العدوی (جو بہترین قادر انداز تھا) اور عاصم بن حبیب العدوی شامل تھے حریش بن ہلال دو سال تک ابن خازم سے برسرپیکار رہا۔

جب جنگ نے اس قدر طول کھینچا اور فریقین کو نقصانات برداشت کرنا پڑے تو وہ بھی لڑائی سے تنگ آ گئے آخر کار حریش میدان میں نکلا اس نے ابن خازم کو آواز دی اور کہا کہ ہمارے درمیان اس طویل مدت سے جنگ ہو رہی ہے تم کیوں اپنی اور میری قوم کو تباہ کرتے ہو آؤ ہم تم نبٹ لیں جو دوسرے کو قتل کر دیگا وہی اس ملک کا امیر بن جائے۔

ابن خازم نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور اب دونوں ایک دوسرے پر سانڈوں کی طرح حملہ کرنے لگے کچھ دیر تک اسی طرح مقابلہ رہا اور کوئی ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکا ابن خازم ذرا غافل ہوا حریش نے اس کے سر پر تلوار ماری اس کے سر کی کھال منہ پر آ پڑی حریش کی رکاب لوٹ گئی اور تلوار اچٹ گئی۔

ابن خازم اپنے گھوڑے کی گردن سے چمٹا ہوا اپنی فوج میں واپس آ گیا اس کے سر پر زخم آ گیا تھا دوسرے دن صبح پھر دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہوئی مگر اب ابن خازم کے زخمی ہونے کی وجہ سے دونوں فریق چند روز تک جنگ سے باز رہے اور تنگ آ کر منتشر ہو گئے ان کی تین جماعتیں ہو گئیں بکیر بن ورقاء

ایک جماعت کے ساتھ ابرشہر چلا گیا۔ شماس بن دثار العطاردی نے دوسری سمت اختیار کی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ سیستان چلا گیا عثمان بن بشیر بن المحتفز قرتنا آیا اور وہاں ایک قلعے میں فروکش ہو گیا خود حریش نے مرو الروز کی سمت اختیار کی ابن خازم نے اوس کا تعاقب کیا اور مرو الروز کے ایک گاؤں میں جس کا نام الملحمہ یا قصر الملحمہ تھا اسے آلیا حریش بن ہلال کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی اس کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے تھے یہ مختصری جماعت ایک ویرانے میں قیام پذیر تھی حریش نے وہاں ایک نیزہ اور ڈھال جو اس کے پاس تھی نصب کر دی تھی جب ابن خازم اس کے پاس پہنچا حریش اپنی جماعت کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلا ابن خازم کے ہمراہ اسکا ایک بڑا دلاور غلام بھی تھا اس نے حریش پر تلوار کی ضرب لگائی مگر اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا اس پر بنی ضبہ کے ایک شخص نے حریش کو اس کی جانب متوجہ کیا اوس نے کہا کہ یہ پوری طرح مسلح ہے میری تلوار اس کی زرہ پر کچھ اثر نہیں کر سکتی البتہ ایک موٹا ڈنڈا میرے لئے لاؤ اوس سے اس کی خبر لونگا چنانچہ عناب کے درخت سے ایک موٹا ڈنڈا کاٹ کر حریش کو دیا گیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے یہ ڈنڈا اوس شخص کو قلعے میں ملگیا وہ اوس نے حریش کو دیدیا۔ اب حریش نے اس ڈنڈے سے ابن خازم کے غلام پر حملہ کیا اور ایک ہی ضرب میں اوس کا کام تمام کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر وہ ابن خازم کی طرف آیا اور اس سے کہا کہ اب تم کو ہمسے کیا سروکار رہا میں نے تمام علاقے کو تمھارے لئے چھوڑ دیا ہے ابن خازم نے کہا تم پھر واپس آؤ گے حریش نے کہا میں اب نہیں آؤں گا اس وعدے پر ابن خازم نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ خراسان چھوڑ کر چلا جائے اور پھر کبھی اسکے مقابلے پر نہ آئے نیز ابن خازم نے حریش کو چالیس ہزار درہم بھی دیئے۔

حریش نے قلعے کا دروازہ ابن خازم کے لئے کھولدیا ابن خازم قلعہ میں آکر اس سے ملا اوسے صلہ دیا اس کا قرض ادا کرنے کا بار اپنے سر لیا اور دیر تک دونوں باتیں کرتے رہے اثنائے ملاقات میں ابن خازم کے سر کے زخم پر جو روئی کا پھایا چپکا ہوا تھا ہوا سے اڑ گیا حریش نے اوٹھ کر اوسے اوٹھا لیا اور اپنے ہی ہاتھ سے اوسے پھر زخم پر رکھدیا۔ ابن خازم کہنے لگا اے

ابو قدامہ آج تمہارا چھونا مجھے کل کے تمہارے چھونے سے بہت نرم معلوم ہوا
حریش نے کہا میں اللہ سے اور تم سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور اگر میری رکاب
نہ ٹوٹ جاتی تو تلوار تمہارے دانتوں تک اترتی ابن خازم یہ سنکر ہنسا اور واپس
چلا گیا اس واقعے سے بنی تمیم کی جماعت پراگندہ ہوگئی اور ان میں کوئی اتحاد باقی نہ رہا۔
اشعث بن ذویب زہیر بن ذویب العدوی کا بھائی اسی جنگ میں مارا
گیا ابھی اوس میں جان باقی تھی کہ زہیر نے اوس سے اوس کے قاتل کو دریافت
کیا اوس نے کہا مجھے اوس کا نام معلوم نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ وہ ایک زرد ترکی
گھوڑے پر سوار تھا زہیر نے جس کسی سوار کو زرد ترکی گھوڑے پر دیکھا اوس پر
حملہ کیا اون میں سے بعض لوگوں کو قتل کردیا اور بعضوں نے بھاگ کر جان بچائی
اوس کے خوف سے تمام اون لوگوں نے جن کے پاس زرد رنگ کا گھوڑا تھا
اوس پر سواری ترک کردی اور اس وجہ سے اس رنگ کے گھوڑے پڑاؤ
میں کوتل پھر رہے تھے۔

سنہ ۶۶ ہجری شروع ہوا

اس سنہ میں مختار بن ابی عبید نے حضرت حسین کے خون کا بدلہ لینے
کے لیئے کوفے میں خروج کیا اور ابن الزبیرؓ کے عامل عبداللہ بن مطیع العدوی
کو کوفے سے نکال باہر کیا۔

کوفے میں مختار کا خروج اور شیعوں کو اس کی دعوت

جب سلیمان بن صرد کے ہمراہی کوفے میں آئے تو مختار نے انھیں یہ خط لکھا
اما بعد۔ چونکہ تم نے ظالموں سے علحدگی اختیار کی اور اون سے جہاد کیا اس
لیئے اللہ تم کو اس کا بڑا اجر دے گا اور گناہوں کے بوجھ کو اوتار لے گا اگر تم نے
اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا کسی گھاٹی پر چڑھے یا کوئی قدم اوٹھایا اوس کے
عوض میں اللہ نے تمہارا ایک درجہ آخرت میں بڑھا دیا اور اوس کے صلے میں
ایسی نیکیاں تمہارے نام لکھیں کہ اون کا شمار صرف خدا ہی کرسکتا ہے اگر میں

خروج کر کے تمھارے پاس آؤں تو اللہ کی عنایت سے پھر ہر سمت سے تمھارے دشمنوں کے لئے تلوار نیام سے باہر نکالوں گا اور پھر ان کے پرخچے اوڑا دوں گا جو تم سے قریب ہوں اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوں اللہ انھیں اپنے سے نزدیک کرے اور جو اس کے قبول کرنے سے انکار کریں انھیں اللہ دور کردے اے اہل ہدایت تم پر سلام ہو"۔

سبحان بن عمرو جو عبد القیس کے خاندان بنی لیث سے تھا اس خط کو اپنی ٹوپی کی اندرونی استر اور ابرے کے درمیان چھپا کر رفاعہ بن شداد مثنیٰ بن مخربہ العبدی سعد بن حذیفہ بن الیمان، یزید بن انس۔ احمر بن شمیط الاحمسی، عبداللہ بن شداد البجلی اور عبداللہ بن کامل کے پاس لایا اور ان سب کو یہ خط پڑھ کر سنایا۔

اس جماعت نے ابن کامل کو اپنا قائم مقام بناکر مختار کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں جس طرح آپ چاہیں ہم سے کام لیں اگر آپ کی رائے ہو تو ہم آکر آپ کو قید سے نکال لائیں۔

کامل قید میں آکر مختار سے ملا جو پیام لایا تھا وہ اس نے سنا دیا شیعوں کے اس ارادے سے مختار بہت خوش ہوا اور انھیں کہلا بھیجا کہ وہ لوگ مجھے چھڑانے نہ آئیں بلکہ میں خود ہی صبح وشام یہاں سے نکل آؤنگا۔

مختار نے زربی نام غلام کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس یہ خط دے کر بھیجا تھا۔

"اما بعد مجھے بلا وجہ قید کر دیا گیا ہے والیوں نے جھوٹے الزام مجھ پر لگائے ہیں آپ مہربانی فرماکر ان دونوں ظالموں کے نام میری سفارش کا ایک خط لکھ دیں ممکن ہے کہ اللہ آپ کی برکت سے ان کے پنجے سے مجھے رہائی دے والسلام علیک۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دونوں کے نام یہ خط لکھا

اما بعد تم کو معلوم ہے کہ مختار بن ابی عبید میرے سسرالی رشتہ دار ہیں اور میرے تم دونوں سے جو دوستانہ مراسم ہیں ان سے بھی تم واقف ہو اسی لئے

میں تم کو اپنی اس دوستی کے حق کی قسم دیکر لکھتا ہوں کہ میرے اس خط کو دیکھتے ہی تم مختار کو چھوڑ دو والسلام علیکما ورحمۃ اللہ۔

جب عبیداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمدؐ بن طلحہ کے پاس حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ خط پہونچا انھوں نے مختار سے کہا کہ تم اپنے ضامن پیش کرو اوسکے بہت سے طرفدار اس غرض سے اوس کے پاس آئے یزید بن الحارث بن یزید بن ردیم نے عبداللہ بن یزید سے کہا کہ ان سب کی ضمانت سے کیا فائدہ ان میں سے جو دس مشہور اشخاص ہوں صرف اون کی ضمانت لے لو عبداللہ بن یزید نے اسی تجویز پر عمل کیا اور جب ان سے ضمانت لے لی تو عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمدؐ بن طلحہ نے مختار کو بلایا اور اوس سے کہا خدا کے سامنے یہ قسم کھاؤ کہ جب تک ہم دونوں برسر اقتدار ہیں تم ہمارے خلاف کوئی سازش یا بغاوت نہ کروگے اگر تم اس عہد کی خلاف ورزی کروگے تو تم کو ایک ہزار جانور کفارۂ یمین کے لئے کعبے کے دروازے پر ذبح کرنے پڑیں گے اور تمہارے تمام لونڈی غلام آزاد ہو جائینگے۔

مختار نے یہ قسم کھائی۔ اوس کو رہائی مل گئی اور وہ اپنے گھر آگیا اس کے بعد ایک صاحب نے مختار کو یہ کہتے سنا کہ یہ لوگ کس قدر احمق ہیں سمجھتے ہیں کہ میں نے اون سے حلف کیا ہے اوسے میں پورا کروں گا اگرچہ میں نے اون کے لئے خدا کی قسم کھائی ہے مگر مناسب یہ ہے کہ میں دیکھوں کہ جس بات کے لئے میں نے قسم کھائی وہ میرے لئے بہتر ہے یا اس کی خلاف ورزی اور ان میں سے جو میرے لئے بہتر ہوگی وہی میں کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ کردوں گا اب میرے اون کے خلاف خروج کرنا خروج نہ کرنے سے بہتر ہے اسی لئے میں ضرور خروج کروں گا اپنی قسم کا کفّارہ کروں گا ہزار جانوروں کا ذبح کرنا میرے لئے بالکل سہل ہے ایک ہزار جانوروں کی قیمت بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں جو مجھے پریشان کردے اب رہا غلاموں کا آزاد کرنا تو میں خود ہی چاہتا ہوں کہ اگر مجھے میرے اس ارادے میں کامیابی ہو جائے تو میں کبھی کسی کو اپنا غلام نہ بناؤں۔

قید سے رہائی کے بعد جب مختار نے اپنے مکان میں سکونت اختیار کی تو شیعہ اس کے پاس آئے اور سب نے اس کو اپنا امیر بنالیا جس وقت وہ قید تھا اسوقت بھی یہ پانچ آدمی اس کے لئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے سائب بن مالک الاشعری یزید بن انس احمر بن شمیط رفاعہ بن شداد الفتیانی اور عبد اللہ بن شداد الجشمی روز بروز اس کے طرفداروں میں اضافہ اور اسکی تحریک کو قوت پہونچتی رہی۔

اس اثنا میں ابن الزبیر نے عبد اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد طلحہ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہہ عبد اللہ بن مطیع کو کوفے بھیجدیا ابن الزبیر نے بنی عدی بن کعب کے عبد اللہ بن مطیع کو بلا کر کوفے کا والی مقرر کیا اور حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا والی مقرر کر کے بصرے بھیجا۔

ان کے تقرر کی اطلاع بحیر بن ریسان الحمیری کو ملی وہ ان سے ملنے آیا اور کہا کہ آج چاند رات مقام ناطح میں ہے آج تم دونوں سفر نہ کرنا۔ ابن ربی ربیعہ نے اون کا کہا مانا اور اوس روز نہ روانہ ہوا بلکہ چند روز ٹھہر گیا اور پھر اپنے مستقر روانہ ہوا اور محفوظ رہا مگر عبد اللہ بن مطیع نے اوس سے کہا اگر چاند مقام ناطح میں ہے تو ہوا کرے ہم بھی تو سینگوں سے لڑنا ہی چاہتے ہیں اور واقعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ لڑائی ہوئی اور اوس میں عبد اللہ بن مطیع کو ذلت اوٹھانا پڑی۔

جب عبد الملک بن مروان کو معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے جدید عمال مقرر کیے ہیں اس نے دریافت کیا کہ بصرے پر کسے مقرر کیا ہے لوگوں نے کہا حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو عبد الملک نے کہا وادی عوف میں کوئی شریف آدمی نہیں ہے اس نے ایک عوفی کو بصرے پر مقرر کیا ہے یہ کہکر عبد الملک بیٹھ گیا اور پوچھا کہ کوفے پر کسے مقرر کیا ہے بیان کیا گیا کہ عبد اللہ بن مطیع کو عبد الملک نے کہا کہ یہ محتاط آدمی ہے مگر بسا اوقات احتیاط ترک کر دیتا ہے بہادر ہے مگر بھاگنے کو برا بھی نہیں سمجھتا۔ پھر پوچھا مدینے پر کسے مقرر کیا معلوم ہوا کہ اپنے بھائی مصعب کو عبد الملک نے کہا بے شک یہ بہادر شیر ہے اور ان کے گھر کا آدمی ہے۔

جمعرات کے دن ۶۵ھ ہجری کے ماہ رمضان کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ عبد اللہ بن مطیع کوفے آیا اس نے عبد اللہ بن یزید سے کہا کہ اگر تم پسند کرو تو یہاں میرے پاس رہو میں ہر طرح تمہاری خاطر مدارات کروں گا۔

اور چاہو تو امیر المومنین کے پاس چلے جاؤ کیونکہ تم نے ان کے ساتھ اور ان کی مسلم آبادی کے ساتھ خیرخواہی کی ہے ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس چلے جاؤ۔

ابراہیم مکے آگیا چونکہ اس کے عہد میں مالگزاری میں کمی ہوئی تھی اس کے متعلق اس سے بازپرس کی گئی اس نے فتنہ وفساد کو اس کمی کا باعث بتایا ابن الزبیر نے پھر اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی۔

مطیع نے کوفے میں اپنے دونوں عہدوں کا جائزہ لے لیا یہی نماز بھی پڑھاتا تھا اور مالگزاری کا بھی افسر تھا اس نے ایاس بن مضارب العجلی کو اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا اور حکم دیا کہ سب سے اچھا سلوک کرنا البتہ مشتبہ اشخاص پر سختی کرنا حصیرہ بن عبداللہ بن الحارث بن درید الازدی جس نے یہ زمانہ پایا ہے اور جو مصعب بن الزبیر کے قتل میں موجود تھا راوی ہے کہ جب عبداللہ بن مطیع مسجد کوفہ میں آیا میں وہاں موجود تھا اس نے منبر پر چڑھ کر حمد وثنا کے بعد کہا" امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر نے مجھے تمہارے شہر اور علاقے کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ مالگزاری وصول کروں اور یہاں کے اخراجات کے بعد جو روپیہ فاضل ہو وہ تمہاری مرضی کے بغیر کسی اور جگہ منتقل نہ کروں حضرت عمرؓ نے بھی مرتے وقت یہی وصیت کی تھی اور اسی پر حضرت عثمانؓ نے عمل بھی کیا تھا اللہ سے ڈرو صراط مستقیم پر چلتے رہو اختلاف پیدا نہ کرو احمقوں کے ہاتھوں میں اپنے کو نہ دو اگر تم نے میرے کہنے کو نہ مانا تو پھر تم مجھے مورد الزام نہ بنانا بلکہ اپنے ہی کو برا بھلا کہنا ایسی صورت میں بخدا میں مجرم کو سخت سزا دوں گا اور مشتبہ اشخاص کو سیدھا کر دوں گا۔

اس تقریر کے بعد سائب بن مالک الاشعری نے کھڑے ہو کر کہا ابن الزبیر نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ہماری فاضل آمدنی کو ہماری مرضی کے بغیر منتقل نہ کرو گے تو ہم سے روس الاشہاد کہتے ہیں کہ ہماری آمدنی کہیں اور نہ بھیجی جائے بلکہ اس کو ہم میں تقسیم کر دیا جائے اور ہمارے ساتھ حضرت علیؓ کا سا طرز عمل اختیار کیا جائے ہم حضرت عثمانؓ کے طرز عمل کو اپنے مال وجان کے لیے پسند نہیں کرتے کیونکہ اس کی بنیاد اثرہ واغراض پر مبنی تھی اور نہ ہم اپنے مال کے متعلق حضرت عمرؓ کے طرز عمل کو پسند کرتے ہیں اگرچہ ان کا طرز جہاں بانی دونوں

مذکورالصدر طرق حکومت سے ہمارے لئے نقصان میں کم اور خلق اللہ کے لیئے فائدہ میں کم نہ تھا۔

یزید بن انس نے کہا سائب بن مالک نے بالکل واجبی بات کہی ہے ہماری رائے ان کے ساتھ ہے ابن مطیع نے کہا میں تم پر ہر اس طرز عمل سے حکومت کروں گا جسے تم پسند کروگے اس کے بعد وہ منبر سے اتر آیا یزید بن انس الاسدی نے سائب سے کہا تم نے خوب کیا کہ اس کی ساری شیخی خاک میں ملادی اللہ مسلمانوں کے لیئے تمہاری عمر دراز کرے بخدا میں خود چاہتا تھا کہ کھڑے ہو کر وہی کہوں جو تم نے کہا اور یہ بھی بہت اچھا ہوا کہ اس کی تردید کوفے والے نے کی جسے ہماری جماعت سے تعلق نہیں ہے۔

ایاس بن مضارب نے ابن مطیع سے آکر کہا کہ سائب مختار کے طرفداروں کا سرگروہ ہے اور اس لیئے مجھے مختار کی جانب سے خطرہ ہے تم اسے اپنے پاس بلا کر اس وقت تک کے لیئے قید کردو جب تک کہ لوگوں کی حالت درست نہ ہو جائے میرے مخبروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اس کی تحریک مکمل ہو چکی ہے اور وہ صبح شام ہی کوفے پر حملہ کرنے والا ہے" ابن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ البرسمی الہمدانی کو مختار کے بلانے کے لیئے بھیجا۔ یہ دونوں ان کے پاس آئے اور کہا کہ امیر بلاتے ہیں چلیئے۔ مختار نے کپڑے منگوائے اور سواری کو زین لگانے کا حکم دیا اور ان دونوں کے ہمراہ چلنے کے لیئے تیار ہو گیا جب زائدہ بن قدامہ نے یہ دیکھا اس نے یہ آیت پڑھی۔

واذ یمکربک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے جنھوں نے خدا کی ہستی سے انکار کیا تیرے ساتھ چال چلی کہ تجھے روک لیں یا قتل کردیں یا خارج البلد کردیں۔ وہ اپنی چال چلتے ہیں اور اللہ اپنی چال چلتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے" اس کو سن کر مختار تاڑ گیا پھر بیٹھ گیا کپڑے اتار دیئے اور کہا کہ مجھ پر لحاف ڈالو مجھے شدید لرزہ آگیا ہے اس نے اس وقت عبدالعزی بن سہل الازدی کا یہ شعر پڑھا۔

اذا ما معشر ترکوا ندا ہم ولم یأتوا الکریھۃ لم یھابوا

(ترجمہ) جب کسی گروہ نے اپنے دیوانخانہ کو نہ چھوڑا اور وہ جنگ میں شریک نہ ہوا اس سے کوئی نہیں ڈرتا۔

مختار نے ان دونوں سے کہا کہ آپ ابن مطیع کے پاس جائیں اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں میری جانب سے معذرت کر دیجئے میں نہیں چل سکتا اس پر زائدہ بن قدامہ نے کہا کہ میں تو اب اس کے پاس واپس نہیں جاؤنگا البتہ اے میرے ہمدانی دوست تم جا کر اس سے ان کی معذرت کر دینا۔

حسین بن عبداللہ کہتا ہے کہ اس وقت میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں نے اس کی جانب سے وہ پیام نہ پہونچایا جو وہ چاہتا ہے تو مجھے یہ ڈر ہے کہ کل یہ مجھے ہلاک کر دے گا اس بناء پر میں نے مختار سے کہا اچھا میں ابن مطیع سے تمھارا عذر جس طرح تم چاہتے ہو اسی طرح بیان کر دوں گا۔

ہم اس کے پاس سے نکل آئے تو دیکھا کہ اس کے دروازے پر اس کے طرفدار جمع ہیں خود اس کے مکان میں بھی ان کی اچھی خاصی جماعت پہلے سے موجود تھی۔

اب ہم ابن مطیع کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوئے راستے میں میں نے زائدہ بن قدامہ سے کہا جب تم نے کلام اللہ کی آیت پڑھی میں تمھارا مقصد سمجھ گیا تھا اور اسی وجہ سے وہ باوجود کپڑے پہن لینے اور گھوڑے پر زین رکھنے کے ہمارے ساتھ آنے سے رک گیا نیز جب اس نے شعر پڑھا اس سے میں نے یہ بھی سمجھ لیا کہ اس شعر کے پڑھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ تم کو جتا دے کہ جو تم اسے بتانا چاہتے تھے اسے اس نے سمجھ لیا ہے اور اب وہ ابن مطیع کے پاس نہیں جائے گا۔

زائدہ نے اس ساری گفتگو سے انکار کیا اور کہا کہ اس سے میرا مقصد ہرگز کچھ اور نہ تھا میں نے کہا تم قسم نہ کھاؤ بخدا میں کوئی بات ابن مطیع سے تمھارے یا مختار کے خلاف مرضی بیان نہیں کروں گا میں جانتا ہوں کہ تم اس کے لیے خوف زدہ ہوا اور تم کو اس کا اتنا ہی خیال ہے جتنا کسی کو اپنے ابن عم کے لئے ہوا کرتا ہے۔

ہم نے ابن مطیع سے آکر اس کی بیماری کا حال بیان کر دیا ابن مطیع نے

ہماری بات باور کی نیز اسے بھی معذور سمجھا۔
مختار نے اپنے طرفداروں کو بلانا شروع کیا یہ انھیں اپنے گردوپیش کے مکانوں میں جمع کرتا رہا اس کا ارادہ تھا کہ محرم ہی میں کوفے پر قبضہ کرلے۔
مختار کے طرفداروں میں سے بنی شبام کا ایک معزز شخص عبدالرحمان بن شریح نامی سعید بن منقذ الثوری سعر بن ابی سعر الحنفی اسود بن جراد الکندی اور قدامہ بن مالک الجشمی سے آکر ملا یہ سب لوگ سعر الحنفی کے مکان میں جمع ہوئے یہاں عبدالرحمان بن شریح نے ان کے سامنے تقریر کی اور اس میں کہا۔
حمد وثنا کے بعد مختار ہمیں لے کر خروج کرنا چاہتے ہیں ہم نے ان کی بیعت کرلی ہے مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انھیں ابن الحنفیہ نے ہمارے پاس بھیجا ہے یا نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابن الحنفیہ کے پاس چلیں اور انھیں مختار کی دعوت سے آگاہ کردیں اگر وہ ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دینگے تو ان کی متابعت کرینگے ورنہ نہیں بخدا دین کی سلامتی ہمارے لئے دنیا کے ہر فائدہ سے زیادہ قابل پذیرائی ہے۔
سب نے کہا تمھاری رائے بالکل درست ہے تم جب چاہو ہمیں لیکر ابن الحنفیہ کے پاس چلو انھیں دنوں میں یہ سب لوگ ابن الحنفیہ سے ملنے روانہ ہوئے اونکے پاس آئے عبدالرحمان بن شریح ان کا سرگروہ تھا ابن الحنفیہ نے ان سے اہل کوفہ کی حالت دریافت کی انھوں نے ساری کیفیت سنائی۔
اسود بن جراد الکندی کہتا ہے کہ ہم نے ان سے کہا کہ ہمیں آپ سے ایک بات کہنا ہے انھوں نے کہا علانیہ یا راز میں ہم نے کہا کہ وہ راز ہے انھوں نے کہا تو ذرا ٹھہر جاؤ۔
تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جانب اٹھ آئے انھوں نے ہمیں اپنے پاس بلایا ہم ان کے پاس گئے عبدالرحمان بن شریح نے گفتگو شروع کی اور حمد وثنا کے بعد کہا۔ آپ اہل بیت ہیں اللہ نے آپ کو فضیلت دی اور شرف نبوت سے سرفراز فرمایا اور اس امت پر آپ کا بڑا حق قرار دیا ہے کہ جس سے صرف بے عقل اور بدنصیب انکار کرسکتے ہیں حضرت حسینؓ کی شہادت سے جو مصیبت آپ لوگوں کو اوٹھانا پڑی اس سے آپ کو ایک خاص حق حاصل ہوگیا کیونکہ تمام مسلمانوں کو اس

حادثے کا صدمہ ہے مختار بن ابی عبید ہمارے پاس آئے اور وہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کی جانب سے ہمارے پاس آئے ہیں انھوں نے ہمیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے اور ضعیفوں کی حمایت کرنے کے لئے دعوت دی ہم نے ان سب باتوں کیلئے ان کی بیعت کرلی مگر اب ہم نے مناسب سمجھا کہ آپ سے ان باتوں کا ذکر کردیں اگر آپ ان کی اتباع کا ہمیں حکم دینگے تو ہم انکی اتباع کرینگے اور اگر آپ منع کردینگے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرینگے۔

اس کے بعد ہم نے فرداً فرداً اسی طرح کی تقریر کی وہ سب کی باتوں کو سنتے رہے جب ہم سب کہہ چکے تو اب انھوں نے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد کہا آپ نے ہمارے متعلق کہا ہے کہ ہمیں اللہ نے اپنے فضل خاص سے مشرف فرمایا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (اور بے شک اللہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) اس فضل پر اسکا شکر واجب ہے آپ نے حسینؓ کی شہادت کی مصیبت کا ذکر کیا ہے یہ ایک ایسا سفاکانہ قتل عام تھا جو ان کی تقدیر میں تحریر تھا اور ایسی کرامت تھی جو اللہ نے بعض لوگوں کے مراتب کے اضافے کے لئے اور دوسروں کے مراتب کی کمی کے لئے انھیں عطا کی تھی وکان امر اللہ مفعولا وکان امر اللہ قدرا مقدورا (اللہ کا حکم پورا ہوا اور اللہ کا حکم پہلے سے ہوچکا تھا) آپ نے ہمارے خون کا بدلہ لینے والوں کا ذکر کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کسی کے ذریعہ سے چاہے ہمارے دشمن سے بدلہ لے اس کے بعد میں اپنے اور آپ کے لئے اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔

ہم ان کے پاس سے چلے آئے اور ہم نے کہا کہ ان کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دیدی ہے کیونکہ اگر وہ اسے برا سمجھتے تو ہمیں منع کردیتے۔

ہم اپنے مقام پر واپس آئے یہاں ہمارے کچھ شیعہ ہم خیال جنھیں ہم نے اپنے ابن الحنفیہ کے پاس جانے اور اس کی غرض سے اطلاع دیدی تھی ہمارا انتظار کررہے تھے مختار کو بھی ہمارے اس جانے کی خبر ہوچکی تھی یہ بات اس پر

شاق تھی اور یہ خوف تھا کہ کہیں ہم اس کی عدم نصرت کا حکم لیکر نہ آئیں اسی خوف سے اسکا ارادہ تھا کہ ہمارے آنے سے پہلے ہی وہ شیعوں کو لیکر خروج کر دے مگر اسے اس ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی اسی اثنا میں مختار شیعوں سے کہا کرتا تھا کہ تمھارے کچھ لوگوں کو شک پیدا ہو گیا ہے متحیر ہیں اور اس وجہ سے وہ محروم ہیں اگر ان میں اصابت رائے ہے تو وہ واپس آکر میرے ساتھ شریک ہو جائینگے اور اگر وہ ڈر کر منحرف ہو گئے اور انھوں نے میری تجویز کو مسترد کر دیا تو وہ ہلاک ہوئے اور محروم رہینگے
ایک ماہ سے کچھ زیادہ مدت اسی تعطل میں گزری اس کے بعد یہ وفد ابن الحنفیہ کے پاس سے بغیر اپنے گھروں کو گئے سیدھا مختار کے پاس آیا مختار نے ان سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے معلوم ہوتا ہے تم فتنے میں پڑ گئے ہو اور میری تحریک کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھتے ہو سب نے کہا ہمیں آپ کی مدد کرنے کا حکم ہوا ہے مختار نے تکبیر کہی اور کہا میں ابو اسحاق ہوں تمام شیعوں کو میرے پاس بلا دو چنانچہ قریب کے تمام شیعہ اس کے پاس جمع ہوئے مختار نے کہا اے جماعت شیعہ تمھارے بعض لوگوں نے میری دعوت کی تصدیق کرنا چاہی اور وہ امام الہدی ابن الحنفیہ کے پاس گئے جو علی مرتضےٰ کے بیٹے ہیں اور رسول اللہ کے خاندان میں ہیں ان لوگوں نے ان سے میری دعوت کی تصدیق چاہی اور انھوں نے انھیں مطلع کیا کہ میں ان کا وزیر مددگار پیامبر اور دوست ہوں اور انھیں حکم دیا ہے کہ میری اتباع کریں ظالموں سے لڑنے اور اہل بیت رسول اللہ کے خون کا بدلہ لینے میں میرے حکم کی بجا آوری کریں۔
اس کے بعد عبدالرحمان بن شریح نے کھڑے ہو کر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے جماعت شیعہ ہم نے اپنے لئے خاصکر اور آپ سب کے لئے عامتہً اس بات کو مناسب خیال کیا کہ اس معاملے میں مشورہ کر لیں اس وجہ سے ہم مہدی ابن علی کے پاس گئے ہم نے ان سے اپنی اس جنگ کے برحق ہونے اور مختار کی دعوت کی صداقت دریافت کی انھوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مختار کی دعوت کو قبول کریں اور اس کی پوری طرح امداد و پشت پناہی کریں اس حکم کو سنکر ہم باغ باغ ہو گئے اور ہمارے سینے صاف ہو گئے جو شک و شبہ ہمارے دل میں اس تحریک کے متعلق تھا وہ سب اللہ نے دور کر دیا اور اب ہم نے اپنے مشترکہ دشمن سے

لڑنے کا عزم کر لیا ہے۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اس بات کو ان لوگوں کو پہونچا دیں جو یہاں موجود نہیں نیز آپ لوگ اب تیاری کیجئے اس تقریر کو ختم کرنیکے بعد عبد الرحمان بیٹھ گیا پھر ہم میں سے ہر شخص نے فرداً فرداً یہی تقریر کی اس کا اثر یہ ہوا کہ تمام شیعہ اس تحریک میں شرکت کے لئے پوری طرح آمادہ ہو گئے۔

عامر الشعبی لکھتا ہے کہ سب سے پہلے میں نے اور میرے باپ نے مختار کی دعوت پر لبیک کہا۔

جب پوری تیاری ہو گئی اور خروج کا وقت قریب آ گیا تو احمر بن شمیط، یزید بن انس عبد اللہ بن کامل اور عبد اللہ بن شداد نے مختار سے کہا کہ کوفے کے تمام اشراف تمہارے مقابلے کے لئے ابن مطیع کے پاس جمع ہیں اگر ہم ابراہیم بن الاشتر کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لینگے تو چونکہ وہ ایک بہادر جوان اور شریف زادے ہیں نیز کافی شہرت بھی رکھتے ہیں اور معزز و کثیر خاندان کے فرد بھی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ کی مدد سے ہمیں دشمن کے خلاف بڑی قوت حاصل ہو جائیگی اور اس کی مخالفت بے ضرر ہو جائیگی۔

مختار نے کہا ان کے پاس جاؤ انھیں دعوت دو اور مطلع کرو کہ ہمیں حسینؓ اور ان کے خاندان والوں کے خون کا بدلہ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

شعبی کہتا ہے کہ ہم سب لوگ ابراہیم کے پاس آئے ہیں اور میرے والد بھی اس جماعت میں شریک تھے یزید بن انس نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ ہم ایک اہم بات آپ سے کہنے اور اس کی دعوت دینے آئے ہیں اگر آپ اسے قبول فرمائینگے تو آپ کے لئے بہتری ہے اور اگر قبول نہ کرینگے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا اور ہم یہ درخواست کرینگے کہ اسے آپ کسی سے بیان نہ کریں۔

ابراہیم نے کہا میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ مجھ سے کسی بات کو بیان کرتے ہوئے کسی قسم کا اندیشہ کیا جائے یا میرے تقرب سلطانی سے کئی کو خوف ہو وہ چھچھورے تنگ ظرف ہوتے ہیں جو اس قسم کی رعایتیں ملحوظ نہیں رکھتے۔

یزید بن انس نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو ایسی بات کے لئے دعوت دیتے ہیں جس پر شیعوں کی جماعت نے اتفاق کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر

عمل کیا جائے اہل بیت کا بدلہ لیا جائے اور کمزوروں کی حفاظت کی جائے۔
اس کے بعد احمر بن شمیط نے تقریر کی اور کہا کہ میں آپ کا مخلص دوست ہوں آپ کے والد کا انتقال ہوچکا ہے وہ ایک بڑے شریف سردار تھے ان کی وجہ سے اگر آپ اسے سمجھیں تو اللہ کا آپ پر حق باقی ہے جو دعوت ہم نے آپ کو دی ہے اگر آپ اسے قبول فرما لینگے تو آپ کو وہی مرتبۂ عزت حاصل ہو جائے گا جو آپ کے والد کا تھا اور اس طرح آپ ایک مردہ عزت کو جو آپ کے آبا نے آپ کے لیئے حاصل کی تھی پھر زندہ کر دینگے آپ ایسے بہادر شخص کی ادنیٰ کوشش اس کام کو کامیابی کی انتہائی حد تک پہونچانے کے لیئے بالکل کافی ہے۔
اس تقریر کو سنکر وہ سوچنے لگے اب سب نے ملکر انہیں دعوت ترغیب و تحریص دینا شروع کی ابراہیم نے کہا میں تمہاری اس دعوت کو کہ حسین اور ان کے اہل بیت کا بدلہ لیا جائے اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تم اس تمام کارروائی کو میرے سپرد کر دو لوگوں نے کہا ہم تو اس کے لیئے بالکل تیار ہیں کہ تم کو اپنا امیر بنائیں مگر اس کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ مختار مہدی کی جانب سے ہمارے پاس ان کے پیغام پر اور اس جنگ پر مامور ہو کر آیا ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔
ابن الاشتر یہ سنکر خاموش ہو رہے انھوں نے ہماری دعوت قبول نہیں کی ہم نے مختار سے آکر سارا واقعہ بیان کر دیا۔
تین دن گزر گئے پھر مختار نے اپنے بعض سربرآوردہ دوستوں کو جنمیں میں اور میرے باپ بھی تھے اپنے پاس بلایا اور سب کو لیکر روانہ ہوا۔ وہ ہمارے آگے کوفے کے مکانات سے یکے بعد دیگرے گزرتا جاتا تھا ہمیں معلوم نہ تھا کہ کہاں جا رہا ہے اسی طرح چلتے چلتے ابراہیم بن الاشتر کے دروازے پر ٹھہرے ہم نے اس سے اندر آنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دی اور ہمارے لیئے مسندیں بچھا دیں، ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے مختار خود ابراہیم کی مسند پر بیٹھ گیا مختار نے کہا۔ الحمد للّٰہ واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وصلی اللّٰہ علی محمد والسلام علیہ ابعد یہ مہدی محمد بن امیر المومنین وصی کا خط آپ کے نام ہے جو خود بہترین انسان اور انبیا کے بعد بہترین انسان کے بیٹے ہیں اس خط میں وہ آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہماری مدد کیجیے اگر آپ مدد کرینگے تو ہمیں

آپ ہی کا فائدہ ہے اور اگر نہ کرینگے تو یہ خط آپ کے خلاف حجت ہے اور اللہ مہدی محمد اور ان کے دوستوں کو آپ کی عدم شرکت سے بے پروا کر دے گا۔

مسکان سے روانہ ہوتے وقت مختار نے اس خط کو میرے حوالے کر دیا تھا جب انھوں نے اپنی اس گفتگو کو ختم کر دیا تو مجھ سے کہا کہ وہ خط ابراہیم کو دیدیں لہٰذا وہ خط اسے دیدیا اس نے چراغ منگوایا۔ اس کی مہر توڑی اور پڑھا اس خط میں مرقوم تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد المہدی کی طرف سے ابراہیم بن مالک الاشتر کو بھیجا جاتا ہے سلام علیک اس خدا کی تعریف کے بعد جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنے وزیر معتمد علیہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے اور انھیں حکم دیا ہے کہ وہ میرے دشمن سے لڑیں اور میرے اہل بیت کا بدلہ لیں تم ان کی اپنے خاندان اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ مدد کرو اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمھارا مجھ پر احسان ہوگا علاوہ ازیں تم ہر فوج کے جو لڑنے جائے امیر بنائے جاؤگے اور کوفے سے لیکر شامیوں کے انتہائی شہروں تک جس جگہ پر تم قبضہ کروگے وہ تمھاری تفویض کر دیئے جائینگے میں اس وعدے کے ایفا کے لئے اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں نیز اگر تم نے میری خواہش کو منظور کر لیا تو اللہ کے یہاں بھی تم کو اس کا بڑا اجر ملے گا اگر تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو تم اس طرح تباہ و برباد ہو جاؤگے کہ پھر کبھی اس کی تلافی ممکن نہ ہوگی والسلام خط کو پڑھ کر ابراہیم نے کہا کہ اس سے پہلے میرے اور ان کے درمیان خط و کتابت رہ چکی ہے وہ ہمیشہ اپنے خطوں کو اپنے اور اپنے باپ کے نام سے شروع کرتے ہیں مختار نے کہا کہ ہاں وہ اور زمانہ ہوگا اب اور زمانہ ہے ابراہیم نے کہا کہ اسے کون جانتا ہے کہ یہ خط ابن الحنفیہ نے لکھا ہے اس پر زید بن انس۔ احمر بن شمیط عبداللہ بن کامل اور ان کے اور ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ خط محمد بن علی ہی نے تم کو لکھا ہے صرف میں نے اور میرے والد نے اس شہادت میں حصہ نہیں لیا۔

یہ سن کر ابراہیم صدر مسند سے اٹھ آیا اور اس جگہ مختار کو بٹھا دیا۔ اور کہا کہ اپنا ہاتھ لایئے میں بیعت کرتا ہوں مختار نے ہاتھ بڑھا دیا ابراہیم نے بیعت کر لی پھر ہم سب کے لئے فواکہہ اور شہد کا شربت منگوایا کھا پی کر ہم وہاں سے اٹھ آئے ابن الاشتر

بھی ہمارے ساتھ آیا مختار کے ساتھ سوار ہو کر اس کے فرودگاہ میں آیا جب یہاں سے اپنے مکان واپس جانے لگا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اے شعبی یہیں واپس لے چلو میں اس کے ساتھ واپس ہوا جب ہم دونوں اس کے مقام پر آئے تو اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ تم نے اور تمھارے والد نے مختار کی تائید میں شہادت نہیں دی کہو کیا ان لوگوں نے سچ کہا۔ میں نے کہا کہ جس طرح انھوں نے شہادت دی ہے اس سے تم خود واقف ہو ان میں بڑے بڑے قاری شہر کے شیوخ اور عرب کے سردار شامل تھے میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں نے کوئی غلط بیانی کی ہوگی۔

کہنے کو تو میں نے یہ کہدیا مگر بخدا مجھے خود ان کی شہادت پر اعتبار نہ تھا البتہ اتنا ضرور تھا کہ مختار کے خروج کو میں دل سے چاہتا تھا ان سب کا ہم خیال تھا اور چاہتا تھا کہ یہ کارروائی انجام کو پہونچے۔ اس خیال سے میں نے اپنے دلی منشاء سے اسے آگاہ نہ کیا ابن الاشتر نے مجھ سے کہا کہ چونکہ میں ان سب صاحبوں کو پہچانتا نہیں ہوں اس لئے تم ان سب کے نام مجھے لکھدو اس نے کاغذ اور دوات منگوائی اور یہ تحریر لکھ لی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سائب بن مالک الاشعری یزید بن انس الاسدی احمر بن شمیط الاحمسی اور مالک بن عمرو النھدی اسی طرح اس نے اور سب لوگوں کے نام لکھکر لکھا کہ ان لوگوں نے یہ شہادت دی ہے کہ محمد بن علی نے ابراہیم بن الاشتر کو یہ تحریری حکم بھیجا ہے کہ وہ ظالموں سے جنگ اور اہل بیت کا بدلہ لینے کے لئے مختار کی اعانت و نصرت کرے اور اس شہادت کی صداقت پر شراحیل بن عبد جو ابو عامر الشعبی مشہور فقیہ ہیں عبدالرحمان بن عبداللہ الحنفی اور عامر شراحیل الشعبی نے شہادت دی ہے

اس پر میں نے ابراہیم سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے یہ آپ کیا کر رہے ہیں ابراہیم نے کہا رہنے دو ممکن ہے کہ یہ مفید ہو۔

ابراہیم نے اپنے عزیزوں بھائیوں اور دوسرے اپنے طرفداروں کو اپنے پاس بلایا اور اب یہ مختار کے پاس جانے لگا یحیی بن ابی عیسی الازدی حمید بن مسلم الاسدی ابراہیم بن الاشتر کا دوست تھا یہ اسکے پاس جایا کرتا تھا نیز اسکے ہمراہ مختار کے پاس بھی جاتا تھا۔ ابراہیم مغرب کے قریب مختار کے پاس جاتا اور تارے جھٹکنے تک اس کے پاس رہتا پھر گھر آجاتا کچھ زمانہ تک یہ

آپس میں اپنے معاملات پر غور کرتے رہے آخر کار انھوں نے تصفیہ کیا کہ ۱۴ ربیع اول پنجشنبہ کے دن خروج کریں ان کے شیعہ اور دوسرے طرفداروں نے بھی اس پر پوری طرح آمادگی ظاہر کی۔

غروب آفتاب کے وقت ابراہیم نے اذان دی اور خود ہی آگے بڑھ کر امامت کی اور ہمیں نماز پڑھائی مغرب کی نماز کے بعد جب کہ اچھی طرح تاریکی چھا گئی یہ ہمیں لیکر مختار کی طرف چلا ہم پوری طرح مسلح ہو کر مختار کی جانب چلے اس اثنا میں ایاس بن مضارب نے عبداللہ بن مطیع سے یہ بات کہدی تھی کہ ان دو راتوں میں سے کسی ایک رات میں مختار تم پر خروج کرنے والا ہے۔

ایاس جنگی پولیس کو لیکر گشت کے لئے نکلا اس نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ بھیجا اور خود بازاروں کے گرد گشت کرتا رہا اس نے ابن مطیع سے جاکر کہا کہ میں نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ بھیجدیا ہے اگر آپ کوفے کے ہر بازار میں اپنے کسی بڑے سردار کو وفادار جماعت کے ساتھ بھیجدیں تو مجھے امید ہے کہ اس سے مختار ڈر جائے گا اور خروج نہ کرے گا چنانچہ ابن مطیع نے عبدالرحمان بن سعد بن قیس کو جبانۃ السبیع بھیجا اور کہا کہ تم اپنی قوم والوں کو روکے رکھو جس حلقہ پر میں تم کو بھیجتا ہوں اس کی تم اچھی طرح نگرانی کرو اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ بڑھنے دو اگر وہاں کوئی واقعہ پیش آجائے تو پوری قوت اور چابکدستی سے اسے فرد کرو۔

ابن مطیع نے کعب بن ابی کعب الخثعمی کو جبانیہ بشر بھیجا زحر بن قیس کو جبانہ کندہ شمر بن ذی الجوشن کو جبانیہ سالم عبدالرحمان بن مخنف بن سلیم کو جبانیہ صائدین اور یزید بن الحارب بن رویم ابو حوشب کو جبانیہ مراد بھیجا ان تمام سرداروں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے ہم قوموں کو ہماری مخالفت سے باز رکھیں اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ آنے دیں اور جس حلقے پر انھیں متعین کیا جاتا ہے اس کی پوری نگرانی رکھیں۔

شبث بن ربعی کو سبخہ بھیجا اور کہا کہ اگر دشمن کی آواز سنو تو فوراً اس کا رخ کرنا۔

دوشنبے کو یہ سردار اپنی اپنی جماعت کے ساتھ اپنے اپنے مفوضہ حلقوں پر آگئے دوسری جانب ابراہیم بن الاشتر مغرب کے بعد مختار کے پاس آنے کے ارادے سے اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوا اسے یہ اطلاع مل چکی تھی کہ تمام بازاروں میں فوجیں متعین ہیں نیز

جنگی پولیس نے بڑے بازار اور قصر امارت کو گھیر رکھا ہے حمید بن مسلم بیان کرتا ہے کہ منگل کی رات کو بعد مغرب میں ابراہیم کے ہمراہ اس کے مکان سے روانہ ہوا ہم عمرو بن حریث کے مکان سے گذرے ہماری جماعت سو افراد پر مشتمل تھی ابراہیم ہمارا سردار تھا ہم زرہیں اور قبائیں پہنے ہوئے تھے تلواریں ہمارے ساتھ تھیں تلواروں کے سوا جنھیں ہم نے کاندھوں پر لٹکا لیا تھا اور کوئی ہتیار ہمارے پاس نہ تھا البتہ زرہیں قباؤں کے نیچے پہنے ہوئے تھے جب ہم سعد بن قیس کے مکان سے گزر کر اسامہ کے مکان پہونچے تو ہم نے ابراہیم سے کہا کہ آپ ہمیں خالد بن عرفطہ کے مکان سے ہوکر بنی بجلیہ کے محلے میں لیجلیئے وہاں پہونچکر ہم ان کے مکانات میں سے ہوکر مختار کے پاس جانکلیں گے

ابراہیم جو ایک بہادر جوان تھا اور دشمن کے مقابلے میں باک نہیں کرتا تھا کہنے لگا کہ میں عمرو بن حریث کے مکان پر قصر امارت کے پہلو میں وسط بازار میں سے گزروں گا اس طرح اپنے دشمن کو مرعوب کروں گا اور بتاؤں گا کہ مجھے ان کی کچھ پرواہ نہیں ۔

اب ہم باب الفیل کے راستے سے مختار کے مکان کی طرف چلے ابراہیم داہنی سمت کو مڑکر عمرو بن حریث کے مکان کی طرف چلنے لگا جب اس مکان سے ہم گزرے ہم نے دیکھا کہ ایاس بن مضارب پولیس کے ساتھ ہتیار کھولے کھڑا ہوا ہے اس نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو ابراہیم نے جواب دیا میں ابراہیم بن الاشتر ہوں ابن مضارب نے پوچھا تمہارے ساتھ یہ جماعت کیسی ہے اور کیا ارادہ ہے بخدا تمہاری نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہر شام اس مقام سے گزرا کرتے ہو میں تم کو بغیر امیر کے سامنے پیش کئے نہیں جانے دوں گا ان کے سامنے چلو جیسا وہ مناسب خیال کریں گے تمہارے بارے میں حکم دینگے ۔

ابراہیم نے کہا تم مجھے نہ روکو اور جانے دو ایاس نے کہا بخدا میں ہرگز تم کو جانے نہ دوں گا ۔

ایاس بن مضارب کے ہمراہ ایک ہمدانی ابوقطن نامی بھی تھا جو ہر کوتوال کے ساتھ رہا کرتا تھا اسی بنا پر سب لوگ اس کی عزت و تعظیم کرتے تھے یہ

ابن الاشتر کا دوست تھا اس نے اسے اپنے پاس بلایا ابو قطن کے پاس ایک طویل نیزہ تھا یہ نیزہ لئے اس کے قریب پہونچا اور اس کا خیال تھا کہ اس نے مجھے اس لئے بلایا ہے کہ میں ابن مضارب سے اس کی سفارش کردوں کہ وہ اسے جانے دے ابن الاشتر نے اس نیزے کو لیکر کہا کہ یہ بہت لانبا ہے اور فوراً ہی ابن مضارب پر حملہ آور ہوا اور نیزہ اس کے حلقوم تک بیٹھا کر دیا اور گھوڑے سے گرادیا۔ اپنے ایک ہم قوم سے کہا کہ اتر کر اس کا سر کاٹ لو اس شخص نے اس حکم کی بجا آوری کی اس واقعے سے ابن مضارب کی جماعت منتشر ہو کر ابن مطیع کے پاس آئی اس نے ایاس کے بیٹے راشد کو اس کی جگہ کوتوال مقرر کیا اور اس راشد کو اس کی جگہ کناسہ میں سوید بن عبد الرحمان المنقری ابو قعقاع بن سوید کو بھیجا۔

ابراہیم بدھ کی رات مختار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اگرچہ ہم نے کل آنے والی رات میں خروج کا ارادہ کیا تھا مگر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے آج ہی رات کو خروج کرنا ضروری ہوا مختار نے پوچھا کیا ہوا ابراہیم نے کہا کہ ایاس بن مضارب نے میرا راستہ روکا وہ اس گھمنڈ میں تھا کہ مجھے روک دے گا میں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر میرے ساتھیوں کے ہمراہ موجود ہے مختار نے کہا اللہ تجھے نیک بشارت دے یہ نیک شگون ہے اللہ نے چاہا تو یہ پہلی فتح ثابت ہوگی۔

مختار نے سعید بن منقذ کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے لکڑیوں کے گٹھوں میں آگ روشن کرو عبد اللہ بن شداد کو حکم دیا کہ تم ہمارا شعار بلند کرو سفیان بن لیل اور قدامہ بن مالک سے کہا کہ تم لوگوں میں منادی کرو کہ حسین کا بدلہ لینے کون آتا ہے پھر مختار نے اپنی زرہ اور ہتھیار منگائے جب وہ آ گئے تو زیب بدن کرنے لگا اور یہ پڑھتا جاتا تھا۔

قد علمت بیضاء حسناء الطلل واضحة الخدین عجزاء الکفل انی غداة الروع مقدام بطل

(ترجمہ) گداز بدن گوری چٹی روشن رخسار موٹے سرین والی خوبصورت عورت اس بات سے واقف ہے کہ میں جنگ میں آگے بڑھنے والا دلیر ہوں۔

ابراہیم نے مختار سے کہا کہ یہ سردار جنہیں ابن مطیع نے محلوں میں مقرر کیا ہے ہمارے

طرفداروں کو ہمارے پاس آنے نہیں دیتے اگر میں اپنی جماعت کے ساتھ اپنی قوم کے پاس جاؤں تو میری قوم کے وہ تمام لوگ جنھوں نے میری بیعت کی ہے میرے گرد جمع ہو جائینگے انھیں لیکر میں کوفے کے اطراف میں چلا جاؤں گا اور پھر ہم اپنا شعار بلند کرینگے جو میرے پاس آنا چاہے گا وہ میرے پاس آجائیگا۔ اور جس سے ہو سکیگا وہ تمھارے پاس چلا آئیگا جو تمھارے پاس آجائے اسے تم اپنے اور طرفداروں کے ساتھ روک لینا تاکہ اگر ہمارے مقررہ وقت سے پہلے تم پر حملہ کر دیا جائے تو اسطرح تمھارے پاس ایسی جماعت ہو جس سے دشمن کا مقابلہ کیا جا سکے نیز اگر میں اپنی کارروائی سے فارغ ہو گیا تو رسالہ اور پیدل لیکر فوراً تمھارے پاس آجاؤنگا۔

مختار نے کہا تم فوراً جاؤ مگر دشمن کے سردار کی طرف لڑنے نہ جانا بلکہ جب تک جنگ سے بچ سکو بچنا میری اس نصیحت کو یاد رکھو کہ جب تک جنگ کی ابتدا حریف مقابل کی طرف سے نہ ہو تم پیشدستی نہ کرنا۔

ابراہیم بن الاشتر اپنے اس دستے کے ساتھ جسے وہ لیکر آیا تھا مختار سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آیا جن لوگوں نے اس کی بیعت کی تھی اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے اکثر نے ایفائے عہد کیا یہ ان سب کو لیکر کوفے کی گلیوں میں رات گئے تک چلتا رہا کیونکہ وہ ان راستوں سے بچ رہا تھا جو ان احاطوں کو جاتے تھے جہاں ابن مطیع نے اپنے سردار متعین کر دیئے تھے اسی طرح وہ شاہراہوں کے ناکوں سے بھی بچتا جاتا تھا چلتے چلتے جب یہ مسجد سکون کے پاس پہونچے تو زحر بن قیس کے رسالے کے ایک دستے نے جس کا کوئی قاید یا میر نہ تھا ابراہیم کی جماعت پر حملہ کر دیا ابراہیم اور اس کے ساتھیوں نے بھی ان پر حملہ کر کے انھیں بھگا دیا یہ شکست خوردہ جماعت جبانہ کندہ پہونچی ابراہیم نے دریافت کیا کہ کندہ کے احاطے میں کون رسالدار مقرر ہے قبل اس کے کہ اس کا جواب اسے معلوم ہو اس نے اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کر دیا ابراہیم کہتا جاتا تھا کہ اے خداوندا تو جانتا ہے کہ ہم تیرے نبی کے خاندان کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں تو ہمیں دشمن پر فتح دے اور ہماری اس تحریک کو پایۂ تکمیل کو پہونچا۔

جب ابراہیم دشمن کے رسالے تک جا پہونچا اور اسے مار بھگایا تو اس سے کہا گیا کہ اس رسالے کا سردار زحر بن قیس ہے یہ سنتے ہی ابراہیم نے مراجعت کا حکم دیا

جب یہ پسپا ہوئے تو ان کی ترتیب بگڑ گئی ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا راستے میں اگر کوئی گلی ملتی تو کچھ لوگ اس میں ہو جاتے تھے اس کے بعد یہ لوگ آہستہ آہستہ مراجعت کرنے لگے۔

ابراہیم اثیر کے احاطے پہونچا وہاں دیر تک ٹھہرا رہا اس کے ساتھیوں نے اپنا شعار بلند کیا سوید بن عبداللہ المنقری کو معلوم ہوا کہ یہ جماعت اثیر کے احاطے میں موجود ہے اس نے اس توقع پر کہ میں اس جماعت کو اچانک جا کر تباہ کر دوں گا اور اس طرح ابن مطیع کے دل میں گھر کر ونگا ابراہیم بن الاشتر اور اس کی جماعت پر بے خبری میں حملہ کر دیا۔

ابراہیم نے اس حالت کو محسوس کر کے اپنی جماعت سے کہا اے اللہ کے سپاہیوں اٹھ کر بڑھو ان فاسقوں کے مقابلے میں جنھوں نے اہل بیت رسول کے خون بہائے ہیں تم اس بات کے زیادہ سزاوار ہو کہ اللہ تمھاری مدد کرے اس حکم پر سب اٹھ کر بڑھے ابراہیم نے ان پر حملہ کیا اور اس قدر مارا کہ انھیں میدان سے بھاگنا ہی پڑا کوئی ترتیب باقی نہ رہی ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے جاتے تھے ان میں سے کسی نے کہا ہم بھی تو یہی چاہتے تھے ہماری جو جماعت ان کا مقابلہ کریگی اسے یہ شکست دینگے۔

ابراہیم اسی طرح انھیں شکست دیتا رہا آخر کو وہ کناسے میں گھس گئے ابراہیم کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ آپ ان کا تعاقب کریں وہ مرعوب ہو گئے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیئے کیونکہ اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ ہماری اس کارروائی کا مقصد کیا ہے اور خدا ان کی دعوت اور مقصد سے بھی واقف ہے۔

ابراہیم نے ان کے مشورے کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ پہلے ہمیں اپنے امیر کے پاس چلنا چاہیئے تاکہ ہماری خیریت سے ان کو جو پریشانی لاحق ہوگی وہ دور ہو اور ہمیں ان کی حالت سے اور انھیں ہماری کارروائی سے واقفیت ہو اس طرح ان کی اور ان کے دوستوں کی قوت میں اضافہ ہوگا نیز باہمی مشورے سے کوئی عمدہ طرز عمل پیدا ہوگا اور مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ ان پر یورش ہو گئی ہو گی۔

ابراہیم اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا مسجد اشعث کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرا

وہاں سے چلا پھر مختار کے مکان آیا۔ دیکھا کہ شور و غوغا برپا ہے اور جنگ ہو رہی ہے شبث بن ربعی سبخہ کی جانب سے مختار پر حملہ آور ہوا مختار نے یزید بن انس کو اسکے مقابلے پر بھیجا۔ حجار بن ابجر العجلی بڑھا مختار نے احمر بن شمیط کو اس کے مقابلے کے لئے حکم دیا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی کہ ابراہیم قصر امارت کی جانب سے وہاں پہونچا۔ حجار اور اس کی فوج کو معلوم ہوا کہ ابراہیم ہماری پشت پر آگیا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی وہ متفرق ہو کر گلی کوچوں میں منتشر ہو گئے۔

بنی نہد کے تقریباً سو طرفدار ان مختار کے ہمراہ قیس بن طہفہ آیا اور اس نے شبث بن ربعی پر جو اس وقت یزید بن انس سے مصروف پیکار تھا حملہ کر دیا شبث نے اس کی مزاحمت نہیں کی اسے راستہ دیدیا اور جب قیس اور یزید دونوں کی فوجیں یکجا ہو گئیں تو شبث راستہ ان کے لئے چھوڑ کر ابن مطیع کے پاس آگیا اور اس سے کہا کہ آپ اپنے ان تمام سرداروں کو جن کو مختلف حلقوں میں آپ نے متعین کیا ہے اپنے پاس بلا لیجئے اور جب سب جمع ہو جائیں تو ایک قابل اعتماد سردار کو سپہ سالار مقرر کر کے ان سے لڑنے بھیجئے دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہو گئی ہے مختار نے علی الاعلان خروج کر دیا ہے اور اسکی دعوت کامیاب ہو گئی ہے

دوسری طرف مختار کو معلوم ہوا کہ شبث نے ابن مطیع کو اس قسم کا مشورہ دیا ہے وہ اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ سے چلکر سبخہ آیا اور زائدہ کے باغ کے متصل دیر ہند کی پشت پر فروکش ہوا۔

ابوعثمان نے خروج کر کے بنو شاکر میں آکر منادی کی یہ لوگ خروج کے لئے اپنے مکانات میں جمع تھے مگر چونکہ کعب بن ابی کعب الخثعمی ان کے قریب ہی شہر کے احاطے میں متعین تھا اس کے خوف سے یہ لوگ خروج نہ کر سکے تھے کعب کو یہ معلوم ہوا تھا کہ بنی شاکر خروج کرنے والے ہیں وہ اپنے مقام سے چلکر میدان میں آیا اور ان کے گلی کوچوں کے ناکے اس نے روک دیئے اب ابوعثمان نے اپنی ایک مختصر جماعت کے ساتھ آکر منادی کی حسین کا بدلہ لینے آؤ اے ہدایت یافتہ قبیلے امیر وزیر آل محمد نے خروج کر دیا ہے وہ دیر ہند میں فروکش ہیں انھوں نے اس کی بشارت دینے

اور تم کو دعوت دینے مجھے بھیجا ہے اللہ تم پر رحم کرے خروج کرو۔

یہ سنتے ہی بنی شاکر "حسین کا بدلہ لینے" کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور کعب بن ابی کعب سے لپٹ گئے پھر کعب کی فوج نے انھیں راستہ دیدیا یہ مختار کے پاس آکر اس کی چھاؤنی میں خیمہ زن ہو گئے عبداللہ بن قراد الخثعمی نے قبیلۂ خثعم کے تقریباً دو سو آدمیوں کے ہمراہ خروج کیا اور یہ بھی مختار کے پاس اس کے پڑاؤ میں آگیا کعب بن ابی کعب نے اس کی بھی مزاحمت کرنا چاہی اور ایک دوسرے کے مقابل صف بستہ بھی ہو گئے مگر جب کعب کو معلوم ہوا کہ یہ اسکے قبیلے والے ہیں اس نے بغیر لڑے انھیں راستہ دیدیا۔

بنی شبام آخر شب میں جنگ کے لئے نکلے اور مراد کے احاطے میں آکر جمع ہوئے جب عبدالرحمان بن سعید بن قیس کو ان کے خروج کا علم ہوا اس نے انسے کہلا بھیجا کہ اگر تم مختار کے پاس جانا چاہتے ہو تو سبیع کے محلے سے نہ گزرو یہ جماعت بھی مختار سے آملی۔

ان بارہ ہزار آدمیوں میں سے جنھوں نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تین ہزار آٹھ سو آدمی طلوع فجر سے پہلے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان کی ترتیب وغیرہ بھی قائم کر دی۔

والبی کہتا ہے کہ میں حمید بن مسلم اور نعمان بن ابی جعد مختار کی شب خروج میں پہلے اس کے مکان آئے اور پھر اسی کے ہمراہ اس کے فوجی پڑاؤ چلے آئے ابھی صبح بھی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مختار اپنی فوج کی ترتیب و آراستگی سے فارغ ہو گیا جب صبح ہوئی تو اس نے اندھیرے ہی سے خود امام بنکر ہمیں نماز صبح پڑھائی اور سورۂ نازعات اور عبس وتولّٰی تلاوت کی ہم نے اس سے پہلے کسی امام کو اس سے زیادہ خوش لہجہ میں کلام پاک کی قرائت کرتے نہ سنا تھا۔

ابن مطیع نے تمام محلوں کے امرا کو یہ حکم دیا کہ سب کے سب مسجد اعظم میں جمع ہوں نیز یہ اعلان کر دیا کہ آج رات کو جو مسجد میں نہ آئیگا اس کے حقوق حفاظت زایل ہو جائینگے اس علان سے بہت سے لوگ مسجد میں جمع ہوئے جب سب جمع ہو گئے تو ابن مطیع نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار فوج کے ساتھ مختار کے

مقابلے میں بھیجا اور راشد بن ایاس کو چار ہزار فوج خاصہ دیکر روانہ کیا۔
ابی سعید الصیقل کہتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد جب مختار پلٹا تو ہم نے بنی سلیم کے محلہ اور ڈاک کی سڑک کے درمیان شور وغوغا سنا مختار نے کہا کون اس کی خبر لا سکتا ہے میں نے کہا میں مختار نے کہا تو اچھا اپنے ہتیار اتار ڈالو اور محض تماشائیوں کی طرح ان میں جا ملو اور جو واقعہ ہو اس سے آکر مجھے آگاہ کرو۔
اس کی ہدایت کے بموجب جب میں اس جماعت کے قریب پہنچا تو اس وقت ان کا موذن تکبیر قامت کہہ رہا تھا میں نے دیکھا کہ شبث بن ربعی وہاں زبردست فوج کے ساتھ موجود ہے شیبان بن حریث الضبی اس کے رسالے کا سردار تھا اور خود شبث پیدل سپاہ میں تھا جنکی تعداد بھی کثیر تھی۔
تکبیر اقامت کے بعد شبث نے امامت کی پہلی رکعت میں اذا زلزلت الارض زلزالہا تلاوت کی میں نے اپنے جی میں کہا خدا نے چاہا تو اللہ تمھیں کو متزلزل کر دے گا دوسری رکعت میں اس نے والعادیات ضبحاً تلاوت کی اس پر اس کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ کو زیبا تھا کہ ان سے زیادہ طویل سورتیں قرأت کرتے اس نے کہا کہ دیکھ رہے ہو کہ دیلم (یعنے کفار) تمھارے سامنے ہیں اور تم چاہتے ہو کہ میں اس وقت سورۂ بقر یا آل عمران تلاوت کرتا اس فوج کی تعداد تین ہزار تھی میں بہت شتابی سے مختار کے پاس آیا شبث اور اس کی فوج کی مختار کو اطلاع دی اسی وقت سعر بن ابی سعر الحنفی گھوڑا دوڑاتا ہوا محلہ مراد کی جانب سے مختار کے پاس آیا تھا اس نے بھی مختار کی بیعت کی تھی مگر یہ اسی رات مختار کے ہمراہ کوتوالی کی نگرانی کے خوف سے خروج نہ کر سکا صبح ہوتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مراد کے محلے سے گزرا یہاں راشد بن ایاس متعین تھا اس کے سپاہیوں نے اس کا نام اور ارادہ دریافت کیا اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور انھیں پیچھے چھوڑ کر مختار کے پاس آگیا اس نے مختار سے راشد کی خبر سنائی اور میں نے انھیں شبث کی پیشقدمی کی اطلاع دی۔
مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو نو سو سوار دں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ہمراہ راشد بن ایاس کے مقابلے پر بھیجا۔ نیز نعیم بن ہبیرہ مصقلہ بن ہبیرہ کے بھائی کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ روانہ کیا

اور ہدایت کی کہ تم دونوں جاؤ جب دشمن سے مقابل ہو تو دونوں پیدل سپاہ میں گھوڑوں سے اتر پڑنا اور جا ستے ہی اس کام سے فراغت کرنا خود ہی بڑھ کر حملہ کر دینا اپنے آپ کو دشمن کا ہدف نہ بنا لینا کیونکہ اس کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بغیر غلبہ پائے مجھے اپنا منہ نہ دکھانا اور جان دیدینا۔

ابراہیم نے راشد کا رخ کیا مختار نے یزید بن انس کو نوسو سپاہ کے ہمراہ اپنے آگے مسجد شبث کے مقام میں روانہ کیا اور نعیم بن ہبیرہ شبث کی جانب بڑھا۔ میں اس فوج میں تھا جسے مختار نے نعیم بن ہبیرہ کے ہمراہ شبث کی سمت روانہ کیا تھا میرے ہمراہ سعر بن ابی سعر الحنفی بھی تھا ہم نے شبث تک پہونچتے ہی حملہ کر دیا اور خوب ہی داد مردانگی دی نعیم بن ہبیرہ نے سعر بن ابی سعر الحنفی کو اپنے رسالے پر مقرر کیا تھا اور وہ خود پیدل سپاہ میں پیادہ چل رہا تھا اب آفتاب عالم تاب طلوع ہوا اس کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی ہم نے انھیں اس قدر مارا کہ انھیں مکانات میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا اس پر شبث نے انھیں للکارا اے برے حامیو تم بالکل نکمے ہو گیا تم اپنے غلاموں سے بھاگتے ہو۔

اس زجر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کے پاس ٹھہری رہی اور اس نے ہم پر شدید حملہ کیا ہم اس سے پہلے ہی پراگندہ ہو گئے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں ہزیمت ہوئی نعیم بن ہبیرہ میدان میں جمارہا اور مارا گیا سعر قید کر لیا گیا میں اور خلید حسان بن محدج کا آزاد غلام دونوں قید کر لئے گئے شبث نے خلید سے جو ایک وجیہہ اور جسیم آدمی تھا پوچھا تم کون ہو اس نے کہا خلید حسان بن محدج الذہلی کا آزاد غلام شبث نے اس سے کہا اے حرامزادے تو نے کناسے میں برتن بیچنا اب چھوڑ دیا ہے جس نے تجھکو آزاد کیا اس کا عوض تو نے یہ دیا کہ اسی کے خلاف تلوار لیکر لڑنے آیا ہے اسکی گردن مار دو خلید قتل کر دیا گیا۔

سعر کو شبث نے پہچانا اور کہا تم بنی حنفیہ سے متعلق ہو اس نے کہا ہاں شبث نے کہا تم نے ان لونڈی بچوں کی کیوں اتباع کی اللہ تیرا برا کرے اچھا اسے چھوڑ دو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس نے آزاد غلام کو قتل کر دیا اور عرب کو چھوڑ دیا میں بھی آزاد غلام ہوں وہ مجھے قتل کر دے گا اسی خوف سے جب اس کے سامنے پیش ہوا

اور اس نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا میں بنی تیم اللہ سے ہوں اس نے پوچھا
آزاد غلام ہو یا عرب ہو میں نے کہا میں عرب ہوں زیاد بن خصفہ کے خاندان سے
تعلق رکھتا ہوں شبث نے کہا ہاں ہاں ٹھیک ہے تم نے ایک مشہور شریف کا ذکر کیا ہے
اچھا اپنے گھر جاؤ میں وہاں سے روانہ ہو کر گھر آیا چونکہ میں نے دشمن سے لڑنے کا
غور و فکر کے بعد عزم کیا تھا میں مختار کے پاس چلا آیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ
مجھے اپنے دوستوں کے پاس چلکر خود ان کی غمخواری کرنا چاہیے کیونکہ ان کے بعد
زندگی تلخ ہے جب میں اپنے دوستوں کے پاس پہونچا تو اس سے پہلے ہی سعر الحنفی
ان کے پاس آگیا تھا اب شبث کا رسالہ مختار کی فوج کی طرف بڑھا مختار کو نعیم بن ہبیرہ
کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی جسے اس کی فوج نے سخت نقصان محسوس کیا۔

میں نے مختار سے آکر اپنی داستان سنائی اس نے مجھے خاموش رہنے کی ہدایت
کی اور کہا کہ یہ وقت باتوں کا نہیں ہے شبث نے آتے ہی مختار اور یزید بن انس کو
گھیر لیا دوسری طرف سے ابن مطیع نے یزید بن الحارث بن رویم کو دو ہزار سپاہ کے
ہمراہ لحام جریر کی سڑک سے ہمارے مقابلے کے لئے بھیجا یہ فوج ناکوں کو روک
کر ٹھہر گئی مختار نے یزید بن انس کو اپنے رسالے کا سردار مقرر کیا اور خود پیدل سپاہ
لیکر بڑھا۔

حارث بن کعب الوالبی (والبہ ازد) بیان کرتا ہے کہ شبث کے رسالے نے
ہم پر دو حملے کئے مگر ہمارا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا یزید بن انس نے اپنی فوج
کو مخاطب کر کے کہا اے گروہ شیعہ تم کو اب تک قتل کیا جاتا رہا ہے تمہارے ہاتھ
پاؤں قطع کئے جاتے رہے ہیں تم کو اندھا کیا جاتا رہا ہے اور تم کو کھجور کے درختوں پر
سولی دی جاتی رہی ہے یہ سب کچھ تم اپنے نبی کے اہل بیت کی محبت میں برداشت
کرتے رہے ہو اور یہ بھی اس وقت کہ تم اپنے گھروں میں دشمن کی اطاعت میں
خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے ہو اب یاد رکھو اگر آج ہمارے دشمن نے ہم پر غلبہ پالیا
تو ہم میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ تم سب کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دینگے
تمہاری اولاد ازواج اور مال و جائداد کے ساتھ وہ سلوک کرینگے جس کے دیکھنے سے
موت بہتر ہے ان سے بچنے کی آج صرف ایک یہی صورت ہے کہ ثابت قدم رہو

دشمن کی آنکھوں میں نیزے کے کاری وار لگاؤ ان کے سروں پر پوری ضرب لگاؤ اب تم شدید جنگ اور حملے کے لئے تیار رہو اور جب میں اپنے پرچم کو دو مرتبہ حرکت دوں فوراً حملہ کر دینا۔

اس تقریر کے بعد ہم حملے کے لئے بالکل تیار ہو گئے اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے ابراہیم بن الاشتر راشد بن ایاس کی جانب چلا محلہ مراد میں دونوں کا مقابلہ ہوا راشد کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی اس پر ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن کی کثرت سے مرعوب نہ ہو جانا بخدا اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک آدمی دس سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ ولرب فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین بسا اوقات ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو حکم دیا کہ تم رسالے کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو خود ابراہیم پیدل سپاہ کے ساتھ پیادہ چلتا رہا اس کا پرچم مزاحم بن طفیل کے پاس تھا ابراہیم نے اس سے کہا کہ پرچم لیکر آہستہ آہستہ چلو۔

اب دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئے نہایت شدید و خوں ریز جنگ ہوئی رہی۔ خزیمہ بن نصر العبسی نے راشد بن ایاس کو دیکھا اس پر حملہ کیا اور نیزے سے اسے ہلاک کر دیا اور اعلان کیا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا۔ راشد کی سپاہ کو ہزیمت ہو گئی۔

راشد کے قتل کے بعد ابراہیم اور خزیمہ بن نصر اپنے ساتھیوں کو لیکر مختار کی طرف پلٹے انھوں نے نعمان بن ابی جعد کو راشد کے قتل اور فتح کی خوشخبری دینے کے لئے مختار کے پاس بھیجا جب یہ خبر مختار کو معلوم ہوئی اس کی فوج نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا ان کے حوصلے بڑھ گئے اور ابن مطیع کی فوج کی ہمتیں پست ہو گئیں اب ابن مطیع نے حسان بن قائد بن بکیر العبسی کو تقریباً دو ہزار سپاہ کے ساتھ مقابلے کے لئے بھیجا۔ یہ مقام حمرا سے کچھ ہی ادھر ابراہیم بن الاشتر کا مزاحم ہوا تاکہ اسے وہ ابن مطیع کی اس فوج پر جو سبخہ میں تھی حملہ نہ کرنے دے ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو رسالے کے ہمراہ حسان بن قائد کے مقابلے کے لئے بھیجا اور خود پیدلوں کے ساتھ ساتھ اس کی

جانب چلا۔ بخدا اسی قسم کی نیزہ بازی یا شمشیر زنی کے بغیر حسان کی فوج بھاگ گئی۔ خود حسان فوج کی عقبی جماعتوں کے ہمراہ اہل سپاہ کو بچاتا جاتا تھا خزیمہ بن نصر نے اس پر حملہ کیا مگر پھر اسے پہچانا اور کہا اے حسان بن قائد اگر میرے اور تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں تمہارے قتل کرنے میں پوری کوشش صرف کر دیتا لیکن اب چھوڑے دیتا ہوں بھاگ جاؤ مگر حسان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور یہ گر پڑا خزیمہ نے کہا اے ابو عبداللہ تمہارے لئے ہلاکت ہو اور لوگوں نے دوڑ کر اسے گھیر لیا یہ تلوار پکڑ کر ان سے لڑتا رہا خزیمہ نے اسے پکارا اے ابو عبداللہ تم کو امان دیجاتی ہے تم خود کو ہلاک نہ کرو اس کے بعد خود خزیمہ اس کے بچانے کے لئے آگیا اور لوگ بھی اس سے علیحدہ ہو گئے ابراہیم اس کے پاس سے گزرا خزیمہ نے ابراہیم سے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے میں نے اسے امان دیدی ہے ابراہیم نے کہا تم نے اچھا کیا اس کے بعد خزیمہ نے حسان کا گھوڑا منگوایا اسے سوار کیا اور کہا کہ اپنے گھر چلے جاؤ ابراہیم مختار کی جانب آیا اس وقت شبث نے مختار اور یزید بن انس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا یزید بن حارث نے جو سبخہ کے قریب کوفہ کے ناکوں پر متعین تھا دیکھا کہ ابراہیم شبث کی طرف بڑھ رہا ہے وہ خود ابراہیم کو روکنے بڑھا اس نے خزیمہ بن نصر کو ایک جماعت کے ساتھ اس کے مقابلے پر بھیجا اور ہدایت کی کہ تم یزید بن حارث کو مجھ تک نہ آنے دینا۔ خود ابراہیم اب شبث کی سمت چلا حارث بن کعب راوی ہے کہ جب ابراہیم ہمارے پاس آنے لگا تو ہم نے دیکھا کہ شبث اور اس کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی ہے ابراہیم نے اس کے قریب پہونچتے ہی اس پر حملہ کر دیا اب یزید بن انس نے ہمیں بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے حملہ کیا دشمن پیچھے ہٹ کر کوفے کے مکانات تک جا پہونچا ادھر خزیمہ بن نصر نے یزید بن حارث بن رویم کو حملہ کر کے شکست دی اور اب یہ سب کوفے کے ناکوں پر جمع ہو گئے یزید بن حارث نے ان مکانوں کی چھتوں پر جو راستوں کے ناکوں پر تھے تیر اندازوں کو متعین کر دیا تھا مختار بھی ایک جماعت کے ساتھ یزید بن حارث کی سمت بڑھا جب یہ جماعت ناکوں پر پہونچی تو تیر اندازوں نے ان پر ایسی ناوک فگنی کی کہ اس سمت سے وہ کوفے میں داخل نہ ہو سکے لوگ سبخہ سے شکست کھا کر

ابن مطیع کے پاس چلے آئے جب راشد بن ایاس کے قتل کی خبر اسے معلوم ہوئی تو اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

یحییٰ بن ہانی راوی ہے کہ اس موقع پر عمرو بن الحجاج الزبیدی نے ابن مطیع سے کہا کہ یہ سر پکڑے بیٹھے رہنے کا وقت نہیں ہے تم خود چلو اور سب لوگوں کو دشمن کے مقابلے کے لئے دعوت دو اور اس سے لڑو شہر کی آبادی کثیر ہے اور صرف اس ایک چھوٹی سی باغی جماعت کے علاوہ جس نے خروج کیا ہے اور جسے اللہ رسوا اور ہلاک کر دیگا باقی سب آپ کے ساتھ ہیں سب سے پہلے میں ان کے مقابلے کے لئے تیار ہوں ایک جماعت میرے ساتھ کیجئے اسی طرح اور وں کے ساتھ اور کسی جماعت کو بھیجئے۔

اس مشورہ سے متاثر ہو کر ابن مطیع نے سب کے سامنے اگر تقریر کی حمد وثنا کے بعد کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایک ذلیل وحقیر اور گمراہ چھوٹی سی جماعت کے مقابلے سے عاجز آ گئے ان کے مقابلے پر چلو اپنے حریم کی ان کے مقابلے میں حفاظت کرو اپنے شہر اور زرلگان کو ان سے بچاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تمہاری آمدنی میں غیر مستحق شریک ہو جائینگے بخدا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان باغیوں میں پانسو آدمی ایسے ہیں جو تمہارے آزاد کردہ ہیں ان کا امیر بھی انھیں میں سے ہے اگر ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو اس سے تمہاری عزت، تمہاری حکومت تمہارا دین سب خاک میں مل جائے گا یہ کہکر ابن مطیع نے اپنی تقریر ختم کر دی یزید بن حارث نے باغیوں کو کوفے میں داخل ہونے سے رد کر دیا۔

مختار سبخہ سے چلکر جبانہ کی پشت پر ظاہر ہوا وہاں سے بھی اور اوپر ہٹ کر مزینہ احمس اور بارق کے مکانات کے قریب ان کی مسجد اور مکانات کے نزدیک اترپڑا ان لوگوں کے مکانات اہل کوفہ کے مکانات سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں اور خود یہ مکانات بھی ایک دوسرے سے پیوست نہیں ہیں۔ یہاں کے رہنے والے مختار کے لئے پانی لائے اس کی فوج نے پانی پیا مگر خود مختار نے نہیں پیا اس پر اس کے احباب نے خیال کیا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے احمر بن بدیح الہمدانی نے ابن کامل سے پوچھا کیا امیر روزے سے ہیں اس نے کہا ہاں احمر نے

کہا اگر آج وہ روزے سے نہ ہوتا تو یہ بات اس کے لئے زیادہ قوت کا باعث ہوتی ابن کامل نے کہا وہ معصوم ہیں وہ اپنے اعمال کی خوبی اور بدی سے زیادہ واقف ہیں احمر نے کہا تم سچ کہتے ہو میں اللہ سے اپنے کہے کی معافی طلب کرتا ہوں۔

اس مقام کو دیکھکر مختار نے کہا لڑنے کے لئے یہ مناسب جگہ ہے مگر ابراہیم نے اس سے کہا اللہ نے دشمنوں کو ہزیمت دی ہے ان کے دلوں میں ہمارا رعب بیٹھ گیا ہے آپ یہاں قیام کئے لیتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے آپ ہمیں لیکر چلئے اب ہمیں قصر کے فتح کرنے سے کوئی طاقت روکنے والی نہیں ہے اور مجھے یہ امید ہے کہ ہماری ایسی کوئی زیادہ مزاحمت بھی نہ کیجائیگی مختار نے کہا جس قدر ضعفا یا مریض ہیں وہ یہاں ٹھہر جائیں نیز اپنا تمام سامان و اسباب بھی یہاں رکھ دیا جائے اور دشمن کے مقابلے پر چلو سب نے اس تجویز پر عمل کیا مختار نے ابو عثمان الہندی کو اس جماعت پر اپنا قائم مقام بنایا ابراہیم بن الاشتر کو اپنے آگے روانہ کیا اور یہاں بھی اس نے فوج کی وہی ترتیب قائم رکھی جو مقام سبخہ میں تھی ابن مطیع نے عمر بن الحجاج کو دو ہزار فوج کے ہمراہ مقابلے کے لئے روانہ کیا یہ ثوریوں کی سڑک سے انکے مقابلے کے لئے آیا مختار نے ابراہیم سے کہا تم اسے نظر انداز کردو اور اس کا مقابلہ نہ کرو چنانچہ ابراہیم نے اس کی کچھ پروا نہیں کی۔

مختار نے یزید بن انس کو بلا کر عمرو بن الحجاج کے مقابلے کے لئے جانے کا حکم دیا اس نے اس کا رخ کیا اور خود مختار ابراہیم کے پیچھے ہولیا اب یہ سب کے سب دشمن کی طرف چلے جب مختار خالد بن عبد اللہ کی عید گاہ کے قریب پہونچا تو خود تو وہیں ٹھہر گیا اور ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اسی طرح سیدھا بڑھتا ہوا چلا جائے اور کناسے کی سمت سے کوفے میں داخل ہوا۔

ابراہیم برابر بڑھتا چلا گیا شمر ذی الجوشن دو ہزار فوج کے ساتھ ابن محرز کی سڑک سے ابراہیم کے مقابلہ پر آیا مختار نے سعید بن منقذ الہمدانی کو اسکے روکنے کے لئے بھیجا سعید اس کے سامنے آگیا نیز مختار نے ابراہیم سے کہلا بھیجا کہ تم اس کی بھی کچھ پروا نہ کرو بلکہ سیدھے اپنے مقصد کے لئے بڑھتے چلے جاؤ یہ اسی طرح بڑھتے ہوئے شبث کی سڑک پر پہونچا وہاں نوفل بن مساحق بن عبد اللہ بن مخرمہ

پانچ ہزار فوج کے ساتھ مقابلے کے لئے تیار تھا دوسری جانب ابن مطیع نے سوید بن عبدالرحمان کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں میں منادی کر دے کہ سب ابن مساحق کے پاس جمع ہوں اس نے شبث بن ربعی کو قصر امارت پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور خود کناسے میں ٹھہرا ہوا تھا۔

حصیرہ بن عبداللہ راوی ہے کہ جب ابن الاشتر اپنی جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابل آیا میں اسے دیکھ رہا تھا اس نے دشمن کے قریب پہونچتے ہی اپنی فوج سے کہا کہ اُتر پڑو اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے سے بالکل قریب کر لو اور پھر اسی طرح پیدل دشمن کی سمت تلواریں نیام سے نکالے ہوئے چلو اگر یہ کہا جائے کہ شبث بن ربعی آگیا ہے یا عتیبہ بن الجفاس کا خاندان یا اشعث کا خاندان یا یزید بن حارث کا خاندان آتا ہے (یہاں اس نے کوفے کے بعض مشہور خاندانوں کا نام لیا) تو اس سے تم خوفزدہ نہ ہوجانا یہ لوگ جب تلوار کی حرارت محسوس کرینگے تو ابن مطیع کا اس طرح ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائینگے جس طرح بھیڑیں بھیڑئیے سے ڈر کر فرار ہوجاتی ہیں۔

ابن الاشتر کی فوج نے اپنے گھوڑے ایک دوسرے کے بالکل قریب کر لئے اس نے اپنی قبا کے دامن کا سرا اٹھا کر اپنے سرخ شامی پٹکے میں لگا لیا جسے اس نے اپنی قبا پر باندھ رکھا تھا اور قبا کو زرہ پر پہن رکھا تھا پھر اس نے کہا میرا چچا اور ماموں تم پر سے قربان ہوں دشمن پر حملہ کرو بجذا لڑائی شروع ہوئی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ابراہیم کی فوج نے ان کو شکست دی ان میں ایسی گڑبڑ مچی کہ سڑک کے ناکے پر ایک پر ایک گرا پڑتا تھا اور سب گڈمڈ ہوگئے ابن الاشتر ابن مساحق کے پاس پہونچا اس نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور تلوار اٹھائی ابن مساحق نے کہا اے ابن الاشتر میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کیا کسی کے عوض میں تم مجھ کو قتل کرتے ہو یا کبھی میرے اور تمھارے درمیان کوئی عداوت تھی ابن الاشتر نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس واقعے کو یاد رکھنا چنانچہ ابن مساحق ہمیشہ اس بات کو یاد کیا کرتا تھا اب ابراہیم کی فوج دشمن کے تعاقب میں بڑھتی ہوئی کناسے میں در آئی یہاں تک کہ

بازار اور مسجد میں داخل ہوگئی اور انھوں نے ابن مطیع کا محاصرہ کرلیا جو تین دن تک قائم رہا۔

ابن مطیع نے صرف تین دن تک اپنے ساتھیوں کو حالت محاصرہ میں کھانا دیا کیونکہ آثار دیکھ لیا گیا تھا اس کے ہمراہ کوفے کے اشراف موجود تھے البتہ عمرو بن حریث نے قصر میں جاکر محاصرے کے شدائد کے مقابلے میں اپنے گھر کی راحت کو ترجیح دی تین دن کے بعد ابن مطیع قصر سے نکل کر آبادی کے باہر چلا گیا۔

جنگ کے بعد مختار بازار کے ایک پہلو میں ٹھہر گیا قصر امارت کے حصار کا کام اس نے ابراہیم بن الاشتر یزید بن انس اور احمر بن شمیط کے سپرد کر دیا ابن الاشتر قصر کے دروازے اور مسجد کے متصل متعین تھا یزید بن انس بنی حذیفہ اور دار الرومیین کی جگہ پر متعین اور احمر بن شمیط عمارہ اور ابو موسیٰ کے مکان کے متصل متعین تھا۔

جب محاصرہ شدید ہوگیا تو اس معاملے پر اشراف نے ابن مطیع سے گفتگو کی شبث نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے غور فرمائیے نہ ہم آپ ہی سے بے پروائی کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی ذات سے ابن مطیع نے کہا کہ اچھا تو آپ لوگ مجھے مشورہ دیجئے شبث نے کہا آپ مختار سے اپنے اور ہمارے لیے امان حاصل کیجئے اور خود کو اور اپنے طرفداروں کو ہلاکت میں نہ ڈالیے ابن مطیع نے کہا ایسی صورت میں کہ امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر کی حکومت تمام حجاز اور بصرے میں مضبوطی سے قائم ہے میں خود اس سے امان طلب نہیں کرنا چاہتا شبث نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خفیہ طور سے قصر امارت سے نکل کر شہر میں کسی ایسے شخص کے پاس جس پر آپ کو پورا اعتماد ہو جاکر قیام کریں اور اس بات کی کوشش کیجئے کہ آپ کی سکونت کا مختار کو علم نہ ہو اور پھر آپ امیر المومنین کے پاس چلے جائیں۔

ابن مطیع نے اسماء بن خارجہ عبدالرحمان بن مخنف عبدالرحمان بن سعد بن قیس اور دوسرے اشراف کوفہ سے پوچھا کہ کیا آپ بھی شبث کی رائے سے متفق ہیں سب نے کہا ہم ان کی رائے سے بالکل اتفاق کرتے ہیں ابن مطیع نے کہا اچھا تو رات ہو جانے دو۔

شام کے وقت عبداللہ بن عبداللہ اللیثی قصر کی دیوار پر مختار کی فوج کے

سامنے آیا اور انھیں خوب گالیاں دیں مالک بن عمرو ابو نمر النہدی نے اس کے تیر مارا جو اس کے حلق کی کھال کو زخمی کرتا ہوا گزر گیا یہ چکر کھا کر گر پڑا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اچھا ہوگیا جب تیر اس کے لگا تھا تو مالک نے کہا تھا کہ یہ اپنی گالیوں کا انعام لے۔

حسان بن فائد بن بکیر بیان کرتا ہے کہ محاصرے کے تیسرے دن جب قصر امارت میں شام ہوئی تو ابن مطیع نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا حمد و ثنا کے بعد اپنی تقریر میں کہا جن لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے ان کی حیثیت سے میں واقف ہوں ان میں دو ایک شخصوں کے سوا باقی تمام کوفے کے اراذل کمینے اور احمق ہیں آپ کے تمام اشراف باعزت اور سربرآوردہ لوگ ہمیشہ میرے اطاعت کیش اور سچے بہی خواہ رہے ہیں میں یہ بات امیر المومنین کو پہنچا دوں گا اور کہونگا کہ آپ لوگوں نے اپنی پوری کوشش اور خلوص نیت سے ہمارا ساتھ دیا مگر کیا کیا جاتا اللہ کا حکم سب پر غالب آیا۔ آپ حضرات نے مجھے جو مشورہ دیا ہے اسے آپ جانتے ہیں میں نے اب یہ مناسب سمجھا ہے کہ ابھی ابھی قصر سے باہر چلا جاؤں اس پر شبث نے کہا اللہ امیر کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ہمارے مال و متاع کو محفوظ کردیا ہمارے اشراف کی عزت افزائی کی۔ اپنے آقا کی خیر خواہی کی اپنے فرض کو بخوبی انجام دیا بغیر آپ کی اجازت کے ہم کبھی کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے ابن مطیع نے بھی شبث کے چند باتوں کی تعریف کی اور کہا ہر شخص کو اپنی صوابدید پر کام کرنے کا اختیار ہے ابن مطیع رومیوں کے کوچے سے ہوکر ابو موسیٰ کے مکان چلا آیا اور قصر چھوڑ دیا اسکے جانے کے بعد اس کے احباب نے قصر کا دروازہ کھولدیا اور ابن الاشتر سے کہا ہمیں امان دیجئے ابن الاشتر نے سب کو امان دی انھوں نے قصر سے باہر آکر مختار کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

ابو الاشعر راوی ہے کہ مختار قصر میں آگیا ہمیں اس نے شب بسر کی صبح کے وقت تمام عمائد شہر مسجد اعظم اور قصر امارت کے دروازے پر جمع ہوئے مختار نے قصر سے نکلکر برسر منبر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اس خدا کی تعریف ہے جس نے اپنے دوست سے ہمیشہ کے لئے نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے دشمن سے ذلت و ناکامی کا اس کا یہ وعدہ ایسا یقینی ہے کہ گویا وہ واقع ہوچکا

جس نے اس میں شک کیا وہ محروم رہا تمہارے لئے ایک علم بلند کیا گیا اور مقصد پیش
نظر کیا گیا علم کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے بلند رکھو نیچے نہ گرنے دو غرض و غایت کے لئے
کہا گیا ہے کہ اس کے حصول کے لئے پوری کوشش کرو ہم نے ایک داعی کی دعوت کو سنا
اور اسے قبول کیا اب دیکھئے کتنے مرد اور عورتیں مرنے والوں کی خبر مرگ دیتی ہیں
وہ ہلاک ہو جس نے سرکشی روگردانی اور نافرمانی کی ہمیں جھٹلایا اور ہماری دعوت سے
منہ پھیر لیا پس اے لوگو آؤ ہدایت کے لئے بیعت کرو اس خدا کی قسم جس نے آسمان
و زمین بنائے علی بن ابی طالبؓ اور ان کی آل کی بیعت کے علاوہ اس بیعت سے
جس کی میں دعوت دیتا ہوں کوئی بیعت بہتر نہیں :: اتنی تقریر کرنے کے بعد مختار
منبر سے اتر آیا مقصوری میں چلا گیا ہم اور تمام اشراف اس کے پاس آئے اس نے
بیعت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دیا لوگ بڑھ بڑھ کر بیعت کرنے لگے مختار کہتا جاتا تھا
"بیعت کرو میری کتاب اللہ سنت رسول اللہ اہل بیت کے خون کا بدلا لینے ظالموں
سے لڑنے اور کمزوروں کی حفاظت کے لئے نیز اس بات کے لئے کہ جس سے
ہم لڑینگے تم بھی لڑو گے اور جس سے ہم صلح کرینگے تم بھی صلح کرو گے اور ہماری بیعت
کو پورا کرو گے نہ ہم تم کو معاف کرینگے نہ تم سے اپنے لئے معافی کے خواستگار ہو نگے"
جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا تھا منذر بن
حسان بن ضرار الضبّی کی صورت اس وقت بھی میرے سامنے ہے کہ وہ مختار کے
پاس آیا اسے امیر کہکر سلام کیا بیعت کی اور واپس چلا گیا جب یہ قصر سے واپس آنے
لگا سعید بن منقذ الثوری شیعوں کی ایک جماعت کے ہمراہ دہلیز پر کھڑا ہوا تھا
جب ان لوگوں نے اسے اور اس کے ہمراہ اس کے بیٹے حیان بن المنذر کو دیکھا
تو ایک سفیہ نے ان میں سے کہا کہ یہ سرکشوں کے عمائد سے ہے اور یہ کہتے ہی
انھوں نے حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا اگرچہ سعید بن منقذ نے منع بھی کیا کہ
جلدی نہ کرو ان کے بارے میں اپنے امیر کی رائے معلوم کر لینے دو مگر اوروں
نے اس کی بات نہ مانی۔ جب مختار کو اس واقعے کا علم ہوا اسے یہ سخت ناگوار گزرا
جس کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں تھے اب مختار لوگوں کو امیدیں دلاتا رہا
ان کی اور عمائد کی دوستی کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اس مقصد کے لئے

وہ ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا۔

ابن کامل نے مختار سے آکر کہا کہ ابن مطیع ابو موسیٰ کے گھر میں مقیم ہے مختار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن مالک نے تین مرتبہ یہی، کہا اور اس نے کوئی جواب نہیں، دیا کامل کو محسوس ہوا کہ یہ بات انھیں گوارا نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مختار اور ابن مطیع اس ہنگامہ سے پہلے باہم مخلص دوست تھے شام کو مختار نے ایک لاکھ درہم ابن مطیع کو بھیجے اور کہا کہ اس روپیہ سے سفر کا انتظام کر کے چلے جاؤ مجھے تمھاری جائے سکونت معلوم تھی اور مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ محض روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے تم اب تک روانگی سے رکے رہے۔

مختار کو کوفے کے خزانے سے نو کرور درہم ملے اس میں سے اس نے ان لوگوں کو جو ابن مطیع کو قصر میں محصور کرتے وقت اس کے ہمراہ تھے اور جنکی تعداد تین ہزار آٹھ سو تھی پانسو درہم فی کس دیئے اور جو لوگ قصر کو محصور کرنے کے بعد اس کے علم کے نیچے آئے اور محاصرہ کی تینوں راتوں میں برابر اس کے ساتھ رہے انھیں دو دو سو دیئے ان کی تعداد چھ ہزار تھی مختار سب کے ساتھ نیکی سے پیش آتا ان کے ساتھ عدل وانصاف کرتا اس نے شرفا کو اپنا مصاحب بنایا جو ہر وقت اس کے ساتھ بیٹھتے اور باتیں کرتے عبداللہ بن کامل الشاکری کو کوتوال مقرر کیا عرینہ کے آزاد غلام کیسان ابو عمرہ کو اپنی فوج خاصہ کا سردار مقرر کیا۔

ایک دن ابو عمرہ مختار کے سرہانے کھڑا تھا اور مختار اشراف کوفہ سے بہت ہی توجہ سے باتیں کر رہا تھا موالیوں میں سے کسی شخص نے اس سے کہا کہ دیکھو ابو اسحٰق (مختار) ہمیشہ عربوں ہی سے ہمکلام رہتا ہے اور ہماری طرف دیکھتا ہی نہیں مختار نے ابو عمرہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ شخص جسے میں نے تم سے باتیں کرتے دیکھا ہے تم سے کیا کہہ رہا تھا اس نے کہا کہ اللہ آپ کو نیک ہدایت دے آپ کا ان کی طرف سے منہ پھیر کر عربوں سے متوجہ ہونا انھیں ناگوار اور شاق گزرا مختار نے کہا ان سے کہدو کہ اس بات سے تم رنجیدہ نہ ہو ہم تم ایک ہی ہیں اس کے بعد دیر تک خاموش رہنے کے بعد مختار نے کہا۔ انا من المجرمین منتقمون۔ (ترجمہ) ہم مجرموں سے بدلا لینے والے ہیں اس بات کو موالیوں نے بھی اس کی

زبانی سن لیا تو انھوں نے آپس میں کہا کہ بشارت ہو اب تم ان سب کو قتل کردگے۔

مختار نے سب سے پہلے عبداللہ بن الحارث اشتر کے بھائی کو پرچم (باندھ کر) دیا اور اُسے آرمینا بھیجا محمد بن عمر بن عطارد کو آذربیجان روانہ کیا عبدالرحمان بن سعید بن قیس کو موصل اسحق بن مسعود کو مدائن اور علاقہ جوخی قدامہ بن ابی عیسیٰ بن ربیعۃ النصری بنی ثقیف کے حلیف کو بھقبا ذالاعلی محمد بن کعب بن قرظبہ کو بھقبا ذالاوسطہ حبیب بن منقذ الثوری کو بھقبا ذالاسفل اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو حلوان بھیجا۔ حلوان میں ان کے ہمراہ دو ہزار سوار تھے ایک ہزار ماہانہ اس کی تنخواہ مقرر کی اسے کردوں سے لڑنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ راستوں کی حفاظت کیجائے نیز مختار نے اپنے علاقہ جبال کے عمال کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے پرگنوں کے تمام محاصل سعد بن حذیفہ کو حلوان میں دیدیا کریں۔

اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے محمد بن الاشعث بن قیس کو موصل کا والی مقرر کیا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ تمام سرکاری معاملات میں ابن مطیع کو لکھکر احکام حاصل کرے اور اس کے احکام کی اطاعت کرے البتہ ابن مطیع کو بغیر ابن الزبیر کے حکم کے محمد بن الاشعث کو برطرف کردینے کا حق حاصل نہ تھا اس سے پہلے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد موصل کے بااختیار حاکم تھے ابن زبیرؓ کے سوا کسی اور والی کے ماتحت نہ تھے جب عبدالرحمان بن سعید بن قیس مختار کی جانب سے والی مقرر ہو کر موصل آیا تو محمد بن الاشعث موصل چھوڑ کر عراق روانہ ہوا اور تکریت میں اپنی قوم کے اشراف اور دوسرے عمائد کے ساتھ سب سے الگ تھلگ قیام پذیر ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ اس تحریک کے ساتھ لوگوں کا طرز عمل کیا ہوتا ہے اور اسے کہاں تک کامیابی ہوتی ہے پھر یہ بھی مختار کے پاس آگیا اور جس طرح کوفے کے اور لوگوں نے مختار کا ساتھ دینے کے لئے اس کی بیعت کی تھی اس نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ جب مختار نے ظہور کیا اس کی طاقت جم گئی ابن مطیع کو نکال دیا اور اپنے عمال بھیجدیئے تو اب یہ صبح و شام دربار عام کرنے لگا پہلے فصل خصومات بھی کرتا تھا بعد میں اس نے کہا کہ مجھے اور اہم امور

سرانجام دینا ہیں اس لیئے اب میں قضا ئت نہیں کروں گا اس کے بعد اس نے شریح کو قاضی مقرر کیا یہ چند روز اس عہدے کا کام کرتے رہے پھر یہ شیعوں سے ڈر کر بیمار بن گئے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ شیعہ کہا کرتے تھے کہ یہ عثمانؓ کے طرفدار ہیں انھوں نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی تھی اور انھوں نے ہانی بن عروہ کا وہ پیام نہیں پہونچایا تھا انہیں حضرت علیؓ نے عہدۂ قضا سے علیحدہ کر دیا تھا۔

شریح نے جب دیکھا کہ لوگ اس قسم کی چہ مگوئیاں ان کے متعلق کر رہے ہیں وہ بیمار بنگئے مختار نے ان کی جگہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی مقرر کیا یہ بیمار پڑے تو ان کی جگہ عبداللہ بن مالک الطائی کو قاضی بنایا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن ہمام نے ابو عمرو کو حضرت علیؓ کی طرفداری میں اور حضرت عثمانؓ کی برائی میں باتیں بیان کرتے سنا اس بنا پر ان کے کوڑے لگوائے جب مختار نے ظہور کیا تو یہ گوشہ نشین ہو گیا مگر عبداللہ بن شداد نے مختار سے اس کے لیئے امان لے لی اس کے بعد یہ مختار کے پاس آیا اور اس کی شان میں قصیدہ خوانی کی جب قصیدہ سنا چکا تو مختار نے اپنے دوستوں سے کہا آپ لوگوں نے سنا اس نے کیسی عمدہ آپ کی تعریف کی ہے مناسب یہ ہے کہ ایسا ہی عمدہ اس کا صلہ بھی اسے دیا جائے یہ کہکر وہ خود اندر اٹھ کر چلا گیا اور اپنے مصاحبوں سے کہا کہ تم سب میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔

عبداللہ بن شداد الجشمی نے ابن ہمام سے کہا میں تم کو گھوڑا اور شال دوں گا قیس بن طہفۃ النہدی نے جس کی بیوی رباب اشعث کی بیٹی تھی کہا کہ میں بھی تم کو گھوڑا اور شال دوں گا اسے اس بات سے شرم آئی کہ اس کا کوئی ہمسر معاصر ابن ہمام کو ایسی شے دے جو یہ اسے نہ دے سکے اس نے یزید بن انس سے پوچھا تم اسے کیا دوگے اس نے کہا اگر اس کے مدحیہ قصیدہ کی غرض اللہ سے ثواب کا حصول ہے تو وہ اسے ملے گا اور اگر اس نے ہم سے روپیہ وصول کرنے کے لئے یہ قصیدہ کہا ہے تو بخدا ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ ہم اسے دے سکیں میری تنخواہ میں سے جو کچھ بچا تھا وہ میں نے اپنے ساتھیوں کو دیدیا۔

اس تقریر کے بعد قبل اس کے کہ کوئی اور احمر بن شمیط سے اس کے متعلق کہے خود اس نے ابن ہمام کو مخاطب کر کے کہا اگر اس مدح سے تمہارا مقصد اللہ کی خوشنودی ہے تو اسے حاصل کر لو اور اگر اس سے تمہارا مقصد لوگوں کی خوشنودی اور ان کے مال کا حصول ہے تو اس میں تم کو کبھی کامیابی نہ ہوگی کیونکہ بخدا خدا کے علاوہ اگر کسی نے کسی اور ذات کی تعریف کی تو وہ ہرگز کسی صلے کا مستحق نہیں ہے۔

ابن ہمام نے اس پر اسے گالی دی یزید بن انس نے اس کے مارنے کے لیے درہ اٹھایا اور ابن شمیط سے کہا کہ یہ فاسق تمہارے متعلق یہ کہہ رہا ہے تم تلوار سے اس کی خبر لو ابن شمیط تلوار اٹھا کر اس پر دوڑا ان دونوں کے طرفدار بھی ابن ہمام پر جھپٹے مگر ابراہیم بن الاشتر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پیچھے کر لیا اور کہا میں اس کا محافظ ہوں تم اس پر کیوں حملہ کرتے ہو بخدا یہ ہمارا دوست ہے ہماری تحریک میں شامل ہے اس نے ہماری بہت اچھی تعریف کی اگر تم اس کی مدح گوئی کا صلہ نہیں دے سکتے تو کم از کم اسے گالیاں تو نہ دو اور مار تو نہ ڈالو۔

بنی مذحج فوراً اس کے اور اس کے حملہ آوروں کے درمیان حائل ہو گئے اور کہا کہ اسے ابراہیم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اب کسی کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

ان کی یہ گفتگو سن کر مختار باہر نکل آیا اور ہاتھ سے سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھ گئے تو ان سے کہا کہ اگر تم سے کوئی اچھی بات کہی جائے تو اسے قبول کر لو اگر اس کا کچھ صلہ دے سکتے ہو تو صلہ دو ورنہ خاموش رہو شاعر کی زبان سے بچو جو کچھ وہ کہدے گا وہ ہر جگہ مشہور ہو جائے گا۔

سب نے کہا ہم اسے قتل کیوں نہ کر دیں مختار نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہے ہم نے اسے امان و پناہ دی ہے نیز تمہارے بھائی ابراہیم نے بھی اسے پناہ دی ہے مختار بھی سب کے ساتھ بیٹھ گیا ابراہیم مجلس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا گیا۔ اس نے ابن ہمام کو گھوڑا اور شال دی یہ اسے لیکر واپس چلا گیا اور کہنے لگا کہ اب میں کبھی ان کے پاس نہ جاؤنگا بنی ہوازن کو جب اس واقعے کا علم ہوا انہیں ابن ہمام کی حمایت میں بہت جوش آیا اور وہ سب مسجد میں جمع ہوئے

مختار نے اپنے قاصد کے ذریعے سے درخواست کی کہ آپ اس واقعے سے درگذر کیجیے بنی ہوازن نے یہ درخواست منظور کی اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ابن ہمام نے اس واقعے کی بنا پر ابراہیم کی تعریف میں چند شعر کہے

دوسرے دن عبداللہ بن شداد مسجد میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ بنو اسد اور احمس ہم پر دوڑ آئے ہم کبھی ان کی اس جرائت سے درگزر نہیں کرینگے مختار کو اس بات کا علم ہوا اس نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یزید بن انس اور احمر بن شمیط کو بھی بلایا اور حمد وثنا کے بعد مختار نے کہا اے ابن شداد تم نے جو کچھ کیا یہ محض شیطان کی تحریک تھی اب تم اللہ کے سامنے توبہ کرو ابن شداد نے کہا میں نے توبہ کی مختار نے کہا یہ دونوں تمھارے بھائی ہیں تم ان کی جانب بڑھو اور ان کی معذرت کو قبول کرو اور ان کی اس بات کو میری خاطر معاف کردو ابن شداد نے کہا میں نے معاف کردیا۔ ابن ہمام نے مختار کی تحریک کے بارے میں ایک اور قصیدہ لکھا۔

اس سنہ میں مختار نے قاتلان حسینؓ اور ان کے طرفداروں پر جو کوفہ میں تھے اچانک حملہ کر دیا اور جس پر اس کی دسترس ہو سکی اسے قتل کر دیا بعض کوفہ سے بھاگ گئے اور مختار کی زد سے نکل گئے۔

قاتلان حسینؓ کا قتل اور انکے نام اور جو بھاگ گئے انکے نام

شام میں مروان بن الحکم کی حکومت جب اچھی طرح قایم ہوگئی اس نے دو بڑی فوجیں ایک حبیش بن دلجۃ القینی کی قیادت میں حجاز بھیجی اس کا واقعہ حبیش کی ہلاکت کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں دوسرے عبداللہ بن زیاد کی قیادت میں عراق روانہ کی مقام عین الوردہ میں اسی فوج اور شیعان اہل بیت کے گروہ توابین سے جو واقعہ جنگ پیش آیا اسے بھی ہم بیان کر چکے مروان نے عبداللہ بن زیاد کو عراق روانہ کرتے وقت اس تمام علاقہ کا حاکم مقرر کیا تھا جس پر اس کا تصرف ہو جائے نیز اسے تین دن تک کوفہ کو لوٹنے کا بھی حکم دیا تھا۔

اسے جزیرے میں پہونچکر اس وجہ سے رکنا پڑا کہ وہاں قیس عیلان موجود تھے

جنھوں نے ابن الزبیر کی بیعت کر لی تھی اور چونکہ مرج راہط کی جنگ میں مروان نے انھیں بری طرح قتل کیا تھا اس وجہ سے یہ اس کی اور اس کے بیٹے عبدالملک کی حکومت کی ضحاک بن قیس کے زیر قیادت برابر مخالفت کرتے رہے اسی وجہ سے عبید اللہ بن زیاد ایک سال تک ان کی مخالفت کی وجہ سے عراق نہ جاسکا اسکے بعد یہ موصل کی سمت بڑھا۔

عبدالرحمان بن سعید بن قیس نے جو مختار کی جانب سے موصل کا عامل تھا اسے لکھا کہ عبید اللہ بن زیاد علاقہ موصل میں داخل ہوگیا ہے اس نے اپنی پیدل اور سوارہ فوج میری طرف بھیج دی ہے میں مقابلہ سے گریز کر کے تکریت آ گیا ہوں اور یہاں آپ کی ہدایت کا منتظر ہوں۔

مختار نے جواب دیا کہ جب تک میرا حکم تم کو موصول نہ ہو تم تکریت نہ چھوڑنا۔

جب عبدالرحمان بن سعید کا خط مختار کے پاس آیا مختار نے یزید بن انس کو بلایا اور کہا اے یزید عالم و جاہل برابر نہیں اسی طرح حق و باطل بھی ایک نہیں ہیں عبدالرحمان بن سعید نے جو ایک سچا آدمی ہے دشمن کی پیشقدمی کی اطلاع دی ہے تمھارے پاس رسالہ کی زبردست طاقت ہے تم دن و رات منزلیں طے کرتے ہوئے موصل روانہ ہوجاؤ اور اس کی سرحد میں پہونچکر منزل کرو میں تمھاری امداد کے لئے پیدل سپاہ کے دستے یکے بعد دیگرے بھیجتا رہوں گا۔

یزید بن انس نے کہا کہ مجھے تین ہزار ایسے شہ سوار دیدیجئے جنھیں میں خود انتخاب کرلوں اس کے بعد آپ اس مہم کو میرے سپرد کر دیجئے میں اسے کامیابی تک پہونچانے کا ذمہ دار ہوں اگر مجھے پیدل سپاہ کی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بعد میں لکھدوں گا۔

مختار نے کہا اچھی بات ہے اللہ کا نام لیکر جسے چاہو منتخب کرلو۔ یزید نے تین ہزار سواروں کا انتخاب کیا مدینہ کے دستہ پر نعمان بن عوف بن ابی جابر الازدی کو سردار مقرر کیا تمیم وہمدان کے دستہ پر عاصم بن قیس بن حبیب الہمدانی کو مذحج اور اسد کے دستہ پر ورقاء بن عازب الاسدی کو اور بنی ربیعہ اور کندہ کے دستہ پر سعر بن ابی سعر الحنفی کو سردار بنایا۔

اب یہ فوج کوفہ سے روانہ ہوئی مختار اور دوسرے لوگ مشایعت کے لیے

دیر ابی موسیٰ تک اس فوج کے ہمراہ آئے یہاں مختار نے اس فوج کو رخصت کیا اور خود واپس پلٹا یہ ہدایت کی کہ دشمن کا سامنا ہوتے ہی حملہ کرنا۔ اگر کوئی موقع ملے تو اس سے فوراً فائدہ اٹھانا اگر اپنی حالت سے مجھے روزانہ مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھدینا اور چاہے تم مدد نہ بھی طلب کرو تب بھی میں تم کو امدادی فوج بھیجدوں گا اس سے تمھاری قوت میں اضافہ ہوگا تمھاری فوج کی ہمت بڑھیگی اور تمھارے دشمن مرعوب ہوں گے یزید نے کہا آپ کی دعا ہی ہماری لئے سب سے بڑی مدد ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ اللہ تمھارے ساتھ ہو اور تمھاری تائید کرے پھر اسے خدا حافظ کہا یزید نے اس سے کہا کہ آپ میرے لئے شہادت کی دعا مانگئیے بخدا اگر دشمن سے میرا مقابلہ ہوا تو چاہے فتح مجھے حاصل نہ ہو سکے مگر شہادت سے میں محروم نہ رہونگا انشاء اللہ۔

مختار نے عبدالرحمان بن سعید کو لکھدیا کہ میں یزید کو بھیجتا ہوں اب تمام اس علاقہ کی حکومت تم ان کے سپرد کر دو وہی اس کے ذمہ دار ہیں یزید بن انس نے کوفہ سے روانہ ہو کر سورا میں رات بسر کی دوسرے دن پھر کوچ شروع کیا سارے دن چلکر مدائن میں رات بسر کی یہاں لوگوں نے اس سے شدت سفر کی شکایت کی اس وجہ سے یزید نے ایک دن اور رات وہیں قیام کیا پھر علاقہ جوخی سے گذر کر رذانات ہوتا ہوا موصل کے علاقہ میں بنات تلی پر فروکش ہو گیا اس کے آنے اور مقام کی اطلاع عبیداللہ بن زیاد کو ہوئی اس نے اس کی فوج کی تعداد دریافت کی مخبروں نے اسے بتایا کہ یہ کوفہ سے تین ہزار سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا تھا عبیداللہ نے کہا میں اس کے مقابلہ میں دوچند فوج بھیجے دیتا ہوں اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی اور عبداللہ بن حملۃ الخثعمی کو تین ہزار سواروں کے ہمراہ یزید کے مقابلہ پر روانہ کیا پہلے ربیعہ بن المخارق کو روانہ کیا ایک دن خاموش رہا دوسرے دن عبیداللہ بن حملۃ کو روانہ کیا اور دونوں کے نام یہ حکم لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں جو پہلے پہونچے وہ پوری فوج کا سپہ سالار ہے اگر دونوں ایک ساتھ پہونچیں تو دونوں میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہی تمام فوج کا سپہ سالار ہوگا۔

ربیعہ بن المخارق یزید کے مقابلہ پر پہلے پہونچ گیا اور اس کے مقابلہ میں جو بنات تلی پر فروکش تھا مورچہ زن ہو گیا یزید بن انس جو اس وقت صاحب فراش تھا اس کے مقابلہ پر نکلا۔

ابو سعید الصیقل کہتا ہے کہ یزید اس حالت میں ہمارے پاس آیا کہ وہ مرض کی وجہ سے ایک گدھے پر سوار تھا لوگ اس کے آس پاس پیدل چل رہے تھے اور اسے ہر طرف سے سنبھالے ہوئے تھے کسی نے اس کے دونوں بازو تھام رکھے تھے اور کوئی اس کے دونوں پہلو روکے ہوئے تھا یہ اپنے ہر دستہ فوج کے پاس آکر ٹھہرتا اور ان سے کہتا۔ اے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سپاہیو ثابت قدم رہو اس کا تم کو اجر ملیگا دشمن کے مقابلہ میں پوری ثابت قدمی دکھاؤ تم کو فتح نصیب ہو گی شیطان کے پیرووں سے لڑو بے شک شیطان کا مکر بہت ہی کمزور ہے اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو ورقا بن عازب الاسدی تمھارے امیر ہوں گے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو عبد اللہ بن ضمرۃ العذری تمھارے امیر ہوں گے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو سعر بن سعر الحنفی امیر مقرر کیئے جائیں۔ میں اس کے بازو اور ہاتھ کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا میں نے جب اس کے چہرہ پر نظر کی تو مجھے محسوس ہوا کہ اس کی موت کا وقت بالکل قریب آگیا ہے یزید بن انس نے عبد اللہ بن ضمرۃ العذری کو اپنے میمنہ پر مقرر کیا سعر بن ابی سعر کو اپنے میسرہ پر اور ورقا بن عازب الاسدی کو تمام رسالہ کا افسر مقرر کیا خود یزید سواری سے اتر کر پیدل سپاہ میں بستر پر لیٹا ہوا ساتھ ہوا اور حکم دیا کہ کھلے میدان میں دشمن پر حملہ کرو مجھے پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ آگے رکھو تمھارا جی چاہے تو اپنے امیر کی حمایت میں جانبازی دکھاؤ اور چاہو تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔

۶۶ سنہ ہجری کے ماہ ذی حجہ کے عرفہ کے دن ہم یزید بن انس کو لیکر دشمن کے مقابلہ پر نکلے کبھی ہم ان کی پیٹ کو سہارا دیئے رہتے تھے اور وہ ہمیں جنگ کے متعلق ہدایات دینے لگتا تھا مگر پھر درد کی شدت کی وجہ سے وہیں اسے زمین پر لٹا دیا جاتا تھا اور فوج جنگ میں مصروف ہو جاتی جنگ کی یہ کیفیت

طلوع آفتاب سے پہلے پو پھٹنے کے وقت تھی ۔

دشمن کے میسرہ نے ہمارے میمنہ پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں میں شدید جنگ ہوتی رہی ہمارے میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کرکے اسے شکست دی اس وقت ورقا بن عازب الاسدی نے رسالہ کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا اور ابھی دھوپ بھی اچھی طرح نہیں پھیلی تھی کہ ہم نے انھیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کرلیا ۔

موسیٰ بن عامر العدوی راوی ہے کہ ہم بڑھتے ہوئے اہل شام کے سپہ سالار ربیعہ بن المخارق کے قریب پہونچ گئے اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے اور یہ گھوڑے سے اترا ہوا انھیں بلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے حق کے حامیو اے وفادار اطاعت شعار و میرے پاس آؤ میں ابن المخارق ہوں میں خود چونکہ بالکل نوجوان تھا اس لیئے اس سے خوف زدہ ہو کر علٰحدہ کھڑا رہا عبداللہ بن ورقا الاسدی اور عبداللہ بن ضمرۃ العذدی دونوں نے اس پر حملہ کرکے اسے قتل کردیا ۔

عمرو بن مالک ابوکبشۃ القینی راوی ہے کہ میں بالکل نوجوان لڑکا تھا اور اپنے ایک چچا کے ہمراہ شامیوں کے لشکر میں تھا جب ہم کوفیوں کے پڑاؤ پر پہنچے تو ربیعہ بن المخارق نے فوج کی جنگی ترتیب خوش اسلوبی سے قائم کی میمنہ پر اپنے بھانجے کو مقرر کیا میسرہ پر عبدربہ السلمی کو مقرر کیا اور اب وہ رسالہ اور پیدل لیکر جنگ کے لیئے نکلا اس نے شامیوں سے کہا کہ اس وقت تمھارا مقابلہ مفرور غلاموں سے ہے جو اسلام سے خارج ہو گئے ہیں انھیں اللہ کا خوف نہیں رہا اور ان کی زبان بھی عربی نہیں رہی ۔

اس وقت میرا بھی یہ خیال تھا کہ ربیعہ نے دشمن کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہی درست ہے اب جنگ شروع ہو گئی اسی حالت میں ایک عراقی تلوار لیئے ہمارے سامنے آیا اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا ۔

برئت من دین المحکمینا ۔۔۔ وذالک فینا شر دین دینا

میں خارجیوں کے دین سے علٰحدہ ہوں اور ہم اسے مذہب کے اعتبار سے

بہت برا سمجھتے ہیں۔

اب ہمارے اور ان کے درمیان کچھ دن نکلے تک نہایت شدید جنگ ہوئی چاشت کے وقت عراقیوں نے ہمیں شکست دی ہمارے امیر کو قتل کر دیا۔ ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اب ہم نے کامل شکست کھا کر میدان چھوڑ دیا موضع نبات تلی سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر عبداللہ بن حملہ ہمارے پاس آپہونچا ہم پھر اس کے ہمراہ واپس آئے اور وہ یزید بن انس کے مقابل آجما ساری رات ہم نے پوری نگہبانی سے بسر کی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اب ہم پھر بڑی عمدہ جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لئے آئے۔

عبداللہ بن حملہ نے زبیر بن حریہ الخثعمی کو اپنے میمنہ پر اور ابن القیصر القحافی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور خود رسالہ اور پیدل کے ہمراہ عین قربان کے دن دشمن کے مقابلہ پر آگے بڑھا ہم نے ان سے نہایت شدید جنگ کی مگر پھر انھیں نے ہمیں بری طرح شکست دی بری طرح قتل کیا ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا ہم بھاگ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور اپنی سرگزشت اس سے بیان کی۔

موسیٰ ابن عامر راوی ہے کہ پہلے عبیداللہ بن حملۃ الخثعمی ہمارے سامنے آیا پھر یہاں سے ہٹ کر اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی کی شکست خوردہ فوج کے سامنے آکر اسے روکا اور پھر اسے میدان جنگ واپس لے آیا۔ موضع نبات تلی پر اس نے منزل کی دوسرے دن صبح ہی سے ہمارے اور دشمن کے درمیان رسالہ کی جنگ شروع ہوئی کچھ دیر کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے پڑاؤ واپس چلے گئے ظہر کی نماز کے بعد ہم پھر دشمن کے مقابل آئے جنگ شروع ہوئی اور ہم نے شامیوں کو بھگا دیا۔

عبداللہ بن حملہ گھوڑے سے اتر پڑا اپنی فوج کو للکارنے لگا اے وفادار اطاعت شعار و بھاگنے کے بعد جوابی حملہ کرو اسی حالت میں عبداللہ بن قراد الخثعمی نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے اس کے تمام پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تین سو قیدی یزید بن انس کے سامنے جب کہ وہ بازار میں تھا پیش کئے گئے

اس نے اشارے سے ان کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور وہ سب کے سب بلا استثناء قتل کر دیئے گئے

یزید بن انس نے کہا اگر میں مر جاؤں تو ورقا بن عاذب امیر ہوں اسی شام کو اس نے قضا کی ورقا نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔

اس کی موت نے اس کی فوج پر بہت بڑا اثر کیا ان کے دل ٹوٹ گئے جب یہ سب کے سب اس کو دفن کرتے گئے تو ورقا نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے ہمراہ اسی ہزار شامی فوج ہے اب آپ لوگوں کی کیا رائے ہے یہ سنتے ہی یہ لوگ وہاں سے ایک ایک کر کے جانے لگے ورقا نے اپنے مختلف دستوں کے سرداروں اور دوسرے شہ سواروں کو اپنے پاس مشورے کے لئے بلایا اور کہا کہ جو بات میں نے آپ سے بیان کی ہے اس کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے میں بھی آپ ہی ایسا آدمی ہوں آپ سے کسی طرح افضل نہیں ہوں اس لئے مہربانی کر کے آپ حضرات اس معاملے میں مجھے مشورہ دیجئے واقعہ یہ ہے کہ ابن زیاد شام کی زبردست فوج لیکر جس کے ساتھ شام کے بڑے بڑے بہادر اور شہ سوار ہیں ہمارے مقابلے کے لئے آرہا ہے اس موجودہ حالت میں تو ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ہمارے امیر کا انتقال ہو چکا ہے ان کی موت کی وجہ سے بعض لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں اگر ان کا مقابلہ کرنے اور ان تک پہونچنے سے پہلے ہی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں تو اس سے صرف یہ سمجھا جائیگا کہ ہم صرف اپنے امیر کی موت کی وجہ سے واپس چلے آئے نیز چونکہ ہم نے انکی فوج کے امیروں کو قتل کر دیا ہے اس وجہ سے وہ ہم سے ڈرتے رہیں گے ہم آج تو اپنی مراجعت کے لئے اپنے امیر کی موت کا بہانہ بنا سکتے ہیں اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو گویا ہم نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالدیا اگر ہمیں آج ہزیمت ہوئی تو ہماری وہ فتح جو ہم نے دشمن پر کل حاصل کی ہے ہمارے لئے بالکل بے سود ہو گی۔

اس تجویز کو سب نے پسند کیا ورقا واپس (روانہ) ہوا اس کی واپسی کی اطلاع

مختار اور اہل کوفہ کو معلوم ہوئی اس پر لوگوں نے عجیب وغریب خبریں مشہور کیں اصل واقعہ تو کسی کو معلوم نہ تھا لوگوں نے مشہور کیا کہ یزید بن انس ہلاک ہو گیا اور فوج کو شکست ہوئی مختار کے عامل نے جو مدائن پر متعین تھا علاقہ سواد کے ایک نبطی کو جو اس کا خبر رساں تھا مختار کے پاس بھیجا اس نے اصل واقعہ سے مختار کو آکر اطلاع دی مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو سات ہزار فوج دیکر روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تم کو یزید بن انس کی فوج ملے اسے اپنے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر واپس لیجانا۔ اور اس مجموعی طاقت کے ساتھ دشمن کی سمت بڑھنا مقابلہ ہوتے ہی جنگ شروع کر دینا۔ ابراہیم اس مہم پر روانہ ہوا اور حمام اعین پر آکر اسنے اپنا پڑاؤ کیا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ یزید بن انس کے مرنے کے بعد کوفہ کے اشراف ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے مختار کی نسبت بری بری خبریں بیان کیں انھوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ یزید بن انس اپنی طبعی موت سے مرا بلکہ کہا کہ وہ جنگ میں مارا گیا نیز وہ کہنے لگے کہ مختار نے اسے ہماری مرضی کے بغیر ہماری فوج کا امیر بنایا ہمارے آزاد کردہ غلاموں کو تقرب دیا انھیں سواریاں دیں ہماری مالگزاری کے روپیہ سے ان کی تنخواہیں دیں اور مختار کی وجہ سے ہمارے غلام بھی ہم سے سرکش ہو گئے جس کی وجہ سے ہمارے شہر کے یتیم اور بیوائیں سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئی ہیں سب لوگوں نے کہا کہ شبث بن ربعی کے مکان میں جمع ہو کر ان معاملات پر گفتگو کریں کیونکہ وہی ہمارے شیخ ہیں شبث نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے تھے یہ سب جمع ہو کر اس کے مکان آئے شبث نے سب کو نماز پڑھائی اس کے بعد یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کرنے لگے۔

مختار کے خلاف ان کے غصہ کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ سرکاری مالگزاری میں اس نے موالیوں کو بھی شریک کر دیا تھا اس گفتگو کو سننے کے بعد شبث نے کہا کہ پہلے میں خود مختار سے ملکر ان باتوں کا تذکرہ کرتا ہوں اس نے اس کے پاس آکر تمام شکایتیں بیان کیں مختار نے ہر بات کے متعلق کہا کہ میں اسے ان کے منشا کے مطابق کر لوں گا جب اس نے غلاموں کا ذکر کیا تو مختار نے کہا کہ

میں ان کو ان کے مالکوں کے پاس واپس بھیجدوں گا اب اس نے موالیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ جس طرح اللہ نے اس ملک کو ہمیں عطا فرمایا ہے اسی طرح موالیوں کو بھی بطور مال غنیمت ہمیں دیا مگر آپ نے یہ غضب کیا کہ ان کو اپنا شریک کار بنالیا ہم نے انھیں آزاد کر دیا تاکہ اس کا ہمیں اللہ کے یہاں اجر ملے اور یہ لوگ ہمارے شکرگزار رہیں آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انھیں ہماری آمدنی میں شریک کر لیا۔

مختار نے کہا اگر آپ لوگ یہ موثق وعدہ کریں کہ میری حمایت میں آپ بنی امیہ اور ابن الزبیر سے لڑینگے تو میں ان موالیوں کو بھی آپ کے سپرد کئے دیتا ہوں اور آپ کی مالگزاری کی آمدنی آپ ہی پر خرچ کرنے کے لئے آمادہ ہوں مگر آپ لوگ میری حمایت کا ایسا عہد کیجئے جس سے مجھے اطمینان ہو شبث نے کہا میں اپنے دوستوں سے اس کا تذکرہ کروں گا پھر اس کے متعلق آپ کو جواب دونگا یہ وہاں سے چلا آیا پھر مختار کے پاس نہیں گیا دوسری طرف کوفہ کے اشراف نے باتفاق مختار سے لڑنے کا تصفیہ کیا۔

قدامہ بن حوشب راوی ہے کہ اس کے بعد شبث بن ربعی شمر بن ذی الجوشن محمد بن الاشعث اور عبدالرحمان بن سعد بن قیس کعب بن ابی کعب الخثعمی کے پاس آئے شبث نے حمد وثنا کے بعد اس سے کہا کہ ہم سب نے مختار سے لڑنے کا تصفیہ کر لیا ہے آپ بھی اس میں شریک ہوں شبث نے مختار کی شکایت میں بیان کیا کہ اس نے بغیر ہماری مرضی کے ایک شخص کو ہماری فوج کا امیر مقرر کیا اس کا یہ بیان ہے کہ ابن الحنفیہ نے اسے اپنا قائم مقام بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے حالانکہ ہمیں معلوم ہے کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا اس نے ہماری آمدنی ہمارے موالیوں کو کھلا دی ہمارے غلاموں کو اپنے ساتھ شریک کر کے ہمارے اور بیوہ خاتونوں کو تکلیف ومصیبت میں مبتلا کر دیا اس نے اور اسکے طرفداروں نے ہمارے سلف صالحوں سے اپنی برات کا اظہار کیا کعب نے اس تقریر پر مرحبا کہی اور ان کی دعوت کو بخوشی قبول کر لیا۔

ابو یحیی بن سعید راوی ہے کوفہ کے اشراف عبدالرحمان بن مخنف کے پاس آئے اور مختار سے لڑنے کی اسے دعوت دی عبدالرحمان نے کہا اگر

تم لوگوں نے اس کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایسا نہ کرو لوگوں نے پوچھا کیوں عبد الرحمان نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے گا ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دو گے اور متفرق ہو جاؤ گے مختار کے ہمراہ خود تمہارے بڑے بڑے بہادر اور رئیس شریک ہیں دیکھو فلاں فلاں شخص اس کے ہمراہ ہیں اس کے علاوہ تمہارے غلام اور موالی بھی اس کے ہمراہ ہیں یہ آپس میں پوری طرح متحد ہیں تمہارے غلام اور موالی تمہارے دوسرے دشمنوں کے مقابلے میں ہم سے بہت زیادہ شدید عداوت و کینہ رکھتے ہیں عرب کی شجاعت اور عجم کی عداوت کے ساتھ وہ تم سے لڑے گا اگر تم لوگ کچھ زمانے تک انتظار کر لو تو خود تم کو کوئی کارروائی اس کے خلاف نہ کرنا پڑیگی شام یا بصرہ کی فوجیں آکر اس سے نبٹ لینگی خود تم کو اس کے مقابلہ میں کچھ نہ کرنا پڑے گا اور تم کو اپنی قوت اپنے ہی مقابلے میں صرف نہ کرنا پڑیگی۔

اس پر سب نے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہماری مخالفت نہ کریں اور اس کام میں روڑے نہ ڈالیں عبد الرحمان نے کہا میں تمہارا ہی آدمی ہوں جب چاہو خروج کر دو اب اس معاملہ پر یہ لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے لگے اور سب نے کہا کہ ابراہیم بن الاشتر کو مختار کے پاس سے چلے جانے دو چنانچہ ابراہیم بن الاشتر کے ساباط پہونچنے تک یہ لوگ چپ بیٹھے رہے اور پھر مختار پر چڑھ دوڑے۔

عبد الرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی بنی ہمدان کے ساتھ خروج کر کے سبیع کے احاطہ میں آیا۔ زحر بن قیس الجعفی اور اسحق بن محمد بن الاشعث کندہ کے احاطہ میں جمع ہوئے۔

سلیمان بن محمد الحضرمی بیان کرتا ہے کہ جبیر الحضرمی ان دونوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے احاطہ سے چلے جایئے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کریں۔ اسحق بن محمد نے کہا تمہارے اس احاطہ سے اس نے کہا جی ہاں سکر یہ لوگ وہاں سے پلٹ کر چلے گئے۔

کعب بن ابی کعب الخثعمی بشر کے احاطہ میں نکل کر آیا بشیر بن جریر بن عبد اللہ

بنی بجیلہ کے ہمراہ ان لوگوں کے پاس آیا عبدالرحمان بن مخنف کے احاطہ میں بنی جہیت کے ہمراہ آیا اسحق بن محمد اور زحر بن قیس سبیع کے احاطہ میں عبدالرحمان بن سعید بن قیس کے پاس آئے بجیلہ اور خثعم عبدالرحمان بن مخنف کی طرف روانہ ہوئے جو بنی ازد کے ہمراہ آمادہ تھا۔

سبیع کے احاطہ میں جو لوگ جمع تھے انھیں معلوم ہوا کہ مختار نے ان کے مقابلہ کے لئے رسالہ تیار کیا ہے انھوں نے یکے بعد دیگرے کئی قاصد ازد بجیلہ اور خثعم کے پاس دوڑائے انھیں اپنی قرابت کا اور اللہ کا واسطہ دیا کہ فوراً ہماری مدد کو آؤ یہ لوگ ان کی طرف روانہ ہوئے اور اب سب کے سب سبیع کے احاطہ میں جمع ہو گئے جب مختار کو ان کے اجتماع کا علم ہوا تو ان کے ایک جا جمع ہو جانے سے اسے خوشی ہوئی۔

شمر بن ذی الجوشن قیس کے ہمراہ سلول کے احاطہ میں آیا شبث بن ربعی حسان بن فائد العبسی اور ربیعہ بن ثروان الضبی مضر کے ہمراہ کناسے میں جمع ہوئے حجار بن ابجر اور یزید بن الحارث بن رویم بنی ربیعہ کے ہمراہ تمارین اور سبخہ کے درمیان آکر ٹھہرے عمرو بن الحجاج الزبیدی اپنے مذحج کے طرفداروں کے ہمراہ مراد کے احاطے میں آکر ٹھہرا اہل یمن نے اسے اپنے پاس بلایا مگر اس نے جانے سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ تیار رہو میں خود تمھارے پاس ابھی آتا ہوں۔

مختار نے اسی دن عمرو بن توبہ کو ابراہیم بن الاشتر کے پاس روانہ کیا اسے بہت تیز جانے کی ہدایت کی اور ابراہیم کو جو ساباط میں تھا حکم دیا کہ میرے اس خط کے دیکھتے ہی اپنی فوج کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

مختار نے اہل کوفہ سے پچھوایا کہ تم کیا چاہتے ہو انھوں نے کہا تم نے ادعا کیا تھا کہ اس کام کے لئے ابن الحنفیہ نے تم کو بھیجا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ مختار نے کہا تم اور میں دونوں ایک ایک وفد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجیں اس سے اصل حقیقت کا تم پر انکشاف ہو جائے گا اس تجویز سے اس کی غرض یہ تھی کہ اس طرح اتنی مہلت مل جائیگی کہ ابراہیم اسکے پاس آجائے اور مختار کے حکم سے اس کے ساتھیوں نے اپنے ہاتھ جنگ سے

روک لئے اہل کوفہ نے تمام راستے اس پر مسدود کر دیئے کوئی چیز مختار اور اس کے ساتھیوں کو پہنچ نہ سکتی تھی حتی کہ پانی بھی اگر پانی ان کی غفلت کی وجہ سے کبھی پہنچ بھی جاتا تو وہ بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔

عبداللہ بن سبیع میدان میں آیا شاکر نے اس سے خوب ہی جنگ کی پھر عقبہ بن طارق الجشمی بھی اس کے ساتھ آکر جنگ میں شریک ہوا اور کچھ دیر تک لڑتا رہا پھر خود اس کا حریف ان سے علیحدہ ہو گیا اور یہ دونوں اپنی فوج کے عقب میں اس کو بچاتے ہوئے آگے بڑھے عقبہ بن طارق قلیس کے ہمراہ احاطۂ بنی سلول میں ٹھہر گیا اور عبداللہ بن سبیع یمنیوں کے ہمراہ سبیع کے احاطہ میں رک گیا شمر بن ذی الجوشن نے اہل یمن سے آکر کہا بہتر یہ ہے کہ ایسی جگہ جمع ہو جہاں ہم فوج کے دو پہلو مقرر کر سکیں اور صرف ایک طرف سے دشمن سے لڑیں میں تمہارا ہم قبیلہ ہوں اگر چاہتے ہو تو میری رائے پر عمل کرو ورنہ ان تنگ گلیوں میں بغیر کسی رخ کے مجھ سے نہیں لڑا جائے گا اس کے بعد یہ اپنی قوم کے پاس سلول کے احاطہ میں آگیا۔

مختار کا قاصد کوفہ سے روانہ ہو کر اسی دن سر شام ابراہیم کے پاس پہونچ گیا اور فوج میں اعلان کر دیا کہ کوفہ واپس چلو ابراہیم اسی وقت روانہ ہو گیا اور جب رات زیادہ بڑھ گئی اس نے قیام کر دیا اس کی فوج نے کھانا کھایا اپنے جانوروں کو برائے نام آرام دینے کے بعد وہ تمام رات برابر چلتا رہا۔ صبح کی نماز سورا ایس پڑھی پھر سارے دن چلنے کے بعد عصر کی نماز کوفہ کے پل کے دروازے پر پڑھی کوفہ آکر ساری رات مسجد میں بسر کی اس کے ہمراہ اس کے بڑے بڑے بہادر اور شجاع طرفدار تھے مختار کے خلاف اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اسی کی تیسری صبح کو مختار قصر سے نکلکر مسجد اعظم کے منبر پر چڑھا۔

ابو حیات الکلبی راوی ہے کہ شبث بن ربعی نے اپنے بیٹے عبدالمومن کے ذمہ یہ سے مختار سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے قریب کے رشتہ دار ہیں ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہمارے اس وعدے پر تم اعتماد کرو مگر حقیقت اس کے خلاف تھی اس کی نیت لڑائی کی تھی اور یہ اس نے صرف ایک چال چلی تھی۔

جب یمنی سبیع کے احاطے میں جمع ہو گئے تو نماز کا وقت آگیا جتنے یمنی سردار تھے وہ اس بات سے پہلو تہی کرنے لگے کہ کسی دوسرے کو امام بنائیں اسپر عبدالرحمان بن مخنف نے کہا کہ یہ اختلاف کی پہلی بات ہے تمھارے شہر کے سب سے بڑے قاری تمھارے ہی قبیلے میں رفاعہ بن شداد الفیتانی موجود ہیں (یہ قبیلۂ بجیلہ سے تھا) انھیں سب پسند بھی کرتے ہیں انھیں امام بناؤ اسے سب نے پسند کیا اور اب جنگ ہونے تک یہی ان کو نماز پڑھانے لگے۔

انس بن عمر والازدی نے اہل یمن میں آکر ان کی باتیں سنیں یہ کہہ رہے تھے کہ اگر مختار ہمارے بھائی مضریوں کی طرف بڑھے گا ہم ان کی امداد کے لئے جائینگے اور اگر وہ ہم پر پیشقدمی کرے گا مضری ہماری مدد کے لئے آئیں گے اس بات کو سن کر ان میں سے ایک شخص ڈورتا ہوا مختار کے پاس گیا مختار اس وقت منبر پر تھا یہ منبر پر چڑھ گیا اور یہ خبر اس سے بیان کی مختار نے کہا اہل یمن تو بیشک ایسے صادق القول ہیں کہ اگر میں مضریوں پر حملہ کردوں تو یہ ان کی مدد کے لئے ضرور جائینگے مگر مضری یمنیوں کی مدد کے لئے نہیں آئینگے اس کے بعد یہ دستور ہوگیا کہ مختار اس شخص کو اپنے پاس اکثر بلاتا تھا اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

مختار منبر سے اوترآیا اس نے اپنی فوج کو بازار میں ترتیب دیا (اس وقت بازار میں اتنی عمارت نہ تھی جیسی اب ہے) ابراہیم سے پوچھا کہ تم کس جماعت کے مقابلے پر جانا چاہتے ہو اس نے کہا جہاں چاہیں آپ مجھے بھیجدیں مگر چونکہ مختار خود ایک بڑا عقلمند ہوشیار آدمی تھا اس نے یہ گوارا نہ کیا کہ ابراہیم کو خود اس کی قوم کے مقابلے پر بھیجے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ان کے خلاف اپنی پوری شجاعت و تدبیر جنگ سے کام نہ لے سکے اس خیال سے اس نے ابراہیم کو مضریوں کے مقابلے پر بھیجا جو کناسے میں شبث بن ربعی اور محمد بن عمیر بن عطارد کی قیادت میں جمع تھے اور خود مختار نے اہل یمن کے مقابلے پر جانے کا ارادہ کیا۔

مختار کی یہ عادت تھی کہ جب وہ اہل یمن وغیرہ پر فتح پاتا تھا تو ان کے ساتھ سختی سے پیش آتا اور بہت کم رحم کرتا۔ ابراہیم بن الاشتر کناسے کی طرف چلا

اور خود مختار سبیع کے احاطے کی سمت مختار عمرو بن ابی وقاص کے مکان کے پاس آکر ٹھہر گیا۔ اس نے احمر بن شمیط البجلی الاحمسی کو اور عبداللہ بن کامل الشاکری کو اپنے سامنے سے آگے روانہ کیا ابن شمیط سے کہا تم اسی راستے سے بڑھتے ہوئے اپنی قوم کے مکانات میں سے ہو کر دشمن کی فوج تک جو سبیع کے احاطے میں جمع ہے پہنچو عبداللہ بن کامل سے کہا کہ تم اس دوسرے راستے سے بڑھو اور اخنس بن شریق کی اولاد کے مکان سے ہو کر سبیع کے احاطے پہنچو پھر دونوں کو پاس بلا کر انسے چپکے سے کہا کہ بنی شبام نے مجھ سے کہلا کے بھیجا ہے کہ وہ دشمن کے عقب سے اس پر حملہ آور ہونے والے ہیں اب یہ دونوں سردار اپنے اپنے مقررہ راستے سے روانہ ہو گئے۔

اہل یمن کو ان دونوں کی پیشقدمی کا علم ہوا انھوں نے ان دونوں راستوں کو جس سے ان کی فوجیں بڑھ رہی تھیں مدافعت کے لئے تقسیم کر لیا مسجد احمس کے عقبی راستے پر عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی اسحق بن الاشعث اور زحر بن قیس ان کے مقابلے کے لئے مستعد ہو گئے اور فرات کے قریب جو راستہ واقع تھا اس پر عبدالرحمان بن مخنف بشر بن جریر بن عبداللہ اور کعب بن ابی کعب مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے اب حریفوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی احمر بن شمیط اور عبداللہ بن کامل کی فوجیں پسپا ہوئیں ان شکست خوردہ جماعتوں کو دیکھ کر مختار خوفزدہ ہو گیا اس لئے اس نے واقعہ دریافت کیا انھوں نے کہا ہمیں ہزیمت ہوئی مختار نے پوچھا احمر بن شمیط نے کیا کیا انھوں نے کہا وہ مسجد قصاص کے پاس سواری سے ایک قبر کے احاطہ میں اتر پڑا ہے اُس سے ان کی مراد مسجد ابو داؤد تھی (اس زمانے کے لوگ اس احاطے میں جمع ہو کر قصے بیان کیا کرتے تھے) اس کے ہمراہ اس کی قوم کے کچھ اور لوگ بھی اُتر پڑے تھے عبداللہ بن کامل کے ساتھیوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہ عبداللہ نے کیا کیا۔

مختار نے انھیں فوراً واپس جانے کا حکم دیا بلکہ خود انھیں لیکر ابی عبداللہ الجدلی کے مکان تک آیا عبداللہ بن قراد الخثعمی کو جس کے ماتحت چار سو جنگجو تھے

حکم دیا کہ تم ابن کامل کے پاس جاؤ اگر وہ مارا گیا ہو تو تم اس کی جگہ متعین کیے جاتے ہو اپنی اور اس کی فوج کو لیکر دشمن کا مقابلہ کرد اور اگر وہ زندہ ہو تو خود صرف سو سوار اپنے ساتھ لے لینا بقیہ کو ابن کامل کے سپرد کر دینا اور انھیں ہدایت کرنا کہ وہ نہایت وفاداری اور خلوص نیت کے ساتھ اس کے احکام پر چلیں کیونکہ اس مخلصانہ طرز عمل کا فائدہ مجھے ہوگا اور جو میرے ساتھ اخلاص برتے گا اسے بشارت ہونی چاہیئے خود تم اپنے سو سواروں کو لیکر دشمن کی احاطۂ سبیع والی جماعت کے مقابلہ پر جاؤ اور حمام اعین کے متصل اس پر حملہ کرو۔

عبداللہ بن قراد روانہ ہو کر ابن کامل کے پاس آیا یہ زندہ تھا اور عمرو بن حریث کے حمام کے پاس اپنے بعض طرفداروں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ میدان معرکہ میں جمے ہوئے تھے دشمن سے لڑ رہا تھا عبداللہ نے تین سو آدمی اس کے حوالے کئے اور خود سبیع کے احاطے کی طرف بڑھا پھر انہیں راستوں میں سے ہو کر مسجد عبدالقیس پہونچا اور ٹھہر گیا یہ سو سپاہی اس کی فوج کے تھے اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا رائے دیتے ہو انھوں نے کہا جو آپ کی رائے ہو ہم بھی اس پر عمل کرینگے اس نے کہا بخدا میں دل سے چاہتا ہوں کہ مختار کو کامیابی ہو مگر اسی کے ساتھ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آج میرے خاندان کے اشراف ہلاک ہو جائیں بلکہ اپنے ہاتھوں ان کی ہلاکت کے بجائے میں خود مر جانا اچھا سمجھتا ہوں بہرحال تھوڑی دیر توقف کرو میں نے سنا ہے کہ بنی شبام عقب سے ان پر حملہ کرنے والے ہیں اگر وہ ایسا کریں تو بہتر ہے ہم اس ناخوشگوار فرض کی انجام دہی سے بچ جائینگے اس کے ساتھیوں نے اس کی رائے پسند کی عبداللہ بن قراد وہیں بنی عبدالقیس کی مسجد کے پاس رک گیا۔

مختار نے مالک بن عمرو النہدی کو دو سو پیادوں کے ہمراہ دشمن کے مقابلے پر بھیجا یہ ایک نہایت ہی شجاع آدمی تھا نیز مختار نے عبداللہ بن شریک النہدی کو دو سو سواروں کے ہمراہ احمر بن شمیط کی مدد کے لئے روانہ کیا احمر بن شمیط برابر اپنی جگہ جما ہوا تھا یہ امدادی فوج اس وقت اس کے پاس پہونچی جب کہ دشمن نے کثیر تعداد میں اسے آلیا تھا اس بنا پر اس مقام پر طرفین میں

نہایت خونریز معرکہ ہوا۔

ابن الاشتر شبث بن ربعی اور اس کے ہمراہی مضریوں کی کثیر جماعت کے سامنے آیا جس میں حسان بن فائد العبسی بھی تھا ابراہیم نے اس سے کہا کہ میدان سے چلے جاؤ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مضری میرے ہاتھوں ہلاک ہو تم اپنے تئیں ہلاک نہ کرو مگر انھوں نے مراجعت سے انکار کیا اور لڑے ابراہیم نے انھیں شکست دی حسان زخمی ہوگیا اور میدان سے اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا اور یہاں پہونچکر مر گیا مرنے سے پہلے اسے بستر مرگ پر کچھ افاقہ ہوگیا تھا اس افاقے میں اس نے کہا میں اپنے ان زخموں سے اچھا ہونا نہیں چاہتا میری آرزو یہی تھی کہ میں نیزے یا تلوار کے وار سے مروں مضریوں کی شکست کی خوشخبری ابراہیم نے مختار کو بھیجی مختار نے اس خبر کو اپنی طرف سے احمر بن شمیط اور ابن کامل کو بھیجا جو فوجیں راستوں پر متعین تھیں وہ اپنے قریب کے ساتھیوں کی مدد کر رہی تھیں۔

اب بنی شبام یکجا ہوئے ابو القلوص کو اپنا سردار بنایا اور سب کی یہ رائے ہوئی کہ اہل یمن کے عقب سے ان پر حملہ کیا جائے اس تجویز کے متعلق بعضوں نے کہا اگر تم اپنی کوشش اپنے ان دشمنوں کے مقابلے میں صرف کرو جو تمھاری قوم سے نہیں ہیں تو یہ زیادہ اچھا ہے اس لیئے مضر اور ربیعہ سے چلکر لڑو۔

اس گفتگو میں ان کے شیخ ابو القلوص نے کوئی حصہ نہیں لیا وہ خاموش رہا لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وقاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ۔

(ترجمہ) تم ان کافروں سے لڑو جو تمھارے قریب ہیں اور انھیں ضرور تم میں سختی محسوس ہونا چاہیئے) کھڑے ہو جاؤ سب کھڑے ہوگئے قلیس انھیں دو یا تین نیزوں کے طول کی مسافت تک لیگیا اور پھر کہا بیٹھ جاؤ سب بیٹھ گئے اس کے بعد پھر انھیں پہلی مرتبہ سے زیادہ مسافت تک لیکر چلا اور پھر انھیں بٹھا دیا۔ اب پھر انھیں کھڑا کر کے تیسری مرتبہ ذرا اور زیادہ دور لیکر گیا اور پھر کہا بیٹھ جاؤ اس پر انھوں نے کہا ابو القلوص ہم تم کو عرب کے شجاع ترین لوگوں میں سمجھتے ہیں تم یہ کیا کر رہے ہو اس نے کہا تجربہ کار اور ناتجربہ کار برابر نہیں ہیں میں

چاہتا ہوں کہ اس طرح تمہارے دل ٹھکانے ہو جائیں اور تم لڑنے کے لئے پوری طرح آمادہ ہو جاؤ دہشت کی حالت میں تم کو لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑنے کو میں کے مناسب خیال نہیں کیا سب نے کہا تم ہی اپنے فعل کو خوب سمجھتے ہو۔

جب بنی شبام سبیع کے احاطے پہونچے تو راستے کے منہ پر اعسر الشاکری نے ان کا مقابلہ کیا جندعی اور ابوالزبیر بن کریب نے اس پر حملہ کر کے زمین پر گرا دیا اور یہ دونوں احاطے میں در آئے اور ان کے پیچھے ایک بڑی جماعت حسینؓ کا بدلہ حسینؓ کا بدلہ نعرے لگاتے ہوئے احاطے میں داخل ہو گئی دوسری جانب سے ابن شمیط کی فوج نے اس نعرے کے جواب میں یہی نعرہ بلند کیا اسے سنکر یزید بن عمیر بن ذی مران الہمدانی نے یالثارات عثمان کا نعرہ لگایا رفاعہ بن شداد نے اس پر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم ایسے لوگوں کی حمایت میں لڑنے نہیں آئے ہیں جو عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہیں اس کی قوم کے بعض لوگوں نے اس سے کہا تم ہم کو مقابلہ پر لائے ہم نے تمہاری اطاعت کی اب جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم پر تلواریں پڑ رہی ہیں تم کہتے ہو کہ دشمن کا مقابلہ چھوڑ کر پلٹ جائیں یہ نہیں ہو سکتا رفاعہ بن شداد رجز پڑھتا ہوا مختار کی فوج پر پلٹا لڑا اور مارا گیا۔

اس جنگ میں یزید بن عمیر بن ذی مران نعمان بن صہبان الجرمی الراسبی جو ایک عابد و زاہد آدمی تھا اور رفاعہ بن شداد بن عوسجۃ الفتیانی مہران کے حمام کے قریب جو سبخۃ میں واقع ہے مارے گئے رفاعہ بھی عابد و زاہد تھا فرات بن زحر بن قیس الجعفی بھی مارا گیا زحر بن قیس زخمی میدان سے اٹھایا گیا عبدالرحمان بن سعید بن قیس اور عمرو بن مخنف بھی مارے گئے عبدالرحمان بن مخنف لڑتا ہوا زخمی گر پڑا پیدلوں نے اسے بیہوشی کی حالت میں اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا اور اس کے گرد بعض ازدی بڑی جوانمردی سے لڑتے رہے۔

وادعیین کے مکانات سے پانسو قیدی جنکی مشکیں بندھی تھیں مختار کے سامنے پیش کئے گئے اس پر بنی نہد کے عبداللہ بن شریک نے جو

مختار کے سرداروں میں تھا یہ کیا کہ جو عرب اس کے سامنے پیش کیا گیا اسے چھوڑ دیتا۔ بنی نہد کے آزاد غلام درہم نے مختار سے ان کے اس طرز عمل کی شکایت کی مختار نے اس سے کہا کہ تمام قیدی میرے سامنے لائے جائیں اور ان میں سے جو جو حسینؓ کے قتل میں موجود تھے وہ مجھے بتائے جائیں چنانچہ جس شخص کے متعلق مختار سے کہا جاتا کہ یہ حسینؓ کے قتل میں موجود تھا یہ اسے قتل کرا دیتا قبل اسکے کہ یہ پوری تعداد ختم ہو ان میں سے دوسو اڑتالیس آدمی مختار نے قتل کر دیئے۔

ان قیدیوں میں سے اس جنگ سے پہلے جس نے مختار کے ساتھیوں کو کوئی تکلیف یا نقصان پہونچایا تھا انھوں نے اسے علیحدہ لیجا کر قتل کر دیا اس طرح انھوں نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور مختار کو اس کا علم بھی نہ ہوا جب بعد میں اسے معلوم ہوا تو اس نے بقیہ قیدیوں کو رہا کر دیا اور یہ وعدہ لے لیا کہ وہ اس کے کسی دشمن کے ساتھ بھی یکجا نہ ہوں گے اور نہ اس کے طرفداروں کے ساتھ کوئی دھوکا یا فریب کریں گے۔ البتہ سراقہ بن مرداس البیارقی کے متعلق اس نے حکم دیا کہ یہ مسجد تک میرے ساتھ گھسیٹ کر لایا جائے۔

مختار نے یہ اعلان کر دیا کہ ان لوگوں کے علاوہ جو آل نبی کے قتل میں شریک رہے ہیں اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لیگا وہ مامون ہے۔

یزید بن الحارث بن یزید بن رویم اور حجار بن ابجر نے اپنے دو قاصد نتیجہ جنگ معلوم کرنے کے لئے اہل یمن کی طرف روانہ کئے اور انھیں ہدایت کی کہ تم یمنیوں کی قریب جاؤ اور دیکھو اگر ان کو فتح نصیب ہو تو تم میں سے جو شخص پہلے ہمارے پاس آئے وہ لفظ صرفان کہے اور انھیں شکست ہوئی ہو تو لفظ جمزان کہے چونکہ اہل یمن کو شکست ہو چکی تھی اس لئے جو پہلا قاصد خبر لیکر ان کے پاس آیا اس نے جمزان کہا یہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اپنی قوم والوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ یہ سب واپس چلے گئے۔

عمرو بن الحجاج الزبیدی جو حسینؓ کے قتل میں شریک تھا اپنی سواری پر سوار ہو کر شراف اور رقصہ کے راستے ہو لیا مگر پھر آج تک اس کی کوئی خبر نہ ملی معلوم نہیں زمین اسے کھا گئی یا آسمان نے اسے اٹھا لیا۔

فرات بن زحر بن قیس جب مارا گیا تو عائشہ بنت خلیفہ بن عبداللہ الحنیفہ نے جو حضرت حسینؓ کی بیوی تھیں مختار سے اس کے دفن کرنے کی اجازت طلب کی مختار نے اجازت دیدی اور عائشہ نے اسے دفن کر دیا۔

مختار نے اپنے غلام ذربی کو شمر بن ذی الجوشن کی تلاش میں روانہ کیا۔

مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ مختار کے غلام ذربی نے ہمارا تعاقب کیا اور ہمیں آلیا ہم اپنے دبلے پتلے تیز رو گھوڑوں پر کوفے سے نکل چلے تھے ہم نے دیکھا کہ یہ اپنے گھوڑے پر اُڑا ہوا چلا آرہا ہے اس کے قریب آتے ہی شمر نے ہم سے کہا کہ تم اپنے گھوڑوں کو ایڑ دو اور مجھ سے دور چلے جاؤ۔ شاید یہ غلام میری تاک میں آیا ہے ہم نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ دی اور خوب تیزی سے بھگایا غلام نے شمر پر حملہ کیا پہلے تو شمر اس کے وار کو بچانے کے لئے گھوڑے کو کاوا دیتا رہا اور جب ذربی اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا شمر نے ایک ہی وار میں اس کی کمر توڑ دی جب یہ مختار کے سامنے لایا گیا اور اس واقعہ کی اسے اطلاع دی گئی اس نے کہا کہ اگر یہ مجھ سے مشورہ لیتا تو میں اسے کبھی شمر پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیتا۔

ذربی کو قتل کر کے شمر ساتیدما پہونچا یہاں سے روانہ ہو کر یہ کلتانیہ نام ایک گاؤں کے پہلو میں جو دریا کے کنارے واقع تھا ایک ٹیلہ کے پہلو میں فروکش ہوا گاؤں سے ایک کسان کو بلا کر اسے پیٹا اور کہا مصعب بن الزبیر کے پاس میرا یہ خط لیجا۔ اس خط پر یہ پتہ مرقوم تھا۔

"امیر مصعب بن الزبیر کے نام شمر ذی الجوشن کی طرف سے" یہ کسان اس خط کو لیکر روانہ ہوا ایک ایسے گاؤں میں پہونچا جو زیادہ آباد تھا اور یہاں ابوعمرہ متعین تھا ان دنوں اسے مختار نے اپنے اور اہل بصرہ کے درمیان جنگی چوکی کے فرائض انجام دینے کی غرض سے گاؤں میں متعین کر دیا تھا اس گاؤں کا ایک کسان اس کسان سے ملا اور شمر نے اس کے ساتھ جو زیادتی کی تھی اس کی شکایت کی یہ دونوں کھڑے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ابوعمرہ کا ایک سپاہی ان کے پاس سے گزرا اور اس نے اس خط کو اور اس کے پتے کو دیکھا اور

اس سے شمر کا مقام پوچھا اس نے بتادیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ ان سے صرف تین فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اب یہ لوگ شمر کی طرف چلے۔
میں اس شب شمر ہی کے ہمراہ تھا ہم نے اس سے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں لیکر یہاں سے روانہ ہو جائیں ہمیں یہاں ڈر معلوم ہوتا ہے شمر نے کہا کہ میں اسے مختار کذاب کے خوف پہ محمول کرتا ہوں بخدا میں تین دن تک یہاں سے کوچ نہیں کروں گا تم لوگ مرعوب ہو گئے ہو جس جگہ ہم ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ریچھ کثرت سے تھے میں نیم بیدار تھا جب میں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ریچھ ہوں گے مگر جب آواز زیادہ تیز آنے لگی تو میں جاگ اٹھا آنکھیں ملیں اور پھر میں نے کہا کہ یہ ہرگز ریچھوں کی آواز نہیں ہے میں اٹھنے لگا کہ اتنے ہی میں وہ لوگ ٹیلے سے اوتر کر ہمارے پاس پہونچ گئے انھوں نے تکبیر کہی اور ہماری جھونپڑیوں کا احاطہ کر لیا ہم اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل ہی بھاگے یہ سب شمر پر ٹوٹ پڑے یہ اس وقت ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا چونکہ یہ ہبرص تھا مجھے اسکی کوکھ کی سپیدی چادر پر سے نظر آرہی تھی یہ نیزے سے ان پر وار کرنے لگا اسے زرہ یا کپڑے پہننے کا بھی موقع ان لوگوں نے نہیں دیا ہم اسے چھوڑ کر چلتے بنے میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ میں نے تکبیر کی آواز کے ساتھ یہ سنا کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔

عبدالرحمان بن عبید ابوالکنود کہتا ہے کہ میں نے ہی اس کسان کے پاس شمر کا خط دیکھا تھا اسے میں ابو عمرہ کے پاس لایا اور میں نے ہی شمر کو قتل کیا یہ تھوڑی دیر تک ہم پر نیزے سے وار کرتا رہا پھر نیزہ چھوڑ کر اپنی جھونپڑی میں گیا اور تلوار لیکر ہم پر حملہ آور ہوا۔

یونس بن ابی اسحٰق راوی ہے جب سبیع کے احاطہ سے نکل کر مختار قصر کی طرف روانہ ہوا سراقہ بن مرداس نے نہایت بلند آواز سے ان مصرعوں کو پڑھکر مختار کو مخاطب کیا۔

امنن علی الیوم یا خیر معد وخیر من حل بشحر والجند وخیر من حین ولین وسجد:

اے وہ شخص جو تمام عرب کا بہترین فرد ہے اور جو شہر اور جنید کے قیام کرنے والوں میں بہترین ہے اور جوان سب سے بہتر ہے جنھوں نے اذان دی لبیک کہا یا سجدہ کیا آج تو مجھ پر احسان کر۔

مختار نے اسے جیل خانے بھیجدیا یہ ساری رات قید رہا دوسری صبح کو اسے جیل سے نکالا گیا یہ مختار کی تعریف میں قصیدہ پڑھتا ہوا اس کی طرف بڑھا جب مختار کے پاس پہونچا تو خود سراقہ نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت کرے میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ملائکہ کو ابلق گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان لڑتے ہوئے دیکھا ہے مختار نے کہا اچھا منبر پر چڑھ کر سب کو اس کی اطلاع کر دو اس نے منبر پر چڑھ کر اس بات کو بیان کر دیا اور اترآیا مختار نے تخلیئے میں بلاکر اس سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے ملائکہ کو نہیں دیکھا ہے اور جس غرض سے تم نے یہ بات بنائی ہے کہ میں تم کو قتل نہ کردوں میں اس سے بھی واقف ہوں اچھا جہاں تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مگر میرے طرفداروں کو میرے خلاف نہ ورغلانا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کبھی ایسی غلیظ قسمیں نہیں کھائی تھیں جیسی کہ اس موقع پر کھائیں کہ میں نے ملائکہ کو لڑتے ہوے دیکھا ہے مختار نے اسے رہا کر دیا یہ بھاگ کر عبدالرحمان بن مخنف کے ساتھ ہو گیا جو بصرہ میں مصعب بن الزبیر کے پاس تھا کوفہ کے تمام اشراف اور عمائد مصعب بن الزبیر کے پاس بصرہ چلے آئے۔

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب سراقۃ البارقی گرفتار کیا گیا تو اس نے اپنے پکڑنے والوں سے کہا بخدا تم نے مجھے گرفتار نہیں کیا مجھے تو ایسے نفوس نے گرفتار کیا ہے جو سفید لباس پہنے ابلق گھوڑوں پہ سوار تھے اس پہ مختار نے کہا بلاشبہ یہ ملائکہ تھے اس کے بعد مختار نے اسے رہا کر دیا۔

عمیر بن زیاد بیان کرتا ہے کہ احاطۂ سبیع کے معرکہ کے دن عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے عقب سے حملہ کر رہے ہیں لوگوں نے کہا یہ بنی شبام ہیں عبدالرحمان نے کہا کیسے تعجب کی بات ہے کہ وہ شخص جس کی خود کوئی قوم نہیں ہے وہ ہماری ہی قوم کو ہمارے

خلاف لڑا رہا ہے۔

ابو روق راوی ہے کہ اس معرکہ میں شرحبیل بن ذی بقلان (جو ناعطیوں میں سے تھا) مارا گیا ناعطی ہمدان کے قبیلہ کا ایک خاندان ہے اپنے مارے جانے سے پہلے اس نے کہا تھا "اس جنگ میں جو شخص مارا جائے گا وہ کیسی گمراہی کی موت مرے گا نہ ہمارے ساتھ امام ہے نہ ہمارا کوئی مقصد ہے اور دوستوں کی جدائی کا وقت قریب آپہونچا ہے اگر ہم نے اپنے مقابل کو آج قتل بھی کر دیا تب بھی ہم ان سے بچ نہیں سکتے" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن بخدا میں محض اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے لڑنے آیا ہوں تاکہ انھیں کوئی آسیب نہ پہونچے مگر بخدا اس سے نہ میں بچونگا اور نہ میری قوم بچیگی اور نہ میں نے انھیں کوئی فائدہ پہونچایا اور نہ مجھے ان سے کوئی فائدہ پہونچا۔

ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ہمدان ہی کے فائیشین کے خاندان کے ایک شخص احمد بن ہدیج نے اسے تیر سے ہلاک کر دیا سعد بن ابی سعد الحنفی ابو الزبیر الشیانی اور ایک تیسرے شخص نے عبد الرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی کے قتل کا دعویٰ کیا سعد نے کہا میں نے اس پر نیزے کا وار کیا تھا ابو الزبیر نے کہا مگر میں نے تلوار سے دس سے زیادہ اس پر وار کئے تھے اور میرے بیٹے نے مجھ سے کہا تھا کہ تم اپنے ہی قوم کے سردار کو قتل کر رہے ہو اس پر میں نے یہ جواب دیا تھا۔

لاتجد قوما یومنون باللّٰہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا آباؤھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔

(ترجمہ) تم ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں ان لوگوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤگے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی چاہے وہ انکے باپ بیٹے بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ مختار نے کہا تم سب نے مجھ پر احسان کیا۔

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ اس جنگ میں اہل یمن بہت مارے گئے اور مضریوں کے تو صرف چند آدمی کناسے میں کام آئے تھے کہ اس کے بعد ہی یہ بنی ربیعہ کے پاس چلے گئے حجار بن ابجر یزید بن الحارث بن رویم شداد بن

المنذر حصین کا بھائی اور عکرمہ بن ربعی یہ سب کے سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس جانے لگے مگر واپس جاتے جاتے عکرمہ دشمن پر ٹوٹ پڑا اور نہایت بے جگری سے لڑتا رہا زخمی ہو کر بیٹھا اور اپنے گھر چلا آیا مکان میں اس سے کسی نے کہا کہ رسالہ ہمارے قبیلہ کی طرف آیا ہے یہ اپنے گھر سے نکلا اور چاہتا تھا کہ اپنے مکان کی دیوار پھاند کر دوسرے کے مکان میں کود جائے مگر زخمی ہونے کی وجہ سے پھاند نہ سکا تو اس کے غلام نے سہارا دیکر اسے دیوار پر چڑھایا۔

احاطۂ سبیع کی یہ جنگ ۶۶ھ ہجری میں جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں بدھ کے دن واقع ہوئی کوفہ کے اشراف بصرہ چلے گئے اور اب مختار نے صرف قاتلین حسینؓ کی تلاش شروع کی مختار نے کہا ہمارا یہ مسلک نہیں ہے کہ ہم قاتلین حسینؓ کو دنیا میں زندہ چلتا پھرتا رہنے دیں اگر میں ایسا کروں تو بخدا میں اہل بیت رسول اللہؐ کا برا حامی و مددگار ثابت ہوں گا اور پھر میں واقعی کذاب کہلانے کا مستحق ہوں جیسا کہ یہ آج مجھے کہتے ہیں میں قاتلان حسینؓ کے خلاف اللہ سے اعانت طلب کرتا ہوں اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے انتقام لینے کا ذریعہ بنایا ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لیا جائے ان کے حق کو قایم کیا جائے اور اللہ کے لئے یہ بات سزاوار ہے کہ ان کے قاتلوں کو قتل کرے اور ان لوگوں کو ذلیل کر دے جو اہل بیت رسول اللہؐ کے حقوق کو نہیں سمجھتے مجھے ان سب کے نام بتاؤ پھر میرے حکم سے ان کو تلاش کر کے سب کو فنا کر دو۔

موسیٰ ابن عامر راوی ہے مختار نے کہا قاتلان حسینؓ کو تلاش کر کے میرے سامنے لاؤ بخدا جب تک میں اس شہر اور زمین کو ان کے ناپاک اجسام سے پاک نہ کر دوں گا مجھے کھانا اور پینا بھلا معلوم نہیں ہوتا۔

مالک بن اعین الجہنی راوی ہے کہ عبداللہ بن دیاس نے جس نے محمد بن عمار بن یاسر کو قتل کیا تھا قاتلان حسینؓ میں سے مختار کو چند آدمیوں کے نام بتا دیئے جن میں عبداللہ بن اسید بن النزل الجہنی (از حرقہ) مالک بن

النہیر البدی اور حمل بن مالک المحاربی تھے مختار نے اپنے سرداروں میں سے ابونمر مالک بن عمرو النہدی کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیجا یہ لوگ قادسیہ میں تھے اس نے انھیں جاکر پکڑ لیا اور عشاء کے وقت مختار کے پاس لے آیا۔ مختار نے ان سے کہا اے اللہ اور اس کے رسول اس کی کتاب آل رسول کے دشمن حسینؓ ابن علیؓ کہاں ہیں میرے پاس حسینؓ کو لاؤ تم نے اس شخص کو قتل کیا جس پر نماز میں درود بھیجنے کا تم کو حکم دیا گیا تھا انھوں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے ہمیں ان کے مقابلہ پر بھیجدیا گیا تھا حالانکہ ہم اسے ناپسند کرتے تھے آپ ہم پر احسان کریں اور ہمیں چھوڑ دیں مختار نے کہا تم نے نبیؐ کے نواسے پر احسان نہیں کیا اس پر تم کو رحم نہ آیا اسے تم نے سیراب نہ ہونے دیا۔ مختار نے بدی سے کہا تو نے ان کی ٹوپی اتاری تھی عبداللہ بن کامل نے کہا جی ہاں یہی وہ شخص ہے مختار نے حکم دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کر کے چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دیدے چنانچہ اس حکم پر عمل کیا گیا اور اسی طرح خون نکلتے نکلتے وہ مر گیا جو دو اور تھے ان میں سے عبداللہ الجہنی کو عبداللہ بن کامل نے قتل کر دیا اور حمل بن مالک المحاربی کو سعد بن ابی سعد الحنفی نے قتل کر دیا۔

ابوسعید الصیقل راوی ہے کہ کئی قاتلان حسینؓ کا پتا مختار کو سعد الحنفی نے دیا مختار نے عبداللہ بن کامل کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہم اس کے ہمراہ روانہ ہوئے یہ بنی ضبیعہ سے گزرا اور ان میں سے اس نے زیاد بن مالک کو گرفتار کر لیا پھر بنی عنزہ کی طرف آیا اور ان میں سے عمران بن خالد کو گرفتار کیا پھر اس نے مجھے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جو دبابہ کہلاتے تھے حمرا میں ایک مکان کی طرف بھیجا جس میں عبدالرحمان بن ابی خشکارہ البجلی اور عبداللہ بن قیس الخولانی تھے ہم انھیں مختار کے پاس لے آئے اس نے ان سے کہا اے نیک بندہ اور جنت کے نوجوانوں کے سردار کے قاتلو آج اللہ تم سے بدلہ لے گا آج تمھارے پاس کشم ایک منحوس دن لیکر آئی ہے۔ ان لوگوں نے اس کشم پر بھی قبضہ کیا تھا جو حسینؓ کے ساتھ تھی

مختار نے حکم دیا کہ سر بازار انھیں قتل کر دیا جائے اس حکم کے مطابق وہ قتل کر دیئے گئے یہ کل چار ہوئے۔

حمید بن مسلم بیان کرتا ہے کہ سائب بن مالک الاشعری مختار کا رسالہ لیکر ہم پر آگیا میں عبدالقیس کی طرف بھاگا عبداللہ اور عبدالرحمان صلحب کے بیٹے بھی میرے پیچھے ہی بھاگے سائب بن مالک الاشعری ان دونوں کے گرفتار کرنے میں مصروف ہو گیا اور اس طرح مجھے بھاگنے کا موقع مل گیا وہ دونوں پکڑ لئے گئے اور سائب انھیں لیکر عبداللہ بن وھب بن عمرو الاشی ہمدان کے چچیرے بھائی کے مکان پر بنی عبد سے ہو کر آیا اور اسے بھی پکڑ کر مختار کے پاس لایا مختار نے ان کے قتل کا حکم دیدیا اور انھیں بھی سر بازار قتل کر دیا گیا یہ تین ہوئے حمید بن مسلم نے اپنے بھاگ کر بچ جانے پر دو شعر بھی کہے۔

موسیٰ بن عامر العدوی (از جہینہ) راوی ہے کہ مختار نے عبداللہ بن کامل کو عثمان بن خالد بن اسید الا ہمانی (از جہینہ) اور ابو اسماء بشر بن سوط القابضی کو گرفتار کرنے بھیجا یہ دونوں حسین کے قتل میں موجود تھے اور عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب کے قتل کرنے میں شریک تھے اور ان کے اسلحہ اور لباس پر بھی انھوں نے قبضہ کر لیا تھا عبداللہ بن کامل نے عصر کے وقت بنی دہمان کی مسجد کو گھیر لیا اور کہا اگر عثمان بن خالد بن کریز الد ہمانی میرے پاس نہ لایا گیا تو آفرینش عالم سے لیکر قیامت تک جتنے گناہ بنی دہمان نے کئے ہیں ان سب کا وبال مجھ پر پڑے اگر میں ان سب کی گردن نہ مار دوں ہم نے کہا آپ ہمیں مہلت دیجئے ہم اسے تلاش کرتے ہیں ہم سب رسالہ کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے ہم نے ان دونوں کو احاطے میں بیٹھا ہوا پایا یہ جزیرے بھاگ جانا چاہتے تھے یہ دونوں عبداللہ بن کامل کے پاس لائے گئے اس نے انھیں دیکھ کر کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مومنین کو جنگ سے بچایا اگر یہ ابو اسماء اس کے ہمراہ نہ ملتا تو ہم اس کی تلاش میں اس کے مکان جاتے بہر حال خدا کا شکر ہے اس نے تم کو ہمارے قبضے میں دیدیا۔

یہ انھیں لیکر روانہ ہوا اور جب جعد کے کنوئیں کے مقام پر آیا ان دونوں کی

گردن مار دی اور مختار سے آکر ان کا واقعہ بیان کیا مختار نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ
اور ان کی لاشوں کو جلا ڈالو جبتک لاش جل نہ جائے یہ دفن نہ ہونے پائیں۔
الحشی ہمدانی نے عثمان الجھنی کا مرثیہ لکھا۔
مختار نے معاذ بن ہانی بن عدی الکندی حجر کے بھتیجے اور ابو عمرہ اپنے کوتوال کو خولی بن یزید الاصبحی کی گرفتاری کے لئے بھیجا یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت حسینؓ کا سر کاٹا تھا۔ ان دونوں نے اس کے مکان کو جاکر گھیر لیا یہ ایک کوٹھی میں جا چھپا معاذ نے ابو عمرہ کو اس کے گھر کی تلاشی کا حکم دیا اس کی بیوی باہر نکل آئی انھوں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے زبان سے تو اپنی لاعلمی ظاہر کی مگر ہاتھ کے اشارے سے اس کے چھپنے کا مقام بتا دیا یہ اس جگہ پہونچے اور دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ایک ٹوکرا رکھے ہوئے ہے یہ اسے نکال لائے مختار اس وقت کوفے میں سیر کر رہا تھا پھر یہ خود اپنے ان سرداروں کے پیچھے روانہ ہوا اس سے پہلے ہی ابو عمرہ نے مختار کے پاس اپنا قاصد بھیج دیا تھا یہ ابی بلال کے مکان کے پاس اس کے پاس پہونچا اس وقت مختار کے ہمراہ ابن کامل بھی تھا اس قاصد نے خولی کی گرفتاری کی خبر اس سے بیان کی مختار انھیں کی طرف چلا آگے بڑھ کر وہ مل گئے مگر مختار کے حکم سے خولی کو اس کے گھر والوں کے سامنے لاکر قتل کر دیا گیا پھر اسے جلا دیا۔ اور جب تک اس کی لاش جلکر راکھ نہ ہوگئی مختار وہاں ٹھہرا رہا اور اس کے بعد چلا آیا۔
اس کی بیوی عیوف بنت مالک بن نہار بن عقرب حضر موت کی رہنے والی تھی جس وقت سے یہ حسینؓ کا سر لایا تھا وہ اس کی دشمن ہو گئی تھی۔
ایک دن مختار نے اپنے جلیسوں سے کہا کل میں ایسے شخص کو قتل کرونگا جس کے پاؤں بڑے جس کی آنکھیں گڑھی ہوئی اور بھنویں ابھری ہوئی ہیں اس کے قتل سے تمام مومن اور ملائکہ مقربین خوش ہونگے۔
ہیثم بن الاسود النخعی اس وقت مختار کے پاس بیٹھا تھا اس بات کو سنکر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس سے اس کی مراد عمرو بن سعد بن ابی وقاص ہے مکان آکر اس نے اپنے بیٹے عریان سے کہا کہ آج رہی

رات جاکر تم عمر بن سعد کو اس کی اطلاع کر دو اور کہدو کہ تم اپنی حفاظت کا انتظام کر و وہ تمھیں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

عریان نے اس کے پاس آکر تنہائی میں یہ واقعہ بیان کیا عمر بن سعد نے کہا اللہ تمھارے باپ کو اس کی جزائے خیر دے مگر وعدۂ امان اور عہد و میثاق کے بعد وہ کیونکر میرے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ اپنے خروج کے ابتدائی زمانے میں مختار لوگوں کے ساتھ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے پیش آتا تھا اور عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ کی حضرت علی سے قرابت کی وجہ سے سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا تھا عمر بن سعد نے عبداللہ بن جعدہ سے کہا کہ مجھے مختار کی جانب سے اپنے متعلق خوف ہے آپ مہربانی فرما کر اس سے میرے لئے امان حاصل کیجئے موسیٰ ابن عامر ابوالاشعر اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس وعدۂ امان کو خود دیکھا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ وعدۂ امان مختار بن ابی عبید کی جانب سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کے لئے لکھا جاتا ہے تمھاری جان تمھارے مال اعزا اقربا اور اولاد کو امان دیجاتی ہے تمھارے سابقہ اعمال کا تم سے اس وقت تک کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا جب تک تم ہمارے احکام کی اطاعت کرو گے ہمارے فرماں بردار رہو گے اپنے مکان اپنے خاندان اور اپنے شہر میں قیام رکھو گے شیعیان اہل بیت اور ہماری فوج وغیرہ سب کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عمر بن سعد کے ساتھ کوئی برائی نہ کریں ۔

سائب بن مالک احمر بن شمیط عبداللہ بن شداد اور عبداللہ بن کامل اس عہد پر شاہد ہیں نیز مختار نے اللہ کے سامنے یہ عہد واثق کیا کہ وہ اس امان کو عمر بن سعد کے لئے ایفا کریگا البتہ اگر کوئی نیا واقعہ رونما ہو نیز اس نے کہا کہ میں اللہ کو اس عہد پر شاہد کرتا ہوں اور اسی کی شہادت بالکل کافی ہے ۔

ابوجعفر محمد بن علی کہا کرتے تھے کہ مختار نے عمر بن سعد سے جو وعدۂ امان کیا تھا اور اس میں یہ استثنا کی تھی کہ ان حدث حدثاً اس سے اس کی مراد خروج ریح تھی

جب عریان عمر بن سعد کے پاس آیا یہ اسی رات اپنے گھر سے روانہ ہو کر اپنے حمام آگیا پھر اس نے اپنے دل میں کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں اپنے ہی مکان چلوں اس خیال سے وہ بلپٹار وجاء سے گزر کر صبح اپنے مکان آیا۔ اس نے اپنے حمام آکر اپنے آزاد غلام سے کہا تھا کہ مختار نے مجھے یہ وعدۂ امان لکھکر دیا تھا اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اس نے کہا کہ آپ نے یہ بڑی غلطی کی کہ اپنے مقام اور گھر کو چھوڑ کر یہاں آئے آپ اپنے گھر واپس جائیں اور مختار کو اپنے خلاف کوئی موقع نہ دیں اس مشورہ پر عمل کر کے عمر بن سعد اپنے مکان آگیا۔

مختار کو معلوم ہوا کہ عمر بن سعد اپنے مکان سے چلا گیا ہے مختار نے کہا وہ جا نہیں سکتا اس کی گردن میں ایسی زنجیر پڑی ہے کہ اگر وہ بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہیں سکتا۔

صبح کو مختار نے ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے بلانے کے لئے بھیجا ابو عمرہ اسکے پاس آیا اور اس سے کہا کہ امیر نے تم کو بلایا ہے چلو عمر اٹھا اس کا پاؤں اس کے جبہ میں الجھا اور یہ گر پڑا ابو عمرہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اس کا سر کاٹکر اپنی قبا کے دامن میں رکھکر مختار کے پاس آیا اور اسے مختار کے سامنے ڈالدیا مختار نے عمر بن سعد کے بیٹے حفص بن عمر سے جو اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا پوچھا پہچانتے ہو یہ کون ہے اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور کہا ہاں اب ان کے بعد زندگی کا مزا نہیں مختار نے کہا تم نے سچ کہا اور تم زندہ بھی نہ رہو گے مختار نے اسے بھی قتل کرا دیا اور اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے پاس رکھد یا گیا مختار کہنے لگا یہ حسین کے عوض اور یہ علی بن حسین کے عوض میں اگرچہ یہ برابر نہیں ہو سکتے بخدا اگر میں قریش کے تین دستے بھی قتل کر دوں تب بھی یہ ان کی انگلیوں کا معاوضہ نہیں ہو سکتے۔

حمیدہ بنت عمر بن سعد نے اپنے باپ کا مرثیہ لکھا۔ ان دونوں کو قتل کر کے مختار نے ان کے سر مسافر بن سعید بن نمران الناعطی اور ظبیان بن عمارۃ التمیمی کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجے اور اس کے متعلق ایک خط بھی لکھا موسیٰ بن عامر راوی ہے کہ جس شے نے مختار کو عمر بن سعد کے قتل کی ترغیب دی وہ یہ واقعہ تھا

کہ یزید بن شراحیل الانصاری محمد بن الحنفیہ کے پاس آیا سلام علیک کے بعد دونوں میں مختار کے خروج اور اس کی تحریک دعوت کے متعلق جو اہل بیت نبی کے خون کا بدلہ لینے کے بارے میں تھی گفتگو ہونے لگی محمد بن الحنفیہ نے نہایت ہی آہستگی سے کہا کہ مختار دعوئی تو کرتا ہے کہ وہ ہمارے شیعوں میں ہے حالانکہ قاتلان حسین اس کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اس سے باتیں کرتے ہیں۔

یزید نے اس بات کو یاد رکھا اور جب یہ کوفے آیا اور مختار سے ملا تو مختار نے اس سے دریافت کیا کیا تم مہدی سے ملے تھے ان سے کیا بات چیت ہوئی یزید نے سارا واقعہ سنا یا اسے سنتے ہی مختار نے عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے ان کے سر مذکور الصدر دو شخصوں کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیئے اور یہ خط انہیں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط مہدی محمد بن علی کے نام مختار بن ابی عبید کی جانب سے بھیجا جاتا ہے السلام علیک ایہا المہدی خدائے واحد کی حمد کے بعد اللہ نے آپ کے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لئے مجھ کو مقرر فرمایا۔ ان میں سے بہت سے قتل ہوئے بہت سے قید ہوئے بہت سے اپنا گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئے اس احسان پر خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قاتلوں کو قتل کیا اور آپ کے حامیوں کی اعانت کی میں عمر بن سعد اور اسکے بیٹے کے سر کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں قاتلان حسینؑ اور اہل بیت میں سے جس پر ہماری دسترس ہوئی ہم نے اسے قتل کر دیا۔ جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے اور جب تک صفحۂ ارض کو میں ان سے بالکل پاک نہ کر دوں گا ان کی تلاش سے باز نہ رہوں گا اب اس معاملے میں اے مہدی آپکی جو رائے ہو اس سے مجھے مطلع کیجئے تاکہ میں اس پر عمل کر دوں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مختار نے عبد اللہ بن کامل کو حکیم بن طفیل الطائی السنبسی کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس نے مقتل کربلا میں عباس بن علی کے لباس و اسلحہ پر قبضہ کیا تھا اور حضرت حسینؑ کے تیر مارا تھا یہ کہا کرتا تھا کہ میرا تیر ان کے پائجامے میں لگا تھا

مگر حسین کو اس سے کوئی ضرر نہ ہوا۔
عبداللہ بن کامل نے جا کر اسے پکڑ لیا اور مختار کے پاس لے چلا اس کے گھر والے عدی بن حاتم کے پاس اس کی فریادرسی کو گئے کہ وہ اس کے بارے میں مختار سے سفارش کریں عدی انھیں راستہ ہی میں ملگیا اس نے عبداللہ بن کامل سے اس کی سفارش کی اس نے کہا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا امیر مختار حاکم مجاز ہیں عدی نے کہا میں ان کے پاس آتا ہوں عبداللہ نے کہا شوق سے تشریف لائیے عدی مختار کی طرف روانہ ہوا۔
اس سے پہلے یہ واقعہ پیش آچکا تھا کہ سبیع کے احاطہ کی جنگ میں جو لوگ قید ہوئے ان میں سے کئی کے متعلق عدی نے مختار سے سفارش کی اور محض اس کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا گیا مگر وہ سب ایسے لوگ تھے جن کے متعلق حسین یا اہل بیت حسین کے قتل میں شرکت کی کوئی بات نہیں سنی گئی تھی شیعوں نے ابن کامل سے کہا ہمیں یہ خوف ہے کہ امیر اس خبیث کے متعلق عدی کی سفارش قبول کرلیں گے حالانکہ اس کے جرم سے آپ بخوبی واقف ہیں بہتر ہے کہ ہم ہی اسے قتل کر دیں ابن کامل نے انھیں اجازت دیدی جب یہ عنزیین کے مکان پہونچے تو انھوں نے حکیم کو جس کی مشکیں بندھی ہوی تھیں ایک جگہ نشانہ بنا کر کھڑا کیا اور کہا کہ تو نے ابن علی کے کپڑے اوتارے تھے ہم تیری آنکھوں کے سامنے تیری زندگی میں تیرا سارا لباس اوتارتے ہیں چنانچہ انھوں نے اسے بالکل برہنہ کر دیا پھر اس سے کہا تو نے حسین کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا تھا اور تو کہا کرتا ہے کہ تیرا تیر ان کے پائجامے سے لگ گیا تھا اور اس سے حسین کو کوئی گزند نہیں پہونچا بخدا ہم بھی تیرے اسی طرح تیر مارتے ہیں کہ وہ تیرے جسم کو نہ لگیں اور اگرچہ انھوں نے اس کے صرف ایک تیر مارا مگر اسی میں سے بہت سے پیکان نکل کر اسے آلگے اور وہ مر گیا ایک عینی شاہد بیان کرتا ہے کہ پیکانوں کی کثرت سے وہ سیہ معلوم ہوتا ہے۔
اب عدی بن حاتم مختار کے پاس آیا مختار نے اسے اپنے پاس بٹھایا عدی نے اپنے آنے کی غرض بیان کی مختار نے کہا کیا اے ابوطریف تم قاتلان حسین

کی بھی سفارش کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ اس پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے مختار نے کہا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔

ابھی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ ابن کامل بھی آگیا مختار نے پوچھا اس کے ساتھ کیا کیا ابن کامل نے کہا شیعوں نے اسے قتل کر ڈالا مختار نے کہا میرے پاس لائے بغیر تو نے کیوں اسقدر جلد اسے قتل کر دیا (حالانکہ واقعہ یہ تھا اگر ابن کامل اسے قتل نہ کر دیتا تو یہ بات مختار کو بھلی نہ معلوم ہوتی) دیکھو یہ عدی اس کی سفارش کے لئے آئے ہیں اور یہ اس بات کے اہل ہیں کہ ان کی سفارش قبول کیجائے ابن کامل نے کہا میں مجبور تھا شیعوں نے نہ مانا عدی نے اس سے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹ بولتا ہے تجھے یہ گمان تھا کہ وہ شخص جو تجھ سے بہتر ہے وہ اسکے معاملے میں میری سفارش قبول کرے گا اس لئے میرے آنے سے پہلے ہی تو نے اس کا کام تمام کر دیا اس کے علاوہ اور کوئی خطرہ تجھے نہ تھا۔

ابن کامل عدی کو گالیاں دینا چاہتا تھا مگر مختار نے فوراً اپنی انگلی اپنے منہ پر رکھکر اسے خاموش رہنے کی ہدایت کر دی عدی مختار سے خوش ہو کر اور ابن کامل سے ناراض ہو کر مختار کی مجلس سے چلا آیا ابن کامل کی قوم میں سے جس شخص سے یہ ملتا اس سے ابن کامل کی شکایت کرتا۔

مختار نے ابن کامل کو علیؓ ابن الحسینؓ کے قاتل مرۃ بن منقذ بن النعمان العبدی (از قبیلہ عبد القیس) کی گرفتاری کے لئے بھیجا یہ ایک بہادر آدمی تھا ابن کامل نے اس کے مکان کو گھیر لیا یہ نیزہ لیکر تیز رو گھوڑے پر سوار مقابلہ کے لئے نکلا اور اس نے عبداللہ بن ناجیۃ الشبامی کے نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑا مگر نیزہ سے اسے کوئی گزند نہ پہونچا ابن کامل نے تلوار سے اس پر وار کئے مگر وہ اپنے بائیں ہاتھ سے روکتا گیا اس طرح تلوار ہاتھ میں آگئی مگر گھوڑا اس تیزی سے اسے لے اُڑا کہ یہ اسے نہ پاسکے اور وہ مصعب سے جا ملا۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔

نیز مختار نے عبداللہ الشاکری کو بنی جنب کے زید بن رقاد کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین کے خاندان کے ایک ایسے نوجوان کے تیر مارا جس نے پیکان سے اپنی پیشانی کو بچانے کیلئے اس پر اپنا ہاتھ رکھ لیا مگر میرے تیر نے اس ہاتھ کو پیشانی سے ایسا پیوست کر دیا کہ وہ اسے اپنی

اس کی مراد عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے جب ان کا ہاتھ پیشانی سے ہٹا ہی نہ سکا اس سے جدا نہ ہو سکا تو انھوں نے یہ دعا مانگی کہ اے خداوند ہمارے دشمنوں نے جیسا حقیر و ذلیل ہمیں کیا ہے تو بھی ان کو ایسا ہی ذلیل کر اور جس طرح انھوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو انھیں قتل کر اس نے ایک اور تیر سے اس لڑکے کا خاتمہ کر دیا یہ شخص یہ بھی کہا کرتا تھا کہ میں اپنے مقتول کے پاس آیا جس تیر سے ان کی ہلاکت واقع ہوئی تھی وہ تو میں نے آسانی سے ان کے شکم میں سے نکال لیا مگر دوسرے تیر کو جو پیشانی پر لگا تھا نکالنے کی بہت کوشش کی تیر تو نکل آیا مگر پیکان پیشانی ہی میں پیوست رہا اور اسے میں نہ نکال سکا جب ابن کامل اس کے مکان پہونچا بہت سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے یہ بھی ایک بڑا بہادر آدمی تھا تلوار لیکر مقابلہ پر آیا ابن کامل نے کہا اسے نیزہ یا تلوار سے ہلاک نہ کرو بلکہ تیر اور پتھر سے اس کا خاتمہ کرو لوگوں نے اس قدر تیر اور پتھر مارے کہ یہ گر پڑا ابن کامل نے کہا دیکھو اگر اس کے جان ہو تو اسے باہر نکال لاؤ چونکہ ابھی اس میں جان تھی لوگ اسے باہر نکال لائے ابھی وہ زندہ ہی تھا کہ ابن کامل نے اسے آگ منگا کر جلا ڈالا۔

مختار نے سنان بن انس کو جو حضرت امام حسین رضی کے قتل کا مدعی تھا تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ بھاگ گیا ہے مختار نے اس کا گھر منہدم کر دیا نیز اس نے عبداللہ بن عقبۃ العنوی کو تلاش کیا یہ بھی بھاگ کر جزیرہ سے چلا گیا تھا مختار نے اس کے گھر کو بھی منہدم کرا دیا۔ اس شخص نے اہل بیت حسین کے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا اسی طرح بنی اسد کے ایک اور شخص حرملہ بن کاہل نے آل حسین میں سے کسی کو قتل کیا تھا۔

مختار نے عبداللہ بن عروۃ الخثعمی کو جو کہا کرتا تھا کہ میں نے آل حسین پر بارہ تیر چلائے مگر وہ سب ضائع گئے تلاش کیا مگر یہ بھی بھاگ کر مصعب کے پاس آگیا تھا مختار نے اس کے مکان کو بھی ڈھا دیا۔

مختار نے بنی صدا کے ایک شخص عمر بن صبیح کی گرفتاری کا حکم دیا۔ یہ شخص کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین کے ساتھیوں کو تیر سے زخمی کیا مگر کسی کو قتل نہیں کیا جب سب لوگ سو گئے تب پولیس اس کی گرفتاری کے لئے اس کے مکان آئی یہ

اس وقت اپنی چھت پر بے خبر سو رہا تھا تلوار اس کے سرھانے رکھی تھی پولیس نے اسے پکڑ لیا اور تلوار پر بھی قبضہ کر لیا یہ کہنے لگا اللہ اس تلوار کا برا کرے یہ مجھ سے کس قدر قریب تھی اور کس قدر دور ہو گئی یہ مختار کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت تو مختار نے اسے قصر ہی میں قید کر دیا اور صبح کو دربار عام کیا جب بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو یہ شخص عبیداس کے سامنے لایا گیا تو نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا اے کافر و فاجر اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تم کو معلوم ہو جاتا کہ میں اس وقت نکما اور بزدل نہیں ہوں یہ میری عین خوشی ہوتی اگر میں تمہارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ سے مارا جاتا کیونکہ میں تم کو بدترین خلائق سمجھتا ہوں کاش اس وقت تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی کہ میں تھوڑی دیر تمہارا مقابلہ کرتا اس کے بعد اس نے ابن کامل کی آنکھ پر طمانچہ مارا ابن کامل ہنسا اور اسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ اس نے آل محمدؐ کو زخمی کیا ہے اور ان پر نیزہ بازی کی ہے اب اس کی بارے میں آپ حکم دیجئے مختار نے کہا نیزے لاؤ نیزے لائے گئے مختار نے حکم دیا کہ نیزوں سے اسکا کام تمام کر دو اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

مختار کے طرفدار ابو زرعہ بن مسعود کے بیٹوں کے مکان کے پاس سے گزر رہے تھے انہوں نے مکان پر سے ان کے تیر مارے ان لوگوں نے مکان میں گھس کر ہیاط بن ابی زرعہ الثقفی اور عبدالرحمان بن عثمان بن ابی زرعۃ الثقفی کو قتل کر دیا البتہ عبدالملک بن ابی زرعہ سر پہ زخم کھا کر ان کی گرفت سے نکل گیا اور بھاگتا ہوا مختار کے پاس آیا مختار نے اپنی بیوی ام ثابت سمرہ بن جندب کی پوتی سے اس کے پٹی باندھنے کو کہا اور پھر اسے اپنے پاس بلایا اور کہا اس میں میرا کیا قصور ہے تم نے ان پر تیر اندازی کی اور اس طرح انھیں جوش انتقام آ گیا۔

محمد بن الاشعث بن قیس الاشعث کے گاؤں میں جو قادسیہ کے پہلو میں واقع تھا مقیم تھا مختار نے جوشب سادن[1] الکرسی کو سو آدمیوں کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ کیا اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ تو وہ سیر و شکار میں مزے اڑا رہا ہوگا یا کسی جگہ کھڑا ہوگا یا خوف کی حالت میں جھگڑ رہا ہوگا یا کسی جگہ چھپا ہوگا اگر ہو سکے تو اس کا سر لے آؤ جوشب اس کی جانب روانہ ہوا وہاں پہنچ کر اس نے اس کے قصر کو گھیر لیا مگر یہ اس کا قصر

[1] اس مشہور کرسی کے پروہت کو جسکا مختار نے تابوت سکینہ بنا کر جلوس نکالا تھا (مترجم)

سے پہلے ہی اپنے قصر سے نکل کر مصعب بن الزبیر کے پاس چلا گیا تھا جو شبِ یہی سمجھ رہا کہ وہ قصر میں ہے جب اسکی فوج قصر میں داخل ہوئی تو انھیں اُس کے نکل جانے کا حال معلوم ہوا یہ مختار کے پاس واپس چلے آئے مختار نے اسکے مکان کو منہدم کرا دیا اور اس کے چونے اور اینٹ سے حجر بن عدی الکندی کا مکان تعمیر کرایا جسے زیاد بن سمیہ نے منہدم کر دیا تھا۔

بصرہ میں مختار کے لئے بیعت کی تحریک

مثنیٰ بن مخربتہ العبدی سلیمان بن صرد کے ساتھ عین الوردہ کی جنگ میں شریک ہوا پھر گروہ توابین میں سے جو لوگ بچ کر کوفہ واپس آئے یہ ان کے ہمراہ کوفے آیا اسوقت مختار قید تھا اب یہ کوفے ہی میں رہا جب مختار قید سے آزاد ہوا تو اُس نے پوشیدہ طور پر اسکی بیعت کی مختار نے اس سے کہا کہ تم اپنے شہر بصرہ جاؤ اور میرے لئے چپکے چپکے دعوت دو اُس نے بصرہ آکر مختار کیلئے تحریک شروع کی اسکی قوم کے کچھ لوگوں نے اور بعض دوسرے لوگوں نے بھی اُس کی دعوت قبول کر لی۔

جب مختار نے ابن مطیع کو کوفے سے نکال دیا اور عمر بن عبد الرحمان بن الحارث بن ہشام کو کوفے آنے سے روک دیا تو مثنیٰ ابن مخربتہ بصرہ میں خروج کر کے مسجد اعظم آیا اس کی قوم والے اس کے پاس جمع ہو گئے اس نے مختار کیلئے لوگوں کو دعوت دی پھر مسجد سے گنج آیا اور اسی کے قریب اس نے اپنی چھاؤنی قائم کی وہیں انھوں نے سامان خوراک جمع کیا اور قربانی کی۔

قباع نے اپنے کوتوال عباد بن حصین اور قیس بن الہیثم کو پولیس اور فوج کے ہمراہ ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا یہ دونوں موالیوں کی گلی سے سبخہ کی مسجد آئے اور وہیں ٹھہر گئے تمام لوگ اپنے اپنے مکانات میں ٹھہرے رہے باہر نہیں نکلے عباد دیکھنے لگا کہ کوئی شخص نظر آئے تو اُس سے حال دریافت کرے مگر کوئی نظر نہیں آیا اس پر اُس نے کہا کیا یہاں بنی تمیم کا کوئی آدمی نہیں ہے خلیفتہ الاعور بنی عدی کے (عدی الرباب) آزاد غلام نے اُس سے کہا کہ یہ وراد بنی عبد شمس کے

ہوئی کا مکان ہے عباد نے کہا اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ خلیفۃ الاعور نے دروازہ کھٹکھٹایا وراد نکلکر آیا عباد نے اسے گالی دی اور کہا کہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں اور تو میرے پاس نہیں آیا اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں عباد نے کہا ابھی جاؤ ہتیار سنبھالو اور گھوڑے پر سوار ہو کر آؤ یہ مسلح ہو کر آگیا اور اب یہ سب وہیں ٹھہرے رہے۔

دوسری جانب مثنیٰ کے ساتھی سامنے آئے اور وہ بھی ان کے مقابل آکر ٹھہر گئے عباد نے وراد سے کہا تم قیس کے ہمراہ ٹھہرے رہو قیس بن الہیثم اور وراد وہیں ٹھہرے اور خود عباد وہاں سے پلٹ کر قصابوں کے راستے سے ہوتا ہوا نکلا آیا گنج کے چار دروازے تھے ایک بصرہ کے متصل تھا ایک خلالین کے محلہ کی طرف ایک مسجد کی طرف اور ایک شمالی رخ تھا عباد اس دروازے پر آیا جو نہر کے قریب کباڑیوں کے محلہ کے متصل واقع تھا یہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا عباد ٹھیر گیا اسنے سیڑھی منگائی اسے گنج کی دیوار پر نصب کیا تیس آدمی چڑھ گئے عباد نے انھیں چھتوں پر رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب تکبیر کی آواز سنو تو تم چھتوں پر تکبیر کہنا۔

ان ہدایات کے دینے کے بعد عباد قیس بن الہیثم کے پاس آگیا اس نے وراد سے کہا دشمن کو چھیڑو وراد نے ان پر رسالہ سے حملہ کیا حریفوں میں جنگ شروع ہوگئی مثنیٰ کے چالیس آدمی کام آئے اور عباد کے بھی کچھ آدمی مارے گئے جب ان لوگوں نے جو چھتوں پر تھے جنگ کا شور اور تکبیر کی آواز سنی تو انھوں نے بھی تکبیر کہی اسے سنکر گنج میں جتنے آدمی تھے وہ سب بھاگے مثنیٰ اور اس کی فوج نے جب اپنے عقب میں تکبیر کی آواز سنی تو وہ بھاگے عباد اور قیس بن الہیثم نے ان کے تعاقب سے اپنی فوج کو روکدیا اور پورے گنج پر قبضہ کرلیا مثنیٰ اور اس کے ہمراہی بنی عبدالقیس کے پاس چلے آئے۔

عباد اور قیس اپنے ہمراہیوں کو لیکر قباع کے پاس چلے آئے قباع نے ان کو اب عبدالقیس کی طرف روانہ کیا قیس تویل کی سمت سے اور عباد مربد کے راستے سے ان کے مقابلہ پر آیا اور جنگ شروع ہوئی۔

زیاد بن عمرو العتکی قباع کے پاس آیا جو اسوقت مسجد میں منبر پر بیٹھا ہوا تھا یہ اپنے

گھوڑے پر سوار ہی مسجد میں چلا آیا اور اس نے قباع سے کہا کہ یا تو تم اپنے رسالہ کو ہمارے بھائیوں کے مقابلہ سے ہٹا لو ورنہ ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں قباع نے احنف بن قیس اور عمرو بن عبدالرحمان المخزومی کو بھیجا تاکہ یہ لوگوں میں صلح کرا دیں یہ دونوں عبدالقیس کے پاس آئے احنف نے بنی بکر ازد اور تمام لوگوں سے سوال کیا کہ کیا تم ابن الزبیر کی بیعت پر قائم نہیں ہو انھوں نے کہا ہم قائم ہیں مگر ہم اپنے اہل برادری کا ساتھ چھوڑ نہیں سکتے احنف نے کہا اچھا تم ان سے علیحدہ ہو جاؤ اس شرط پر انھیں امان دی جاتی ہے کہ وہ اس شہر میں فتنہ و فساد برپا نہ کریں اور یہاں سے جہاں چاہیں چلے جائیں مالک بن المسمع اور زیاد بن عمرو اپنے اور سربرآوردہ طرفداروں کے ساتھ مثنی کے پاس آئے اس سے اور اس کے دوستوں سے کہا کہ ہم تمہارے مقصد میں شریک رائے نہیں ہیں مگر اس کے ساتھ ہم اسے بھی برا سمجھتے ہیں کہ تم پر سختی کیجائے بہتر یہ ہے کہ چونکہ تمہارے شرکائے عمل کی تعداد تھوڑی ہے تم اپنے امیر کے پاس چلے جاؤ اور تم کو پوری امان حاصل ہے مثنی نے ان کے مشورہ کو قبول کر لیا اور واپس چلا گیا احنف بھی واپس آ کر کہنے لگا آج کے علاوہ میری رائے نے کبھی غلطی نہیں کی میں ان کے پاس تو گیا مگر میں نے بکر اور ازد کو پس پشت ڈال دیا۔

عیاد اور قیس قباع کے پاس آ گئے مثنی اپنے معدودے چند آدمیوں کے ساتھ کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا۔

اس جنگ میں سوید بن رئاب الشنی اور عقبہ بن عشیرۃ الشنی مارے گئے ایک تمیمی نے ان دونوں کو قتل کیا تھا پھر یہ تمیمی بھی مارا گیا تو عقبہ بن عشیرہ کا بھائی اسکا خون پی گیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے بھائی کا بدلہ لے رہا ہوں۔

مثنی نے کوفہ جا کر مختار سے اپنی ساری سرگذشت بیان کی اور کہا کہ مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو میرے پاس آئے اور میری بصرہ سے روانگی تک ان دونوں نے میری حفاظت کی اس بات سے مختار کے دل میں انھیں ملانے کا لالچ پیدا ہوا اور اس نے ان کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا تم میری دعوت کو قبول کرو اور میری اطاعت کرو دنیا میں جو تم چاہو گے تم کو دیا جائے گا اور جنت کا تمہارے لیے

میں ضامن ہوں، اِس خط کے موصول ہونیکے بعد مالک نے زیاد سے کہا اے ابو المغیرہ مختار دین و دنیا تمکو دے رہا ہے زیاد نے مذاقاً جواب دیا اے ابو غسان میں تو وعدہ پر لڑتا نہیں جو مجھے درہم دے گا اُسکے ہمراہ لڑوں گا۔

مختار نے احنف اور اُسکے دوسرے ساتھیوں کو یہ خط لکھا ''السلام علیکم بنی مضر اور ربیعہ کا برا ہوا احنف اپنی قوم کو اِس طرح دوزخ کی طرف لیجا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں تقدیر کو میں بدل نہیں سکتا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کہتے ہو مجھسے پہلے انبیا کو بھی اسطرح جھٹلایا گیا ہے اور میں اُن میں سے اکثر سے اچھا نہیں ہوں اِس لئے اگر مجھے کاذب سمجھا گیا تو کیا ہوا۔''

شعبی کہتا ہے میں بصرہ آیا اور ایک جلسہ میں شریک ہوا جس میں احنف بن قیس بھی تھا حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا کوفہ کا باشندہ ہوں اُس نے کہا تم ہمارے موالی ہو میں نے کہا کیونکر اُس نے کہا ہم نے تمکو مختار کے ساتھیوں سے جو تمہارے غلام ہیں بچالیا میں نے کہا تم جانتے ہو کہ ہمارے اور تمہارے متعلق ہمدان کے شیخ نے کیا کہا ہے احنف نے پوچھا کیا میں نے اُس کے یہ اشعار سنائے کہا تم اسبات پر فخر کرتے ہو کہ تم نے غلاموں کو قتل کیا ہے اور ایک مرتبہ آل عزل کو شکست دی اگر تم اِس بات پر فخر کرتے ہو تو یہ بھی یاد کرو کہ جنگ جمل میں ہم نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا۔

یہ سنکر احنف ناراض ہوا اُس نے اپنے غلام کو خط لانے کا حکم دیا غلام ایک خط لایا جس میں مرقوم تھا'' بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط احنف بن قیس کی جانب لکھا جاتا ہے اما بعد ربیعہ اور مضر ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ احنف اپنی قوم کو اسطرح دوزخ کی جانب لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن نہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھکو جھوٹا کہتے ہو مجھسے پہلے بہت سے انبیا کو جھوٹا کہا گیا ہے اور میں اُنسے بہتر نہیں ہوں'' احنف نے کہا بتاؤ مختار تم میں سے ہے یا ہم میں سے۔

مسکین بن عامر بن انیف بن شریح بن عمرو بن عدس بھی مختار سے لڑا تھا جب سب کو شکست ہوئی تو یہ محمد بن عمیر بن عطارد کے پاس آذربیجان چلا گیا۔

اِس سنہ میں مختار نے ایک فوج مدینہ اِس غرض سے روانہ کی کہ یہ دھوکہ سے

ابن الزبیر کو قتل کر دے حالانکہ اُس نے ابن الزبیر پر یہ ظاہر کیا کہ میں اِس فوج کو آپ کی امداد کے لئے بھیج رہا ہوں تاکہ آپ اِس کی مدد سے اُس فوج کا مقابلہ کریں جو عبدالملک نے آپ کے مقابلہ پر بھیجی ہے اور جو وادی القریٰ میں آکر فروکش ہوئی تھی۔

مختار کا ابن الزبیر کی اعانت کے لئے فوج بھیجنا

موسیٰ بن عامر راوی ہے کہ جب مختار نے ابن مطیع کو کوفہ سے نکال دیا اور اس نے شکست کھا کر ابن الزبیر کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا اور بصرہ چلا گیا اور بصرہ میں مقیم ہو گیا اس کے بعد عمر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بھی بصرہ میں آ گیا اور اب یہ دونوں بصرہ میں رہنے لگے۔

عمر کے بصرہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب مختار نے کوفہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور اسکی حکومت مضبوطی سے قایم ہو گئی تو اب تک شیعہ سمجھتے تھے کہ یہ ابن الحنفیہ کیلئے دعوت دے رہا ہے اور اسکا مقصد اہل بیت کے خون کا بدلا لینا ہے مگر اب اُس نے ابن الزبیر سے چال چلی اور انھیں لکھا میں نے آپکی بھی خیر خواہی کی اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں جو کوشش کی اُسے آپ جانتے ہیں آپ نے مجھسے بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا بشرطیکہ آپکی خیر خواہی میں کامیاب ثابت ہوں میں نے جو عہد کیا تھا وہ پورا کیا مگر آپ نے وعدہ کا ایفا نہیں کیا اب جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے آپ واقف ہیں اگر آپ پھر میرے ساتھ تعلقات قایم کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔

اس خط کے لکھنے سے اُس کا مقصد محض یہ تھا کہ اپنے اقتدار کے پوری طرح قایم ہونے تک وہ ابن زبیر کو اپنی مخالفت سے باز رکھے اس کارروائی سے اُس نے شیعوں کو مطلقاً آگاہ نہیں کیا اور اگر اتفاقیہ طور پر اُس کے متعلق کوئی بات انھیں معلوم بھی ہوئی تو انھوں نے اُسے باور کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابن الزبیر نے چاہا کہ معلوم کریں کہ آیا مختار صلح کرنا چاہتا ہے یا لڑنا چاہتا ہے اس غرض سے انھوں نے عمر بن

عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام المخزومی کو بلا کر حکم دیا کہ تم کوفہ جاؤ ہم نے تم کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے کہا میں وہاں کیسے جاؤں وہاں تو مختار نے قبضہ کر رکھا ہے ابن الزبیر نے کہا جاؤ وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری کا مدعی ہے ابن الزبیر نے اسے اخراجات سفر کیلئے تیس چالیس ہزار درہم دیئے عمر اب کوفہ روانہ ہوا۔

مختار کا جاسوس مکہ سے مختار کے پاس آیا مختار نے دریافت کیا کہ ابن الزبیر نے عمر کو کس قدر رقم دی ہے اس نے کہا تیس اور چالیس ہزار کے درمیان۔

مختار نے زائدہ بن قدامہ کو بلایا اور کہا کہ اپنے ساتھ ستّر ہزار لیجاؤ یہ اس رقم سے دوگنی ہے جو ابن الزبیر نے عمر کو کوفہ آنے کے لیئے دی ہے اور صحرا میں عمر سے جاکر ملو مسافر بن سعید بن نمران الناعطی کو پانسو نیزہ باز شہسواروں کے ساتھ جو خود و زرہ سے مسلح ہوں اپنے ہمراہ لیجاؤ اور عمر سے کہو کہ جس قدر روپیہ تم کو دیا گیا ہے یہ اس سے دو چند موجود ہے ہم نہیں چاہتے کہ تمہارا نقصان ہو اسے لیلو اور واپس چلے جاؤ اگر وہ مجرّد اتنا کہنے پر واپس چلا جائے تو فبہا ورنہ رسالہ دکھا دینا اور کہدینا کہ اس کے پیچھے اسی طرح رسالہ کے سو دستے اور موجود ہیں۔

زائدہ یہ رقم اور رسالہ لیکر عمر سے ملنے روانہ ہوا صحرا میں اس سے ملاقات کی اور کہا یہ روپیہ لو اور واپس چلے جاؤ عمر نے کہا مجھے امیرالمومنین نے کوفہ کا والی مقرر کیا ہے ان کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے زائدہ نے اسے رسالہ دکھایا جسے اس نے اپنے ایک جانب کمین گاہ میں متعین کر رکھا تھا اسے دیکھکر عمر نے کہا کہ اب میں مجبور ہوں میں نے اپنا فرض پورا کیا اب وہ مجھ پر کوئی الزام نہیں رکھ سکتے لائیے وہ روپیہ مجھے دیجئے زائدہ نے کہا اگر مختار تمہارا دوست نہ ہوتا تو وہ کبھی یہ رقم تم کو نہ بھیجتا عمر نے اس روپیہ کو لیکر بصرہ کا رخ کیا اور اب وہ اور ابن مطیع حارث بن عبداللہ ابی ربیعہ کی ولایت میں بصرہ میں جمع ہوئے ابھی تک مثنّی بن مخربۃ العبدی نے بصرہ میں وہ فتنہ برپا نہیں کیا تھا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابو مخنف راوی ہے کہ مختار کو معلوم ہوا کہ شامی عراق کی جانب آرہے ہیں اس نے ارادہ کیا کہ پہلے ان سے نبٹ لینا چاہیئے مگر اس کے ساتھ اسے یہ بھی خوف ہوا کہ مبادا شامی مغرب سے مجھ پر آجائیں اور مصعب بصرہ سے

پیشقدمی کریں اس بنا پر اس نے ابن الزبیر سے صلح کی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وقت ٹالدیا جائے اور پھر ان سے بھی نبٹ لیا جائے گا اس وقت عبدالملک نے عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن العاص کو وادی القریٰ ابن الزبیر سے مقابلہ کے لئے بھیجدیا تھا اور مختار نے اب ابن الزبیر سے یہ چال چلی کہ صلح کرلی۔

مختار نے ابن الزبیر کو یہ خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے آپ سے لڑنے کیلئے ایک فوج بھیجی ہے اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی مدد کے لئے امدادی فوج بھیجدوں۔

ابن الزبیر نے اسے لکھا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو اس میں کوئی ہرج نہیں کہ تم میرے پاس فوج بھیجو اور وہاں میرے لئے بیعت لو جب مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے میری بیعت کرلی ہے تو میں تمہاری اس بات کو سچ سمجھوں گا اور تمہارے علاقہ پر اپنی فوجیں روانہ نہیں کروں گا جو فوج تم میری امداد کے لئے بھیجنا چاہتے ہو اسے فوراً بھیجدو اور اسے حکم دو کہ وادی القرای میں عبدالملک کی فرستادہ فوج کے مقابلہ پر جاکر لڑے والسلام۔

مختار نے شرجیل بن ورس الھمدانی کو بلایا اور اسے تین ہزار فوج کے ہمراہ جن میں تعداد غالب موالیوں کی تھی اور عرب صرف سات سو تھے مدینہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ مدینہ پہونچتے ہی اپنی رسید سے مجھے مطلع کرنا اس کے بعد میں آئندہ کے لئے تم کو ہدایت بھیجوں گا مختار اصل میں یہ چاہتا تھا کہ جب یہ مدینہ پہونچ جائے تو اس فوج پر کسی اور شخص کو اپنی طرف سے سپہ سالار مقرر کرکے بھیجدے اور شرجیل کو مکہ جانے کا حکم دے تاکہ یہ وہاں جاکر ابن الزبیر کا محاصرہ کرلے اور لڑے۔

شرجیل کوفہ سے مدینہ روانہ ہوا ابن الزبیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا مختار نے میرے ساتھ کوئی فریب کیا ہو اس لئے انھوں نے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار فوج کے ساتھ مدینہ بھیجا اور ہدایت کی کہ عربوں کو نفرت دلائے اور اس جماعت کو نظر میں رکھے اگر یہ ان کے مطیع و فرماں بردار ہوں تو خیر ورنہ کسی حیلہ سے ان سب کو تباہ کردے عراقی بھی آگئے اور عباس بن سہل رقیم میں ابن الورس سے

اگر ملا ابن ورس نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب قایم کردی تھی میمنہ پر سلیمان بن حمیر الثوری الہمدانی کو متعین کیا تھا اور میسرہ پر عباس بن جعدۃ الجدلی کو اُسکا سارا رسالہ ان دونوں بازوؤں میں متعین تھا ابن ورس نے قریب پہنچکر عباس کو سلام کیا اور خود وہ پا پیادہ پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

عباس اس طرح اُنکے پاس پہنچا کہ اُسکے تمام سپاہی علیحدہ علیحدہ چل رہے تھے کوئی نظام ان میں نہ تھا یہاں آکر اُس نے دیکھا کہ ابن ورس پانی پر پوری جنگی ترتیب کے ساتھ فروکش ہے عباس نے عراقیوں کے قریب پہنچکر اُنھیں سلام کیا اور ابن ورس سے کہا کہ تم سے تخلیہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ابن ورس تنہائی میں اُس سے ملا۔ عباس نے اُس سے پوچھا کیا تم ابن الزبیر کی اطاعت میں نہیں ہو اُس نے کہا ہاں میں ہوں عباس نے کہا تو وادی القریٰ میں اُن کے دشمن فروکش ہیں تم ہمارے ساتھ اُن کے مقابلہ پر چلو ابن ورس نے کہا مجھے تمہارے احکام بجالانے کی ہدایت نہیں کی گئی ہے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مدینہ پہنچکر ٹھیروں اور پھر جو مناسب سمجھوں کروں عباس بن سہل نے کہا اگر تم ابن الزبیر کی اطاعت میں ہو تو اُنھوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمکو اور تمہاری فوج کو وادی القریٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر لیجاؤں ابن ورس نے کہا مجھے تمہارا حکم ماننے کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ جاؤں گا البتہ مدینہ پہنچکر اپنے حاکم مجاز کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دوں گا پھر وہ جو حکم مجھے دینگے ویسا کروں گا۔

عباس ابن سہل نے جب اُسکی یہ لجاجت آمیز گفتگو سنی تو اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ اُسکے خلاف ہے مگر اُس نے مناسب نہ سمجھا کہ ابن ورس اس بات سے آگاہ ہو کہ اُس نے اُس کے رویہ کو سمجھ لیا ہے اس لئے عباس نے اُس سے کہا اچھا تمھیں جو مناسب معلوم ہو وہ کرو میں تو وادی القریٰ جاتا ہوں۔

عباس بن سہل بھی پانی پر آکر فروکش ہوا اُس نے کچھ قیمتی اشیاء جو اُسکے ساتھ تھیں تحفتہً ابن ورس کو بھیجیں نیز آٹا اور چرم کشیدہ بھیڑیں بھیجیں ابن ورس اور اُس کی فوج بھوکوں مر رہی تھی ابن سہل نے ہر دس آدمی کے لئے

ایک بکری بھیجدی ان لوگوں نے انھیں ذبح کیا اور گوشت کے صاف کرنے میں مصروف ہو گئے اکثر پانی کے کنارے جمع ہو گئے ان میں جنگی ترتیب قائم نہ رہی اور وہ ایک دوسرے سے بے خطر اپنے کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

عباس نے ان کی اس بے خبری کی حالت کا اندازہ کر کے اپنی فوج میں سے ایک ہزار جوانمرد بہادر منتخب کئے اور انھیں لیکر شرحبیل ابن ورس کے خیمہ کی طرف بڑھا ابن ورس نے انھیں اپنے جانب آتا دیکھکر اپنی فوج کو للکارا مگر ابھی سو آدمی بھی اس کے پاس جمع نہ ہوئے تھے کہ عباس بن سہل اس کے پاس آگیا اس وقت ابن ورس کہہ رہا تھا اے اللہ کے سپاہیو میرے پاس آؤ ان ظالموں سے جو شیطان ملعون کے پیرو ہیں لڑو تم حق اور راہ راست پر ہو اور انھوں نے دھوکا اور فریب کیا ہے ابو یوسف راوی ہے کہ عباس رجز پڑھتا ہوا عراقیوں پر ٹوٹ پڑا تھوڑی دیر لڑائی ہونے کے بعد ابن ورس ستر اور جوانمردوں کے ساتھ مارا گیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد عباس نے ابن ورس کی فوج کو عام امان دیدی اور اسکے لئے امان کا جھنڈا بلند کر دیا۔ تین سو آدمیوں کے ماسوا جو سلیمان بن حمیر الہمدانی اور عباس بن حمزۃ الجدلی کے ساتھ واپس چلے گئے اور سب کے سب ابن عباس کے پاس چلے آئے عباس نے ان سب کو قتل کرا دیا البتہ دو سو آدمی اس طرح بچ گئے کہ جن لوگوں کے حوالے قتل کرنے کے لئے ان کو کیا گیا ان میں سے کچھ لوگوں نے انھیں قتل کرنا برا سمجھا اور چھوڑ دیا یہ بقیہ السیف عراق واپس روانہ ہوئے مگر ان میں سے بھی اکثر راستہ ہی میں مر گئے۔

جب مختار کو ان کے حشر کا علم ہوا اور جب کچھ لوگ واپس آئے اس نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ شریر فاجروں نے اچھے پاک بندوں کو قتل کر دیا مگر یہ مقدر ہو چکا تھا اور وہ پورا ہوا۔

مختار نے حسب ذیل خط صالح بن مسعود الخثعمی کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو ارسال کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے ایک فوج آپ کے پاس اس غرض سے بھیجی تھی کہ وہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل کرے آپ کے لئے ملکوں کو فتح کرے۔ جب یہ لوگ آپ کے پاس آنے کے لئے مدینہ طیبہ کے قریب پہونچے تو ملحد کی

ایک فوج ان سے ملی اور با وجود عہد امان کے انھوں نے دھوکہ سے میری فوج پر اچانک حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا اب اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں اہل مدینہ کی جانب ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں اور آپ ان کے پاس اپنے سفرا بھیجدیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں اور یہ فوج میں آپ کے حکم سے بھیج رہا ہوں اگر آپ اس غرض کے لئے اپنے سفیر روانہ فرمادیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ ملحد ظالم آل زبیر کے مقابلہ میں آپ کے اور اہل بیت نبی کے حق کو زیادہ سمجھنے والے ہیں اور زیادہ نرمی و خلق سے پیش آنے والے ہیں۔

ابن الحنفیہ نے اسے لکھا تمہارے خط کو میں نے پڑھا اور مجھے معلوم ہوا کہ تم کسقدر میرے حق کو سمجھتے ہو اور میری خوشنودی کے لئے تم کیا کرنا چاہتے ہو نیز یہ بات بھی مجھے معلوم ہوئی کہ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں گا تمام امور سیاسی کی باگ میرے ہی ہاتھ میں ہوگی اس لئے جہاں تک ہو سکے ہر بات میں جیسے تم نے علانیہ کیا ہے یا حصہ لیا ہے اللہ کی اطاعت کرو تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر میں لڑائی کا ارادہ کروں تو میرے بہت سے مددگار فوراً میری حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے مگر میں سب سے الگ تھلگ ہوں اور چپ بیٹھا ہوں اب جو اللہ کرے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

صالح بن مسعود رخصت ہونے کے لئے ابن الحنفیہ کے پاس آیا انھوں نے اسے رخصت کیا اور مختار کے نام خط دیا اور کہا کہ زبانی کہدینا کہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے اور خونریزی سے بچے صالح بن مسعود نے ان سے کہا کیا آپ نے یہ باتیں اپنے خط میں انھیں نہیں لکھیں ابن الحنفیہ نے کہا میں نے تم کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اللہ کی اطاعت تمام خوبیوں کی جامع اور تمام برائیوں کی مانع ہے۔

جب مختار کو یہ خط ملا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے ایسی بات کا حکم دیا گیا ہے جس سے نیکی اور فارغ البالی حاصل ہوگی اور کفرو فریب دور ہو جائیگا۔

"خشبیہ جماعت کا موسم حج میں مکے آنا"

ابن الزبیر نے محمد بن الحنفیہ کو ان کے ہمراہیوں اور اہل خاندان کے ساتھ مع کوفے کے سترہ عمائد کے زمزم میں اس وجہ سے قید کر دیا کہ چونکہ تمام امت نے ابن الزبیر کی خلافت پر اجتماع نہیں کیا تھا اس لئے ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی یہ لوگ بھاگ کر حرم میں پناہ گزیں ہوئے ابن الزبیر نے یہ دھمکی دی کہ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں سب کو قتل کر کے جلا دوں گا اس کے لئے انھوں نے ایک مہلت مقرر کر دی کہ وہ اس اثنا میں بیعت کر لیں۔

ابن الحنفیہ کے ساتھیوں میں سے بعضوں نے انھیں یہ مشورہ دیا کہ آپ مختار اور کوفیوں کے پاس قاصد بھیجئے تاکہ وہ ہماری حالت اور ابن الزبیر کی دھمکیوں سے ان کو آگاہ کرے ابن الحنفیہ نے تین کوفیوں کو مختار کے پاس اس غرض سے روانہ کیا جب باب زمزم کے پہرہ دار سو گئے تو یہ تینوں کوفے روانہ ہوئے ان کے ہاتھ انھوں نے مختار اور اہل کوفہ کے نام ایک خط بھیجا جس میں اپنی اور اپنے رفقا کی حالت اور ابن الزبیر کی انھیں قتل کرنے اور جلا ڈالنے کی دھمکی سے انھیں آگاہ کیا اور درخواست کی کہ وہ اس موقع پر انھیں اس طرح بے یار و مددگار نہ چھوڑ دینگے جس طرح انھوں نے حسینؓ اور ان کے خاندان کو چھوڑ دیا تھا۔

یہ قاصد مختار کے پاس آئے اور وہ خط اس کے حوالے کیا مختار نے دربار عام کے لئے منادی کر دی جب سب لوگ جمع ہو گئے تو انھیں وہ خط پڑھ کر سنایا اور کہا کہ یہ تمہارے مہدی کا خط ہے جو تمہارے اہل بیت نبیؐ کے قائم مقام ہیں غضب خدا کا انھیں اس طرح باڑہ میں بند کر دیا گیا ہے جس طرح بھیڑ بکریاں بند کی جاتی ہیں اور یہ اب انتظار کر رہے ہیں کہ رات دن کے کسی وقت میں انھیں قتل کر کے جلا دیا جائے میں ابو اسحٰق نہیں اگر میں ان کی پوری مدد نہ کروں اور رسالہ کا ایسا سیلاب اس کے مقابلے پر نہ بھیجدوں جو ابن الکاہلیہ کو برباد

اور تباہ کر دے۔

مختار نے ابو عبداللہ الجدلی کو ستر بہادر شہسواروں کے ہمراہ مکے روانہ کیا ظبیان بن عثمان التیمی کو چار سو آدمیوں کے ساتھ ابو المعتمر اور ہانی بن قیس سو سو آدمیوں کے ساتھ عمیر بن طارق اور یونس بن عمران کو چالیس چالیس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔

مختار نے طفیل بن عامر اور محمد بن قیس کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کے لئے فوجیں روانہ کر دی ہیں اب یہ سب سردار ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے ابو عبداللہ ستر سواروں کے ساتھ ذات عرق پہونچ گیا پھر عمیر بن طارق بھی چالیس شہسواروں کے ساتھ اس کے پاس پہونچ گیا نیز یونس بن عمران بھی چالیس شہسواروں کے ہمراہ آگیا اس طرح اب ان کی تعداد ایک سو پچاس ہو گئی ابو عبداللہ اس جماعت کو لیکر وہاں سے روانہ ہوا اور اب یہ حرم میں داخل ہوئے ان کے ہمراہ نوبت و نقارہ بھی تھا اور یہ یا لثارات حسینؓ پکار رہے تھے اسی طرح یہ زمزم پہونچے وہاں ابن الزبیر نے ابن الحنفیہ وغیرہ کو جلانے کے لئے بہت سی لکڑی جمع کر رکھی تھی اور جو مہلت انھوں نے ان کے لئے مقرر کی تھی اس میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔

عراقیوں نے وہاں پہونچتے ہی پہرہ داروں کو بھگا دیا اور زمزم کے گرد لکڑیوں کے کٹہرے کو توڑ دیا اور ابن الحنفیہ کے پاس پہونچ گئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمیں دشمن خدا ابن الزبیر سے لڑنے کی اجازت دیجئے ہم ابھی ابھی اس کا قلع قمع کئے دیتے ہیں ابن الحنفیہ نے کہا میں حرم میں لڑنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

ابن الزبیر نے ان عراقیوں سے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ابن الحنفیہ اور دوسرے لوگوں سے بیعت لئے بغیر انھیں چھوڑ دوں گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ابو عبداللہ الجدلی نے کہا ہاں تم کو ایسا کرنا پڑے گا ورنہ بخدا ہم تم سے اس طرح لڑیں گے جس سے باطل پرستوں کے ہوش و حواس جاتے رہیں ابن الزبیر نے کہا یہ کیا کہتا ہے یہ ایک مٹھی بھر جماعت ہے اگر میں اپنی فوج کو حکم دیدوں تو

وہ ابھی ابھی ان سب کے سر اوتار دے قیس بن مالک نے کہا تمہارا یہ خیال غلط ہے اگر تم نے اس کا ارادہ کیا تو قبل اس کے کہ تم ہمارے ساتھ وہ سلوک کر سکو جو تم چاہتے ہو خود تم پر ایک زبردست فوج آپڑے گی ابن الحنفیہ نے اپنے حامیوں کو روکا اور فتنہ و فساد برپا کرنے سے انھیں ڈرایا اس کے بعد ابوالمعتمر سو سواروں کے ہمراہ ہانی بن قیس سو کے ساتھ اور ظبیانی بن عمارہ دو سو سواروں کے ساتھ پہونچ گئے آخر الذکر کے ہمراہ روپیہ بھی تھا انھوں نے مسجد میں داخل ہو کر یالثارات حسین کا شور بلند کیا ابن الزبیر انھیں دیکھکر ڈر گئے۔

محمد بن الحنفیہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زمزم سے نکل کر شعب علی آئے عراقی ابن الزبیر کو گالیاں دیتے جاتے تھے اور ان سے لڑنے کی اجازت مانگتے تھے مگر انھوں نے لڑنے کی اجازت نہیں دی اسی گھاٹی میں محمد بن علی کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے انھوں نے وہ روپیہ جو مختار نے بھیجا تھا انھیں لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

اس سنہ میں عبداللہ بن خازم نے اپنے بیٹے محمد کے قاتلوں کا جو بنی تمیم میں سے تھے محاصرہ کر لیا۔

عبداللہ بن خازم نے بنی تمیم کا محاصرہ کر لیا

ابن خازم کے دور ولایت خراسان میں جب بنی تمیم متفرق ہو گئے تو ان کے ستر یا اسی شہسوار قصر فرتنا میں آکر فرو کش ہوئے انھوں نے عثمان بن بشر بن المحتفز المزنی کو اپنا امیر بنایا۔ اس کے ہمراہ شعبہ بن ظہیر النہشلی ورد بن الفلق العنبری زہیر بن ذویب العدوی حیان بن مشجعۃ الضبی حجاج بن ناشب العدوی اور رقبہ بن الحجر بنی تمیم کے اور شہسواروں کے ساتھ موجود تھے۔

ابن خازم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ایک مضبوط خندق ان کے گرد بنالی یہ قصر سے نکل کر اس سے لڑتے اور پھر قلعے میں واپس چلے آتے ایک دن ابن خازم پورے ساز و سامان سے چھ ہزار فوج لیکر اپنی خندق سے لڑنے نکلا عثمان بن

بشیر بن المختصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ واپس چلے چلو میں گمان نہیں کرتا کہ آج تم اس کا مقابلہ کر سکو گے زہیر بن ذویب العدوی نے کہا میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں ابن خازم کی صفوں کو توڑے بغیر واپس ہو جاؤں۔

ان کے پہلو ہی میں ایک ایسی ندی تھی جس میں صرف جاڑے کے زمانے میں پانی بہتا تھا اور آج کل یہ خشک تھی زہیر اس ندی کی رہگزار میں ہو لیا اور بے خبری میں ابن خازم کی فوج پر حملہ آور ہوا اول سے آخر تک ان کی ترتیب درہم برہم کر دی اور وہ گھوم گئے اس نے پلٹتے پلٹتے پھر حملہ کیا ابن خازم کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور ندی کے دونوں کناروں سے اسے للکارتے ہوئے چلے مگر کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ ندی میں اتر کر اس پر حملہ کرتا جب وہ اس موقع پر پہونچا جہاں سے وہ ندی میں اترا تھا تو یہ پھر اس میں سے نکل کر اس پر حملہ آور ہوا یہ لوگ پھٹ گئے اور وہ واپس چلا آیا ابن خازم نے اپنے سپاہیوں سے کہا جب تم زہیر پر نیزہ کا وار کرو تو اپنے نیزوں میں کانٹے لگا لینا اور انھیں اس کی زرہ میں اولجھا دینا۔ زہیر ایک دن ان کے مقابلے پر نکلا ابن خازم کے آدمیوں نے اسے گرفتار کرنے کے لئے پہلے ہی سے اپنے نیزوں میں آنکڑے لگا رکھے تھے چنانچہ انھوں نے نیزوں سے اس پر حملہ کیا اور چار نیزے اس کی زرہ میں اٹکا دیئے یہ اوپر حملہ کرنے کے لئے جھپٹا ان کے ہاتھ لڑکھڑا گئے اور نیزے چھوٹ گئے یہ ان چاروں نیزوں کو اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا قلعہ میں چلا آیا۔

ابن خازم نے غزوان بن جز العدوی کو زہیر کے پاس بھیجا اور کہا کہ زہیر سے کہدو کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو امان دیتا ہوں ایک لاکھ درہم دوں گا اور باسان تمہاری جاگیر میں دیدوں گا بشرطیکہ تم میرے دوست بن جاؤ زہیر نے غزوان سے کہا میں کیونکر ایسے لوگوں کا دوست بن سکتا ہوں جنہوں نے اشعث بن ذویب کو قتل کیا ہے غزوان نے یہ بات موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے کہدی۔

جب محاصرے کو ایک طویل مدت گذر گئی تو محصورین نے ابن خازم سے

درخواست کی کہ تم نکل جانے دو ہم خود تتر بتر ہو جائینگے ابن خازم نے کہا یہ نہیں ہو سکتا مگر اس شرط پر کہ تم سب اپنے کو میرے سپرد کر دو یہ لوگ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے مگر زہیر نے کہا غضب ہے تم یہ کیا کرتے ہو بخدا یہ سب کو قتل کر دیگا اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو شریف بہادروں کی موت اختیار کرو ہم سب مقابلے پر چلیں یا تو سب مارے جائینگے یا بعض بچ جائینگے اور بعض مارے جائینگے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ اگر تم پوری شجاعت و بسالت سے ان پر حملہ کروگے تو وہ تم کو راستہ دیدینگے اگر تم چاہو تو میں سب کے آگے رہتا ہوں اور اگر چاہو تو سب سے پیچھے رہوں۔

مگر دوسرے لوگوں نے اس کی رائے نہ مانی زہیر نے کہا اچھا میں تم کو دکھا دیتا ہوں یہ اور رقیہ بن الحر معہ اپنے ترکی غلام کے اور شعبہ بن ظہیر دشمن کے سامنے آئے اور اس دلیری سے ان پر حملہ آور ہوئے کہ دشمن کائی کی طرح پھٹ گئے اور لوگ تو نکل گئے مگر زہیر پھر قلعے میں واپس آگیا اور ان سے کہا تم نے دیکھا کہ اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا اب تو تم میرا کہنا مانو رقبہ اس کا غلام اور شعبہ نکل گئے محصورین نے کہا ہم میں بعض ایسے لوگ ہیں جو اس قدر جرأت نہیں کرسکتے اور وہ زندگی کے زیادہ شایق ہیں زہیر نے کہا اللہ تم کو دور کردے تم اپنے دوستوں سے علٰحدگی چاہتے ہو بخدا مجھے موت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

محصورین نے قلعے کا دروازہ کھولدیا اور سب نے ہتیار رکھدیئے ابن خازم نے سب کے بیڑیاں ڈلوا دیں اور اب ایک ایک شخص اس کے سامنے لایا گیا وہ خود تو چاہتا تھا کہ انھیں چھوڑ دے مگر اس کے بیٹے موسیٰ نے نہ مانا اور کہا اگر آپ نے انھیں معاف کر دیا تو میں خودکشی کرلوں گا ابن خازم نے کہا بخدا میں جانتا ہوں کہ تم مجھے بہت غلط مشورہ دے رہے ہو مگر پھر اس نے تین آدمیوں کے علاوہ سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک حجاج بن ناشب العدوی تھا اس نے محاصرے کے وقت ابن خازم کے تیر مارا تھا جس سے اس کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا تھا ابن خازم نے قسم کھائی تھی کہ اگر اس پر میرا قابو ہوا تو میں اسے یا تو ضرور قتل کردوں گا یا اس کے

ہاتھ کٹوا دوں گا یہ بالکل نوجوان تھا اس وجہ سے بنی تمیم کے کئی ایسے شخصوں نے جو عمرو بن حنظلہ سے علحدہ رہے تھے اور اس کی کارروائی میں شریک نہ تھے ابن خازم سے اس کی سفارش کی ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے یہ بالکل نوعمر ہے آپ اسے میری خاطر معاف کردیجئے ابن خازم نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ بھاگ جاؤ اب میں تجھے نہ دیکھ پاؤں اس قتل عام سے جیہان بن مشجعة الفبئی بھی بچ گیا یہ وہ شخص ہے کہ جس روز ابن خازم کا بیٹا محمد مارا گیا ہے اس نے اسے بچانے کے لئے اپنے آپ کو اس پر ڈالدیا تھا ابن خازم نے کہا اس خچر کو چھوڑ دو نیز بنی سعد کا ایک شخص بھی بچ گیا جس روز اس کا ابن خازم سے مقابلہ ہوا تھا اس نے کہا تھا کہ شہسوار و مضر کے مقابلے سے واپس چلو۔

اب لوگ زہیر بن ذویب کو ابن خازم کے سامنے لائے پہلے ان لوگوں نے چاہا تھا کہ کسی سواری پر اسے سوار کریں مگر اس نے انکار کیا حالانکہ بیڑیاں پہنے ہوئے تھا یہ اسی طرح جھنکارتا ہوا ابن خازم کے سامنے آکر بیٹھ گیا ابن خازم نے اس سے کہا اگر میں تم کو رہا کردوں اور باسان تمہاری جاگیر میں دیدوں تو تم میرا کس قدر احسان مانو گے اس نے کہا اگر آپ میری صرف جان ہی بخشدیں تو بھی میں آپ کا شکر گذار رہوں گا اس کے بیٹے موسیٰ نے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں بجو کو قتل کرتے ہیں اور گرگ کو چھوڑ دیتے ہیں شیرنی کو قتل کرتے ہیں اور شیر کو آزادی دیتے ہیں ابن خازم نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم زہیر ایسے بہادر کو قتل کردیں مسلمانوں کے دشمنوں سے کون لڑے گا اور پھر کون غریب عورتوں کی حفاظت کرے گا موسیٰ نے اپنے باپ سے کہا بخدا اگر آپ بھی میرے بھائی کے قتل میں شریک ہوتے تو میں آپ کو بھی قتل کردیتا۔ اس پر بنی سلیم کے ایک شخص نے ابن خازم سے کہا میں زہیر کے بارے میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اسے قتل نہ کریں موسیٰ نے کہا ہاں اب تم اسے اپنی بیٹیوں کے لئے ایک نر بنا کر رکھ لو ابن خازم کو غصہ آگیا اور اس نے زہیر کے قتل کا حکم دیدیا۔

زہیر نے اس سے کہا میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ ابن خازم نے پوچھا کیا اس نے کہا آپ مجھے اور لوگوں سے علحدہ قتل کریں اور میرے خون کو

ان کمینوں کے خون سے نہ ملائیں میں نے ان کو ہتیار رکھنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تلواریں کھینچ کر تم پر ٹوٹ پڑیں اور عزت کی موت مر جائیں بخدا اگر یہ لوگ میرے مشورے پر عمل کرتے تو پھر نہ تمہارے بیٹے کو یہ کہنے کی نوبت ہی نہ آتی اور نہ اسے اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کا ہی خیال آتا مگر انھوں نے میری رائے نہ مانی اگر یہ میرے مشورہ پر عمل کرتے تو ان میں کا کوئی شخص بغیر تمہارے کئی آدمیوں کے قتل ہوئے قتل نہ ہوتا۔ ابن خازم نے اس کے قتل کا حکم دیدیا اور یہ ایک جانب لیجاکر قتل کر دیا گیا۔

مسلمہ بن محارب راوی ہے کہ جب احنف بن قیس ان لوگوں کو یاد کرتا تو کہا کرتا تھا اللہ ابن خازم کا برا کرے اس نے اپنے ایک احمق بزدل نوعمر لڑکے کے بدلے میں بنی تمیم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اگر ایک آدمی کو قتل کر دیتا تو بدلہ پورا ہو جاتا۔

بنو عدی کہتے ہیں کہ جب ابن خازم کے طرفداروں نے زہیر کو سوار کرنا چاہا تو اس نے انکار کیا اور نیزے پر پورا زور ڈالکر اپنے دونوں پیروں پر جم کر خندق میں کود گیا۔

حریش بن ہلال کو جب ان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے ان کا مرثیہ لکھا اس موقع پر زہیر بن زویب عثمان بن بشر بن المحتفز المازنی وروجن فلق العنبری اور سلیمان بن المحتفز بشر کا بھائی سب کے سب مارے گئے۔

اس سنہ میں ابن الزبیر کی امارت میں حج ہوا مصعب بن الزبیر اپنے بھائی کی جانب سے مدینے اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بصرے کا والی تھا ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے کوفے پر مختار کا قبضہ تھا اور عبداللہ بن خازم خراسان میں تھا۔

اس سنہ میں ابراہیم بن الاشتر عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے اس وقت روانہ ہوا جب کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھی۔

عبیداللہ بن زیاد کے مقابلے کیلئے ابراہیم بن الاشتر کی روانگی

اہل سبیع اور اہل کناسہ سے فارغ ہونے کے بعد ابراہیم صرف دو دن کوفے میں مقیم رہا اس کے بعد ہی مختار نے اسے اہل شام کے مقابلے کے لئے روانہ کر دیا۔

سنہ ۶۶ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم سنیچر کے دن اہل شام کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ مختار نے اس کے ہمراہ اور کئی جنگ آزمودہ و تجربہ کار اور بہادر و ہوشیار سرداروں کو روانہ کیا اس کے ہمراہ قیس بن طہفتہ النہدی اہل مدینہ کے دستے کے ساتھ عبداللہ بن حیتہ الاسدی مذحج اور اسد کے دستے کے ساتھ اسود بن جراد الکندی کندہ اور ربیعہ کے دستہ کے ساتھ حبیب بن منقذ الشوری الہمدانی تمیم اور ہمدان کے دستہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

خود مختار اسے رخصت کرنے کے لئے کوفے سے دیر عبدالرحمن ابن ام الحکم تک آیا۔ یہاں مختار کے پیرو ایک کرسی کو ایک سفید خچر پر رکھے ہوئے ایک جلوس کی شکل میں اس کے سامنے آئے اس کرسی کو انھوں نے پل پر ٹھہرا دیا۔ اس کرسی کے جلوس کا منتظم اور مرتب حوشب البرسمی تھا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ اے خدا ہو ہم اقو ہمیں اپنی اطاعت کے لئے ہماری عمروں کو دراز کر ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد دے ہمیں یاد رکھ اور نہ بھول اور ہمیں اپنے رحمت کے پردے سے ڈھانپ لے اس کے اور ساتھی آمین کہتے جاتے تھے۔

جب مختار اور ابراہیم اس جماعت کے پاس پہونچے تو پل پر ان کا انبوہ بہت زیادہ ہو گیا۔ یہ دونوں راس الجالوت کے پلوں کی طرف جو دیر عبدالرحمن کے پہلو میں واقع تھا چلے گئے مگر یہاں بھی وہ کرسی والے آپہونچے اور اللہ سے امداد طلب کرتے رہے۔

مختار کوفے واپس آنے کے ارادے سے دیر عبدالرحمن کے پل اور راس الجالوت کے پلوں کے درمیان پہونچکر ٹھہر گیا ابن الاشتر سے کہا میری یہ تین نصیحتیں غور سے سن لو اور انھیں یاد رکھو ایک یہ کہ اللہ سے اپنے علانیہ اور خفیہ ہر کام میں ڈرتے رہو تیزی سے سفر طے کر جس وقت دشمن سے تمہارا سامنا ہو فوراً اس سے جنگ کرنا۔ اگر رات کو دشمن کے پاس پہونچو تو صبح ہونے سے پہلے ہی اس سے جنگ میں مصروف ہو جانا اگر دن میں پہونچو تو رات کا انتظار کئے بغیر اسی وقت دشمن سے نپٹ لینا اس کے بعد مختار نے کہا تم نے میری ہدایتوں کو یاد کر لیا۔ ابراہیم نے کہا جی ہاں مختار نے کہا خدا تمہارے ساتھ ہو اس کے

بعد مختار واپس آگیا ابراہیم کا فوجی پڑاؤ اسی جگہ تھا جہاں حمام اعین واقع ہے اور یہیں سے وہ شامیوں کے مقابلے پر اپنی فوج کو لے گیا۔

مختار کی واپسی کے بعد ابراہیم اپنے ساتھی سرداروں کے ہمراہ روانہ ہوا جب کرسی والوں کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ اس کے چاروں طرف جمع ہیں اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے دشمنوں کے خلاف مدد مانگ رہے ہیں ابراہیم نے ان کی حالت کو دیکھکر کہا اے اللہ تو ان جاہل احمقوں کی حرکت کا ہمیں ذمہ دار قرار نہ دینا بخدا انھوں نے تو بالکل بنی اسرائیل کی نقل اوتاری ہے جس طرح کہ بنی اسرائیل گو سالہ کے گرد جمع ہو گئے تھے یہ کرسی کے گرد جمع ہوئے ہیں۔

جب ابراہیم اور اس کی فوج پل سے گذر گئی تو یہ کرسی والے واپس چلے آئے۔

کرسی کا واقعہ

طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ راوی ہے کہ ایک مرتبہ میں بالکل قلاش ہو گیا تھا، اور بہت ہی تنگدست تھا کہ ایک دن میں نے اپنے پڑوسی تیلی کے پاس ایک ایسی کرسی دیکھی جس پر اس قدر تیل جم گیا تھا کہ لکڑی نظر نہ آتی تھی میں نے اپنے جی میں کہا چلو اس کی متعلق مختار سے چلکر کہیں میں نے وہ کرسی تیلی کے یہاں سے منگوالی اور مختار سے آکر کہا میں ایک بات آپ سے کہنا تو نہیں چاہتا تھا مگر پھر مناسب یہی سمجھا کہ بیان کر دوں مختار نے کہا کیا ہے میں نے کہا جس کرسی پر جعدہ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا وہ موجود ہے اس کے متعلق خیال ہے کہ اس میں ایک خاص اثر اور تصرف ہے مختار نے کہا سبحان اللہ تم نے آجتک یہ بات بیان نہیں کی تھی۔ اسے ابھی منگاؤ اسے جب دھویا گیا تو بہت عمدہ لکڑی نمایاں ہوئی اور چونکہ اس نے خوب زیتون کا تیل پیا تھا اس لئے وہ چمک رہی تھی یہ کپڑے سے ڈھانپ کر مختار کے پاس لائی گئی مختار نے مجھے بارہ ہزار درہم دلائے پھر سب لوگوں سے کہا کہ نماز میں شرکت کریں۔

معبد بن خالد الجدلی بیان کرتا ہے کہ مختار میرے اسماعیل بن طلحہ بن عبداللہ اور شبث بن ربعی کے ساتھ مسجد آیا تمام لوگ جوق درجوق مسجد میں جمع ہو رہے تھے

مختار نے اپنی تقریر میں کہا کہ اقوام گذشتہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ہے جو ہماری قوم میں موجود نہ ہو بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا جس میں آل موسیٰؑ و آل ہارونؑ کا بقیہ موجود تھا اسی طرح ہمارے پاس بھی ایک چیز موجود ہے۔

مختار نے کرسی برادروں کو حکم دیا کہ اسے کھولا جائے کپڑے کا غلاف ہٹایا گیا اس پر سبائیہ فرقے والے کھڑے ہوئے اور انھوں نے ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں شبث بن ربعی نے کھڑے ہو کر کہا اے معشر مضر کافر نہ ہو جاؤ لوگوں نے اسے دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مجھے اس خلفشار سے یہ یقین ہوا کہ یہ ضرور شبث ہی ہوگا اس کے کچھ زمانے کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبیداللہ بن زیاد شامیوں کے ساتھ باجمیرا پہونچ گیا ہے شیعوں نے ایک خچر پر اسی کرسی کا جلوس نکالا اس پر غلاف پڑا ہوا تھا سات آدمی داہنی جانب سے اور سات بائیں جانب سے اسے روکے ہوئے تھے چونکہ اس جنگ میں اہل شام اس بری طرح قتل کئے گئے تھے کہ اس سے پہلے انہیں کبھی ایسا روزبد دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا اس وجہ سے اس کرسی پر ان کا اعتقاد اور بھی جم گیا تھا اور اس میں ان کی افراط کفر صریح کی حد تک پہونچ گئی میں اپنے کئے پر بہت نادم ہوا کہ میں نے یہ کیا فتنہ پیدا کر دیا اس کے متعلق لوگوں میں بھی چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کرسی کہیں چھپا دی گئی اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

اعشیٰ ہمدان نے اس کرسی کا قصہ اپنے چند شعروں میں بیان کیا ہے اس کرسی کے متعلق ابومخنف نے اپنے شیوخ سے اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل قصہ بیان کیا ہے۔

مختار نے جعدہ بن ہبیرہ ابی وہب المخزومی کی اولاد سے جس کی ماں ام ہانی رضی اللہ عنہا ابوطالب کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی حقیقی بہن تھیں کہا کہ مجھے علیؓ بن ابی طالب کی کرسی لا دو انھوں نے کہا نہ وہ ہمارے پاس ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کہاں سے لائیں مختار نے کہا احمق نہ بن جاؤ اور مجھے لا دو۔ اس اب سے انھوں نے سمجھ لیا کہ وہ جس کرسی کو لا کر دیدیں گے مختار اسے قبول کرے گا

چنانچہ یہ لوگ ایک کرسی مختار کے پاس لائے اور کہا کہ یہ حضرت علیؓ کی کرسی ہے مختار نے اسے قبول کر لیا اب بنی شبام بنی شاکر اور مختار کے اور سرداروں نے اس کرسی پر حریر و دیباج لپیٹ کر اس کا جلوس نکالا۔

موسیٰ بن عامر ابو اشعر الجہنی بیان کرتا ہے کہ جب اس کرسی کی اطلاع ابن الزبیر کو ہوئی تو کہنے لگے کہ بنی ازد کے ٹڈے کیوں اس کرسی کے ساتھ نہ ہوئے جب یہ کرسی نکالی گئی تو سب سے پہلے موسیٰ بن ابو موسیٰ الاشعری اس کا محافظ اور متولی بنا اس کا یہ حال تھا کہ صبح کو سب سے پہلے یہی مختار کے پاس آتا تھا اور مختار اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا تھا کیونکہ اس کی ماں ام کلثوم بنت الفضل بن العباس بن عبد المطلب تھی اس کے بعد جب اس معاملے میں اس پر لعن طعن کی گئی تو اس نے وہ کرسی حوشب البرسمی کے حوالے کر دی اور پھر یہی مختار کی ہلاکت تک اس کرسی کا متولی یا مالک رہا۔

اعشی کے دادھیالی رشتہ داروں میں سے ایک شخص جس کی کنیت ابوامامہ تھی اور حوشب کی مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا کہتا تھا کہ آج ہمارے لئے محبط وحی رکھی گئی ہے جسے کسی نے آج تک نہیں سنا تھا اور یہ ہر واقع ہونے والی بات کی خبر دیدیتی ہے موسیٰ بن عامر کہتا ہے کہ اس قسم کی باتیں عبداللہ بن نوف بنایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ مختار نے مجھے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ مختار اپنے آپ کو اس سے بے تعلق ظاہر کرتا تھا۔

صحتنامہ

تاریخ طبری جلد دوم حصۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۵	۲۵	حادثہ	حارثہ
۸	۱۴	زیادبن طبیاں	زیادبن ظبیاں
۹	۵	شِعْثُم	شِتُّم
″	″	دولت	دولب
″	۱۲	مستبعد	مستعد
″	۲۴	وجدتمونا	وَجَدْتُمونا
۱۴	۱۲	اوے	اوسے
۱۵	۷	ابل	اہل
۱۶	۳	بن جیل	بن جبل
″	۹	بی ضبتہ	بنی ضبتہ
۲۱	۷	کی	کے
۲۵	۲۴	شدیہ	شدید
۲۶	۹	یں	میں
۳۰	۱۹	بجھیں کے	سمجھیں گے
۳۴	۲۲	سنجہ	سَنجہ
۳۷	۲۰	اسے	اُسے
۳۸	۱۰	سپاہیوں	سپاہیو
۴۰	۹	شبام	شیام
″	۲۴	علان	اعلان
۴۱	۹	شبت	شبث
۴۷	۲۰	ہوا	ہو
۵۶	۱۸	کرچلے	کرچکے
۷۰	۲۳	اصمر	احمر
۷۲	۱۸	الضیتانی	الضیابی
۸۴	۲۵	تبر	تیر
۸۸	۲۴	جوشب	حوشب
۹۲	۱۰	جھے	مجھسے
۱۰۰	۳	التیمسی	التیمی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱۰۰	۱۲	بالثارات	یالثارات	۱۰۶	۱۰	جوشب	حوشب
"	۲۲	چوڑدوں گا	چھوڑدونگا۔	۱۰۸	۴	برادرول	بردارول
۱۰۱	۱۹	زہیریں	زہیربن	"	۲۵	اب سے	بات سے
۱۰۲	۱۳	رقبہ	رقیہ	۱۰۹	۲	بنی شبام	بنی شیام
۱۰۴	۱۸	لڑگیا	لڑیگا	۰	۰	۰	۰

تمت

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد دوم حصہ دوم

اس تیسری جلد کو جلد دوم شمار کیا جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری (حصۂ دوم)

تیسری جلد

سنہ ۶۷ ہجری کے واقعات کا بیان

اس سنہ میں عبید اللہ بن زیاد معہ اپنے ہمراہی شامیوں کے قتل کئے گئے

اس واقعے کی تفصیل یہ ہے :

ابی سعید الصیقل کہتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم بن الاشتر کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ہمراہی شامیوں کا رُخ کیا۔ اس لیئے ہم تیزی کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف سیدھے چلے جا رہے تھے۔ تاکہ ہم قبل اس کے کہ عبید اللہ بن زیاد سرزمین عراق میں داخل ہوا سے جالیں۔ ہم عراق کی سرحد میں اس سے بہت پہلے پہنچ گئے۔ اور علاقۂ موصل میں داخل ہوئے۔ ہم نے اپنی رفتار اور بھی تیز کر دی۔ اور دریائے خازر پر جو موضع باربیثا کے پہلو میں واقع ہے اسے جالیا (اس موضع اور موصل کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے)

ابن اشتر نے اپنی فوج کے مقدمۃ الجیش پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ شخص اس کا ہم قبیلہ جوانمرد اور شجاع تھا۔ جب یہ ابن زیاد کے قریب پہنچ گیا تو ابن الاشتر نے حمید بن حریث کو بھی اپنے پاس بلایا۔ اس وقت ابن الاشتر بغیر پورے ساز و سامان کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ اس نے اپنے تمام ہمراہیوں رسالہ اور پیدل کو اپنے قریب ایک جتھے میں رکھ کر کوچ کرنا شروع کیا اور سوائے اس کے کہ طفیل بن لقیط کو گرداوری کے لیئے

روانہ کیا اپنی جماعت کو علٰحدہ علٰحدہ ہونے نہ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے موضع میں آکر مورچے باندھے ٭

دوسری جانب سے عبیداللہ بن زیاد بھی آپہنچا۔ اوران کے قریب ہی خازر کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے۔ عمیر بن الحباب السلمی نے ابن الاشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج رات کو تم سے ملوں۔ ابن الاشتر نے جواب دیا کہ جب چاہیں آپ مجھ سے مل لیں۔ اس وقت پورا قبیلہ بنی قیس ملک جزیرہ میں موجود تھا۔ اور یہ لوگ مروان اوراس کے خاندان کے مخالف تھے۔ مروان کی فوج بنی کلب پر مشتمل تھی اور ابن بحدل اسکا سردار تھا٭

عمیر رات کو ابن الاشتر کے پاس آیا اوراس کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ میں اپنے سردار کے میسرے پر ہوں اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں معہ اپنی فوج کے شکست کھا جاؤنگا۔ ابن الاشتر نے اس سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ آیا میں اپنے گرداگرد خندق کھودلوں اور دو یا تین روز تک جنگ کو ٹالتا رہوں۔ عمیر نے کہا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کیونکہ تمھاری مخالف جماعت یہی تو چاہتی ہے کہ وہ جنگ کو طول دے کیونکہ یہ بات ان کے لیئے مفید ہے۔ وہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور جنگ کے طول دینے میں تھوڑی فوج اپنے سے زائد فوج کے مقابلے میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔ اس لیئے تمھیں چاہیئے کہ اپنے مدمقابل سے فوراً دو دو ہاتھ کرلو۔ اس لیئے کہ تمھاری طرف سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھا ہوا ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ تم فوراً ان پر حملہ کردو۔ اور اگر تمھاری فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور مسلسل کئی روز تک وہ لڑتے رہے تو تمھاری فوج کا رعب ان کے دل سے جاتا رہے گا۔ انھیں معلوم ہوجائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ وہ تم پر دلیر ہوجائیں گے ٭

ابراہیم نے جواب دیا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم میرے مخلص دوست ہو۔ اور تمھاری رائے بھی ٹھیک ہے۔ میرے رئیس نے بھی مجھے یہی ہدایت کی تھی۔ اس پر عمیر نے کہا کہ بس مناسب یہ ہے کہ تم اس بڈھے تجربہ کار کی رائے سے تجاوز نہ کرو کیونکہ مصائب و مکائد جنگ کا جسقدر اسے تجربہ ہے ہمیں تمھیں نہیں۔ صبح ہوتے ہی کارروائی شروع کردو۔ اور اپنے مقابل پر حملہ کردو٭

عمیر واپس چلا گیا۔ ابن الاشتر نے اس تمام رات میں اپنے محافظ دستے کو ہوشیار رہنے کا حکم دیا۔ اوراس کی آنکھ تک نہ جھپکی۔ جب صبح کاذب نمودار ہوئی اور پو پھٹی اس نے

اپنے ہمراہیوں کو مسلح کیا۔ اپنی فوج کے دستوں کو قاعدہ سے تقسیم کیا اور اپنے ماتحت سرداروں کو احکام دیئے۔ سفیان بن یزید بن مفضل الازدی کو اپنے میمنہ پر علی بن مالک الجشمی ابو الاحوص کے بھائی کو میسرے پر اور عبدالرحمن بن عبداللہ کو جو ابن الاشتر کا ہم بطن بھائی تھا رسالے پر سردار مقرر کیا ؛

چونکہ سواروں کی تعداد تھوڑی تھی اس لیئے ابراہیم نے انھیں اپنے قریب رکھا۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے فوج کے حصۂ میمنہ اور قلب میں متعین تھے۔ اسیطرح اس نے اپنی پیدل سپاہ پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا۔ مزاحم بن مالک ابن الاشتر کے علم بردار تھے ؛

اب صبح ہوگئی۔ ابراہیم نے جھٹ پٹے کے وقت اپنی فوج کو صبح کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد میدان جنگ میں سب کو لے کر چلا۔ صف بندی کی۔ فوج کے مختلف حصوں کے سرداروں کو اپنی اپنی جگہ متعین کر دیا۔ میمنے کا سردار میمنے پر میسرے کا سردار میسرے پر۔ اور پیدل سپاہ کا پیدل سپاہ پر متعین کر دیا گیا۔ رسالے کو اپنے قریب رکھا جس کا سردار عبدالرحمن بن عبداللہ ابراہیم کا اخیافی بھائی تھا۔ اور اس طرح رسالہ تمام فوج کے وسط میں تھا۔

ابراہیم میدان جنگ میں پاپیادہ ہوگیا۔ اور اپنے ہمراہیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ فوج نے اس کے ہمراہ اطمینان سے آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گیا۔ جہاں سے وہ دشمن کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا اس لیئے وہ اس پر بیٹھ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مقابل فوج میں سے کسی شخص نے حرکت تک نہیں کی تو عبداللہ بن زہیر السلولی کو جو اپنے ایک بیمار گھوڑے پر سوار تھا حکم دیا کہ تم فوراً دشمن کی فوج میں جاؤ اور ان کی حالت سے اطلاع دو ؛

عبداللہ اس حکم کی تعمیل کے لیئے روانہ ہوا اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ واپس آگیا اور کہا کہ ہمارے دشمنوں پر ہماری طرف سے خوف و دہشت طاری ہے۔ ان میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے بیہودگی سے مجھے یا شیعۃ ابی تراب اور یا شیعۃ المختار الکذاب کے لقب سے پکارا۔ میں نے اس سے کہا کہ اب ہمارے اور تمھارے درمیان جو معاملہ درپیش ہے وہ گالی گلوج سے بہت زیادہ اہم ہے پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو مجھے کسطرف بلا رہا ہے حالانکہ تم بغیر امام کے لڑنے آئے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم حسین رض ابن رسول اللہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیئے جنگ کرنے آئے ہیں۔ علیہ اللہ ابن زیاد کو

ہمارے حوالے کردو کیونکہ اس نے رسول اللہ صلعم کے فرزند کو جو جوانان جنت کے سردار ہیں قتل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حسین رضؓ کے ساتھ جو بعض آزاد غلام قتل ہوئے ہیں ان کے خونبہا میں اسے قتل کر ڈالیں۔ کیونکہ اس قابل تو ہم اسے سمجھتے نہیں کہ اسے حسین رضؓ کا بدل سمجھیں اور ان کے خون کے عوض اسے قتل کر ڈالیں۔ جب تم اسے ہمارے حوالے کردو گے اور ہم اسے اپنے کسی غلام کے عوض جسے اس نے قتل کیا ہو قتل کر ڈالیں گے تو ہم اپنے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ کو حکم بنائیں گے یا مسلمانوں میں سے کسی اور قابل اور اس کام کے اہل کو جسے تم کہو گے حکم بنائیں گے ؞

اس پر اس نے جواب دیا کہ اس حکم مقرر کرنے کے معاملے میں ہم تمھارا ایک مرتبہ سے زیادہ تجربہ کر چکے ہیں۔ مگر تم نے دھوکہ دیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ کب اور کیونکر۔ اس نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اور تمھارے درمیان دو منصف فیصلے کے لئے مقرر کئے تھے مگر تم نے ان کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ میں نے پھر جواب دیا کہ یہ تمھارا بیان بلا دلیل ہے۔ ہم نے اس امر پر آمادگی ظاہر کی تھی کہ اگر وہ دونوں بالاتفاق کسی ایک شخص کو امیر منتخب کریں گے تو ہم اس کی پیروی کریں گے۔ اس پر اظہار طمانیت کریں گے۔ اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے مگر کیا کیا جائے کہ ان دونوں نے ایک شخص پر اتفاق نہیں کیا۔ اور اختلاف رائے ہوا۔ خدا نے ان دونوں کو نہ توفیق خیر عطا فرمائی نہ راستی بخشی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ میں نے اسے بتا دیا میں کون ہوں۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اس پر اس نے اپنے خچر کو جسے وہ ہانک رہا تھا جھڑکی دی کہ چل۔ میں نے کہا اس معاملے میں تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یہ تمھاری پہلی بے ایمانی ہے ؞

ابراہیم نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہو کر جس قدر نشان بردار سردار تھے سب کے پاس پہنچا۔ جب کبھی کسی ایک جھنڈے کے پاس پہنچتا تو ٹھہر جاتا اور حسب ذیل الفاظ کہتا اے دین کے مددگارو۔ اے حق و صداقت کے ساتھیو۔ اور اے اللہ کے سپاہیو! یہ عبید اللہ بن مرجانہ حضرت حسین رضؓ ابن علیؓ اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ کا قاتل ہے۔ جو حسین رضؓ اور ان کی صاحبزادیوں۔ عورتوں اور ان کے شیعوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ اور انھیں نصرت کو آنے نہیں دیا۔ باوجودیکہ دریائے فرات انھیں نظر آرہا تھا مگر اس نے پانی تک حسین رضؓ اور ان کے ہمراہیوں پر بند کر دیا۔ وہ اپنے چچیرے بھائی کے پاس صلح کرنے کی غرض سے

جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس بات سے بھی روک دیا۔ وہ اپنے وطن اور اہل وعیال کیطرف واپس جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو باز رکھا۔ آپ اللہ کی زمین میں کسی طرف چلے جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو روک دیا اور آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو شہید کر ڈالا۔ خدا کی قسم فرعون نے بنی اسرائیل کے شرفا کے ساتھ ایسی بدسلوکی نہیں کی جیسی کہ ابن مرجانہ نے اہل بیت رسول اللہ سے کی ہے جو بالکل پاک اور بے گناہ تھے۔ اب اللہ تمھیں اور اسے ایک دوسرے کے مقابلے میں لے آیا ہے۔ پس خدا کی قسم میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے تمھیں اور اسے اس میدان میں اسی لیئے جمع کیا ہے کہ تمھارے کلیجے تمھارے ہاتھوں اس کے خون بہنے سے ٹھنڈے ہوں۔ کیونکہ خدا خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نبی کریم کے اہل بیت کی حمایت میں جہاد کے لیئے نکلے ہو۔

ابراہیم نے اسی طرح میمنہ اور میسرہ اور تمام فوج کا چکر لگایا۔ اور لوگوں کو جہاد اور مارنے مرنے پر ترغیب دی۔ پھر واپس آکر اپنے جھنڈے کے نیچے گھوڑے سے اُتر پڑا۔

اب فوج ابن زیاد کی طرف بڑھی۔ ابن زیاد نے اپنے میمنے پر حصین بن نمیر السکونی کو میسرے پر عمیر بن الحباب السلمی اور سواروں پر شرجیل بن ذی الکلاع کو سردار مقرر کیا تھا اور خود وہ پیدل فوج میں پاپیادہ چل رہا تھا۔ دونوں صفیں ایک دوسرے کے مقابل آگئیں۔ حصین بن نمیر نے اہل شام کے میمنے کو لے کر اہل کوفہ کے میسرے پر حملہ کر دیا۔ اہل کوفہ کے میسرے پر علی بن مالک الجشمی سردار تھا جو خود نہایت ثابت قدمی سے لڑا اور مارا گیا۔ اس کے بعد فوج کے جھنڈے کو قرۃ بن علی نے لے لیا مگر وہ بھی اور بہت سے غیور جوانمردوں کے ساتھ مارا گیا اور اہل کوفہ کا میسرہ شکست کھا کر پیچھے ہٹا۔ علی بن مالک کے جھنڈے کو عبداللہ بن ورقاء بن جنادۃ السلولی نے جو حبشی بن جنادہ رسول اللہ کے صحابی کے بھتیجے تھے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور جب یہ فوج بھاگی تو اس کے سامنے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے سپاہیو میری طرف آؤ۔ فوج کی ایک کثیر تعداد ان کی طرف چلی۔ اور انھوں نے کہا کہ دیکھو یہ تمھارا سردار خود لڑ رہا ہے۔ آؤ میرے ساتھ اس کی طرف چلو۔ چنانچہ یہ سب کے سب اس طرف چلے۔ اور وہاں جا کر دیکھا کہ ابراہیم ننگے سر پکار رہا ہے۔ کہ اے اللہ کے سپاہیو میں ابن الاشتر ہوں تمھارے لیئے بھاگنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم جوابی حملہ کرو۔ وہ شخص قابل الزام نہیں جس نے اپنے اوپر سے الزام ہٹا دیا۔ اس کے ہمراہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابراہیم نے اپنے میمنے کے سردار کو حکم بھیجا کہ تم دشمن کے میسرے پر حملہ کرو کیونکہ اوسے بھروسہ تھا کہ عمیر بن الحباب حسب وعدہ شکست کھاجائے گا۔ پس سفیان بن یزید بن المغفل میمنے کے سردار نے عمیر پر حملہ کیا مگر عمیر اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور نہایت سخت جنگ کی ابراہیم نے لڑائی کی یہ حالت دیکھکر اپنی فوج کو دشمن کے بڑے جتھے پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اپنی فوج سے کہا کہ خدا کی قسم اگر ہم نے اس حصہ فوج کے پرزے پرزے کرڈالے تو وہ فوجیں جو ان کے میمنے اور میسرے پر لڑ رہی ہیں اس طرح ہمارے سامنے سے دُم دم بھاگ جائیں گی جس طرح کوئی پرندتم سے خوف زدہ ہوکر اڑ جاتا ہے ؛

ابن عازب بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمنوں کی جانب بڑھے اور جب ان سے بالکل قریب ہوگئے تو تھوڑی دیر نیزوں سے لڑتے رہے۔ پھر تلوار اور ڈنڈوں پر نوبت پہنچی۔ اور تمام دن اسیطرح جنگ ہوتی رہی۔ خدا کی قسم ہے کہ جب تلوار پر تلوار پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے گھر کے دھوبیوں کے موسل ہیں جن سے وہ کپڑے دھورہے ہیں۔ عرصہ تک یہی حالت قائم رہی مگر پھر اللہ نے انہیں شکست دی اور وہ لوگ دم بھاگ گئے ؛

ابراہیم اپنے نشان بردار سے کہہ رہے تھے کہ تم اپنا جھنڈا لے کر دشمنوں میں گھس جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر سے قربان ہوجاؤں میرے بڑھنے کا وقت نہیں آیا ابراہیم نے کہا ایسا نہیں ہے کیونکہ تمھارے ہمراہی سب جنگ میں مصروف ہیں۔ اور انشاء اللہ اُن کے پاؤں میدان جنگ سے نہ اکھڑیں گے ؛

جب علم بردار جھنڈا لے کر آگے بڑھا۔ ابراہیم نے اپنی تلوار سے حملہ کیا۔ اور جس شخص پر تلوار مارتے تھے اسے فوراً گرا دیتے تھے۔ اور دشمنوں کو اپنے سامنے سے بھیڑ بکریوں کی طرح ہٹا دیتے تھے۔ جب ابراہیم نے جھنڈا لے کر دشمنوں پر حملہ کیا تو ان کے ہمراہی بھی یکدل ہوکر دشمن پر ٹوٹ پڑے ؛

علید اللہ بن زیاد کے پاس اس روز ایک ایسی تلوار تھی کہ جس چیز پر پڑتی اس پر کچھ اثر نہ کرتی۔ جب اس کی فوج شکست کھاکر بھاگی تو عُیَینہ ابن اسماء نے اپنی بہن ہند بنت اسماء کو جو ابن زیاد کی بیوی تھی گھوڑے پر سوار کرلیا اور لے کر چلتا ہوا اور یہ شعر رجز میں پڑھنے لگا ؛

ان تصرمی حبالنا فربما اردیت فی الہیجا الکمی المعلما ؛

اگرچہ تو نے ہمارے باہمی رشتۂ قرابت کو قطع کردیا ہے خیر مگر میں نے بارہا میدان جنگ میں مسلح سردار کو ہلاک کرڈالا ہے ؛

ابراہیم نے جب ابن زیاد اور اس کی فوج پر حملہ کیا تو وہ نہایت شدید جنگ کے بعد بھاگے اور فریقین کا شدید جانی نقصان ہوا۔

عمیر بن الحباب نے جب دیکھا کہ ابراہیم کی فوج نے ابن زیاد کی فوج کو شکست دیدی ہے تو ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ میں اب آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک اللہ کے سپاہیوں کا غیظ و غضب کم نہ ہو جائے تم ہرگز میرے پاس نہ آنا۔ کیونکہ مبادا تمھیں ان سے ضرر پہنچے۔

خود ابراہیم کہتے ہیں کہ دریائے خازر کے کنارے ایک اکیلے جھنڈے کے نیچے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق میں اور دونوں پاؤں مغرب کی طرف اڑ گئے تھے۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہی تو عبیداللہ بن زیاد تھا جو مقتول پڑا ہوا تھا۔ ابراہیم نے اس کو دو کر دیا تھا اس لیئے اس کے دونوں ہاتھ مشرق اور پیر مغرب کی طرف علٰحدہ علٰحدہ پڑے ہوئے تھے۔

شریک بن جدیر التغلبی نے ابن زیاد کے دھوکے میں حصین بن نمیر السکونی پر حملہ کیا اور وہ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ شریک نے پکار کر کہا کہ مجھے اور ابن زیاد کو قتل کر ڈالو۔ اس طرح ابن نمیر قتل کر دیا گیا۔

شریک بن جدیر تغلبی حضرت علیؓ کے ساتھ بھی جنگ میں شریک تھے۔ اور ان کی ایک آنکھ بھی جنگ میں جاتی رہی تھی۔ جب حضرت علیؓ کی لڑائیاں ختم ہو گئیں تو یہ بیت المقدس چلے گئے اور وہیں رہ پڑے۔ پھر حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر انھیں معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میرا بس چلا تو میں ابن زیاد کو قتل کر ڈالوں گا۔ یا خود جان دیدوں گا۔ جب انھیں یہ خبر ملی کہ مختار حضرت حسینؓ کا بدلہ لینے کے لیئے کھڑا ہوا ہے تو شریک مختار کے پاس آئے۔ مختار نے انھیں ابراہیم کے ساتھ بنی ربیعہ کے رسالے پر سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ شریک نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے اس کام کے لیئے اللہ سے عہد کیا ہے تو تین سو جوانمردوں نے ان کے ہاتھ پر آخر دم تک لڑنے کے لیئے بیعت کر لی۔ جب دونوں فوجیں آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئیں تو انھوں نے اپنے ہمراہیوں سمیت ایسا شدید حملہ کیا کہ پرے کے پرے صاف کر ڈالے اور ابن نمیر تک جا پہنچے۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا اور تلواروں کی کھٹا کھٹ کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی جب غبار فرو ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں تغلبی و ابن زیاد

مقتول پڑے ہیں اور دونوں کے بیچ میں کوئی نہیں ہے۔ شریک یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

کل عیش قد اراہ قذراً غیر رکز الرمح فی ظل الفرس

(گھوڑوں کے سایہ میں نیزہ بازی کے علاوہ میں ہر قسم کی زندگی بیہودہ سمجھتا ہوں)

مقتولوں میں شرجیل بن ذی الکلاع بھی تھا۔ سفیان بن یزید بن المغفل الازدی۔ ورقا بن عازب الاسدی اور عبید اللہ بن زہیر السلمیؓ تینوں نے اس کے قتل کا دعویٰ کیا۔

جب ابن زیاد کی فوج ہزیمت کھا کر بھاگی تو ابراہیم کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور مقتولین سے کہیں زیادہ اس کی فوج کے سپاہی دریا میں غرق ہو گئے۔ اور پھر انھوں نے ابن زیاد کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا جس میں ہر قسم کے اشیا موجود تھیں۔

مختار کو بھی اس واقعے کی خبر پہنچی۔ حالانکہ وہ خود اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہا تھا کہ انشاء اللہ آج یا کل ہمیں ابراہیم کی جانب سے فتح کی خوشخبری ملنے والی ہے۔ ان کی فوج نے ابن زیاد کی فوج کو شکست فاحش دی ہے۔

مختار سائب بن مالک الاشعری کو کوفے پر اپنا جانشین مقرر کر کے خود اپنے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ساباط میں آکر قیام کیا۔ ایک راوی کہتا ہے کہ جب ہم ساباط سے گزرے تو مختار نے لوگوں سے کہا کہ اللہ کی جماعت نے مقام نصیبین یا اس کے قریب ہی دشمنوں سے ان کے قیام کرنے کے مقامات سے بالکل قریب ہی تمام دن شمشیر زنی کی ہے۔ اور ان کی بڑی تعداد نصیبین میں محصور ہے۔ جب ہم مدائن پہنچے تو سب لوگ مختار کے گرد جمع ہو گئے۔ مختار منبر پر خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ اور ہمیں سوچ سمجھ کر کام کرنے۔ کوشش کرنے۔ اور اطاعت امیر میں ثابت قدم رہنے اور اہل بیت رسول کے خون کا بدلہ لینے کے لیے مخاطب کر رہا تھا کہ اتنے میں متواتر کئی قاصد ابن زیاد کے قتل اس کی فوج کے شکست کھانے۔ گرفتار کئے جانے اور شام والوں کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل کی خوش خبری لائے۔ اس پر مختار نے کہا کہ اے اللہ والو کیا میں نے قبل وقوع اس فتح کی تمھیں خوش خبری نہیں دی تھی۔ سب نے کہا کہ بیشک آپ نے یہی کہا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت مجھ سے میرے ایک پڑوسی ہمدانی شخص نے کہا کہ اے شعبی کیا تم اب ایمان لے آؤ گے۔ میں نے کہا کس چیز پر ایمان لاؤں کیا اس بات پر ایمان لاؤں کہ مختار غیب سے واقف ہے۔ اس پر تو میں ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ کیا مختار نے

ہم سے یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کو شکست فاحش نصیب ہوئی۔ میں نے جواب دیا کہ اس نے بیان کیا تھا کہ مقام نصیبین پر انھیں شکست ہوئی ہے۔ حالانکہ دریائے خازر علاقۂ موصل میں یہ واقعہ پیش آیا۔ اس نے کہا اے شعبی خدا کی قسم جب تک تم دردناک عذاب نہ دیکھو گے ایمان نہ لاؤ گے جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ ہمدانی کون تھا جو تم سے اس قسم کے سوالات کر رہا تھا تو راوی نے بتایا کہ ایک شجاع آدمی تھا جو اس جنگ کے بعد جنگ حرورا میں مختار کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ سلمان بن عمیر اس کا نام تھا اور ہمدان میں جو قبیلۂ تور تھا اس سے تعلق رکھتا تھا۔

مختار کوفہ واپس آگیا اور ابراہیم موصل آگیا اور اس کے تمام علاقے پر اپنے عاملوں کو روانہ کر دیا۔ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو نصیبین کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور مقامات سنجار۔ دارا اور اسکے متصل ملک جزیرہ کا جو علاقہ تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

اہل کوفہ جن سے مختار پہلے لڑ چکا تھا اور انھیں شکست دے چکا تھا وہ اب مصعب بن زبیر سے بصرے میں جا ملے۔ اُن لوگوں میں جو مصعب کے پاس آئے شبث بن ربعی بھی تھا۔

سراقہ بن مرداس البارقی نے عبیداللہ بن زیاد کے قتل کرنے کی وجہ سے ابراہیم اور اس کے ہمراہیوں کی تعریف میں چند شعر بھی کہے۔

اسی سال میں عبداللہ بن زبیر نے قباع کو بصرے سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے بھائی مصعب کو حاکم بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا۔

عمرو بن سرح حضرت زبیر کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو مکّے سے مصعب کے ساتھ بصرہ آئے تھے، جب تک کہ وہ مسجد کے دروازے کے سامنے اتر نہ پڑے انھوں نے اپنے چہرے کو نقاب میں پوشیدہ رکھا۔ مسجد میں داخل ہو کر منبر پر چڑھے اور لوگوں نے کہا کہ امیر آگئے۔ اتنے میں حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی جو پہلے بصرے کے امیر تھے مسجد میں آئے۔ مصعب نے اپنا چہرہ بے نقاب کیا تب لوگوں نے انھیں شناخت کیا اور کہا کہ آپ مصعب بن زبیر ہیں مصعب نے حارث سے کہا کہ منبر پر آؤ۔ چنانچہ حارث بھی منبر پر چڑھے اور مصعب سے ایک درجہ نیچے بیٹھ گئے۔ مصعب خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کلام پاک کی یہ آیات تلاوت کیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(طسم تلک آیات الکتاب المبین نتلوا علیک من نباء موسیٰ) (انہ کان من المفسدین) تک (ترجمہ) (طسم یہ خدا کی روشن کتاب کی آیات ہیں ہم تمہارے سامنے موسیٰ کا حال بیان کرتے ہیں) (بیشک فرعون فساد کرنے والوں میں تھا۔ تک تلاوت کرنے کے بعد ملک شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پھر مصعب نے یہ آیت پڑھی۔ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ۔ ترجمہ (اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو اس سرزمین میں ذلیل کیے گئے ہیں۔ ہم انھیں کو سردار بنادیں گے اور انھیں کو ملک کا وارث کردیں گے۔) اس آیت کو پڑھ کے مصعب نے حجاز کی طرف اشارہ کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ۔ (اور ہم فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہ دکھائیں گے جن کا انھیں ڈر لگا ہوا تھا۔) اور پھر شام کی طرف اشارہ کیا۔

عوانۃ کہتے ہیں کہ مصعب نے بصرے میں خطبے کے وقت اہل بصرہ کو مخاطب کرکے کہا کہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے حاکموں کے نام رکھ لیا کرتے ہو اور اس لیے میں نے پہلے ہی سے اپنا نام قصاب رکھا ہے۔

اسی سال مصعب نے مختار کی طرف رخ کیا اور اسے قتل کیا۔

مصعب کے مختار پر حملہ کرنے اور مختار کے قتل ہونیکا بیان

جب شبث بصرہ میں مصعب کے پاس آیا تو اس کی یہ حالت تھی کہ ایک خچر پر سوار تھا اس کی دم اور کان کے کنارے قطع کردئے تھے۔ اپنی قبا کو بھی چاک کردیا تھا اور پکار رہا تھا یا غوثاہ۔ یا غوثاہ (میری فریادرسی کیجیے۔ میری فریادرسی کیجیے) مصعب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہوا ہے اور اپنی فریادرسی چاہتا ہے اور اس کی یہ حالت ہے کہ قبا پھٹی ہوئی ہے اور اسی طرح اس کے خچر کی دم اور کان کاٹ لیے ہیں۔ مصعب نے کہا بے شک یہ شبث بن ربعی ہے اس کے سوا اور کوئی یہ ہیئت نہیں بناسکتا اسے اندر بلالو۔ شبث اندر آیا۔ کوفے کے اور سربرآوردہ اشخاص بھی مصعب کے

پاس آئے۔ اپنے آنے کا حال بیان کیا مصیبت کی داستان سنائی اور کہا کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلام ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ اب آپ ہماری اعانت کیجئے اور ہمارے ساتھ مختار پر فوج کشی کیجئے ٭

محمد بن الاشعث بن قیس بھی مصعب کے پاس آئے۔ یہ کوفے کی جنگ میں موجود نہ تھے بلکہ اس وقت اپنے قصر واقع طیزن آباد میں جو قادسیہ کے قریب ہے مقیم تھے۔ جب اہل کوفہ کی ہزیمت کی انھیں اطلاع ہوئی تو بھاگ کر نکل جانے کا ارادہ کیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ محمد بن الاشعث کہاں ہے؟ اس پر لوگوں نے ان کے مکان کا پتہ دیا۔ مختار نے عبداللہ بن قراد الخثعمی کو سو سواروں کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فوجی دستہ ان کی طرف چلا تو انھیں بھی خبر ہوگئی کہ دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ فوراً بے آب وگیاہ جنگل میں مصعب کی طرف جانے کا قصد کر کے نکل کھڑے ہوئے اور مصعب سے جا ملے۔ اور انھیں مختار کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا مصعب نے ان کے مرتبے اور علو شان کی وجہ سے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ مختار نے فوج بھیجکر محمد بن الاشعث کے محل کو منہدم کرا دیا ٭

جب مصعب کے جھنڈے کے نیچے ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی انھوں نے کوفے پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا مگر محمد بن الاشعث سے کہا میں اس وقت تک کوچ نہیں کرونگا جب تک کہ مہلب بن ابی صفرہ نہ آجائیں گے ٭

مہلب مصعب کی طرف سے فارس کے گورنر تھے۔ مصعب نے انھیں لکھا کہ تم میرے پاس آؤ تاکہ ہماری کارروائیوں میں شریک رہو۔ کیونکہ ہم کوفے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ مہلب اور اس کے ساتھیوں نے آنے میں دیر کی۔ اور چونکہ وہ لڑائی میں جانا نہ چاہتے تھے اس لیئے خراج کے وصول کرنے کا بہانہ کر دیا۔ مصعب نے محمد بن الاشعث کو کچھ وعدے وعید کر کے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ خود جا کر مہلب کو لے آئیں۔ اور ان سے یہ کہدیں کہ میں بغیر تمھارے آئے جنگ کے لیئے نہیں نکلوں گا ٭

محمد بن الاشعث مصعب کا خط لے کر مہلب کے پاس آے۔ جب مہلب نے خط پڑھا تو محمد سے طنزاً کہا کہ کیا تمھیں کو قاصد بن کر آنا چاہیئے تھا مصعب کو تمھارے سوا کوئی اور قاصد ہی نہیں ملا۔ محمد بن الاشعث نے کہا کہ میں ہرگز کسی شخص کا قاصد نہیں ہوں۔ مگر کیا کہا جائے حالت یہ ہے کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلاموں نے ہماری آل و اولاد اور عورتوں پر قبضہ کر لیا ہے ٭

غرض کہ اب مہلب ایک ایسی زبردست جمعیت۔ اس قدر روپیہ اور ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ کسی بصرے والے کو نصیب نہ تھا۔

جب مہلب بصرے میں آئے تو مصعب کے دروازے پر پہنچے تاکہ ان سے ملیں۔ حالانکہ لوگوں کو اندر جانے کی اجازت تھی مگر پھر بھی چونکہ حاجب انھیں پہچانتا نہ تھا اس نے انھیں اندر جانے سے روک دیا مہلب نے اس کے ایک گھونسہ ایسا رسید کیا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی حاجب اسی حالت میں مصعب کے پاس چلا آیا اس کی ناک سے خون جاری تھا مصعب نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک شخص نے مجھے مارا ہے۔ مگر میں اسے نہیں پہچانتا۔ جب مہلب مصعب کے پاس پہنچ گئے تب حاجب نے پہچانا یہی وہ شخص ہے جس نے مجھے مارا ہے۔ مصعب نے حاجب کو حکم دیا کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ اس کے بعد مصعب نے لوگوں کو بڑے پل کے پاس چھاؤنی کے میدان میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلا کر کہا کہ تم کوفہ جاؤ اور جس قدر لوگوں پر تمھارا بس چل سکے انھیں میری جماعت میں شامل کرو۔ اور خفیہ طور پر انھیں ترغیب دو۔ کہ وہ میری بیعت کریں۔ اور مختار کے ساتھیوں سے قطع تعلق کریں۔

عبدالرحمٰن بن مخنف چپکے سے مصعب کے پاس سے چلے آئے اور اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

مصعب نے کوفے کا رخ کیا۔ قبیلۂ بنی تمیم کے عباد بن الحصین الحبطی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر کو اپنے میمنے پر اور مہلب بن ابی صفرہ کو اپنے میسرے پر سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ مالک بن مسمع کو قبیلہ بکر بن وائل کے دستے پر۔ مالک بن منذر کو قبیلہ عبدقیس کے دستے پر۔ احنف بن قیس کو بنی تمیم کے دستے پر۔ زیاد بن عمرالازدی کو قبیلۂ ازد کے دستے پر اور قیس بن ھیثم کو اہل نجد کے دستے پر سردار مقرر کیا۔

جب مختار کو ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں میں خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اُس نے کہا کہ اے کوفے والو۔ اے دین والو۔ صداقت اور کمزوروں کے مددگارو۔ اور اے رسول اور آل رسول کے حامی گروہ۔ تم نے ان باغیوں کو بھگا دیا جنھوں نے تم سے سرکشی کی وہ اپنے ہی ایسے فاسقوں کے پاس آئے اور انھیں تمھارے خلاف ابھار کر لائے ہیں تاکہ حق مٹ جائے اور باطل کو عروج ہو۔ اور اللہ کی جماعت بدل جائے۔ خدا کی قسم اگر تم لوگ ہلاک ہو گئے تو اللہ تعالےٰ کی پرستش صرف اس طرح ہو گی کہ اس پر بہتان لگائے

جائیں گے اور اس کے رسول کے اہل بیت پر لعن وطعن کیا جائے گا۔ اس لیئے تم فوراً احمر بن شمیط کے ساتھ میدان جنگ میں جانے کے لیے مستعد ہو جاؤ کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر تم ان سے رہ گئے تو انشاء اللہ تم انھیں ہلاک کر دو گے جس طرح عاد اور ارم ہلاک ہو گئے۔

احمر بن شمیط جنگ کے لیئے آمادہ ہوا اور مقام حمام اعین پر فوج ترتیب اور جمع کی گئی مختار نے ان تمام سرداران فوج کو بلایا جو ابن الاشتر کے ساتھ تھے اور اسی ترتیب سے انھیں احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ سردار ابن الاشتر سے علحدہ ہو چکے تھے کیونکہ انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ ابراہیم ابن الاشتر مختار کی سیادت کی مطلقاً پروانہ کرتا تھا۔ مختار نے ان سرداروں کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ابن شمیط کے ہمراہ روانہ کیا۔

احمر بن شمیط جنگ کے لیئے روانہ ہوا اور انھوں نے مقدمۃ الجیش پر ابن کامل الشاکری کو روانہ کیا۔ ابن شمیط چلتے چلتے چشمہ مذار پر اتر پڑا۔ دوسری سمت سے مصعب بھی آ گئے اور اسی کے قریب خیمہ زن ہو گئے۔ دونوں سرداروں نے اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ احمر بن شمیط نے اپنے میمنے پر عبداللہ بن کامل الشاکری کو۔ میسرے پر عبداللہ بن وہب بن نضلۃ الجشمی کو۔ سواروں پر رزین عبدالسلولی کو اور پیدل سپاہ پر کثیر بن اسمٰعیل الکندی کو جو جنگ خازر میں ابن الاشتر کے ہمراہ تھا سردار مقرر کیا۔ اسی طرح کیسان ابی عمرہ عرینہ کے آزاد غلام کو موالیوں کی جماعت کا افسر مقرر کیا۔

عبداللہ بن وہب بن انس الجشمی میسرے کا سردار ابن شمیط کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ غلام اور موالی شدید جنگ کے موقعے پر ثابت قدم رہنے والے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بڑی تعداد سواروں کی ہے آپ پا پیادہ ہیں آپ انھیں حکم دیں تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ گھوڑوں سے اتر پڑیں۔ اس لئے کہ جو آپ کریں گے انھیں اس کی ضرور متابعت کرنا پڑے گی کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر نیزہ اور شمشیر سے ان پر سخت حملہ کیا گیا تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان جنگ سے پرندوں کی طرح اڑ جائیں گے۔ اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ البتہ اگر آپ نے انھیں پا پیادہ کر دیا تو پھر انھیں ثابت قدم رہکر لڑنے کے سوا چارہ کار نہ ہوگا۔ چونکہ موالیوں کے ہاتھوں انھیں کوفے میں تکلیف اٹھانا پڑی تھی اس لیئے یہ ان سے عداوت رکھتے تھے اور اب یہ تدبیر اس لیئے کی تھی کہ اگر یہ پیدل ہو جائیں گے تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ ابن شمیط نے اس رائے پر بدگمانی نہیں کی بلکہ یہی خیال کیا کہ اس میں اسی کی خیر خواہی ہے۔

اور اس ترکیب کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ گروہ استقلال سے جنگ کرے۔

چنانچہ اس نے اس جماعت کو مخاطب کرکے کہا کہ اے آزاد شدہ غلامو میرے ساتھ تم بھی گھوڑوں سے اتر کر جنگ کرو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ پاپیادہ ہو گئے۔ اور ابن شمیط اور اس کے علم کے سامنے پاپیادہ ہو کر چلنے لگے۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو اپنے رسالے کا افسر مقرر کیا تھا۔ عباد ابن شمیط اور ان کے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت اور امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے دعوت دیتے ہیں۔ فریق مخالف نے کہا کہ ہم تمھیں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت اور امیر مختار کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتے ہیں تاکہ ہم آل رسول میں سے کسی شخص کو باہم مشورے سے امیر مقرر کرلیں۔ اگر کوئی اور شخص اس بات کا مطالبہ کرے گا کہ وہ آل رسول پر حکمرانی کرے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے۔

عباد مصعب کے پاس واپس آئے اور جو کچھ پیش آیا تھا اس سے انھیں آگاہ کیا۔ مصعب نے انھیں حکم دیا کہ واپس جاؤ اور دشمنوں پر حملہ کرو۔ عباد نے ابن شمیط اور ان کی فوج پر حملہ کردیا مگر ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اس کے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر پلٹ آئے۔

مہلب نے ابن کامل پر حملہ کیا۔ ابن کامل کی فوج میں ایسی برہمی پڑی کہ کوئی نظام قائم نہیں رہا۔ اور صفیں آپس میں مختلط ہو گئیں۔ ابن کامل گھوڑے سے اتر پڑا۔

مہلب ان کی جانب سے پلٹ آئے اور پھر اپنی جگہ آکر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کے ساتھی بھی تھوڑی دیر تک اپنی اپنی جگہ چپ کھڑے رہے۔ پھر مہلب نے اپنے فوج والوں کو ایک فیصلہ کن حملہ کرنے کا حکم دیا اور انھیں بتا دیا کہ تمھارا دشمن تمھاری شجاعت کا مزا چکھ چکا ہے کیونکہ ان میں سخت بدنظمی پڑ چکی تھی۔ مہلب کی فوج نے اس مرتبہ ایسا شدید حملہ کیا کہ ابن کامل کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مگر خود ابن کامل ہمدان کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر اپنی جگہ جما رہا۔ اب مہلب نے اپنا قومی لقب لوگوں کو سنانا شروع کیا کہ میں بنی شاکر کا جوانمرد ہوں، میں بنی شبامہ کا بہادر ہوں، میں بنی ثور کا نوجوان ہوں اور اس کے تھوڑے ہی دیر بعد ابن کامل کی فوج کو شکست ہو گئی۔

عمر بن عبیداللہ بن معمر نے عبداللہ بن انس پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر لڑنے کے بعد پھر

اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تمام فوج نے ابن شمیط پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیط لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آیا۔ اب اس کے گروہ نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا کہ اے بجیلہ و خثعم کے گروہ استقلال اور ثابت قدمی سے جمے رہو۔ دوسری جانب سے مہلب نے بلند آواز سے ان سے کہا کہ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ تم کیوں خواہ مخواہ اپنی عزیز جانوں کو ان غلاموں کے (ساتھ) ورطۂ ہلاکت میں ڈال رہے ہو (خدا تمھاری کوششوں کو کبھی بارآور نہ ہونے دے)۔

پھر اس نے اپنی فوج کی طرف دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم آج موت نے میری ہی قوم میں اپنی گرما گرمی ظاہر کی ہے۔

اب رسالے نے ابن شمیط کی پیدل سپاہ پر حملہ کر دیا۔ پیدل سپاہ بے ترتیبی سے پسپا ہو گئی اور بیابان کی سمت اس نے راہ فرار اختیار کی۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو سالار بنا کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جو قیدی تمھارے ہاتھ لگے اس کی گردن مار دینا۔ اسی طرح مصعب نے محمد بن الاشعث کو بھی اہل کوفہ کے رسالے کے بڑے دستے کے ساتھ جنھیں مختار نے اس سے پہلے شکست دی تھی ابن شمیط کی فوج کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا کہ اب موقع ہے کہ تم اپنا بدلہ لے لو۔

ہزیمت خوردہ فوج کے لیئے یہ لوگ بصرے والوں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ جس شخص کو پکڑتے تھے فوراً اسے قتل کر ڈالتے تھے اور کوئی ایسا قیدی نہ تھا جسے انھوں نے معاف کیا ہو۔ اس فوج میں سے سوائے چند سواروں کے اور کوئی نہ بچ سکا۔ اور پیدل سپاہ تو تقریباً بالکل تباہ ہو گئی۔

معاویہ بن قرۃ المزنی کہتے ہیں کہ ہزیمت خوردہ فوج کے ایک سپاہی تک میں پہنچ گیا اور میں نے اپنے برچھے کی انی اسکی آنکھ میں بھونک دی اور اس کی آنکھ کو انی سے ہلانے لگا۔ جب اس سے میں نے کہا کہ تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے تو کہنے لگا کہ بیشک ان لوگوں کا خون ہمارے لیئے ترک اور دیلم کے خون سے بھی زیادہ حلال ہے۔ معاویہ بن قرۃ بصرے کے قاضی تھے۔

مصعب خود روانہ ہوئے۔ اور جس جگہ اب واسط القصب واقع ہے اس مقام سے انھوں نے دریا کو عبور کیا (شہر واسط اس وقت موجود نہ تھا۔ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد

آباد کیا گیا ہے۔) پھر بیابان کو طے کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد مصعب نے پیدل سپاہ اسکے ساز وسامان اور ضعیف العمر لوگوں کو کشتیوں میں سوار کر دیا۔ اور دریائے خرشاذ سے ہوتے ہوئے دریائے قوسان کو عبور کیا اور اسی دریا کے راہ سے دریائے فرات میں پہنچ گئے۔

اہل بصرہ جب کشتیاں چلا رہے تھے تو یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:-

عودنا المصعب جر القلس والزنبريات الطوال القعس

(ترجمہ) مصعب نے ہمیں لانبے کوزہ پشت جہازوں کے اور ان کی رسی کے کھینچنے کا عادی بنا دیا۔

جب ان عجمیوں کو جو مختار کے ساتھ تھے اپنے بھائیوں کی مصیبت کا علم ہوا جو انھیں ابن شمیط کے ساتھ پیش آئی تھی تو کہنے لگے کہ ایں بار دروغ گفت۔ یعنی اس مرتبہ تو جھوٹ کہا۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمیر الثقفی کہتے ہیں کہ میں اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب اسے اپنی فوج کی ہزیمت کی خبر پہنچی۔ مختار میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یہ غلام اس طرح قتل کر ڈالے گئے جس کی نظیر سے میرے کان آشنا نہیں۔ پھر اس نے بتایا کہ ابن شمیط اور ابن کامل اور فلاں فلاں شخص بھی مارے گئے۔ پھر اہل عرب کے چند بہادروں کے نام لیئے جو اس جنگ میں کام آئے تھے۔ اور کہنے لگا کہ بخدا ان میں سے ہر ایک ایک بڑی جماعت سے بھی بہتر تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ بیشک یہ تو ایک مصیبت ہے جو آپ پر نازل ہوئی۔ مختار نے کہا کہ موت سے تو چارہ نہیں اور ابن شمیط جس طرح میدان جنگ میں بہادروں کی موت مرے ہیں اس موت سے زیادہ اور کوئی موت مجھے محبوب نہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ اسی طرح اپنی جان دوں۔

راوی کہتے ہیں کہ مختار کی گفتگو سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے دل سے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اپنے حصول مقصد کے لیئے آخر دم تک لڑتا رہے گا۔

جب مختار کو معلوم ہوا کہ دشمن ان کی جانب گھوڑوں اونٹوں کشتیوں پر چلا آ رہا ہے تو وہ خود بھی مقابلے کے لیئے آگے بڑھے۔ اور مقام سیلحین پر آکر اپنے ڈیرے ڈال دئے اس مقام کو دیکھکر معلوم ہو گیا کہ یہ مختلف دریاؤں کا سنگم ہے۔ اس مقام پر دریائے حیرۃ۔ دریائے سیلحین۔ دریائے قادسیہ۔ دریائے برسف فرات کسے ملتے تھے۔ مختار نے اسی سنگم پر ایک بند بنا کر دریائے فرات کا پانی روک دیا۔ اور اس طرح فرات کا تمام پانی ان معاون دریاؤں میں چڑھ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصرے والے جو کشتیوں میں سوار ہوکر

چلے آ رہے تھے ان کی کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں۔ بصرے والوں نے یہ حالت دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں اور پا پیادہ کوچ کرنا شروع کیا۔ ان کا رسالہ ان کے آگے دریائے فرات کے اس بند تک پہنچ گیا اور اسے منہدم کر کے کوفے کی طرف اس نے اپنی باگیں اٹھا دیں۔

مختار کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ بھی مقابلے کے لیے آگے بڑھا۔ اور مقام حروراء میں اپنا پڑاؤ ڈالدیا۔ اور اہل بصرہ اور کوفہ کے درمیان مورچے باندھ لیئے۔ مختار نے اپنے قصر اور مسجد کو مستحکم کر لیا تھا۔ بلکہ اپنے قصر میں وہ تمام سامان بھی مہیا کر رکھا تھا جس کی حالت محاصرہ میں ضرورت پیش آتی ہے۔ مختار نے اپنی غیبت کی وجہ سے عبداللہ بن شداد کو کوفے کا عامل مقرر کر دیا تھا۔

مختار ابھی حروراء ہی میں تھا کہ مصعب آ گئے۔ مختار بھی اُن کے مقابلے کے لیئے نکلا۔ اُس نے اپنے میمنے پر سلیم بن یزید الکندی کو۔ میسرے پر سعید بن منقذ ہمدانی ثوری کو سردار مقرر کیا۔ اور (باڈی گارڈ) شخصی محافظتی دستے کا عبداللہ بن قراد الخثعمی سردار تھا۔ اسی طرح مختار نے اپنے رسالے پر عمر بن عبداللہ النہدی کو اور پیدل فوج پر مالک بن عمر النہدی کو سردار مقرر کیا۔

دوسری جانب مصعب نے اپنے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ۔ اور میسرے پر عمر بن عبداللہ بن معمر التیمی کو۔ سواروں پہ عباد بن حصین الحبطی کو اور پیدل سپاہ پر مقاتل بن مسمع البکری کو سردار مقرر کیا۔ خود مصعب گھوڑے پر سے اتر آئے اور اپنی کمان کو ٹیک ٹیک کے چلنے لگے مصعب نے اہل کوفہ پر محمد بن الاشعث کو امیر مقرر کیا تھا۔ اب محمد بھی میدان جنگ میں آ گئے اور مصعب اور مختار کے درمیان داہنی جانب مغرب رویہ ایک جگہ جم گئے۔

جب مختار نے میدان جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو اس نے بصرے والوں کے ہر دستہ فوج پر اپنے ایک ایک سردار کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ سعید بن منقذ کو جو میسرہ کا سردار تھا قبیلۂ بنی بکر بن وائل کے دستے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مالک بن مسمع البکری اس دستے کا سردار تھا عبدالرحمن بن شریح الشبامی اپنے افسر بیت المال کو قبیلۂ عبدالقیس پر جس کا سردار مالک بن المنذر تھا، عبداللہ بن جعدۃ القرشی ثم المخزومی کو اہل نجد پر جس کا سردار قیس بن ہیثم السلمی تھا مسافر ابن سعید بن نمران الناعطی کو قبیلۂ ازد پر جس کا سردار زیاد بن عمرو العتکی تھا سلیم بن یزید الکندی اپنے میمنے کے افسر کو قبیلۂ بنی تمیم پر جس کے سردار احنف بن قیس تھے۔ اسی طرح سائب بن

مالک الاشعری کو محمد بن الاشعث پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود مختار اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور آپس میں بھڑ گئیں ؀

سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح بکر بن وائل اور بنی عبدالقیس کے دستوں پر حملہ کر رہے تھے۔ (یہ دونوں قبیلے مصعب کی فوج کے میسرے میں متعین تھے اور عمر بن عبداللہ بن معمر ان پر سردار تھے) بنی ربیعہ نے ان سے شدید جنگ کی اور نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ سعید بن منقذ اور عبدالرحمن بن شریح کی یہ حالت تھی کہ جب حملہ کرتے تھے تو منھ پھیرنے کا نام نہ لیتے تھے۔ اور جب ایک حملہ کرتا اور واپس آجاتا تو دوسرا اس کی جگہ حملہ کر دیتا۔ اور بسا اوقات دونوں ایک ساتھ حملہ کرتے تھے ؀

لڑائی کی یہی حالت قائم تھی مصعب نے مہلب سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار کر رہے ہو کیوں نہیں اپنی مد مقابل فوج پر حملہ کر دیتے کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آج صبح سے ہمارے ان دو فوجی دستوں کو جنگ کا کس قدر بار اٹھانا پڑا ہے اپنی فوج کے ساتھ حملہ کرو۔ مہلب نے کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے اہل کوفہ کے خوف سے میرا یہ ارادہ تھا کہ میں بنی ازد اور تمیم کو تا وقتیکہ موقع نہ دیکھ لوں مفت میں نہ کٹوا ڈالوں ؀

مختار نے عبداللہ بن جعدہ کو حکم بھیجا کہ تم ان لوگوں پر جو تمھارے مقابل صف بستہ ہیں حملہ کرو۔ عبداللہ نے اہل نجد پر حملہ کیا، ان کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ اور انھیں اتنا پیچھے ہٹایا کہ وہ مصعب تک پہنچ گئے۔ مصعب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ (وہ کبھی میدان جنگ سے بھاگتے نہ تھے بلکہ بدستور اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تیر اندازی کرتے رہے) ان کی فوج کے اکثر لوگ ان کے قریب ہی گھوڑوں سے اتر پڑے اور تھوڑی دیر تک اسی مقام پر جنگ ہوتی رہی۔ پھر دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے ؀

مہلب کے تحت میں پیدل سپاہ کے دو کثیر التعداد دستے اور سوار بھی تھے مصعب نے ان سے کہلا بھیجا کہ تم کیسے بزدل ہو کہ حملہ کرنے میں انتظار کر رہے ہو ؀

تھوڑی ہی دیر بعد مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دوسرے لوگ آج صبح سے جنگ کر رہے ہیں اور تم لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہو۔ ہمارے دوسرے ساتھی نہایت خوبی سے لڑے ہیں بس اب تم پر اس معاملہ کا مدار ہے حملہ کرو۔ اللہ سے اعانت طلب کرو اور ثابت قدم رہو ؀

مہلب اور اس کی فوج نے اپنے مقابل لوگوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ پرخچے اڑا دیے اور میدان کو ان سے صاف کر دیا۔

عبداللہ بن عمر النھدی جو جنگ صفین میں بھی شریک تھے کہنے لگے کہ اے اللہ میں اسی عقیدے پر قائم ہوں جیسا کہ میں جنگ صفین میں پنجشنبہ کی شب تھا۔ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے۔ اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ اسی طرح مجھے مصعب کے طرفداروں سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد شمشیر زنی کرتے رہے۔ اور مارے گئے۔

مالک ابن عمر ابونمران النھدی پیدل سپاہ کے سردار تھے انکے پاس ان کا گھوڑا لایا گیا۔ اور وہ سوار ہوئے۔ اس وقت تک مختار کی فوج شدید ترین نقصان اٹھا چکی تھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک جھاڑی ہے جس میں آگ لگی ہوئی ہے۔ جب مالک گھوڑے پر سوار ہوئے تو کہنے لگے کہ میں اب سوار ہو کر کیا کروں۔

خدا کی قسم اپنے گھر میں مرنے سے مجھے یہاں مرنا زیادہ محبوب ہے کہاں ہیں۔ دوراندیش لوگ! اور کہاں ہیں صبر و استقامت والے یہ سن کر پچاس آدمی ان کی طرف چلے اب شام کا وقت ہو گیا تھا۔ اس جماعت نے محمد بن الاشعث کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ اور محمد بن الاشعث اپنے تمام ہمراہیوں سمیت وہیں مارے گئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مالک ہی نے محمد بن الاشعث کو قتل کیا۔ ابونمران بھی محمد بن الاشعث کے پہلو ہی میں مقتول پایا گیا۔ بنی کندہ کا دعویٰ ہے کہ عبدالملک بن اشاقہ الکندی نے ابونمران کو قتل کیا۔

جب مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محمد بن الاشعث کی لاش پر گزرا تو اس نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے انصار کے گروہ ان مکار لومڑیوں پر حملہ کر دو چنانچہ انھوں نے حملہ کیا۔ اور عبدالملک بن اشاقہ الکندی مارا گیا۔ بنی خثعم کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن قراد نے ابن اشاقہ کو قتل کیا ہے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ عوف ابن عمر الجشمی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ ان کے قبیلہ کے ایک آزاد غلام نے ابن اشاقہ کو قتل کیا۔ اسی طرح چار مختلف اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے ابن اشارۃ کو قتل کیا ہے۔

سعید بن منقذ کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور وہ اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کرتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے ؛

اسی طرح سلیم بن یزید الکندی نوے آدمیوں کی جماعت کے ساتھ جس میں اسکے خاندان اور دوسرے قبیلے کے بھی لوگ تھے شمشیر زنی کرتا رہا۔ اور وہ بھی مارے گئے ؛

مختار شبث کی سڑک کے سرے پر لڑتا رہا۔ گھوڑے پر سے اتر پڑا اس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا اور تمام رات لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے دشمن پیچھے ہٹ گئے۔ اس رات مختار کے ساتھیوں میں کئی شجاع اور بہادر شخص میدان جنگ میں کام آئے۔ ان میں عاصم بن عبداللہ الازدی۔ عیاش بن خازم الہمدانی الثوری اور احمر بن ہدیج الہمدانی الفائشی بھی تھے ؛

اسی رات کو بنی ہمدان نے پکار کر کہا کہ اے ہمدان کے گروہ دشمن سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرو۔ اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت شدید جنگ کی جب دشمن مختار سے پیچھے ہٹ گیا تو اس کے ساتھیوں نے عرض کی کہ اے امیر دشمن پسپا ہو گیا ہے۔ اب آپ بھی اپنے محل میں تشریف لے جائیں۔ مختار نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس لیئے گھوڑے سے نہ اترا تھا کہ واپس اپنے محل کو جاؤں گا۔ مگر اب جب کہ خود دشمن ہی پیچھے ہٹ گیا ہے تو بہتر ہے اللہ کا نام لے کر ہمارے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلو۔ مختار اپنے محل واپس چلا آیا ؛

سائب بھی مصعب ابن زبیر کے ہمراہ لڑائی میں آیا تھا۔ قبیلۂ بنی وہ بیل کے ورقاء النخعی نے اسے قتل کیا ؛

ہند بنت المتکلفۃ الناعطیۃ ایک عورت تھی جس کے مکان میں تمام غالی شیعہ جمع ہوتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ اسی طرح لیلیٰ بنت قمامۃ المزنیہ کے مکان میں بھی شیعہ جمع ہوتے تھے اس کا بھائی رفاعۃ بن قمامۃ اگرچہ شیعان علیؓ میں سے تھا مگر غالی نہ تھا اور اسی وجہ سے لیلیٰ اسے اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ ابو عبداللہ الجدلی اور یزید بن شراحیل نے دونوں عورتوں کے غلو کی حالت سے ابن حنفیہ کو اطلاع دی۔ اور اسی طرح ابو الاحراس المرادی البطین اللیثی اور ابو الحارث الکندی کی بھی شکایت کی۔ اس پر ابن حنفیہ نے یزید بن شراحیل کے ہاتھ ایک خط شیعان کوفہ کے نام لکھا جس میں انھیں ان لوگوں سے ڈرایا۔ اور وہ خط یہ ہے :۔

" یہ خط محمد بن علی کی طرف سے ہمارے ان شیعوں کے نام بھیجا جاتا ہے جو کوفے میں ہیں

تمھیں چاہیئے کہ مجالس اور مساجد میں جمع ہو کر خفیہ اور علانیہ اللہ کو یاد کرو۔ اور مومنین کے علاوہ کسی کو اپنا ہمراز نہ بناؤ اگر تمھیں اپنی جانوں کا خوف ہو تو تمھیں اپنے دین و مذہب کے لیئے جھوٹے دعویداروں سے خوف کرنا چاہیئے۔ نماز روزے پر مداومت کرو۔ اور اللہ کو پکارتے رہو۔ اور یقین جانو کہ مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو سوائے حکم ربانی کے کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہے اور ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں پڑیگا۔ اللہ تعالے ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ پس تمھیں چاہیئے کہ اچھے کام کرو۔ اور نیکیوں کو اپنے لیئے پہلے سے بھیج دو۔ اور غافل نہ بنو۔ والسلام علیکم "۔

جب جنگ حروراء کے لیئے لوگ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن نوف بھی ہند بنت المتکلفہ کے گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلا "بدھ کے دن آسمان بلند ہوگا۔ اور موت دشمنوں کی شکست کے ساتھ اترے گی۔ پس اللہ کا نام لے کر حروراء کی طرف بڑھو" جب میدان جنگ آراستہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی تو عبداللہ بن نوف کے چہرے پر ایک زخم آیا۔ اور لوگ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ عبداللہ بن شریک النھدی ابن نوف سے ملا وہ پہلے سے ان کے فخریہ مقولہ کو سن چکا تھا۔ عبداللہ بن شریک نے ابن نوف سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے سامنے یہ دعوے نہیں کیا تھا کہ ہم اپنے دشمن کو بھگا دیں گے؟ ابن نوف نے کہا کہ تم نے کلام اللہ میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالے جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے "۔

صبح کو مصعب اپنے ہمراہیوں کو لے کر جن میں بصرے اور کوفے والے سب شریک تھے سیبخۃ کی طرف چلے۔ جب مہلب کے پاس آئے تو مہلب نے ان سے کہا کہ اگر محمد بن الاشعث نہ مارے جاتے تو یہ فتح آپ کو نہایت ہی خوش آیند ہوتی۔ مصعب نے کہا کہ بے شک تم ٹھیک کہتے ہو اللہ تعالے محمد پر اپنا رحم نازل کرے۔ یہ کہتے ہی مصعب آگے بڑھے اور پھر مہلب کو مخاطب کرکے کہا کہ عبیداللہ بن علیؓ مارے گئے۔ مہلب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون مصعب نے کہا یہ وہ شخص تھے کہ کاش وہ زندہ ہوتے اور ہماری اس فتح کی خوشخبری سنتے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے اور جو اقتدار ہمیں حاصل ہے اس کے وہی مستحق ہوتے۔ کیا تم ان کے قاتل کو جانتے ہو۔ مہلب نے کہا میں نہیں جانتا۔ مصعب نے کہا کہ اس شخص نے انھیں قتل کیا ہے جو اپنے کو شیعان علی میں سے کہتا ہے۔ مگر پھر بھی

جان بوجھ کے انھیں قتل کر ڈالا۔

مصعب سنجہ پہنچے اور اپنے دشمنوں پر پانی اور رسد کی بہم رسانی مسدود کر دی مصعب نے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کو ایک سمت روانہ کیا اور انھوں نے مقام کناسہ پر مورچے لگائے۔ اسی طرح عبد الرحمن ابن مخنف بن سلیم کو بنی سبیع کے قبرستان کی طرف بھیجا۔ مصعب نے ان سے کہا کہ جو کام تمھارے تفویض کیا گیا تھا اسے تم نے اچھی طرح انجام نہیں دیا۔ عبد الرحمن نے کہا کہ میں نے دو قسم کے لوگ دیکھے ایک تو وہ جو آپ کی طرف مائل تھے وہ تو آپ کے پاس چلے گئے دوسرے وہ جو مختار کی رائے کو اچھا سمجھتے ہیں انھوں نے مختار کو نہیں چھوڑا اور نہ وہ کسی اور شخص کو ان سے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر میں تو آپ کے یہاں آنے تک اپنے مکان ہی میں مقیم رہا مصعب نے کہا بیشک تمھارا بیان درست ہے۔

مصعب نے عباد بن الحصین کو بنی کندہ کے قبرستان کی طرف زحر ابن قیس کو بنی مراد کے قبرستان اور عبید اللہ بن الحر کو صائدیین کے قبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ان تمام سرداروں نے مختار اور ان کی فوج پر پانی اور رسد کو بند کر دیا۔ اس وقت مختار اور اس کے ہمراہی مختار کے محل میں محصور تھے۔ عبید اللہ بن الحر صائدیین کے قبرستان میں مختار کے رسالے سے جنگ میں مصروف تھے۔ کبھی وہ مختار کے رسالے کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور کبھی مختار کا رسالہ انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ عبید اللہ اپنے رسالے کے پیچھے رہتے اور اپنے سواروں کو بچاتے بچاتے عکرمہ کے مکان تک ہٹ آتے اور پھر جوابی حملہ کر کے اپنے مقابل کے رسالے کو صائدیین کے قبرستان تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے۔ عبید اللہ کے رسالے والے سقاؤں کی مشکیزوں پر قبضہ کر لیتے اور بہشتیوں کو پکڑ کر انھیں زد و کوب کرتے۔ کیونکہ یہ لوگ مختار کی فوج کو پانی پہنچاتے تھے اور مختار کی فوج والے شدت ضرورت کی وجہ سے ایک مشک کے عوض ایک دینار یا دو دینار ادا کرتے تھے۔

ایسا بھی ہوتا تھا کہ مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محل سے نکل کر دشمن سے معمولی سی چھیڑ چھاڑ کر کے کوئی سخت نقصان پہنچائے بغیر واپس چلا جاتا تھا۔ جب کبھی مختار کا رسالہ حملہ کرنے کے لیے نکلتا تو مکانات کی چھتوں پر سے اُن پر پتھر اور کیچڑ پھینکی جاتی۔ اور اس طرح لوگ ان پر دلیر ہو گئے۔ ان کی زندگی عورتوں کی بدولت قائم تھی۔ حالت یہ تھی کہ عورتیں اپنے مکان سے کھانا پانی اور اشیائے لطیفہ کسی چیز سے ڈھانک کر لے کر چلتیں۔ ظاہر ا دکھلاتیں کہ وہ نماز کیلیے

بڑی مسجد میں جارہی ہیں یا کسی اپنے عزیز و اقارب سے ملنے جارہی ہیں اور جب مختار کے محل کے پاس پہنچتیں تو ان کے لیئے دروازہ کھول دیا جاتا۔ اور جس اپنے عزیز یا خاوند کیلیئے وہ کھانا لے جاتیں اس طرح اسے پہنچ جاتا۔

جب اس کی اطلاع مصعب اور ان کے ہمراہیوں کو ہوئی تو مہلب نے جو ان معاملات کا وسیع تجربہ رکھتا تھا یہ تجویز پیش کی کہ ان پر پہرے بٹھا دینے چاہئیں اور کسی شخص کو محل میں جانے نہ دیا جائے۔ تاکہ محصورین اسی طرح تمام ہو جائیں۔

دوسری جانب محصورین کی یہ حالت تھی کہ جب زیادہ پیاس معلوم ہوئی تو کنوئیں کا کھاری پانی ہی پینے لگے۔ یہ دیکھ کر مختار نے حکم دیدیا کہ کنوئیں میں شہد ڈالدیا جائے تاکہ پانی کا مزہ بدل جائے اور پینے کے قابل ہو جائے اس طرح بھی اکثر لوگ سیراب ہو جاتے۔

اب مصعب نے اپنے ہمراہیوں کو محل سے اور زیادہ قریب رہنے کا حکم دیا۔ عباد بن الحصین الحبطی نے مسجد جهینه کے قریب مورچہ لگائے، عباد دوران جنگ میں لڑتے لڑتے اکثر بنی مخزوم کی مسجد تک پہنچ گیا تھا۔ بلکہ اس قدر قریب پہنچ جاتے تھے جہاں سے ان کی فوج والے مختار کے اُن ہمراہیوں پر جو محل پر دکھائی دیتے تیر اندازی کرتے تھے۔ محل کے نزدیک جو عورت ملتی اس سے اس کا نام پتہ اور منزل مقصود دریافت کرتے۔ ایک ہی دن میں تین عورتیں گرفتار کیں۔ جن میں سے دو بنی شمامہ کے دو شخصوں کی بیویاں تھیں، اور ایک بنی شاکر کے کسی شخص کی اہلیہ تھی۔ یہ اپنے خاوند کے پاس جو قصر میں محصور تھے آئی تھیں کھانا بھی ان کے پاس تھا۔ عباد نے انھیں مصعب کے پاس بھیج دیا۔ مصعب نے ان سے کوئی تعارض نہیں کیا اور واپس بھیج دیا۔

زحر بن قیس بھی مصعب کے حکم سے لوہاروں کے محلہ میں جہاں گھوڑے خچر وغیرہ کرایہ پر ملتے تھے مورچہ لگائے ہوئے تھے۔ عبیداللہ بن الحر بلال کے مکان کے قریب ٹھہرے محمد بن عبدالرحمن ابن سعید بن قیس اپنے باپ کے مکان کے قریب ٹھہر گئے حوشب بن یزید بصریوں کی گلی میں جو بنی جذیمہ ابن مالک کی شاہراہ عام کے سرے پر واقع ہے مقیم ہوئے مہلب بھی بڑھتے بڑھتے چہارسو خنیس پر اتر پڑے۔ اور عبدالرحمن بن مخنف دارالسقایہ کی جانب سے آئے۔

بصرے اور کوفے کے کچھ نوجوان جو جنگ کی افتادوں سے بالکل ناواقف تھے

بغیر کسی سردار کے بڑے بازار میں نکل پڑے۔ اور مختار کو ابن دومۃ خطاب کرکے پکارنے لگے۔ مختار اپنے قصر پر برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوفے اور بصرے کا کوئی بڑا معتبر سردار نہیں ہے ورنہ یہ کبھی مجھے اس نام سے نہ پکارتے۔ جب اس نے ان نوجوانوں کے گروہ کی یہ ہیئت اور غیر منتظم حالت دیکھی تو ان کے قتل پر آمادہ ہوگیا اور اپنی فوج کے ایک دستے کو قصر سے باہر نکلکر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مختار کے ساتھ دوسو آدمیوں کی ایک جماعت نے قصر سے نکل کر ان نوجوانوں پر حملہ کیا۔ تقریباً سّتّو وہیں کھیت رہے۔ باقی نہایت بے ترتیبی سے کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بھاگے۔ مگر فرات بن حیان العجلی کے مکان تک پہنچتے پہنچتے مختار کے ساتھیوں نے انھیں پھر جا لیا۔

ایک شخص قبیلۂ بنی ضبّہ کا بصرے کا رہنے والا یحییٰ بن ضمضم نامی تھا۔ اس کے پاؤں اس قدر لانبے تھے کہ جب گھوڑے پر سوار ہوتا تھا تو زمین کو چھو جاتے تھے۔ بڑا سفاک و مہیب تھا کوئی شخص اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا تھا۔ اس نے مختار کے اصحاب پر حملہ کردیا۔ جدھر وہ بڑھتا کوئی اس کے سامنے نہ ٹھہرتا۔ مختار نے اسے دیکھا اور حملہ کرکے ایک ہی وار پیشانی پر ایسا لگایا کہ پیشانی اور کاسۂ سر دونوں غائب ہوگئے۔ اور دھم سے زمین پر مردہ ہوکر گر پڑا جب اس جھڑپ کا علم مصعب کے سرداروں کو ہوا وہ چاروں طرف سے بڑھے۔ مختار کے ہمراہیوں میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ وہ اس متحدہ قوت کا مقابلہ کرتے۔ مجبوراً انھیں قصر میں واپس جانا پڑا۔

مختار اور ان کے ساتھی قصر میں محصور تھے۔ محاصرہ کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی ایک روز مختار نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ جس قدر محاصرہ طویل ہوگا تمھاری طاقت گھٹتی جائے گی۔ اس لیۓ بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ کھلے میدان میں اتر کر دشمنوں سے ایک فیصلہ کن لڑائی لڑ لو۔ تاکہ عزت سے ہم اپنی جانیں دیدیں۔ اگر تم لوگ بہادری سے لڑے تو مجھے اب بھی اپنی فتح سے یاس نہیں۔ مگر وہ لوگ کب اس نصیحت پر عمل کرتے وہ تو اور بھی بزدل بن گئے۔ پھر مختار نے کہا کہ خدا کی قسم ہے میں نہ تو کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اور نہ خود کو دشمنوں کے سپرد کروں گا۔

عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب نے جب مختار کے اس استقلال اور عزم کو دیکھا تو چپکے سے رسّی کے ذریعے قصر سے اتر آئے اور اپنے بھائی بندوں میں مل گئے اور پوشیدہ رہے

جب مختار کو اپنے ہمراہیوں کی نامردی اور بے ہمتی کا اچھی طرح علم ہوگیا تو اس نے فیصلہ کرلیا کہ قلعے سے نکل کر دشمن سے آخری جنگ کرے۔ اپنی بیوی ام ثابت بنت سمرہ ابن جندب الفزاری کے پاس قاصد بھیجا۔ اس نے بہت سی خوشبو بھیجدی۔ مختار نے غسل کیا اپنے سر اور داڑھی میں خوشبو لگائی۔ اور کل انیس جاں نثاروں کے ساتھ جن میں سائب بن مالک الاشعری بھی تھا قلعے سے نکلے۔ یہ وہی شخص ہے جو مختار کے مدائن جانے کے وقت کوفے پر اسکا جانشین بھی ہو چکا تھا ان کی بیوی کا نام عمرۃ تھا جو ابو موسیٰ اشعری کی بیٹی تھیں ان کے بطن سے ایک لڑکا بھی تھا۔ جس کا نام محمد تھا۔ یہ لڑکا اس محاصرے کے وقت باپ کے ساتھ قلعے میں موجود تھا جب باپ مارا گیا اور قلعے میں جس قدر لوگ تھے سب گرفتار ہوگئے یہ بچہ بھی ان میں تھا۔ صغر سنی کیوجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

جب مختار قلعے سے نکلا تو سائب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ سائب نے کہا کہ اصل میں رائے تو آپ کی رائے ہے۔ مختار نے کہا کہ بھلا میری رائے یا ارادہ کوئی چیز ہے۔ یا اللہ کا ارادہ۔ سائب نے کہا کہ حقیقت میں خدا کا ارادہ ارادہ ہے۔ مختار کہنے لگے افسوس ہے تم پر تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں بھی عرب ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر اور نجدہ نے یمامہ پر اور مروان نے شام پر اپنا اپنا تسلط جما لیا ہے تو میں بھی بہ حیثیت عرب ہونے کے کسی طرح ان سے کم نہیں تھا۔ میں نے ان ممالک پر قبضہ کرلیا اس لیئے میں بھی انھیں جیسے کر تھا البتہ جب اہل بیت رسول کے خون کا بدلہ لینے کی طرف سے عربوں نے خواب خرگوش کی سی بے پروائی کی تو میں نے اس فرض کو بھی انجام دیا۔ اور جو جو لوگ اہل بیت کے قتل میں شریک تھے انھیں ان کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ اسی بنا پر مجھے آج یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اگر تمھاری نیت خالص ہے تم اپنی خاندانی شرافت کے اعتبار سے جوہر مردانگی دکھاؤ۔ سائب کہنے لگے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میں اپنی شرافت کے لیئے لڑ کر کیا کرونگا۔

مختار کل انیس [19] ہمراہیوں کے ساتھ قلعے سے نکلا اور دشمنوں سے کہنے لگا کہ میں تمھارے پاس چلا آؤں تو کیا تم مجھے امان دوگے؟ مصعب کے ساتھیوں نے کہا کہ صرف اس شرط پر کہ تمھارا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ مختار کہنے لگا کہ میں اپنی قسمت کی باگ کبھی بھی تمھارے ہاتھ میں نہ دونگا۔ یہ کہا اور شمشیر زنی کرتا ہوا مارا گیا۔

مختار نے اپنے ہمراہیوں کو قلعے سے نکل کر لڑنے کے لیئے کہا انھوں نے نہ مانا ابن مسعر

مختار نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں قلعے سے نکل کر دشمن سے لڑتا ہوا کام آجاؤں گا تمھاری کمزوری اور ذلت اور زیادہ ہوگی۔ اگر تم نے اپنے دشمنوں کو اپنی قسمتوں کا حاکم بنا دیا تو تمھارے وہ تمام دشمن جنھیں تمھارے ہاتھوں تکلیف یا صدمہ اٹھانا پڑا ہے تم پر جھپٹ پڑیں گے۔ اور ہر شخص یہ کہے گا کہ فلاں شخص سے میں اپنا بدلہ لوں گا اور اس طرح تم قتل کر ڈالے جاؤ گے۔ تم میں سے بقیۃ السیف جب اپنے ہمراہیوں کے اس عبرت انگیز انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اس وقت نادم ہو کر کہیں گے کہ کاش ہم نے مختار کا کہا مانا ہوتا اور اس کی رائے پر عمل کیا ہوتا اگر تم اب میرے ساتھ قلعے سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہوتے ہو تو چاہے فتح ہمیں نصیب نہ ہو پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ عزت سے جان دو گے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص بھاگ کر اپنے خاندان میں جا ملے گا تو تمام خاندان والے اسے گھیر لیں گے۔ مختصر یہ ہے کہ کل اسی وقت تم اس قدر ذلیل و خوار ہو جاؤ گے کہ روے زمین پر تم سا بے آبرو نہ نکلے گا۔

مختار کا کہا حرف بحرف سچ ہوا۔

بعض لوگوں کا یہ دعوٰے ہے کہ مختار اسی روز موضع زیاتین کے قریب قتل کیا گیا قبیلۂ بنی حنیفہ کے دو بھائیوں نے اس کے قتل کرنے کا دعوی کیا۔ ایک کا نام طرفہ اور دوسرے کا طرآفا تھا، یہ عبداللہ بن دجاجہ کے لڑکے تھے۔

مختار کے قتل کے دوسرے دن بجیر بن عبداللہ المسلی اپنی فوج والوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ کل مختار نے ایک اچھی رائے دی تھی۔ کاش تم اس کا کہنا مانتے۔ اب اگر آج تم نے خود کو دشمن کے حوالے کر دیا تو بھیڑ بکری کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیے جاؤ گے۔ اب بھی موقع ہے۔ تلواریں لے کر میدان جنگ میں اتر پڑو۔ آخر دم تک لڑتے رہو اور باعزت موت مرو۔ اس کی کوشش بھی رائیگاں گئی۔ فوج نے صاف طور پر کہہ دیا کہ اگر ہمیں اس مشورہ پر عمل کرنا ہوتا تو اس شخص کا کہا نہ مانتے جو ہمارے نزدیک تم سے کہیں زیادہ واجب الاطاعت تھا۔ اس کے حکم کو جب ہم نے نہ مانا تو ہم تمھاری اطاعت کب کر سکتے ہیں۔

آخر کار اس محصور فوج نے اپنے تئیں مصعب کے حوالے کر دیا۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو قلعے کی طرف روانہ کیا۔ عباد نے مشکیں بندھوا کر محصورین کو نکالنا شروع کیا۔ عبداللہ بن شراد الجشمی عباد بن الحصین کے سپرد کیا گیا۔ عبداللہ بن قراد نے لڑنے کے لیے لکڑی۔ تلوار وغیرہ تلاش کی مگر کچھ نہ ملا۔ کیونکہ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو

ایک ندامت سی اس پر طاری ہوگئی۔ بہرحال لوگوں نے ان کی تلوار لے لی۔ اور مشکیں باندھکر اسے بھی قلعے سے باہر نکالا۔

عبدالرحمن بن محمد اس کے پاس سے گذرا تو اس نے کہا کہ اسے میرے حوالے کردو۔ تاکہ میں اس کی گردن ماروں۔ اس پر عبداللہ بن قراد کہنے لگا اس بات کی قسم کھاکر میں نے تمھارے باپ کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا میں تمھارے دادا کے دین پر نہیں ہوں جو پہلے ایمان لے آئے اور پھر مرتد ہو گئے۔ یہ سنتے ہی عبدالرحمن گھوڑے سے اتر پڑا اور کہاکہ اسے میرے قریب لے آؤ۔ لوگوں نے اس کے قریب کردیا اور عبدالرحمن نے عبداللہ بن قراد کو قتل کرڈالا۔ اس پر عباد ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے اسے قتل کرڈالا۔ حالانکہ اس کے قتل کرنے کا تمھیں حکم نہیں دیا گیا۔

عبدالرحمن عبداللہ بن شداد الحشمی کے پاس آیا جو ایک شریف آدمی تھا اور عباد سے درخواست کی کہ آپ انھیں اس وقت تک قید رکھیے جبتک کہ خود امیر ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کریں۔ عبدالرحمن مصعب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن شداد کو آپ مجھے دیدیں تاکہ میں اسے قتل کرڈالوں کیونکہ میرے باپ کو اس نے قتل کیا تھا۔ مصعب نے انکی درخواست منظور کرلی۔ اور عبدالرحمن نے ابن شداد کی گردن ماردی۔ جب عباد کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم اگر مجھے تمھاری نیت کا علم ہوتا تو میں ابن شداد کو کسی اور کے حوالے کرتا کہ وہ اسے قتل کرڈالے۔ مگر مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم مصعب سے سفارش کرکے انھیں رہائی دلاؤگے۔

عبداللہ ابن شداد کا بیٹا بھی سامنے لایا گیا۔ اس کا نام بھی شداد تھا اور سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے موئے زیرناف چونے وغیرہ سے گرار کھے تھے، عباد نے حکم دیا کہ دیکھا جائے کہ آیا یہ بالغ ہے یا نہیں لوگوں نے کہہ دیا کہ ابھی بچہ ہے۔ اور اس طرح اس کی گلو خلاصی ہوئی۔

اسود بن سعید نے مصعب سے درخواست کی کہ اگر میرا بھائی اپنے کو ہمارے حوالے کردے تو اس کو امان دی جائے۔ اس کی درخواست منظور ہوئی۔ اسود اپنے بھائی کے پاس آیا اور کہاکہ تمھیں امان دی گئی ہے۔ اس نے اپنے کو حوالہ کرنے سے انکار کیا اور کہاکہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرنے کو تمھارے ساتھ جینے پر ترجیح دیتا ہوں۔ قیس اس کا نام تھا

یہ بھی قلعے سے نکالا گیا اور دوسرے اسیروں کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ بجیر بن عبداللہ المسلی جن کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موالیوں میں سے تھے۔ جب یہ مصعب کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ بجیر نے مصعب کو مخاطب کر کے کہا کہ "سب تعریف اسی خدا کے لئے ثابت ہے جس نے ہمیں قید کی مصیبت میں مبتلا کیا اور تمھیں یہ طاقت دی کہ تم ہمیں معافی دو۔ یہ دونوں وہ مرتبے ہیں کہ ایک سے اللہ کی خوشنودی اور دوسرے سے اس کی ناراضی حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص درگذر کر دیتا ہے اللہ تعالےٰ بھی اس سے درگذر کرتا ہے اور اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص سزا دیتا ہے وہ کبھی اس کے بدلے سے مامون نہیں رہ سکتا۔ اے ابن زبیر ہمارا تمھارا قبلہ ایک۔ مذہب ایک ہے۔ ہم ترک یا دیلم نہیں ہیں۔ بالفرض اپنے ہموطن بھائیوں سے ہم نے مخالفت کی بھی تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا ہم راستی پر تھے اور وہ غلطی پر یا اس کے برعکس پھر ہم آپس میں جنگ وجدال میں مصروف ہو گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ اسی طرح اس سے پہلے اہل شام اور اہل بصرہ اختلاف رائے کی وجہ سے باہمی جدال وقتال میں مصروف رہے اور پھر صلح بھی کر لی۔ اور اتحاد کر لیا۔ اب آپ ہمارے مالک ہیں، معاف کیجئے، اور ہماری قسمتیں آپ کے ہاتھ میں ہیں درگذر کیجئے۔

بجیر اسی طرح عاجزی سے رحم کی درخواست کرتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگوں پر اور خود مصعب پر اس کا اثر پڑا اور انھوں نے سب کے چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث اٹھے اور کہنے لگے کہ آپ ان سے درگذر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا یا تو آپ ہمیں اپنا بنالیں یا ان کو۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی بھی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے باپ اور بنی ہمدان کے پانسو آدمی مارے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے خاندان کے تمام بڑے بڑے لوگ اور دوسرے شہر والے ان کے ہاتھوں مقتول ہوئے ہیں باوجود اس کے آپ انھیں یوں ہی چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا خون ان کے تلووں میں بہ رہا ہے یا آپ ہمیں اپنا بنالیں یا انھیں۔

اسی طرح ہر قبیلے اور خاندان والے جن کے عزیز و اقارب مارے گئے تھے اٹھے اور یہی مطالبہ پیش کرنے لگے۔

جب مصعب نے اپنی فوج کا یہ رنگ دیکھا قیدیوں کے قتل کر دینے کا حکم دیدیا۔

اس حکم کے سنتے ہی تمام قیدی بآواز بلند کہنے لگے کہ اے ابن زبیر آپ ہمیں قتل نہ کیجئے۔ بلکہ جب آپ کی اہل شام سے جنگ ہو تو اپنے مقدمۃ الجیش پر آپ ہمیں متعین کر دیجئے۔ کیونکہ خدا کی قسم جب اہل شام سے آپ کا مقابلہ ہوگا تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی اور آپ کے فوج والوں کی ایسی حالت نہیں کہ ہماری مدد کی اس وقت ضرورت نہو۔ اگر ہم مارے بھی جائیں گے تو انھیں اس قدر کمزور کردیں گے کہ آپ آسانی سے ان پر غلبہ حاصل کرلیں۔ اور اگر ہم فتحمند ہوئے تو اس فتح کے فوائد سے آپ اور آپ کے ہمراہی متمتع ہوں گے ؛

مصعب نے ان کی ایک نہ سنی اور رائے عامہ کی پیروی کی۔ اس پر بجیر المسلی نے کہا کہ یہ میری ایک آرزو ہے اسے آپ منظور کریں۔ کہ میں ان دوسرے قیدیوں کے ساتھ نہ مارا جاؤں کیونکہ میں نے انھیں حکم دیا تھا کہ تلواریں لے کر کھلے میدان میں آخری دم تک دشمن کا مقابلہ کرو اور عزت سے جان دو۔ مگر ان لوگوں نے میرے حکم کا اتباع نہیں کیا۔ چنانچہ بجیر سب سے پہلے قتل کیا گیا ؛

مسافر بن سعید بن نمران نے مصعب سے کہا کہ اے ابن زبیر جب تم خداوند عالم کے سامنے جاؤ گے تو اس کا کیا جواب دوگے کہ تم نے مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کو جنھوں نے اپنی قسمت تمھارے سپرد کردی تھی اس بے رحمی سے قتل کرڈالا۔ انصاف تو یہ ہے کہ ایک مسلم کی جان ایک مسلم کے بدلے کے علاوہ نہ لی جائے اس لیئے جس قدر آدمی ہم نے تمھارے قتل کئے ہیں اتنے ہی تم ان کے عوض ہمارے قتل کرڈالو مگر باقی جو بچیں انھیں تو رہا کردینا چاہیئے۔ ہم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ہماری تمھاری جنگ میں کبھی ایک مرتبہ بھی شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ پہاڑی اور میدانی علاقے میں لگان وصول کرنے اور راستے کی حفاظت میں مشغول تھے۔ مگر مصعب نے ان کی اس درخواست پر مطلقاً کان نہیں دھرا ؛

مسافر نے کہا کہ خدا اس جماعت کا برا کرے باوجودیکہ میں نے ان سے کہا کہ رات کے وقت قلعے سے نکل چلو اور سڑکوں کے پہرہ داروں کو قتل کرکے اپنے قبائل میں ملجاؤ۔ مگر انھوں نے میرا حکم نہ مانا۔ مجھے مجبور کیا کہ اس انتہائی ذلت وخواری کی حالت کو قبول کروں۔ انھوں نے ذلیل غلاموں کی موت کو باعزت موت پر ترجیح دی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے خون کو ان کے خون سے نہ ملائیں۔ چنانچہ انھیں اوروں سے پہلے ایک سمت لے جاکر قتل کردیا گیا ؛

مصعب کے حکم سے مختار کی کف دست قطع کیئے گئے اور مسجد کے پہلو میں کیلوں سے ٹھونک کر نصب کر دیے گئے۔ ایک عرصے کے بعد حجاج ابن یوسف کی اس پر نظر پڑی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مختار کی کف دست ہیں۔ اس پر اس نے حکم دیا کہ اتار دیجائیں۔

مصعب نے اپنے عاملوں کو علاقۂ کوہستانی اور میدانی کی طرف روانہ کر دیا مصعب نے ابن الاشتر کو ایک خط لکھا جس میں انھیں دعوت دی کی تم میری اطاعت کر لو۔ اور اگر تم میری دعوت کو قبول کر کے میری اطاعت منظور کرتے ہو تو شام کا ملک تمہیں دیدیا جائے گا۔ رسالے کے سردار بنا دئے جاؤ گے۔ اور مغرب الاقصیٰ کا وہ تمام علاقہ جس پر تم نے تسلط کر لیا ہے بدستور تمھارے ہی حیطۂ اقتدار میں رہے گا۔ جب تک کہ خاندان زبیرؓ میں حکومت ہے ؛

دوسری جانب سے عبد الملک بن مروان نے بھی ابن الاشتر کو اسی مضمون کا ایک خط بھیجا اور لکھا کہ تم میری اطاعت قبول کرتے ہو تو تمام علاقۂ عراق تمھارے قبضۂ تصرف میں دیدیا جائے گا ؛

ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا اور اس معاملہ میں ان کا مشورہ طلب کیا بعض لوگوں نے ابن زبیر کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیا۔ بعضوں نے عبد الملک کے حق میں رائے دی ؛

ابن الاشتر نے کہا کہ اگر عبید اللہ بن زیاد اور اہل شام کے دوسرے سرداروں کو میں نے قتل نہ کیا ہوتا تو میں عبد الملک کی دعوت قبول کر لیتا۔ علاوہ بریں میں اسے بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے شہر یا قبیلے پر دوسرے کو ترجیح دوں ؛

ابن الاشتر نے مصعب کی دعوت منظور کر لی۔ مصعب نے انھیں لکھا کہ میرے پاس آؤ۔ ابراہیم گئے اور حلف اطاعت بھی اٹھایا ؛

مصعب نے جو خط ابراہیم کو لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے :-

"اللہ تعالےٰ نے جھوٹے دعویدار مختار کو اس کے کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ ان کے طرفداروں کا بھی جن کا طرز عمل کفر کی حد تک پہنچ چکا تھا اور جادو سے شعبدہ بازیاں کرنے لگے تھے یہی حشر ہوا۔ اب میں تمھیں اللہ کی کتاب۔ اس کے نبی کی سنت اور امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم اس دعوت کو قبول کر و تو میرے پاس آجاؤ ملک جزیرہ اور تمام مغرب الاقصیٰ جب تک تم زندہ ہو اور حکومت خاندان زبیر میں ہے

تمھارے ہی زیر نگین کر دئے جائیں گے۔ اس وعدے کے ایفا کے لیے ہم خدا سے عہد کرتے ہیں یہ عہد ان معاہدات سے جو خدا نے نبیوں سے لیا تھا زیادہ موثر ہے۔ والسلام"۔

اسی طرح عبدالملک بن مروان نے جو خط ابراہیم کو بھیجا تھا وہ بھی حسب ذیل ہے:۔

"حمد و صلواۃ کے بعد تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آل زبیر نے ائمۂ ہادیین کے خلاف بغاوت برپا کی اور مستحقین حکومت سے اقتدار سلب کر لیا۔ کعبۃ اللہ میں خلاف شرع کارروائیاں کیں۔ اللہ تعالےٰ ان پر قابو پا کر سخت ذلت و عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ میں تمھیں اللہ اور اسکے رسول کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر میری دعوت تم نے منظور کر لی تو جب تک میں اور تم زندہ ہیں عراق کی عنان حکومت تمھارے سپرد کر دی جائے گی تمھیں یہ حق ہو گا کہ مجھ سے یہ وعدہ بطور اپنے حق کے ایفا کراؤ میں اللہ کے سامنے بھی یہی عہد کرتا ہوں"۔

ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے یہ خط سنایا۔ اور پوچھا کہ مجھے کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ کسی نے عبدالملک کے حق میں اور کسی نے ابن زبیر کے حق میں رائے دی اس پر ابراہیم بولے کہ میری ذاتی رائے بھی یہی ہے کہ اہل شام کا اتباع کروں۔ مگر یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ شام میں جس قدر قبائل سکونت پذیر ہیں ان میں کوئی بھی تو ایسا نہیں کہ جسے میرے ہاتھوں گزند نہ پہنچا ہو اور اس کا خونبہا میرے ذمے نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں اپنے شہر اور قبیلے کو کسی حالت تیں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ابراہیم نے مصعب کی طرف رخ کیا جب مصعب کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے مہلب کو اپنے مستقر پر بھیج دیا۔

یہ اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب مہلب دریائے فرات پر آ کر خیمہ زن ہوا۔

مصعب نے ام ثابت بنت سمرۃ بن جندب اور عمرۃ بنت النعمان بن بشیر الانصاری کو اپنے سامنے بلایا۔ یہ دونوں مختار کی بیویاں تھیں ان سے پوچھا کہ مختار کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ ام ثابت نے جواب دیا کہ جس معاملے میں ہم سے رائے لی جا رہی ہے اس کے متعلق ہمارے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں کہ آپ کی رائے کی تائید کریں۔ یہ سن کر مصعب نے اسے رہائی دیدی۔ مگر عمرہ نے کہا مختار خدا کے نیک بندوں میں تھے اللہ تعالےٰ اپنا رحم و کرم ان کے شامل حال کرے۔ اس جواب پر مصعب نے اسے جیل خانہ بھیجدیا۔ اور ان کے معاملے میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کو لکھا کہ یہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ مختار ایک نبی تھے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے

اس کے جواب میں حکم دیا کہ انھیں جیل خانے سے نکال کر قتل کر ڈالو۔ چنانچہ رات گئے ان کو حیرہ اور کوفے کے درمیان لائے مسطر نے تلوار کے تین ہاتھ ان کے رسید کیے۔ یہ شخص بنی قفل متعلقہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کا شاگرد پیشہ تھا۔ اور پولیس کے ہمراہ رہا کرتا تھا عمرہ نے اپنے قبیلے عزیزوں اور باپ وغیرہ کو مدد کے لیے حسب دستور عرب پکارا۔ ابان بن لقمان بن بشیر نے یہ فریاد سنی۔ فوراً مسطر کی طرف جھپٹا اور ایک تھپڑ اس کے رسید کیا۔ اور کہا حرامزادے تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے دست راست کو قطع کردے گا مسطر نے ابان کو پکڑ لیا۔ اور اسے مصعب کے پاس لایا ابان نے کہا کہ میری ماں مسلمان تھیں۔ بنی قفل اس پر شاہد ہیں۔ مگر کسی شخص نے اس کے بیان کی تصدیق نہیں کی مصعب نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نے ایک ایسا واقعہ ناگاہ دیکھا تھا جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

مصعب کی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ مصعب نے انھیں سلام کیا۔ اور کہا میں آپ کا بھتیجا مصعب ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا جی ہاں آپ ہی نے سات ہزار مسلمانوں کو ایک دن میں قتل کیا ہے۔ جب تک جیتے ہو جیو۔ مصعب کہنے لگے کہ وہ سب کے سب کافر اور جادوگر تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمانے لگے کہ اگر اپنے باپ کی میراث میں سے بھی تم نے اس قدر بھیڑ بکریاں ذبح کی ہوتیں تو یہ بھی اسراف میں داخل ہوتا۔

سوید بن غفلہ علاقۂ نجف میں سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے پیچھے سے اپنی کمر کے سہارے کی لکڑی سے ان کے ہولا دیا۔ انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس شخص نے کہا کہ بتاؤ شیخ کے متعلق کیا رائے ہے۔ سوید نے دریافت کیا کہ کون سے شیخ کے متعلق دریافت کرتے ہو۔ اس نے کہا علیؓ ابن ابی طالب۔ سوید کہنے لگے میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علیؓ کو اپنے کان۔ آنکھ۔ دل اور زبان سے محبوب رکھتا ہوں۔ دوسرا شخص بولا تم گواہ رہو کہ میں انھیں اپنی آنکھ۔ کان۔ دل اور زبان سے ناپسند کرتا ہوں۔ یہ دونوں چلتے چلتے کوفے آئے اور علیحدہ ہوگئے۔ اس واقعے کو کئی سال یا ایک عرصہ گزر گیا۔ سوید ایک روز مسجد اعظم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص عمامہ باندھے مسجد میں آیا اور ایک ایک شخص کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ اسی طرح دیکھتے دیکھتے ہمارا انہوں پر اس کی نظر پڑتی ان لوگوں کی ڈاڑھیاں تمام جماعت میں بہت ہی کتر داں اور تھوڑی تھوڑی تھیں۔ یہ اجنبی انھیں ہمارا انہوں میں آکر بیٹھ گیا۔ سوید بھی ان لوگوں میں شامل ہوگئے۔ لوگوں نے

اُس شخص سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اُس نے کہا کہ میں تمہارے نبی کے اہل بیت کے پاس سے آیا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا لائے ہو۔ اُس نے کہا کہ یہ موقع اس کے اظہار کا نہیں ہے۔ کل فلاں مقام پر آؤ تو بتاؤں ؎

دوسرے روز سعید بھی اور لوگوں کے ساتھ اُس کے پاس پہنچے۔ اس شخص نے ایک خط نکالا جس کے نیچے سیسے سے مہر ثبت تھی۔ ایک لڑکے کو یہ خط دیا اور کہا کہ اسے پڑھو۔ یہ شخص خود جاہل تھا لکھنا نہیں جانتا تھا۔ لڑکے نے خط پڑھا جس میں لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط مختار بن ابی عبید کے لئے وصی آل محمدؐ نے لکھا ہے۔ اس کے بعد اور باتیں تھیں جب یہ سنائی گئیں تو تمام جماعت زار و قطار رونے لگی۔ اس شخص نے لڑکے سے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ تاکہ یہ لوگ اپنی گریہ وزاری سے ذرا سنبھل جائیں۔ یہ حالت دیکھ کر سوید سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص مجھے نجف کے راستے میں ملا تھا اور یہ واقعہ میرے اور اس کے درمیان پیش آیا تھا۔ لوگوں نے ان کے بیان کو کچھ اچھا نہ سمجھا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے بیان سے تمہارا انکار کرنا ضرور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تم آل محمدؐ کی جانب سے ہمارے خیالات کو دوسری طرف متوجہ کرنا اور اُس صحائف آسمانی پھاڑنے والے ذلیل وکمین شخص کی حمایت پر آمادہ کرنا چاہتے ہو۔ اس پر سوید نے ہمدانیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ میں ہرگز تم سے کوئی ایسی بات بیان نہیں کروں گا کہ جسے خود میرے کانوں نے حضرت علیؓ سے نہ سنا ہو یا جسے میرے دل نے یاد نہ رکھا ہو۔ میں نے خود حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا کہ عثمانؓ کو صحائف کا پھاڑنے والا مت کہو۔ خدا کی قسم انھوں نے جو کچھ کیا ہم اصحاب رسول اللہ صلعم کے مشورے سے کیا ہے۔ اگر یہ کام میرے سپرد کیا جاتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ ہمدانی کہنے لگے کہ کیا خود تم نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا ہے۔ سوید نے جواب دیا کہ بلاشک میں نے یہ خود انھیں سے سنا ہے ؎

اب لوگ اس شخص کے پاس سے دور ہو گئے۔ اس پر اس شخص نے غلاموں کا رُخ کیا اور ان سے طالب اعانت ہوا۔ اور خیر پھر جو کچھ اس نے کیا کیا ؎

مختار کے متعلق واقدی کا بیان اس بیان سے ذرا مختلف ہے۔ واقدی کہتا ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت کا اظہار اس وقت کیا ہے جب کہ مصعب بصرہ آچکے تھے مصعب مختار کی طرف بڑھے اور جب اس کا علم مختار کو ہوا تو اس نے احمر بن شمیط البجلی کو مصعب کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ مقام مذار پر مصعب کی فوج سے لڑو۔

اس لیئے واقدی کے نزدیک یہ فتح مقام مذار پر حاصل ہوئی ؛

مختار کے اس حکم دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس سے کہا گیا تھا کہ مقام مذار پر بنی ثقیف کے ایک شخص کو عظیم الشان فتح حاصل ہو گی۔ اس سے مختار یہ سمجھا کہ یہ پیشین گوئی میرے لیئے کہی گئی ہے حالانکہ اس کا اشارہ حجاج بن یوسف کی طرف تھا۔ جب وہ عبد الرحمٰن بن الاشعث سے اُسی مقام پر بعد اس کے لڑا ہے ؛

مصعب نے عُبادِ الحبطی اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کو حکم دیا کہ تم مختار کی فوج کیطرف جاؤ۔ عباد آگے بڑھا۔ اُس کے ہمراہ عبید اللہ بن علی بھی تھے۔ مصعب دریائے فرات کے کنارے نہر بصریین پر ٹھیر گئے۔ اس مقام پر ایک نہر کھودی گئی اسی وجہ سے اس کا نام نہر البصریین رکھا گیا۔ مختار بیس ہزار فوج کے ساتھ مصعب کے مقابل صف آرا ہو گیا دوسری جانب سے مصعب مع اپنے ہمراہیوں کے آگے بڑھے۔ مختار شام ہونے تک اپنے مدمقابل کی طرح فوج کی ترتیب میں مصروف رہا۔ جب رات ہو گئی اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جب تک "یا محمد" کوئی منادی بآواز بلند نہ پکارے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور جس وقت یہ لفظ تم سنو فوراً دشمن پر حملہ کر دینا۔ یہ حکم سن کر مختار کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ خدا کی قسم مختار محض جھوٹا شخص ہے۔ یہ شخص مع اپنے ہمراہیوں کے چپکے سے مصعب کی جماعت میں جا ملا ؛

جب چاندنی اچھی طرح پھیل گئی مختار نے ایک نقیب کو حکم دیا کہ "یا محمد" بآواز بلند پکارو۔ اس آواز کے سنتے ہی مختار کی فوج مصعب کی فوج پر ٹوٹ پڑی۔ انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ یہانتک کہ خود مصعب کو اپنے فوجی قیام گاہ تک ہٹنا پڑا۔ تمام شب اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ مختار نے اپنے آپ کو تنہا پایا۔ اُس کے ہمراہی مصعب کی فوج میں خلط ملط ہو گئے تھے۔ مختار شکست کھا کر پیچھے ہٹا اور کوفہ کے قصر میں چلا آیا صبح کو مختار کے ساتھی جب واپس آئے تو بہت دیر تک کھڑے رہے۔ جب دیکھا کہ مختار نہیں ہے تو انھوں نے خیال کیا کہ مارا گیا۔ پھر کیا تھا جن سے بھاگا جا سکا وہ بھاگ گئے اور کوفہ کے مکانوں میں چھپ گئے۔ آٹھ ہزار نے کوفہ کے قصر کا رخ کیا۔ کوئی دشمن مقابلے کے لیئے نہیں تھا۔ مختار پہلے سے قصر میں داخل ہو چکا تھا۔ یہ لوگ بھی ان کے ہمراہ قصر بند ہو گئے اس رات کی جنگ میں مختار کی فوج نے مصعب کی فوج میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا تھا

محمد بن الاشعث بھی اسی رات مارے گئے۔ صبح کے وقت مصعب بھی آگے بڑھے اور قصر کا محاصرہ کرلیا۔ چار ماہ تک محاصرہ قائم رہا۔ اس دوران میں مختار روزانہ قصر سے نکل کر کوفہ کے بڑے بازار کی ایک سمت میں مصعب کی فوج سے لڑتا مگر ان کا کچھ بگاڑ نہ سکتا یہانتک کہ مختار میدان جنگ میں کام آگیا۔

جب مختار مارا گیا تو قصر کے دوسرے محصورین نے مصعب سے امان طلب کی مصعب نے امان دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ بغیر کسی شرط کے خود آپ کو ہمارے حوالے کردو۔ جب ان لوگوں نے ہتھیار ڈالدیئے تو مصعب نے تقریباً سات سو عرب اور بقیہ جس قدر اہل عجم تھے سب کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔

پہلے مصعب کا یہ ارادہ ہوا کہ عربوں کو چھوڑ دیں اور صرف عجمیوں کو قتل کرڈالیں مگر اُن کے مصاحبین نے اس طرز عمل سے انھیں روکا اور کہا کہ اگر آپ عربوں کو چھوڑ دیں گے اور صرف عجمیوں کو قتل کرڈالیں گے حالانکہ مذہب تو سب کا ایک ہی ہے آپ فتح حاصل نہیں کرسکینگے خیر پھر مصعب نے یہی کیا کہ عربوں کو سب سے پہلے قتل کرڈالا۔

ان محصورین کے متعلق مصعب نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور ایسے ہی دوسرے لوگوں نے جنکے عزیز و اقارب مختار کے ہاتھوں مارے گئے تھے کہا کہ ان سب کو قتل کردینا چاہیے۔

اس تجویز کو سن کر بنی ضبہ بہت گھبرائے اور کہا کہ منذر بن حسان کی جان بخشی کیجائے عبید اللہ بن الحر نے کہا کہ اے امیر جتنے قیدی آپ کے قبضے میں ہیں ان سب کو ان کے خاندان والوں کے سپرد کردیجیے۔ اس طرح آپ ان خاندانوں پر ان کی جان بخشی کرکے احسان کریں گے۔ اگر انھوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو ہم نے بھی انھیں قتل کیا۔ پھر جب ہماری سرحد پر جنگ ہوگی تو ہمیں ان کے نہونے سے ضرر پہنچے گا۔ ان قیدیوں میں جو غلام ہیں انھیں ان کے آقاؤں کے سپرد کردینا چاہیے۔ تاکہ یہ ہمارے بعد ہمارے یتیم بچوں بیواؤں اور بوڑھے اعزا کا کام کاج کریں۔ البتہ یہ آزاد غلام جس قدر ہیں انھیں قتل کرڈالیے کیونکہ یہ سخت ناشکرے اور مغرور ہیں۔

مصعب ہنسے اور احنف سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے احنف نے کہا کہ زیاد نے مجھ سے اسی قسم کی خواہش کی تھی۔ مگر میں نے نہ مانا۔ آپ سب کو بلا لحاظ

قتل کر ڈالیئے۔ چنانچہ مصعب نے حکم دے دیا کہ تمام قیدی قتل کر ڈالے جائیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور چھ ہزار نفوس اس جوش انتقام کے نذر ہو گئے*

مختار بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک ۶۷ھ بعمر ۶۷ سال قتل کیا گیا۔ اب مصعب مختار کے قبضے سے فارغ ہو گئے اور ابراہیم بن الاشتر بھی ان کا طرفدار بن گیا۔ وہ خود کوفہ میں اقامت پذیر رہے۔ اور موصل۔ جزیرۂ آذربائیجان اور آرمینیا کی طرف مہلب بن ابی صفرہ کو روانہ کیا*

اسی ۶۸ھ میں عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ مصعب کیوں اور کس طرح معزول ہوئے اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ایک بیان تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مصعب بصرہ کے گورنر تھے جب مختار کے مقابلہ کے لیئے میدان جنگ کی طرف چلے تو بصرہ پر عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ مختار کے قتل کے بعد مصعب عبداللہ بن زبیر کے پاس آئے۔ ابن زبیر نے نہ صرف انھیں اپنے عہدے سے برطرف کر دیا بلکہ اپنے پاس نظربند بھی کر لیا۔ اور یہ عذر پیش کیا کہ باوجودیکہ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ تم حمزہ سے کہیں زیادہ عہدۂ گورنری کے مستحق اور اہل ہو مگر میرے سامنے حضرت عثمانؓ کی مثال موجود ہے کہ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری جیسے شخص کو برطرف کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو گورنر مقرر کر دیا*

حمزہ بصرہ کے گورنر بنا کر بھیج دیئے گئے۔ یہ اگرچہ بڑے سخی تھے مگر مزاج میں استقلال نہ تھا۔ ان کی سخاوت بعض مرتبہ حد سے تجاوز کر جاتی کہ جو چیز ان کے پاس ہوتی سب دے ڈالتے اور دوسری دفعہ اس قدر بخل کرنے لگتے کہ اس کی نظیر نہ ملتی۔ بصرہ میں ان سے بعض خفیف اور سبک حرکتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک روز حمزہ بصرہ کے تالاب پر گئے اور کہنے لگے کہ اگر لوگ احتیاط کریں تو اس کا پانی گرمیوں میں بھی باقی رہے اور لوگوں کے کام آئے کچھ عرصے کے بعد پھر تالاب کی طرف سوار ہو کر گئے۔ تالاب کے پانی کو گھٹا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ پہلے ایک دن میں نے اسے دیکھا تھا تو کہہ دیا تھا کہ یہ ہرگز کافی نہیں ہو سکتا۔ اس پر احنف نے کہا کہ اسکا پانی اسی طرح پہلے بڑھ جاتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے*

ایک روز حمزہ اہواز گئے۔ اس کا پہاڑ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ مکہ کے کوہ قعیقعان کے مشابہ ہے۔ اس بنا پر اس کا بھی نام قعیقعان رکھ دیا گیا*

حمزہ نے مردان شاہ کو اپنے وکیل کے ذریعے خراج ادا کرنے کا حکم دیا۔ مردان شاہ نے اس میں کچھ تساہل کیا حمزہ نے اسے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں قتل کر ڈالا۔ اس پر احنف نے کہا کہ امیر کی تلوار کس قدر تیز ہے ؛

حمزہ نے بصرہ میں بہت بدنظمی پیدا کردی۔ اور جو کچھ بدعنوانیاں ان سے سرزد ہوئیں وہ ہوئیں۔ انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ عبدالعزیز بن بشر کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا احنف نے اس واقعے کی ابن زبیر کو اطلاع کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مصعب پھر اپنے سابق عہدہ پر فائز کر دئیے جائیں ؛

یہ حمزہ وہی ہیں جنھوں نے عبداللہ ابن عمیر اللیثی کو بحرین میں خارجیوں کے مقابلہ پر جنگ کرنے کے لیئے متعین کیا تھا ؛

جب ابن زبیر نے حمزہ کو موقوف کر دیا تو یہ بصرہ کے خزانے سے بہت سا روپیہ لے کر چلے۔ مالک بن مسمع نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ تم ہماری تنخواہوں کی رقم بھی لیئے جا رہے ہو۔ اس طرح ہم تمھیں نہیں جانے دیں گے۔ جب عبید اللہ بن عبداللہ بن معمر نے ادائی روزینہ کی ضمانت کی۔ مالک خاموش رہے۔ اور حمزہ اس روپے کو لے کر اپنے باپ کے پاس بھی نہیں گئے بلکہ سیدھے مدینہ چلے گئے۔ مدینہ پہنچکر اس روپے کو کئی شخصوں کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ مگر اور سب لوگ اس روپے کو لے کر چلتے ہوئے۔ البتہ ایک یہودی نے اپنی امانت واپس کردی ؛

عبداللہ ابن زبیر کو ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کہ خدا اسے دور کرے۔ میں چاہتا تھا کہ حمزہ کی وجہ سے میں بنی مروان پر فخر کروں گا مگر وہ ہی نکما نکلا ؛

مصعب کی موقوفی اور بحالی کے اسباب اور واقعات واقدی نے جو بیان کیئے ہیں وہ اس بیان سے قدرے مختلف ہیں۔ ان کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب مصعب نے کوفہ پر فتح پائی تو ایک سال کوفہ میں مقیم رہے کیونکہ بصرے سے انھیں موقوف کرکے عبداللہ ابن زبیر نے اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر مقرر کر دیا تھا۔ ایک سال اس طرح گزار نیکے بعد مصعب اپنے بھائی کے پاس مکہ میں آئے۔ ابن زبیر نے انھیں پھر بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مختار کی جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصعب کوفہ پر حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کو حاکم مقرر کرکے خود بصرہ چلے آئے تھے۔ ایک بیان یہ ہے کہ مختار کے

قتل کے بعد کوفہ اور بصرہ دونوں مصعب ہی کے زیر نگرانی رہے ؎

اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کو حج کرایا۔ مصعب اس وقت انکی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے، اگرچہ اس امر میں اختلاف ہے کہ اس وقت بصرہ پر کون حاکم تھا؟ اس وقت کوفہ کے قاضی عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن مروان شام کے مالک تھے اور عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے ؎

۶۸ھ کے واقعات

اسی سال عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو دوبارہ عراق کا گورنر مقرر کرکے روانہ کیا۔ برطرفی کے بعد ان کی بحالی کے واقعات و اسباب کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مصعب جب دوبارہ عراق کے گورنر مقرر ہوئے تو پہلے بصرہ آئے اور حارث بن ربیعہ کو کوفہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا۔ اسی سال میں خارجی فارس سے عراق واپس آگئے۔ بڑھتے بڑھتے کوفہ تک پہنچ گئے اور مدائن میں داخل ہوگئے ؎

"خارجیوں کا فارس سے واپس آنا"

اہواز میں مہلب کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد خارجی فارس۔ کرمان اور مضافات اصفہان میں مقیم تھے۔ جب مہلب موصل اور اس کے مضافات کے حاکم بنا کر بھیجے گئے۔ تو ان کی جگہ مصعب نے عمر بن عبداللہ بن معمر کو فارس کا حاکم مقرر کیا۔ خارجیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور زبیر بن الماحوز کی سرکردگی میں عمر بن عبیداللہ پر ٹوٹ پڑے۔ مقام سابور پر عمر بن عبیداللہ نے خارجیوں سے مقابلہ کیا اور ایک شدید جنگ کے بعد نمایاں فتح حاصل کی۔ البتہ اس جنگ میں خارجیوں کے زیادہ لوگ قتل نہیں ہوئے اور وہ بہت باقاعدگی اور ترتیب سے پسپا ہوگئے۔ اس جنگ کے بعد انھیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔ اور کوئی مزاحمت ان کی نہیں کی گئی۔ اس کے متعلق عمر بن عبیداللہ نے حسب ذیل خط مصعب کو لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے خارجیوں کو (جو کہ دین سے نکل گئے ہیں اور اپنی غرض کے بندے ہیں) جالیا۔ اور دن کے وقت کچھ عرصے تک مسلمانوں کے ساتھ ان سے شدید جنگ کی۔ ہم نے اللہ کی مدد سے ان کے چہروں اور پشتوں پر سخت ضربیں لگائیں اور انھیں بھگا دیا۔ کچھ ان میں سے مارے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگے۔ میں اس عریضے کو آپ کی خدمت میں گھوڑے پر بیٹھا ہوا لکھ رہا ہوں اور دشمن کے تعاقب میں چلا جا رہا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ اگر خدا نے چاہا تو انھیں اچھی طرح ان کے کیفر کردار کو پہنچا دوں گا۔

عمر بن عبید اللہ نے ان کا تعاقب جاری رکھا۔ مگر خارجی بچ کر نکل گئے اور اصطخر پہنچے۔ عمر بن عبید اللہ پھر ان کی جانب بڑھے۔ طمستان کے پل پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ایک شدید جنگ کے بعد جس میں عمر بن عبید اللہ کا بیٹا بھی کام آیا عمر کو فتح نصیب ہوئی۔ خوارج نے طمستان کے پل کو توڑ ڈالا۔ اور اصفہان اور کرمان کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ یہاں انھوں نے اپنے نقصانات کی تلافی کی۔ اور جب ان کی قوت و تعداد بڑھ گئی تو پھر فارس کی طرف آئے۔ عمر بن عبید اللہ بن معمر اس وقت بھی فارس کے گورنر تھے۔

اس مرتبہ خوارج نے اُس راستے کو چھوڑ کر جو انھوں نے سابور پر حملہ کرنے کے وقت اختیار کیا تھا دوسرے راستے سے فارس کو طے کیا اور اس مرتبہ ارجان کی سمت چلے۔ عمر بن عبید اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ خوارج کا رخ اس وقت بالا بالا البصرہ کی جانب ہے انھیں یہ خوف پیدا ہوا کہ میرے اس طرز عمل کو مصعب کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ لہٰذا وہ نہایت سرعت سے ان کے پیچھے چلے۔ جب ارجان آئے تو انھیں معلوم ہوا کہ خوارج یہاں سے آگے بڑھ کر اہواز کی سمت جا رہے ہیں۔ دوسری طرف مصعب کو بھی ان کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ اور انھوں نے بڑے پل پر فوج کی صف آرائی کی۔

مصعب نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ عمر بن عبید اللہ کو فارس کا گورنر مقرر کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہوا حالانکہ جو فوج میں نے ان کے ساتھ روانہ کی ہے اُسے ماہ بماہ تنخواہ دیجاتی ہے اور ہر سال انھیں انعام و اکرام ملتے رہتے ہیں بلکہ اس مقررہ سالیانہ کے علاوہ بھی میں انھیں دیتا رہتا ہوں۔ اور یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خوارج اس کے علاقے کو طے کرکے مجھ پر بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے لیئے ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے

مزید امدادی فوج بھی اس کے پاس بھیجی ہے۔ اگر عمر ابن عبید اللہ نے خوارج سے جنگ کی ہوتی اور ان کے مقابلے سے بھاگ گئے ہوتے تو بھی ان کے پاس میرے سامنے پیش کرنیکے لیے ایک عذر ہوتا۔ حالانکہ میدان جنگ سے بھاگنا نہ تو کوئی اچھا فعل ہے اور نہ بطور عذر کے قبول کیا جاسکتا ہے ؛

خوارج زبیر بن الماحوز کے ساتھ بڑھتے بڑھتے اہواز تک پہنچ گئے۔ یہاں انکے جاسوسوں نے انہیں اطلاع دی کہ عمر بن عبید اللہ تمہارے پیچھے چلے آرہے ہیں اور مصعب بن زبیر بصرہ سے تمہارے مقابلے کے لیئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس خطرے کو محسوس کرکے زبیر بن الماحوز خطبے کے لیئے کھڑا ہوا۔ حمد وثنا کے بعد زبیر بن الماحوز نے اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا کہ دو دشمنوں کے درمیان واقع ہونا ہمارے لیئے نہایت خطرناک ہے۔ اس لیئے ہمیں فوراً ایک طرف اپنے دشمن سے نبٹ لینا چاہیئے ؛

زبیر بن الماحوز اپنی فوج کو لے کر چلا۔ علاقۂ جوخی کو طے کرتا ہوا نہر دانات پر آیا۔ اور یہاں سے دریائے دجلہ کے کنارے کنارے مدائن پر آ دھمکا۔ کردم بن مرثد بن نجبۃ الفزاری مدائن کا حاکم تھا۔ خوارج نے مدائن میں سخت غارت گری کی۔ بچوں۔ عورتوں اور مردوں کو قتل کرڈالا۔ اور حاملہ عورتوں کے رحموں کو چیر ڈالا۔ کردم نے راہ فرار اختیار کی ؛

خوارج ساباط میں آئے۔ اور تمام لوگوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ انھوں نے ربیعہ ابن ناجد کی لونڈی کو جس کے بطن سے ان کا ایک لڑکا تھا قتل کرڈالا۔ اسی طرح خارجیوں نے ابی یزید بن عاصم الازدی کی بیٹی نُبابۃ کو بھی تہ تیغ کیا۔ یہ قرآن کی حافظ تھیں اور اپنے زمانے میں سب سے زیادہ حسین عورت تھیں۔ جب خارجیوں نے تلواروں سے ان پر حملہ کیا تو انھوں نے کہا کہ صد افسوس! کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ مردوں نے عورتوں کو قتل کیا ہو۔ تم انہیں قتل کر رہے ہو جو تم پر ہاتھ نہیں اٹھاتیں تمھیں نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کرتیں۔ اور خود اپنے کو بھی وہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جن کی نشوونما زیوروں میں ہوئی اور جو جھگڑوں سے ہمیشہ علیحدہ رہی ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اسے قتل کرڈالو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر تم اسے چھوڑ دو۔ اس پر دوسرے بولے اے خدا کے دشمن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حسن کا جادو تجھ پر چلگیا ہے

تو کافر ہو گیا۔ یہ شخص ان لوگوں کے پاس سے ہٹ آیا۔ اور جب اونھیں یقین آگیا کہ وہ چلا گیا ہے
پھر حملہ کیا اور اس خاتون کو قتل کر ڈالا ✽

ریطہ بنت یزید کہنے لگیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالےٰ
خوش ہو گا۔ تم عورتوں اور بچوں کو اور ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے خلاف کوئی کارروائی
نہیں کی قتل کر رہے ہو۔ ریطہ یہ کہہ کر ہٹ گئیں۔ خارجی ان پر ٹوٹ پڑے۔ رواع ایاس
بن شریح کی بیٹی جو ان کی اخیافی بھائی کی بیٹی تھیں سامنے آگئیں۔ خارجیوں نے ان پر بھی
حملہ کیا اور سر پر تلوار کا وار لگایا۔ تلوار کی دھار رواع کے سر پر پڑی اور یہ دونوں زمین پر
گر پڑیں۔ ایاس بن شریح نے تھوڑی دیر خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر یہ بھی زیر کر لیئے گئے۔ اور
زمین پر گر پڑے خارجی انھیں مردہ سمجھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ زرین بن متوکل نامی ایک شخص
قبیلۂ بکر بن وائل کا اس جھڑپ میں زخمی ہوا۔ خارجی اس کے پاس سے ہٹ گئے۔ بنانہ بنت یزید
اور ربیعہ ابن ماجد کی ام ولد تو جاں بحق ہو گئیں باقی اور جانبر ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو
پانی پلایا۔ اپنے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ اور کرایہ کی سواریوں پر کوفہ چلے آئے ✽

رواع بنت ایاس نے کہا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کوئی بزدل آدمی نہیں دیکھا
جو ہمارے ساتھ تھا اور اس کی بیٹی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ جب ہم پر حملہ کیا گیا تو وہ ہمیں اور
خود اپنی بیٹی کو ہمارے پاس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسی طرح میں نے اس شخص سے زیادہ بہادر
نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا۔ مگر نہ ہم اسے پہچانتے تھے اور نہ وہ ہمیں۔ مگر پھر بھی دشمن نے
ہم پر حملہ کیا تو ہماری مدافعت میں لڑتا رہا۔ یہانتک کہ زمین پر زخمی ہو کر گر پڑا۔ یہی زرین ابن
متوکل البکری تھا۔ اس واقعے کے بعد یہ اکثر ہم سے ملنے آتا تھا اور دوستی رکھتا تھا۔ اس نے
حجاج کے دور امارت میں انتقال کیا۔ تمام عربوں نے اس کی موت کا رنج کیا یہ ایک
نیک آدمی تھا ✽

مصعب نے ابوبکر بن مخنف کو استان عال کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ جب حارث
بن ابی ربیعہ آگئے تو ابوبکر کو علٰحدہ کر دیا۔ مگر اس کے بعد پھر دوسرے سال انھیں کو اس
مقام کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب خارجی مدائن پر چڑھ آئے انھوں نے اپنی ایک جماعت کو
ابوبکر کے مقابلے کے لیئے روانہ کیا۔ صالح بن مخراق اس خوارج کی جماعت کا سردار تھا۔
مقام کرخ پر دونوں کی جنگ ہوئی۔ تھوڑی دیر جنگ ہونے کے بعد ایک دوسرے نے

پاپیادہ دست بدست جنگ کے لیئے آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوبکر اور دوسری طرف خارجی گھوڑوں سے اتر پڑے۔ ابوبکر۔ یساران کا آزاد غلام عبدالرحمٰن بن ابی جعال اور ایک اور شخص انھیں کے قبیلے کا میدان جنگ میں کام آئے۔ اور ان کے تمام دوسرے ساتھی شکست کھا کر منتشر ہو گئے ؂

جب خارجیوں کے حملے کی اطلاع کوفے والوں کو ہوئی وہ حارث ابن ابی ربیعہ کے پاس آئے۔ واویلا مچائی۔ اور ان سے کہا کہ آپ جنگ کے لیئے جائیں کیونکہ یہ خوارج ہمارے دشمن ہیں جو ہم پر مسلط ہو گئے ہیں۔ یہ رحم کا نام بھی نہیں جانتے۔ حارث مقابلے کیلیئے بڑھے مگر نہایت آہستہ آہستہ چلے۔ نخیلہ پہنچے۔ کئی روز تک اسی مقام پر قیام پذیر رہے اس پر ابراہیم بن الاشتر کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا کہ ہماری طرف ایسا دشمن بڑھا چلا آرہا ہے جس میں رحم نہیں ہے۔ مرد۔ عورت اور بچوں کو قتل کر رہا ہے۔ شاہراہوں کو خطرناک اور علاقے کو برباد کر رہا ہے اس لیئے آپ ہمیں لے کر ان پر حملہ کیجیئے۔ حارث نے پھر کوچ کا حکم دیا۔ اور کچھ اور چل کر دیر عبدالرحمن پر ڈیرے ڈال دیئے۔ اس قیام کے دوران ہی میں شبث بن ربعی بھی آملے اور انھوں نے بھی ان سے وہی کہا جو ابن الاشتر پہلے کہہ چکے تھے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ جب لوگوں نے محسوس کیا کہ یہ آگے بڑھنے میں جان بوجھ کر دیر لگا رہے ہیں تو ایک رجزیہ شعر میں طنزاً اس بات کو ظاہر کر دیا۔ اور اس طرح انھیں مجبور کر دیا کہ اس مقام سے آگے بڑھیں۔ غرض کہ جہاں کہیں حارث قیام پذیر ہوتا تھا اس قدر دیر لگاتا کہ لوگ تنگ ہو جاتے اور اس کے خیمے کے گرد طنزیہ جملہ کہتے۔ خدا خدا کر کے انہیں روز میں صراۃ پہنچا۔ دشمن کی دیکھ بھال اور گرداوری کرنے والی جماعتیں پہلے ہی اس مقام تک پہنچ چکی تھیں۔ دشمن کے مخبروں نے انھیں خبر دی کہ ایک جماعت تمہارے مقابلے کے لیئے آئی ہے انھوں نے اپنے اور مقابل فوج کے درمیان جو پل تھا اسے توڑ ڈالا۔ بنی سبیع کا ایک شخص سماک میں نرید نامی موضع جوبر میں سکونت پذیر تھا۔ یہ ذرا دیوانہ سا آدمی تھا خارجی اس کے گاؤں میں آئے۔ اسے اور اس کی بیٹی کو پکڑ لیا۔ اور اس کے سامنے اسے قتل کر ڈالا ام یزید اس کا نام تھا۔ اور اس نے خارجیوں سے کہا تھا کہ اے مسلمانو! میرا باپ دیوانہ ہے اسے قتل نہ کرو۔ اور میں ابھی لڑکی ہوں۔ میں نے کبھی کوئی برا فعل نہیں کیا۔ نہ اپنے ہمسایہ کو کبھی اذیت پہنچائی۔ بلکہ بالاخانے پر بھی نہیں چڑھی۔ خارجی اسے سامنے لائے تاکہ قتل کر ڈالیں

اس نے پھر چلانا شروع کیا کہ بتاؤ تو سہی کہ میرا کیا قصور کیا ہے؟ مگر خارجیوں نے یک لخت تلواروں سے اس پر وار کرنے شروع کیے وہ زمین پر مردہ یا بیہوش ہو کر گر پڑی اور پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

سماک بن یزید خوارج کے ہاتھوں میں قید تھے۔ جب صراۃ پر خوارج نے حملہ کیا تو یہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ان کے مقابل حکومت وقت کی فوج صف بستہ ہوئی تو سماک نے اپنی حمایتی فوج کی کثرت تعداد کو دیکھ کر چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ ان خوارج جمیعتوں کی تعداد بہت کم ہے تم دریا کو عبور کر کے ان پر ٹوٹ پڑو۔ اس پر خارجیوں نے اس فوج کے سامنے ہی اُس کی گردن ماردی۔ اور سولی پر لٹکا دیا۔

رات کے وقت اس فوج کے دو شخص دریا کے اُس پار پہنچے اور سماک کے لاشے کو سولی سے اتار کر سپرد خاک کر دیا۔

ابراہیم بن الاشتر نے حارث سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے ان کتوں تک پہنچوں اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے سر کاٹ کر آپ کے سامنے لاتا ہوں۔ اس پر شبث بن ربعی۔ اسماء بن خارجہ۔ یزید بن الحارث۔ محمد بن الحارث اور محمد بن عمیر نے کہا کہ اللہ امیر کو نیک صلاح دے۔ بہتر ہے کہ آپ خارجیوں سے تعارض نہ کریں اور خود جارحانہ کارروائی نہ کریں۔

یہ لوگ ابراہیم سے حسد کرتے تھے اس وجہ سے یہ رائے دی تھی۔

خارجیوں کو صراۃ کے پل پر پہنچکر معلوم ہوا کہ کوفے سے ایک فوج ان کے مقابلے کے لیے آئی ہے انھوں نے فوراً پل توڑ ڈالا۔ حارث نے بھی اس فعل کو غنیمت سمجھا اور اپنی جگہ رُکا رہا۔ پھر بیٹھ کر خطبہ شروع کیا۔ حسب معمول حمد و ثنا کے بعد کہا کہ جنگ کی ابتدا تیر اندازی سے کرنا پھر نیزہ بازی اور آخر میں تلواریں سونت کر دشمن سے دو دو ہاتھ کر لینا اور اس آخری مرحلے ہی میں وارا نیارا ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا خدا امیر کو نیک صلاح دے۔ آپ نے بیان تو خوب کیا ہے۔ مگر ہم اس پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتے جب تک کہ یہ دریا ہمارے اور انکے درمیان حائل ہے۔ ہمیں آپ حکم دیں کہ پھر پل بنائیں۔ اس کے بعد آپ ہمیں لے کر دریا کو عبور کر کے دشمن پر حملہ کریں پھر اللہ آپ کو ان کی وہ بری گت دکھا دیگا جس کی آپ کو تمنا ہے

پل کی ساخت کا حکم دیا گیا۔ پل بنا۔ اور فوج نے اسے عبور کر کے خوارج پر حملہ کیا۔ خارجی بھاگے۔ مدائن پہنچے۔ مسلمان بھی ان کے تعاقب میں مدائن پہنچے۔ خارجیوں کے رسالے کا ایک دستہ مسلمانوں سے مقابلے کے لیئے نکلا۔ اور پل کے قریب ایک معمولی سی جھڑپ ہوئی۔ خارجی مدائن سے بھی پیچھے ہٹے۔ حارث نے عبدالرحمن بن مخنف کو چھ ہزار سوار دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا تاکہ انھیں کوفے کے علاقے سے نکال دیں۔ اور جب وہ بصرے کے علاقے میں داخل ہو جائیں۔ ان کا تعاقب چھوڑ دیں ؁

عبدالرحمن حسب الحکم ان کے تعاقب میں چلے۔ اور جب خارجی کوفے کے علاقے سے نکل کر اصفہان کی طرف چلے عبدالرحمن واپس چلے آئے۔ نہ انھوں نے جنگ کی اور نہ کوئی اور جنگ ان کے اور خارجیوں کے درمیان اس تعاقب کے دوران میں ہوئی ؁

خارجیوں نے چلتے چلتے عتاب بن ورقہ پر مقام جیؔ[1] پر حملہ کر دیا۔ اور محاصرہ کر لیا عتاب نے قلعے سے نکل کر جنگ کی۔ مگر ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ خارجیوں نے عتاب کے ہمراہیوں پر شدید حملہ کر کے انھیں پھر شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا ؁

اصفہان اس زمانے میں اسمٰعیل بن طلحہ بن مصعب بن زبیر کی جاگیر میں تھا۔ اور عتاب اس کے حاکم تھے۔ عتاب صبر و سکون سے خوارج کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور ہر روز شہر سے نکل کر دروازۂ شہر کے سامنے خوارج سے جنگ کرتے اور فصیل پر سے تیر اور پتھروں کا مینھ برساتے رہتے ؁

عتاب کی فوج میں حضرموت کا رہنے والا ایک شخص ابوہریرہ بن شریح نامی تھا یہ بھی عتاب کے ہمراہ شہر سے نکل کر خارجیوں سے نبرد آزمائی کرتا تھا اور نہایت بہادر شخص تھا۔ جب حملہ کرتا تو رجز کے اشعار پڑھتا۔ جن میں خوارج پر طنز ہوتا۔ عرصہ تک اس کا یہی طریقہ رہا۔ آخر کار ایک خارجی جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عبیدہ بن ہلال تھا کمیں گاہ میں چھپ کر اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔ ابوہریرہ حسب عادت رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں نکلا عبیدہ بن ہلال نے کمیں گاہ سے جست کر کے اس کے مونڈھے پر

---

[1] جیؔ اصفہان سے دو میل کے فاصلے پر ایک قصبہ تھا۔ جو اب ویران پڑا ہے۔ اہل عجم اسے شہرستان بھی کہتے تھے ؁ (مترجم)

تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ زمین پر آرہا۔ ابوہریرہ کے ساتھی دوڑ پڑے اور انھیں اپنے فرودگاہ میں اٹھا لائے۔ ان کا علاج کیا گیا۔ اس کے بعد خارجی طنزاً چلا چلا کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے دشمنو! ابوہریرہ ہرار (بھونکنے والے) پر کیا گذری اس پر عتاب کے ہمراہی جواب دیتے کہ اے دشمنان خدا ابوہریرہ کے لیے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ چنانچہ ابوہریرہ چند ہی عرصے میں شفایاب ہو کر پھر بدستور سابق خوارج پر حملہ آور ہونے لگا اس مرتبہ خوارج نے کہنا شروع کیا کہ اے دشمن خدا ہم تو یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ تجھے عنقریب تیری ماں کے پاس بھیج دیں گے۔ ابوہریرہ نے جواب دیا۔ اے فاسقو تم میری ماں کا کیوں ذکر کرتے ہو۔ خارجی کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ماں کا ذکر کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ بہت جلد اس کے پاس پہنچنے والا ہے۔ ابوہریرہ کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ افسوس تم سمجھے بھی کہ خارجی ماں سے کیا مراد لے رہے ہیں وہ جہنم کو ماں سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اب ابوہریرہ ان کے فقرے کو سمجھ گئے۔ اور کہنے لگے کہ "اے دشمنان خدا کس چیز نے تمھیں تمھاری ماں سے علیحدہ کر دیا ہے کہ اب تم اس سے منکر ہو؟ یاد رکھو کہ دوزخ ہی تمھاری ماں اور وہیں تمھاری بازگشت ہے!"

محاصرے کو کئی مہینے گذر گئے۔ شہر کے جانور ہلاک ہو گئے۔ سامان خوراک ختم ہو گیا۔ محاصرے کی تکلیف نہایت سخت ہو گئی۔ عتاب نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا تاکہ تقریر کریں۔ حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ تم لوگ جانتے ہو جو تکلیف تمھیں اٹھانی پڑی ہے اب صرف یہی مرحلہ باقی ہے کہ اگر کوئی اپنے میں سے مر جائے تو اس کا بھائی آکر اگر اس میں استطاعت ہے اسے سپرد خاک کر دے اور سزاوار یہ ہے کہ تم اس سے بھی زیادہ کمزور ہو جاؤ کہ اگر کوئی مرے تو اسے دفن کرنے والا یا نماز پڑھنے والا بھی نہ ملے۔ اللہ سے ڈرو۔ تمھاری تعداد اتنی تھوڑی نہیں ہے کہ جس کا اثر تمھارے دشمنوں پر نہ ہو۔ تم میں کوفے کے بڑے بڑے شہسوار ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو اپنے قبائل اور خاندانوں میں سب سے زیادہ نیک و متقی ہیں۔ ہمارے ساتھ ان دشمنوں پر حملہ کرو اور جب تک تمھاری یہ حالت نہ ہو جائے کہ چلنے کی طاقت نہ رہے یا اس قدر ضعف نہ ہو جائے کہ اگر کوئی عورت بھی تم پر حملہ کرے تو تم اسے نہ روک سکو۔ اس وقت تک تم میں قوت حیات موجود ہے۔ ہر شخص کو چاہیے اپنی مدافعت کرے۔ ثابت قدم رہے اور شجاعت دکھائے

مجھے پوری توقع ہے کہ اگر تم بہادری سے لڑے تو ضرور اللہ تعالےٰ تمھیں ان پر فتح دے گا۔ اور تمھیں غالب کرے گا۔ اس تقریر کو سن کر ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ امیر کی رائے صائب اور مناسب ہے آپ ہمیں لے کر دشمن پر حملہ کر دیجئے۔

رات کے وقت تمام لوگ امیر کے پاس جمع ہوئے۔ عتاب نے حکم دیا کہ تمام فوج والوں کے لئے بہت سا کھانا پکایا جائے۔ تمام فوج نے رات کا کھانا عتاب کے ساتھ کھایا۔ اور صبح ہوتے ہی اپنے جھنڈوں کے ساتھ خارجیوں پر ان کی کیمپ میں دھاوا کر دیا۔ خارجی اپنی جگہ بالکل بے خوف و خطر تھے۔ انھیں کبھی خیال بھی نہیں آتا تھا کہ محصور فوج خود انکے کیمپ میں درّانہ چلی آئے گی۔ عتاب کے ساتھیوں نے کیمپ کے ایک طرف سے حملہ کیا۔ اور دشمنوں کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ وہ فرودگاہ کے دروازے سے ہٹ گئے۔ عتاب کے ہمراہی زبیر بن الماحوز تک پہنچ گئے ابن ماحوز ایک جماعت کے ساتھ جنگ میں نبرد آزمائی کے لئے آیا مگر کام آیا۔ اپنے سردار کی موت کے بعد خارجی قطری کے پاس گئے۔ ان کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی۔

عتاب خارجیوں کے لشکر گاہ کو خوب اچھی طرح لوٹ کر شہر میں واپس آ گئے۔ قطری ان کے پیچھے پیچھے آیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جنگ کرنا چاہتا ہے اور زبیر ابن الماحوز کے فرودگاہ پر آکر یہ بھی قیام پذیر ہو گیا۔

خارجی یہ کہتے ہیں کہ قطری کے ایک مخبر نے اس سے کہا کہ میں نے عتاب کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر خارجی خچروں پر سوار ہوں۔ گھوڑیوں کو جلو میں لے جائیں۔ آج ایک جگہ قیام کریں اور کل دوسرے مقام پر ڈیرے ڈالیں تب زندہ رہ سکتے ہیں۔ جب قطری کو اس بات کا علم ہوا وہاں سے چلدیا۔ اور عتاب کے ساتھیوں نے بھی ان کی مزاحمت نہیں کی۔

ابو زہیر عبسی جو عتاب کے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ ہم دوسرے دن ننگی تلواریں لیکر قطری کی طرف بڑھے، مگر خارجی اپنے فرودگاہ سے کوچ کر چکے تھے۔ اس موقعے کے بعد پھر کبھی ان سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔

اس کے بعد قطری اطراف کرمان پہنچا۔ کچھ عرصہ یہاں دم لیا۔ ایک بڑی جماعت اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لی۔ غلے کی فصلیں ہضم کر ڈالیں۔ بہت سا روپیہ جمع کیا۔ اور جب طاقت بڑھ گئی پھر مقابلے کے لئے سامنے آیا۔ اصفہان کا علاقہ طے کرتا ہوا ناشط کم

وزرے سے ایدج آیا اور اھواز میں ٹھہر گیا۔ اس وقت حارث بن ابی ربیعہ مصعب کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے ان واقعات کی اطلاع حارث نے انھیں کی۔ اور یہ بھی لکھا کہ مہلب ہی ان خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مصعب نے مہلب کو جو اس وقت موصل اور جزیرہ کے والی تھے حکم بھیجا کہ تم خوارج سے نبرد آزمائی کرو۔ اور مہلب کی جگہ ابراہیم بن الاشتر کو اس علاقے کی کارفرمائی کے لیئے روانہ کیا۔

مہلب بصرہ آئے۔ اور منتخب بہادروں کو اپنے ہم کاب لے کر خارجیوں کے مقابلے کو نکلے۔ مقام سولاف پر دونوں فوجوں میں معرکۂ کارزار گرم ہوا۔ مسلسل آٹھ ماہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی اور طرفین میں ایسا سخت رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اسی ۶۸ھ ہجری میں شام میں شدید قحط پڑا۔ شدت قحط کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے اس سال کوئی جہاد نہیں ہو سکا۔

اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان مقام بُطنان حبیب واقع علاقۂ قنسرین میں اپنی فوج کے ساتھ قیام پذیر رہا۔ جب بارش ہوئی تو کیچڑ بہت زیادہ ہوئی۔ اسی وجہ سے اس مقام کا نام بطنان الطین پڑ گیا۔ عبدالملک نے موسم سرما بھی اسی مقام میں بسر کیا۔ اور پھر وہاں سے دمشق کا رخ کیا۔

نیز اسی سنہ میں عبیداللہ بن الحُر بھی مقتول ہوا۔

عُبیداللہ بن الحُر کے قتل کے واقعات و اسباب

یہ شخص باعتبار اپنی دانائی۔ علم و فضل۔ پابندی احکام شرعیہ اور اجتہاد کے اپنی قوم کے ممتاز افراد میں سے تھا۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے تعلقات خراب ہوئے۔ تو اس نے کہا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کو محبوب رکھتا ہوں اور اگرچہ وہ اب اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں مگر میں ان کی امداد کروں گا۔

عبیداللہ بن الحُر حضرت معاویہؓ کے پاس مقیم تھا۔ مالک بن مسمع بھی چونکہ حضرت عثمانؓ کا حامی تھا حضرت معاویہؓ کے پاس جا پہنچا۔ ابن الحُر اب برابر معاویہؓ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جنگ صفین میں بھی شریک ہوا جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو کوفہ آیا۔ اپنے عزیزوں اور ان لوگوں سے ملا جنھیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی تنازعہ کیوجہ سے

ہر طرح کے نقصانات برداشت کرنا پڑے تھے۔ اور ان سے کہا کہ عزلت گزینی کسی کے لیے مفید نہیں
میں شام میں رہ چکا ہوں مگر وہاں معاویہؓ کی حکومت کی یہ کیفیت ہے اسی طرح کوفہ والوں
نے حضرت علیؓ کے دورِ حکومت کی برائی کی۔ ابن حرؒ نے کہا اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ حکومت
تمھارے ہاتھ میں آجائے تو عذر لنگ چھوڑ کر اپنی سیادت اپنے ہاتھ میں لے لو۔ سب نے
جواب دیا کہ ہم اس معاملے میں مشورہ کرنے کے لیئے پھر ملیں گے۔ اور اسی طریقہ کار کے
اختیار کرنے کے لیئے وہ آپس میں ساز باز بھی کرنے لگے۔

حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کے دعوی خلافت کے
خلفشار کے زمانے میں یہ شورش پھر نمودار ہوئی ابن حرؒ کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ قریش
عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ کہاں ہیں شریف ونجیب ماؤں کے بیٹے!
وہ میرے پاس آئیں۔ چنانچہ تمام قبائل کے چھٹے ہوئے سرکش سات سو شہسوار ابن حرؒ کے
جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔ اور سب نے التدعا کی کہ جدھر چاہیں آپ ہمیں لے چلیں۔

جب عبید اللہ بن زیاد فرار ہوچکا۔ اور یزید ابن معاویہ نے بھی انتقال کیا۔ ابن حرؒ نے
اپنے شہسواروں سے کہا کہ اب تمھارے لیئے موقع ہے۔

ابن حرؒ اپنی جماعت کے ساتھ مدائن پہنچا۔ اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو خراج علاقۂ
جبل سے سلطان کے لیئے بھیجا جاتا یہ راستے میں زبردستی چھین لیتا۔ اس میں سے اپنا اور
اپنے ساتھیوں کا روزینہ وصول کرلیتا۔ ابن حرؒ نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہا کہ اس
مال میں ہمارے ان بھائیوں کا بھی حق ہے جو کوفے میں ہیں اور انھیں بھی دینا ضروری ہے
مگر وہ لوگ کب ایسی باتوں پر کان دھرنے والے تھے۔ اس مال میں سے انھوں نے ایک سال کا
پیشگی وظیفہ حاصل کرلیا۔ ابن حرؒ نے وزیر مال کو اپنے اس طرز عمل کی صفائی لکھ بھیجی۔

غرضکہ عرصے تک ابن الحر اسی قسم کی غیر آئینی زندگی بسر کرتا رہا۔ مگر کسی شخص کی
ذاتی دولت یا تاجروں سے کسی قسم کا تعارض نہیں کرتا تھا۔ بلکہ عورتوں کی عصمت وعزت کا
جس قدر وہ محافظ تھا کوئی عرب اس کے مقابل میں نہ تھا۔ اسی طرح تمام دوسری منہیات
اور مسکرات سے ہمیشہ پرہیز کرتا تھا۔ لوگوں میں اس کے متعلق جو برے خیالات پیدا ہوئے
اس کی وجہ اس کی شاعری ہے۔ اور بے شک وہ اپنے ہمعصروں میں بہترین شاعر تھا۔
ابن حرؒ کا یہی رویہ مختار کے برسر اقتدار ہوئے تک قائم رہا۔ جب انھیں معلوم ہوا

کہ ابن حرُ نے مفصلات میں اس قسم کی شورش مچا رکھی ہے تو اس کی بیوی ام سلمہ کو قید کر لیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ میں یا تو ابن حرُ کو قتل کروں گا یا اس کے اہل وعیال کو تہ تیغ کر دونگا۔
ابن حرُ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اپنے شہسواروں کے ساتھ رات کے وقت کوفے میں در آیا۔ جیل خانہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ اور نہ صرف اپنی بیوی بلکہ جس قدر مرد اور عورتیں مقید تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ مختار نے مقابلے کے لیئے فوج روانہ کی۔ مگر یہ لڑتا بھڑتا کوفے سے صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر اس نے مختار کے عاملوں اور طرفداروں کو سخت تنگ کرنا شروع کیا۔ ہمدانی مختار کے ساتھ اس کے مکان پر جھپٹ پڑے۔ اس کے مکان کو جلا کر خاک کر ڈالا اس کی تمام جائداد کو جو جُبہ اور بداۃ میں تھی لوٹ لیا۔ اس کے بدلے میں ابن خرماہ کی طرف چلا۔ عبد الرحمٰن بن سعید بن قیس اور ہمدانیوں کی جس قدر املاک وجاگیریں وہاں تھیں سب لوٹ لیں۔ پھر دوآبہ کے علاقے میں آیا۔ اور یہاں بھی جس قدر املاک ہمدانیوں کی تھی سب پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح کبھی مدائن کا رُخ کرتا اور جوخی کے عاملوں پر حملہ کر کے ان کے تمام مال ومتاع کو لوٹ لیتا اور کوہستانی علاقے کی طرف چلا جاتا تھا اب وہ زمانہ آیا کہ مختار مارے گئے اور مصعب دوبارہ گورنر کوفہ مقرر ہو کر آئے لوگوں نے ان سے کہا کہ ابن حرُ نے زیاد اور مختار دونوں کو تنگ کر رکھا تھا اور اب ہمیں پھر خوف ہے کہ وہ علاقہ سواد پر پھر سابق کی طرح تاخت وتاراج کرے گا۔ اس لیئے مصعب نے ابن الحر کو قید کر دیا۔
ابن الحر نے بنی مذحج کے بعض لوگوں سے درخواست کی کہ وہ مصعب کے پاس جا کر اس کی سفارش کریں۔ بنی مذحج کے سربرآوردہ لوگوں سے قاصد کے ذریعے درخواست کی کہ آپ لوگ مصعب کے پاس جائیں اور میرے متعلق خود ان سے گفتگو کریں کیونکہ مصعب نے مجھے بغیر کسی جرم کے محض لوگوں کی شکایت پر قید کر دیا ہے اور میری جانب سے ایسی باتوں کا خوف دلایا ہے کہ میں نے نہ ان کا ارتکاب کیا اور نہ میری یہ شان ہے کہ میں انھیں کروں اس کے ساتھ اس نے بنی مذحج کے شہسواروں کو لکھا کہ تم زرہ بکتر سے مسلح ہتیار سج کر تیار رہو میں نے بعض لوگوں کو مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ میرے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ اگر انکی سعی سفارش بارآور ہو تو تم کسی سے تعارض نہ کرنا۔ اپنے ہتیاروں کو معمولی لباس کے نیچے چھپائے رکھنا۔
چنانچہ بنی مذحج کے بعض لوگ اسی غرض کے لیئے مصعب کے پاس آئے ان کی سفارش

کارگر ہوئی۔ مصعب نے ابن حر کو چھوڑ دیا۔ ابن حر نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر یہ جماعت اپنے مقصد میں ناکامیاب ہو کر واپس آئے تو تم لوگ فوراً محبس پر حملہ کر دینا۔ میں اندر سے تمھاری امداد کروں گا ؂

جب ابن حر جیل سے نکلا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اب اپنے ستاروں کو ظاہر کر دو۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ بغیر کسی تعارض کے ابن حر اپنے گھر واپس آگیا ؂

مصعب ابن حر کے رہا کر دینے پر نادم ہوئے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس نے مخالفت شروع کر دی۔ لوگ اسے مبارک باد دینے آئے۔ کہنے لگا کہ حکومت صرف خلفاء ماضیین کو زیبا تھی۔ اب کے لوگوں میں میں کسی کو بھی ان کے مماثل نہیں پاتا کہ اسکے ہاتھ میں ہم اپنی عنان حکومت تفویض کر دیں۔ یا خیر خواہی سے پیش آئیں۔ اس وقت محض غاصبوں نے تسلط حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے ہم کیوں ان کی بیعت کے طوق سے اپنی گردنوں کو ذلیل و رسوا کریں۔ میدان جنگ میں وہ ہم سے دلیر نہیں۔ اور نہ کسی سخت مشکل کے وقت میں وہ ہم سے زیادہ سودمند ہیں۔ علاوہ بریں خود رسول اللہ صلعم نے ہم سے یہ فرمادیا ہے کہ جو کوئی برے کام کرے تم اس کی اطاعت نہ کرو۔ خلفاء اربعہ کے بعد ہم نے نہ کسی امام صالح کو دیکھا اور نہ کسی وزیر کو جو متقی ہو۔ سب کے سب اللہ کی نافرمانی اور خلاف منشاء خداوندی کرنے پر آمادہ ہیں۔ دنیا کی محبت ان پر غالب ہے آخرت کا کچھ خیال نہیں ہماری عزتوں پر حملہ کرنا ان کے لئے کس طرح جائز ہے۔ ہم وہ مجاہد ہیں جنھوں نے نخیلہ قادسیہ جلولا اور نہاوند کے معرکے سر کئے۔ ہم نیزوں کے لئے اپنے سینے اور تلواروں کے لئے اپنی پیشانیاں پیش کر دیتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام خدمات و حقوق کے نہ ہمارا کوئی حق سمجھا جاتا ہے نہ افضلیت۔ اس لئے تمھیں چاہئے کہ تم اپنی عزت و حمیت کی حفاظت کے لئے تلوار نیام سے نکال لو۔ اب جس کی بھی حکومت ہوگی اس میں تمھارے حقوق سب پر افضل ہوں گے۔ میں نے تو اب مخالفت اور جنگ کا کھلم کھلا اظہار کر دیا ہے۔ اور اللہ ہی میں تمام قدرتیں ہیں ؂

ابن حر نے اپنے ہمراہیوں کی مدد سے جنگ اور لوٹ مار شروع کر دی۔ مصعب نے سیف بن ہانی المرادی کو اس کے پاس بھیجا۔ سیف نے ابن حر سے کہا کہ اگر تم مصعب کی بیعت کر لو اور ان کی اطاعت قبول کر لو تو بادوریا کا خراج تمھیں دیا جایا کریگا۔ ابن حر نے

جواب دیا کہ کیا اب بادوریا اور دوسرے مقامات کا خراج میرے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے
میں کچھ قبول کروں گا اور نہ کسی بات میں ان پر اعتماد کروں گا۔ مگر اے جوان میں تمھیں ایک
عاقل آدمی سمجھتا ہوں (سیف اس وقت بالکل نوجوان تھا) اگر تم میرا اتباع کرنے پر
آمادہ ہو تو میں تمھیں دولتمند بنا دوں گا۔

سیف نے اس خواہش کو رد کر دیا۔ مصعب نے ابرو بن قرۃ الریاحی کو ابن حُر کے
مقابلے کے لیے بھیجا۔ ابن حُر نے اسے شکست دی اور اس کے چہرہ پر ایک زخم بھی لگایا۔
اس کے بعد مصعب نے حریث بن زید (بایزید) کو مقابلے میں بھیجا۔ ان دونوں میں
تنہا جنگ ہوئی۔ ابن حُر نے حریث کو قتل کر ڈالا۔ پھر مصعب نے حجاج بن حارثۃ الخثعمی
اور مسلم ابن عمرو کو مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ نہر صرصر پر طرفین میں معرکہ کارزار گرم ہوا
ابن حُر نے دونوں کو شکست دی۔

اب مصعب نے ایک وفد ابن حُر کے پاس بھیجا۔ اس نے ابن حُر کو دعوت دی
کہ تم کو امان عطا کی جائے گی۔ تمھاری عزت کی جائے گی۔ اور جس علاقہ کی حکومت چاہو
تمھارے سپرد کر دی جائے۔ مگر اس نے قبول نہ کیا۔ اور مقام نرسی میں آیا۔ یہاں کا
زمیندار مسمی طیر جشنس مقام فلوجہ کے خراج کا روپیہ لے کر بھاگ گیا۔ ابن حُر اس کے
تعاقب میں چلا۔ زمیندار عین التمر پہنچا۔ بسطام بن مصقلۃ بن ہبیرۃ الشیبانی اس جگہ
حاکم تھے ان کے پاس پناہ لی۔ بسطام اپنی فوج کے ساتھ جو ایک سو پچاس سواروں پر
مشتمل تھی ابن حُر کے مقابلے کے لئے نکلے۔ یونس بن ہامان المرادی نے جب کہ ابن حُر نے
اسے پکارا کہ آؤ مجھ سے مقابلہ کرو۔ یہ بات کہی کہ سب سے بدتر زمانہ آخر عمر کا ہوتا ہے
مجھے یہ خیال نہ تھا کہ میں اتنے دنوں تک بقید حیات رہوں گا کہ مجھے کوئی شخص مقابلے کیلیئے
پکارے گا۔ ابن حُر نے اپنے مقابل کے ایک کاری وار لگایا۔ دونوں ایک دوسرے سے
لپٹ گئے۔ اور اپنے گھوڑوں سے گر پڑے۔ ابن حُر نے یونس کا عمامہ لے لیا اور اسی سے
اس کی مشکیں کس دیں۔ اور پھر سوار ہو گیا۔

حجاج بن حارثۃ الخثعمی بھی پہنچ گئے۔ ابن حُر نے حملہ کر کے انھیں بھی قید کر لیا۔ پھر
بسطام بن مصقلۃ اور مجشر میں مقابلہ ہوا۔ اس طرح ایک نے دوسرے پر وار کیئے کہ
دونوں تنگ آ گئے۔ آخر کار بسطام مجشر پر غالب آ گئے۔ ابن حُر یہ دیکھتے ہی بسطام پر

جھپٹ پڑا۔ بسطام اس سے لپٹ گئے۔ اور دونوں زمین پر آرہے۔ مگر ابن حُر بسطام کے سینے پر گرا اور انھیں قید کرلیا۔ اس روز بہت سے لوگ اس نے قید کیے۔ جس کا تذکرہ بعد تک لوگ کرتے رہے جس قدر قیدی تھے سب کی یہی خواہش تھی کہ ہم آزاد کردئے جائیں ؛

ابن حُر نے اپنے شہسواروں میں سے ایک جماعت کو ولہم مرادی کے ماتحت زمیندار کی تلاش میں روانہ کیا۔ یہ لوگ اسے پاگئے مگر جنگ سے پہلے اس کے روپے پر قبضہ کرلیا ؛

ابن حُر تکریت پہنچا۔ مہلب کی طرف سے جو عامل مقرر تھا وہ خوف سے بھاگ گیا ابن حُر نے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ مصعب نے بھر ابرو بن قرۃ الریاحی اور جون بن کعب الہمدانی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلے کو بھیجا۔ علاوہ بریں مہلب نے پانسو سوار بسرکردگی یزید بن المغفل ان کی امداد کے لئے روانہ کئے۔ بنی جعفی کے ایک شخص نے ابن حُر کو مشورہ دیا کہ اس قدر فوج کے مقابلہ میں آپ نہ لڑیں۔ مگر وہ کب ماننے والا تھا مجشر سے جنھیں اس نے اپنا جھنڈا دیدیا تھا کہا کہ حملہ کرو اور ولہم المرادی کو بھی اس کے ساتھ آگے بڑھایا۔ چنانچہ دو روز برابر صرف تین سو ہمراہیوں کے ساتھ ابن حُر لڑتا رہا۔ جریر بن کریب زخمی ہوئے عمرو بن جندب الازدی اور اس کے شہسواروں کی ایک بڑی تعداد اس جنگ میں کام آئی۔ شام کے قریب دونوں فوجیں ہٹ گئیں ؛

ابن حُر تکریت سے روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں تمھیں عبدالملک بن مروان کے پاس لے جا رہا ہوں۔ چنانچہ لوگ آمادہ ہوگئے۔ پھر کہنے لگا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مبادا میں مصعب اور اس کے ساتھیوں کو قرار واقعی مزا چکھائے بغیر مرجاؤں اس لئے پھر کوفہ چلو۔ کوفے کے ارادے سے کسکر پہنچا، اس کے عامل کو نکال دیا۔ اور بیت المال میں جس قدر روپیہ تھا اس پر قبضہ کرلیا۔ غرضکہ اسی طرح کوفہ پہنچا اور قصابوں کے محلے میں فروکش ہوا۔ مصعب نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقابلے کے لیئے بھیجا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ پھر ابن حُر دیرالاعور کی طرف چلا۔ اس مرتبہ مصعب نے مختار بن ابجر کو اس کے مقابلے میں بھیجا۔ یہ بھی شکست کھا کر واپس آئے۔ مصعب نے انھیں بہت کچھ برا بھلا کہا اور پھر مقابلے کے لئے بھیجا اور اس مرتبہ جون بن کعب الہمدانی۔ اور عمرو بن عبیداللہ بن معمر کو بھی مقابلے

کے لئے بھیجا۔ یہ تمام سردار اپنی اپنی فوج کے ساتھ ابن حر پر ٹوٹ پڑے۔ ابن حر کے ساتھیوں کا اکثر زخمی ہو گئے۔ ان کے گھوڑے پے کر ڈالے گئے۔ مجشر بھی جس کے پاس ابن حر کا جھنڈا تھا زخمی ہوئے مگر انھوں نے جھنڈا احمر طئی کے سپرد کر دیا۔ حجار بن ابجر پیچھے ہٹے۔ مگر پھر حجار نے جوابی حملہ کیا اور شام تک نہایت شدید جنگ ہوتی رہی اور پھر ابن حر کوفے سے چلدیا۔

مصعب نے یزید بن الحارث ابن رویم الشیبانی کو جو مدائن کا حاکم تھا حکم بھیجا کہ تم ابن حر کا مقابلہ کرو۔ یزید نے پہلے اپنے بیٹے حوشب کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ مقام باجسری پر دونوں میں معرکہ جنگ پیش آیا۔ ابن حر نے اپنے مقابل کو شکست دی اور کچھ لوگ بھی قتل کئے۔

ابن حر مدائن پہنچا۔ یہاں لوگ مقابلے کے لئے قلعہ بند ہو گئے۔ ابن حر یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ جون ابن کعب الہمدانی اور بشر بن عبید اللہ الاسدی اس کے مقابلہ کے لئے چلے۔ جون نے مقام حولایا پر مورچہ باندھا اور بشر تامرا آیا۔ اور ابن حر سے سرگرم پیکار ہوا۔ ابن حر نے بشر کو قتل کیا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ ادھر سے نبٹ کر ابن حر نے جون کا مقابلہ کرنے کے لئے حولایا کا رخ کیا۔ اتنے میں عبدالرحمن ابن عبداللہ اس کے مقابل ہوئے مگر ابن حر نے انھیں بھی اپنے نیزے سے قتل کر ڈالا۔ اس کے ساتھیوں کو شکست دی اور ان کے تعاقب میں چلا۔ اب بشر بن عبدالرحمن بن بشر العجلی اس کا مقابل ہوا۔ مقام سورا پر دونوں میں شدید جنگ ہوئی۔ پھر بشر خود پیچھے ہٹکر اپنے مستقر پر واپس چلا گیا۔ اور کہا کہ میں نے ابن حر کو شکست دی۔ جب اس کے اس دعوے کی خبر مصعب کو ہوئی۔ کہنے لگے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو چاہتے ہیں کہ ایسے کام کے لئے ان کی تعریف کی جائے جسے انھوں نے نہیں کیا۔

اب ابن حر نے علاقۂ سواد میں قیام اختیار کیا۔ لوٹ مار کرنے لگا اور خود ہی خراج وصول کر لیتا تھا۔

ابن حر عبدالملک بن مروان کے پاس آیا۔ عبدالملک نے دس آدمیوں کے ساتھ اسے کوفہ روانہ کیا۔ اور کہا کہ تم کوفہ روانہ ہو جاؤ ان کے علاوہ اور سپاہی تم سے مل جائینگے ابن حر اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا۔ جب انبار پہنچا، ایک شخص کو کوفہ اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ اس کے آنے کی لوگوں کو خبر کر دے۔ اور لوگوں سے یہ بھی درخواست کرے

کہ وہ میرے شریک ہو جائیں۔ اس کے آنے کی اطلاع بنی قیس کو ہو گئی۔ وہ حارث بن عبداللہ کے پاس جو ابن الزبیر کی طرف سے کوفے کا عامل تھا آئے۔ اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک لشکر ابن حُر کے مقابلے کے لئے روانہ کیجئے۔ چنانچہ ایک لشکر بھیجا گیا اور ابن حُر سے مقابلہ ہوا۔ تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد ابن حُر کا گھوڑا غرق ہو گیا۔ ابن حُر ایک کشتی پر سوار ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی ایک حبشی کشتی میں کود پڑا۔ اس نے ابن حُر کے دونوں بازو پکڑ لئے اور دوسرے لوگوں نے اسے کشتی کی پتواروں سے مارنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے چلا کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس کی امیرالمومنین کو تلاش تھی۔ یہ دونوں لپٹ گئے اور دریا میں ڈوب گئے بعد میں لوگوں نے ابن حُر کو نکال لیا۔ اس کا سر جدا کر کے کوفہ بھیجدیا اور پھر کوفہ سے اس سر کو بصرہ بھیجدیا۔

بعض لوگوں نے ابن حُر کے مارے جانے کی اور وجہ لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن حُر کوفے میں مصعب کے پاس آیا کرتا تھا اس نے دیکھا کہ اہل بصرہ کو ان پر تقدیم دیجاتی ہے اسے یہ بات ناگوار گزری۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ایک قصیدہ لکھ بھیجا جس میں مصعب کی شکایت تھی اور یہ بھی دھمکی دی تھی کہ میں عبدالملک بن مروان سے جا ملونگا۔

عطیہ بن عمر البکری اور ابن حُر ایک ساتھ قید کئے گئے تھے جب عطیہ رہا کر دئے گئے تو اس موقعے پر بھی ابن حُر نے مصعب کو مخاطب کر کے بعض شکایت آمیز اشعار کہے۔

مصعب سوید بن منجوف کو جس کی چگی ڈاڑھی تھی عزیز رکھتے تھے۔ ابن حُر کو یہ بات بھی ناپسند ہوئی۔ اسی پر ایک قصیدہ لکھ ڈالا۔

ایک قصیدہ قبیلۂ قیس عیلان کی ہجو میں لکھا۔ اس پر زفر بن الحارث نے مصعب کو لکھا کہ ابن زرقا کے مقابلے میں میں ہی آپ کی جانب سے لڑا ہوں اور اب ابن حُر نے بنی قیس کی ہجو لکھی ہے۔ آپ اس کا تدارک کیجئے۔ اس پر بنی سلیم کے کچھ لوگوں نے ابن حُر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابن حُر نے کہا کہ میں نے تو یہ شعر کہا تھا:۔

الم تر قیساً قیس عیلان اقبلت۔ الینا وسارت بالقنا والقنابل۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ قبیلہ قیس عیلان ہماری سمت نیزے اور رسالونکے دستے لیکر آئے۔

اور انھیں میں سے کسی نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر زفر بن حارث نے خوشی منائی اور فخریہ اشعار لکھے

اسی طرح عبداللہ بن ہمام نے بھی فخریہ قصیدہ لکھا۔
اس سال عرفات میں چار جھنڈے چار مختلف لوگوں کے آئے۔ ابن الحنفیہ کا علم کوہ مشاۃ کے قریب نصب تھا۔ ابن الزبیر کا جھنڈا اُس مقام پر نصب تھا جہاں عرفات کے اجتماع کے دن امام کھڑا ہوتا ہے بعد میں ابن حنفیہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور ابن الزبیر کے مقابل ٹھہر گئے۔ نجدۃ الحروری ان دونوں کے پیچھے تھے اور بنی امیہ کا جھنڈا ان دونوں کے بائیں جانب ایستادہ تھا۔ سب سے پہلے ابن حنفیہ کی جماعت منتشر ہوئی۔ پھر نجدہ اس کے بعد بنی امیہ اور سب کے آخر میں (حضرت) عبداللہ بن زبیر کا جھنڈا اکھاڑا گیا اور لوگوں نے اُن کی پیروی کی۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ شام کو اس وقت تک عرفات سے روانہ نہیں ہوئے۔ جب تک ابن زبیر روانہ نہیں ہوئے ابن زبیر نے روانگی میں دیر کی۔ حالانکہ ابن الحنفیہ اور نجدۃ اور بنو امیہ روانہ ہو چکے تھے اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ابن زبیر ایام جاہلیت کے طریقے پر عمل کرنا چاہتے ہیں یہ کہکر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روانہ ہوئے۔ ابن زبیر بھی آپ کے پیچھے ہی چل کھڑے ہوئے۔
محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر بھی مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فتنہ و فساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ اس کی روک کے لئے میں ان چاروں سرداروں کے پاس گیا۔ سب سے پہلے میں محمد بن علی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو۔ ہم ایک مقدس فرض ادا کرنے محترم سرزمین میں جمع ہوئے ہیں جس قدر آدمی یہاں جمع ہیں یہ اللہ کا ایک وفد ہے جو اس بیت مبارک کی زیارت کو حاضر ہوا ہے۔ آپ کوئی بات ایسی نہ کریں جس سے ان کا حج فاسد ہو جائے۔ محمد بن علی نے کہا کہ میرا ہرگز ایسا ارادہ نہیں۔ میں کسی کو بیت اللہ آنے سے نہیں روکوں گا۔ اور نہ میرے سبب سے کسی حاجی کو کوئی ضرر پہنچے گا۔ میں صرف ابن زبیر اور میرے خلاف جو ان کا ارادہ ہے اس سے اپنی حفاظت کرنا چاہتا ہوں اور میں ریاست کی خواہش نہ کروں گا جب تک دو شخص بھی میرے متعلق اختلاف رائے رکھیں۔ تم ابن زبیر سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو اور نجدہ کے پاس بھی جاؤ۔
محمد بن جبیر ابن زبیر کے پاس آئے ان سے وہی گفتگو کی جو ابن حنفیہ سے کر چکے تھے ابن زبیر نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ میرے ہاتھوں پر تمام لوگوں نے بیعت کی ہے مگر یہ میرے معاند ہیں۔ محمد بن جبیر نے عرض کیا کہ اس وقت تو یہی بہتر ہے کہ آپ رُکے رہیں انھوں نے

کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد محمد ابن جبیر نجدۃ کے پاس آئے۔ نجدہ اپنے ساتھیوں سے ہم جلسہ تھے۔ عکرمہ ابن عباس کا غلام بھی وہاں موجود تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں تمہارے آقا سے ملنا چاہتا ہوں جاؤ اور اجازت طلب کرو فوراً ہی وہ اجازت لیکر واپس آیا۔ یہ ان کے سامنے پہنچے ان کی تعظیم کی اور وہی گفتگو ان سے بھی کی جو پہلے دونوں سابق الذکر اصحاب سے کر چکے تھے۔ نجدہ نے جواب دیا کہ میں یہ تو نہیں کروں گا کہ خود کسی کے خلاف جنگ و جدل کی ابتدا کروں۔ البتہ اگر کوئی خود چھیڑ کرے گا تو میں ضرور اس سے لڑوں گا۔ ابن جبیر نے انھیں بتایا کہ ابن حنفیہ اور ابن زبیر بھی آپ سے لڑنا نہیں چاہتے اس کے بعد محمد بن جبیر طرفداران خاندان بنی امیہ کے پاس پہنچے اور حسب سابق ان سے بھی وہی گفتگو پیش آئی ان لوگوں نے کہا کہ جب تک ہم پر کوئی حملہ نہ کرے گا ہم خود کسی سے نہیں لڑیں گے ؛

محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر سب سے زیادہ امن و آشتی آمیز طریقے پر محمد بن الحنفیہ کے طرفدار عرفات سے روانہ ہوئے ؛

جابر بن اسود بن عوف الزہری اس سال ابن زبیر کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے۔ کوفہ اور بصرہ کے عامل ان کے بھائی مصعب تھے۔ بصرہ کے قاضی ہشام بن ہبیرہ۔ اور کوفے کے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے۔ خراسان کے حاکم عبداللہ بن خازم السلمی تھے اور شام میں عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی ؛

سنہ ۶۹ھ کے واقعات

جب عبدالملک بن مروان مقام عین وردہ کو گئے۔ دمشق پر عمرو بن سعید بن العاص کو اپنا قائم مقام بنا گئے۔ عمرو بن سعید دمشق میں قلعہ بند ہو کر مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔ عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی۔ دمشق واپس آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا؛

بعض راویوں نے اس واقعے کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ عمرو بن سعید عبدالملک بن مروان کے ہمرکاب تھا جب مقام بطنان جبیب پر عبدالملک فروکش ہوئے تو عمرو دمشق واپس آ کر قلعہ بند ہو گیا۔ پھر عبدالملک بھی دمشق کو واپس آئے ؛

ایک یہ بھی روایت ہے کہ عبدالملک بطنان جبیب سے دمشق کو واپس آئے۔

کچھ عرصہ قیام کرکے قرقیسیا کا رخ کیا۔ زفر بن حارث الکلابی اور ان کے ہمراہ عمرو بن سعید بھی اس مقام میں تھے۔ عمرو بن سعید ایک رات چپکے سے چل دیا۔ حمید بن حریث بن بجدل الکلبی اور زہیر بن ابرد الکلبی ان کے ساتھ ہوئے۔ یہ دمشق آئے۔ عبدالرحمن بن ام الحکم الثقفی دمشق پر عبدالملک کے قائم مقام تھے۔ انھیں جب معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید واپس آرہا ہے شہر کی حکومت ترک کرکے فرار ہوگئے عمرو نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور جس قدر خزانے تھے ان پر بھی قبضہ کرلیا۔

اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ یہ واقعہ سنہ ۷۰ھ میں پیش آیا۔

عبدالملک دمشق سے عراق کی جانب مصعب کے مقابلہ کے ارادے سے نکلے۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ آپ خود عراق جارہے ہیں حالانکہ آپ کے والد نے اپنے بعد مجھے خلافت دینے کا وعدہ کیا تھا، اور اسی وجہ سے میں ان کی حمایت میں لڑتا رہا ہوں اور جس طرح میں نے ان کی خدمات انجام دی ہیں اُن سے آپ ناواقف نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے بعد آپ مجھے اپنا جانشین نامزد فرمائیں عبدالملک سن کر خاموش ہوگئے۔ عمرو بن سعید ناراض ہوکر دمشق پلٹا۔ عبدالملک بھی اس کے پیچھے پیچھے دمشق آگئے۔

پہلے بیان کے مطابق جب عمرو بن سعید نے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ عبدالرحمن ابن ام حکم الثقفی کو طلب کیا۔ جب یہ نہ ملے حکم دیا کہ ان کا مکان منہدم کردیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہوگئی۔ عمرو ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا منبر پر چڑھا حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ مجھ سے پہلے قریش کا کوئی شخص ایسا نہیں گذرا کہ جس نے منبر پر چڑھ کر یہ دعویٰ نہ کیا ہو کہ جنت اور دوزخ اس کے قبضۂ تصرف میں ہے جو اسکی اطاعت کرے گا اسے جنت ملے گی اور جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ مگر میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ جنت دوزخ سب کچھ اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں اس معاملے میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہتا کہ یہ میرے فرائض میں ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور انعام واکرام دیتا رہوں۔

اتنا کہکر عمرو بن سعید منبر پر سے اتر آیا۔

اُدھر جب عبدالملک صبح کو بیدار ہوئے انھیں معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید غائب ہے

دریافت حال پر اصل کیفیت معلوم ہوگئی۔ عبدالملک دمشق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ یہاں آکر کیا دیکھتے ہیں کہ عمرو بن سعید نے تمام شہر پر کمبل اڑھا دئے ہیں چند روز تک دونوں میں جنگ ہوئی۔ عمرو بن سعید نے حمید بن حریث الکلبی کو رسالے پر سردار مقرر کرکے میدان جنگ روانہ کیا اس کے مقابلے میں عبدالملک نے سفیان بن الابرد الکلبی کو بھیجا اور جب عمرو نے زہیر بن الابرد الکلبی کو میدان جنگ میں روانہ کیا۔ اس کے مقابلے پر عبدالملک نے حسان بن مالک بن بحدل الکلبی کو بھیجا ؛

ایک روز دونوں طرف کے سواروں میں معرکۂ کارزار گرم ہوا۔ عمرو بن سعید کے ہمراہ بنی کلب کا ایک شخص رجا بن سراج تھا۔ اُس نے عبدالرحمٰن بن سلیم کو تنہا مقابلے کے لئے پکارا۔ یہ عبدالملک کے ہمراہ تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ ضرب المثل مصرع پڑھا۔ ع
قد انصف القارۃ من راماھا۔ یعنی قبیلۂ قارۃ کے قدر اندازوں کو جس نے تیر مارا بے شک اس نے تیر افگنی کی داد دی۔ دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ ایک دوسرے پر نیزے سے وار کرنے لگے۔ عبدالرحمٰن کی رکاب ٹوٹ گئی اور اس طرح ابن سراج نے اپنی جان بچائی۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ اگر میری رکاب نہ ٹوٹ جاتی تو جتنے انجیر تو نے کھائے تھے سب پیٹ سے نکل پڑتے ؛

ایک عرصے تک عمرو اور عبدالملک میں مقابلہ رہا۔ آخر کار بنی کلب کے بچے اور عورتیں روتی ہوئی آئیں اور سفیان بن الابرد اور ابن بحدل الکلبی سے کہا کہ بھلا تم کاہے کو قریش کی خاطر آپس میں لڑ رہے ہو، مگر کوئی بھی واپسی کے لئے تیار نہ تھا تاوقتیکہ اس کا مدمقابل واپسی کی ابتدا نہ کرے۔ بہرحال جب اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ ایک دوسرے کو مقابلے سے باز رہنا چاہئے تو لوگوں نے غور کیا کہ ابتدا کس کی جانب سے ہو سفیان عمر میں حریث سے بڑے تھے۔ لوگوں نے حریث سے مطالبہ کیا کہ پہلے تمھیں میدان جنگ سے واپس ہوجانا چاہئے چنانچہ حریث نے ایسا ہی کیا ؛

پھر عبدالملک اور عمرو میں صلح ہوگئی ایک صلحنامہ پر دونوں کے دستخط ہوگئے عبدالملک نے عمرو بن سعید کو امان دی یہ واقعہ جمعرات کی شام کو وقوع پذیر ہوا۔ عمرو بن سعید اپنے شہسواروں کے ساتھ ایک سیاہ کمان حمائل کئے ہوئے عبدالملک کے کیمپ میں آیا۔ عبدالملک کے خیمے کی قانات کی طنابیں ان کے گھوڑے نے روند ڈالیں

جس کی وجہ سے سراپردۂ سلطانی گر پڑا عمرو گھوڑے سے اُتر پڑا اور بیٹھ گیا۔ عبدالملک غصے میں بھرے ہوئے تھے۔ عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے اے ابوامیۃ کیا آپ نے یہ سیاہ قوس اس لئے حمائل کی ہے کہ آپ بنی قیس کے مشابہ بننا چاہتے ہیں عمرو نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ میں اس شخص کے مماثل ہونا چاہتا ہوں جو ان سب سے بہترین تھا یعنے عاص بن امیہ ؛

اسی غیظ کی حالت میں عمرو بن سعید اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے سواروں کیساتھ دمشق میں داخل ہوا ؛

روز پنجشنبہ عبدالملک بھی دمشق میں داخل ہوئے انھوں نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ لوگوں کے واجبات انھیں دے دو۔ عمرو نے جواب دیا کہ آپ کو اس شہر میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں آپ یہاں سے چلے جائیں ؛

دمشق میں داخل ہونے کے چار روز بعد دوشنبہ کے دن عبدالملک نے حکم دیا کہ عمرو سامنے لایا جائے عمرو اس وقت اپنی کلبیہ بیوی کے پاس تھا۔ اس سے پہلے عبدالملک نے کریب بن ابرہۃ بن الصباح الحمیری کو اس لئے اپنے پاس بلایا تھا کہ وہ عمرو کے معاملے میں ان سے مشورہ کریں۔ کریب نے کہا کہ بنی حمیر اسی وجہ سے تو تباہ ہوئے ہیں آپ کو اس معاملہ میں مشورہ نہیں دیتا کیونکہ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ؛

عبدالملک کا قاصد عمرو کو بلانے آیا۔ عبداللہ بن یزید بن معاویہ بھی عمرو کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عبداللہ نے عمرو سے کہا کہ بخدا میں اپنی جان سے بھی زیادہ تمکو عزیز رکھتا ہوں۔ عبدالملک نے تمھیں بلایا ہے۔ میری رائے نہیں کہ تم جاؤ۔ عمرو نے پوچھا کیوں۔ عبداللہ نے کہا اس لئے کہ تبیع کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک سردار واپس آکر دمشق کے دروازے بند کرلے گا۔ پھر وہ نکل جائے گا اور کچھ ہی عرصے کے بعد قتل کر ڈالا جائے گا۔ عمرو نے کہا بخدا اگر میں سوتا بھی ہوتا تو مجھے یہ خوف نہوتا کہ ابن زرقا مجھے جگا بھی سکیگا یا مجھ پر حملہ کرنے کی وہ جراءت کرے گا۔ علاوہ بریں گذشتہ شب میں نے حضرت عثمان کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے اپنا قمیص مجھے پہنا دیا۔ عبداللہ عمرو کا داماد تھا۔ عمرو نے عبدالملک کے قاصد سے کہا کہ جاکر میرا سلام کہدو اور کہدینا کہ

میں انشاءاللہ شام کے وقت آؤں گا۔ جب شام ہوئی عمرو نے ایک مضبوط زرہ پہنی جس کے اوپر قبائے قوہی اور نیچے قمیص قوہی تھا۔ اور تلوار حمائل کی۔ اس وقت اسکے پاس اس کی بیوی اور حمید بن حریث بن بجدل الکلبی موجود تھے۔ جب عمرو نے اٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ اس کا پاؤں فرش میں اولجھ گیا اور وہ گر پڑا۔ حمید نے کہا کہ بخدا اگر تم میرا کہا مانتے ہو تو ہرگز نہ جاؤ۔ اس کی بیوی نے بھی اس قول کی تائید کی۔ مگر عمرو نے ایک نہ سنی اور اپنے موالیوں میں سے سو آدمیوں کو لے کر عبدالملک کی طرف چلا۔ عبدالملک نے بھی تمام خاندان بنی مروان کو اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا۔ جب عبدالملک کو معلوم ہوا کہ عمرو دروازے تک پہنچا حکم دیا کہ جس قدر آدمی اس کے ساتھ ہیں وہیں روک دئے جائیں ؎

عمرو کو اندر آنے کی اجازت دی۔ اسی طرح عمرو کے تمام ساتھی ہر ایک دروازے پر روک دئے جاتے تھے۔ عمرو محل کے صحن میں پہنچا تو اس کے ساتھ سوائے ایک خادم کے اور کوئی نہ تھا۔ عمرو نے عبدالملک کی طرف نظر دوڑائی تو دیکھا کہ تمام مروانی اسکے پاس جمع ہیں۔ ان میں حسان ابن مالک بن بجدل الکلبی اور قبیصہ بن ذوئب الخزاعی بھی ہیں عمرو فوراً سمجھ گیا کہ اب خیر نہیں۔ اپنے خادم کی طرف مڑ کر اس سے کہا کہ تو فوراً یحییٰ بن سعید کے پاس جا اور انھیں بلا کر میرے پاس لا خادم نے بغیر مطلب کے سمجھے کہدیا میں حاضر ہوں۔ اس پر عمرو نے غصہ میں کہا دور ہو جہنم میں جا ؎

عمرو اب مکان میں آچکا تھا۔ عبدالملک نے حسان اور قبیصہ سے کہا کہ جب چاہو تم اٹھ کھڑے ہو اور عمرو سے جا کر ملو۔ عبدالملک نے اس خیال سے کہ عمرو کو کوئی شبہ نہ پیدا ہو اور وہ بالکل مطمئن رہے مذاقاً ان دونوں شخصوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ بتاؤ تم دونوں میں کون زیادہ دراز قد ہے۔ حسان نے جواب دیا امیر المومنین قبیصہ مجھ سے اپنے عہدے کی وجہ سے زیادہ بڑے ہیں۔ اس وقت قبیصہ عبدالملک کی شاہی مہر کے محافظ تھے ؎

عمرو نے پھر اپنے غلام سے مڑ کر کہا کہ تو یحییٰ کو میرے پاس بلا لا۔ غلام نے اس مرتبہ بھی بات سمجھے بغیر جواب دیا کہ حاضر۔ عمرو نے ڈانٹ کر کہا چل ہٹ، دور ہو ؎

حسان اور قبیصہ کے باہر نکل جانے کے بعد عبدالملک نے حکم دیا کہ تمام دروازے

بند کردئے جائیں۔ چنانچہ تمام دروازے بند کردئے گئے۔ عمرو اب عبد الملک کے قریب پہنچ گیا عبد الملک نے اس کے آنے پر مرحبا کہا اور کہا کہ یہاں آئیے اور اپنے ساتھ تخت خلافت پر اسے بھی بٹھایا۔ دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا۔ پھر غلام کو حکم دیا کہ انکی تلوار لے لو۔ عمرو نے کہا افسوس۔ کیا امیرالمومنین مجھے مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں عبد الملک نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میرے پاس بھی بیٹھو اور تلوار بھی باندھے رہو۔ غرض کہ تلوار لے لی گئی اور پھر دونوں کچھ عرصے تک باتیں کرتے رہے۔

عبد الملک نے عمرو سے کہا کہ جب تم مجھ سے باغی ہو گئے تھے میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی تمھیں دیکھا اور تم میرے دست قدرت میں آئے تو تمھیں بیڑیاں پہناؤں گا۔ مروانی بولے "اور پھر آپ انھیں چھوڑ دیں گے"۔ عبد الملک نے کہا کہ "ہاں"۔ پھر میں انھیں چھوڑ دوں گا اور میں ابو امیہ کے ساتھ کر ہی کیا سکتا ہوں۔ مروانیوں نے کہا امیرالمومنین کی قسم پوری کیجئے۔ عمرو نے بھی کہا کہ خدا امیرالمومنین کی قسم پوری کرے۔

عبد الملک نے اپنی گدی کے نیچے سے ایک بیڑی نکالی اور اسے عمرو کی طرف پھینک دیا اور غلام کو حکم دیا کہ عمرو کو اس میں کس لو۔ چنانچہ غلام نے اٹھ کر حکم کی تعمیل کر دی عمرو نے کہا کہ میں امیرالمومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اس حیثیت سے لوگوں کے سامنے نہ نکالیں۔ عبد الملک نے کہا اے ابو امیہ اس وقت جب کہ موت سر پر ہے تم اپنی مکاری سے باز نہیں آتے۔ ہم ہرگز تمھیں اس حالت میں لوگوں کے سامنے نہیں نکالیں گے! اور یہ بیڑی تمھاری عذاب شدید کے بعد اتاری جائے گی پھر عبد الملک نے ایسا جھٹکا دے کر اسے اپنی طرف کھینچا کہ اس کا منہ تخت پر پڑا اور اگلا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ عمرو نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا خوف دلاتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا دانت ٹوٹنے کے بعد آپ اور سخت سزا مجھے دے بیٹھیں۔ عبد الملک نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمھارے اوپر رحم کرنے سے تم بھی مجھ پر رحم کرو گے۔ اور قریش کی حالت درست ہو جائے گی تو تمھیں قطعی رہا کر دیتا۔ مگر ہماری سی حیثیت کے دو شخص کبھی ایک ملک میں ایک طرح نہیں رہ سکتے بلکہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو دور کر دے۔ جب عمرو نے دیکھا کہ دانت تو ٹوٹ چکا ہے اور عبد الملک کے

ارادہ کو وہ سمجھ گیا تو کہنے لگا کہ اے ابن زرقا تونے دھوکا دیا۔

عمرو کے قتل کا واقعہ اور لوگوں نے یوں بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک نے اسے اپنی طرف کھینچا اس کا ایک دانت گر پڑا۔ عمرو اسے ٹٹولنے لگا۔ عبدالملک نے کہا کہ تمھارا دانت ایسے موقعے پر گرا ہے کہ اب تم مجھ سے کبھی خوش نہیں رہو گے۔ چنانچہ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس کی تعمیل ہو گئی۔

(روایت سابقہ کے مطابق) جب موذن نے عصر کی اذاں دی عبدالملک نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور عبدالعزیز بن مروان کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ عبدالعزیز تلوار لے کر عمرو کی طرف چلے عمرو نے انھیں خدا کا خوف اور آپس کی قرابت کا واسطہ دلایا اور کہا۔ بھلا آپ میرے قتل کے لئے آئے ہیں کوئی اور شخص جو قرابت میں دور ہوتا اس کام کے لئے متعین ہوتا تو مناسب تھا۔ عبدالعزیز نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گئے۔ عبدالملک نے مختصر سی نماز پڑھی۔ محل میں چلے آئے اور دروازے بند کر دئے گئے۔

عبدالملک جب نماز کے لئے محل سے نکلے تو لوگوں نے دیکھا کہ عمرو ان کے ہمراہ نہیں فوراً جا کر یحییٰ بن سعید کو اطلاع دی۔ یحییٰ عمرو کے ایک ہزار غلاموں اور ان کے پیچھے اور بہت سے ان کے طرفداروں کے ساتھ محل کے سامنے آئے۔ عمرو کے طرفداروں نے چلّا چلّا کر کہنا شروع کیا کہ اے ابو امیہ آپ ہمیں اپنی آواز سنائیں۔

یحییٰ بن سعید کے ہمراہ حمید بن حریث اور زہیر بن الابرد بھی آئے۔ اور انھوں نے محل کا باب المقصورہ توڑ کر لوگوں پر شمشیر زنی شروع کی۔ عمرو بن سعید کے غلام مصقلہ نے ولید بن عبدالملک کے سر پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ ابراہیم بن عربی میر منشی انھیں اٹھا کر منشی خانہ میں لے گئے۔ نماز کے بعد عبدالملک جب پھر محل میں واپس آئے تو دیکھا کہ عمرو زندہ موجود ہے۔ عبدالعزیز سے پوچھا کہ تم نے کیوں اب تک اسے قتل نہیں کیا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ اس نے اللہ کا واسطہ دیا اور میرے صلۂ رحم سے شفاعت کی درخواست کی۔ مجھے رحم آگیا۔ عبدالملک نے کہا خدا تیری ذلیل ماں کو رسوا کرے! تو بھی اسی کا سا ہے۔

عبدالملک کی ماں عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھی اور عبدالعزیز کی ماں کا نام لیلیٰ تھا۔

عبدالملک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ چھوٹا بھالا لے کر آ وہ لایا۔ عبدالملک نے بھالے کو ہوا میں جنبش دے کر عمرو پر وار کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ دوبارہ وار کیا یہ بھی کارگر نہ ہوا ہاتھ سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ عمرو زرہ پہنے ہوئے ہے۔ عبدالملک کو ہنسی آ گئی۔ عمرو سے کہا اے ابوامیہ تم زرہ بھی پہنے ہوئے ہو۔ گویا پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے۔

پھر غلام کو حکم دیا کہ تلوار لاؤ۔ تلوار آئی۔ عبدالملک کے حکم سے عمرو پچھاڑا گیا وہ عمرو کے سینے پر بیٹھ گیا اور اسے ذبح کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد عبدالملک کانپنے اور تھر تھرانے لگا۔ لوگوں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص کسی اپنے عزیز کو قتل کرتا ہے اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ بہر حال اور لوگوں نے عمرو کے سینے پر سے اسے اٹھا کر تخت پر بٹھا دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ کسی دنیادار یا دیندار نے کبھی اس بیرحمی سے کسی کو قتل نہیں کیا۔

یحییٰ بن سعید اور ان کے ہمراہی محل میں گھس کر بنی مروان اور ان کے حالی موالیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور اکثروں کو انھوں نے زخمی کر دیا۔ انھوں نے بھی ان کا مقابلہ کیا اسی اثنا میں عبدالرحمن بن ام الحکم الثقفی آ گئے۔ عمرو کا سر ان کے حوالے کیا گیا انھوں نے اسے لوگوں کے سامنے ڈال دیا۔ عبدالعزیز بن مروان نے اس موقع پر یہ چال کی کہ تھیلیوں میں روپیہ بھر کر لوگوں کے سامنے ڈال دیں۔ انھوں نے جب یہ روپیہ دیکھا اور اس کے ساتھ عمرو کے سر کو بھی دیکھا۔ فوراً روپے کی تھیلیوں پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ کر منتشر ہو گئے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عبدالملک نماز کے لئے جانے لگے تو اپنے غلام ابوزعیزعہ کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دیتے گئے۔ ابوزعیزعہ نے عمرو کو قتل کر کے اس کے سر کو اس کے طرفداروں اور سب لوگوں کے سامنے ڈال دیا۔

جو روپیہ لوگوں کے سامنے ان کے بہلانے کو ڈالا گیا تھا اس کے متعلق بعد میں عبدالملک نے حکم دیا کہ سب واپس کیا جائے چنانچہ وہ سب وصول کر کے بیت المال میں داخل کر دیا گیا۔

اس روز کے ہنگامے میں یحییٰ بن سعید کے سر میں ایک پتھر لگا۔

عبدالملک نے حکم دیا کہ تخت باہر لایا جائے چنانچہ مسجد کے قریب تخت بچھایا گیا اور وہیں عبدالملک نے جلوس کیا۔ دیکھا کہ ولید بن عبدالملک نہیں ہے پوچھا کہ ولید کہاں ہے اور ساتھ ہی قسم کھا کر یہ بھی کہا کہ اگر باغیوں نے ولید کو قتل کر ڈالا ہے تو وہ اپنا قصاص لے چکے۔ ابراہیم بن عربی الکنانی آگے بڑھے اور عرض کی کہ ولید میرے پاس ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ایک اوچھا سا زخم ان کے آگیا ہے جس سے کوئی خطرہ نہیں ؛

یحییٰ بن سعید عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دیا عبدالعزیز کھڑے ہوئے اور عرض کی خدا مجھے امیرالمومنین پر سے قربان کر دے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ تمام بنی امیہ کو ایک ہی روز میں قتل کر ڈالیں۔ اس پر عبدالملک نے حکم دیا کہ اچھا یحییٰ کو قید کر دیا جائے ؛

اس کے بعد عنبسہ بن سعید سامنے لایا گیا۔ اس کے لئے بھی قتل کا حکم ہوا۔ پھر عبدالعزیز سفارش کرنے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کو بنی امیہ کے استیصال و ہلاک کرنے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ چنانچہ عنبسہ کے لیئے بھی حکم ہوا کہ قید کر دیا جائے ؛

عامر بن الاسود الکلبی پیش کیئے گئے۔ عبدالملک کے ہاتھ میں بانس کی ایک لکڑی تھی۔ اس کے سر پر رسید کی اور کہا کہ کیوں جی تم ہی عمرو کی حمایت میں مجھ سے جنگ کرنے آئے تھے۔ عامر نے کہا بے شک۔ عمرو نے میرا اعزاز کیا اور تو نے میری توہین کی اس نے مجھے اپنے سے قریب کیا۔ اور تو نے دور۔ اس نے احسانات کیئے اور تو نے برائی، اس لیئے میں اس کے ہمراہ تیرے مقابلہ کے لیئے آیا۔ عبدالملک نے حکم دیا کہ قتل کر دیا جائے۔ عبدالعزیز کھڑے ہوے اور عرض کی اے امیرالمومنین یہ میرے ماموں ہیں آپ خدا کے واسطے انکی جاں بخشی کیجئے۔ عامر کو عبدالعزیز کے حوالہ کر دیا اور سعید کے بیٹوں کو قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ سب قید کر لئے گئے ؛

یحییٰ کو قید ہوئے ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ ہوا ہوگا کہ عبدالملک منبر پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے یحییٰ کے قتل کے متعلق مشورہ لیا لوگوں کی طرف سے کوئی صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ انھوں نے کہا اے امیرالمومنین سانپ سے ہمیشہ سپولیا ہی پیدا ہوتا ہے۔ ہماری رائے ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ وہ

منافق اور دشمن ہے ۞

پھر عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا اے امیرالمومنین یحیٰی آپ کے چچا کا لڑکا ہے۔ اور جو رشتہ داری آپ سے اور اس سے ہے آپ اس سے واقف ہیں۔ جو کچھ اس نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ اور جو آپ نے اس کے ساتھ طرز عمل اختیار کیا کیا۔ میں خود بھی ان کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ مگر میں آپ کو یہ رائے بھی نہیں دیتا کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ اس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اسے اپنے دشمن کے مقابلے میں جنگ کرنے بھیج دیجئے۔ اگر وہ جنگ میں کام آیا تو اس کے قتل کی ذمہ داری سے آپ بچ جائیں گے۔ اگر وہ صحیح و سالم بچ گیا تو پھر جیسا آپ مناسب سمجھیں کیجئے گا ۞

عبدالملک نے اس رائے کو پسند کیا اور سعید کی اولاد کو مصعب کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ یہ خاندان مصعب کے پاس پہنچا۔ یحیٰی بن سعید مصعب سے ملنے گئے۔ مصعب نے ان سے کہا تم تو بچ کر نکل آئے مگر دم جھڑ گئی۔ یحیٰی نے جواب دیا کہ واقعی دُم تو اپنے بالوں ہی سے اچھی معلوم ہوتی ہے ۞

عبدالملک نے عمرو کی کلبیہ بیوی کے پاس قاصد بھیجا اور مطالبہ کیا کہ وہ صلح نامہ مجھے دے دو۔ جو میرے اور عمرو کے درمیان ہوا تھا۔ عمرو کی بیوی نے جواب دیا کہ میں نے اُسے عمرو کے کفن میں لپیٹ دیا ہے تاکہ خدا کے سامنے اسے پیش کر کے تمھارے مقابلے میں دادخواہی کرے ۞

عمرو اور عبدالملک ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ امیہ پر جا کر دونوں مل جاتے تھے عمرو کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن العاص عبدالملک کی پھوپی تھیں ۞

اصل واقعہ یہ ہے کہ عمرو اور عبدالملک میں بچپن سے رنج چلا آتا تھا۔ سعید کے بیٹوں کی ماں ام البنین تھیں اور عبدالملک اور معاویہ مروان کے بیٹے تھے۔ یہ سب کے سب بچپن کے زمانے میں مروان بن حکم کی ماں کے پاس جو بنی کنانہ کی بیٹی تھی آیا کرتے تھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے۔ عبدالملک اور معاویہ کے ہمراہ ان کا غلام اسود بھی ہوتا تھا ام مروان کا یہ دستور تھا کہ جب یہ لڑکے اس کے پاس آتے ان کے لئے کھانا پکاتی اور ہر ایک کے سامنے علیحدہ علیحدہ رکابیاں رکھ دیتی۔ معاویہ بن مروان اور محمد بن سعید

عبدالملک بن مروان اور عمرو بن سعید میں جھگڑا کرادیتی یہ لڑتے اور مشت مشت کرتے۔ اور پھر آپس میں بات چیت موقوف ہو جاتی تھی۔ ام مروان یہ بھی کہا کرتی تھی کہ اگر ان دونوں میں عقل نہ ہو گی تو ان دونوں میں تو ہو گی۔ غرض کہ جب یہ لوگ اپنے بچپن کے زمانے میں اس کے پاس آتے تھے وہ ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کرتی۔ اسی طرح شدہ شدہ ان کے دلوں میں عداوت بیٹھ گئی *

عبداللہ بن یزید القسری ابو خالد یحییٰ بن سعید کے مسجد میں داخل ہونے کے وقت اس کے ساتھ تھا اس نے باب المقصورہ کو توڑ ڈالا۔ اور بنی مروان سے لڑتا رہا۔ جب عمرو قتل کر دیا گیا اور اس کا سر لوگوں کے سامنے ڈال دیا گیا۔ یہ اور اس کا بھائی خالد دونوں عراق چلے گئے اور سعید کے بیٹوں کے ہمراہ جو مصعب کے پاس تھے قیام پذیر ہو گئے۔ اور اس وقت تک وہیں رہے جب تک کہ ان کی جماعت پھر عبدالملک کے پاس نہ آئی۔ جنگ مرج میں عبداللہ کی ایک آنکھ بھی ضائع ہو گئی تھی یہ مصعب کی حمایت میں بنی امیہ سے لڑتا رہا تھا۔ جب تمام لوگوں نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی اُن سب کے بعد عبداللہ عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے پوچھا اے آل یزید تمھارا کیا حال ہے عبداللہ نے جواب دیا کہ (حربا حربا یا حزبا حزبا) (یعنی جنگ نے یا جماعت بندی نے حالت خراب کر دی۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں "ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ" پڑھا۔ (ترجمہ یہ روز بد تم نے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے دیکھا اور اللہ تو ہرگز بھی بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) *

جب سب نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی تو اس کے بعد عمرو بن سعید کے چاروں لڑکے امیہ۔ سعید۔ اسمٰعیل اور محمد عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے ان کی طرف دیکھ کر کہا تم ایسے گھرانے کے رکن ہو جو ہمیشہ بغیر کسی استحقاق کے اپنے کو تمام قوم پر افضل سمجھتا رہا ہے۔ میرے اور تمھارے باپ کے درمیان کوئی نئی عداوت نہ تھی بلکہ ہمارے آبا و اجداد اور تمھارے بزرگوں میں جاہلیت کے زمانے سے چلی آتی تھی۔ عبدالملک نے اس تحکمانہ لہجے سے گفتگو کی ابتدا عمرو کے سب سے بڑے بیٹے امیہ سے کی *

حالانکہ یہ اپنے سب بھائیوں میں زیادہ ہوشیار اور عقلمند تھا مگر جواب نہ دے سکا
اس پر سعید بن عمرو منجھلا بھائی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ امیر المومنین نے جو کچھ بیان
کیا ہے وہ ایام جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اسلام نے ان تمام باتوں کو اب محو کر دیا ہے
اور ہم سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور دوزخ سے ڈرایا ہے عمرو اور آپ کے درمیان
جا ہے عداوت ہو مگر وہ آپ کے ابن عم تھے اسے آپ خوب جانتے ہیں اور جو سلوک
آپ نے ان سے کیا اس سے بھی آپ واقف ہیں۔ عمرو و اصل بحق ہو گئے اب اللہ ہی
ان سے حساب کرنے کے لیئے کافی ہے۔ اگر آپ محض اس عداوت کی بنا پر جو آپکے
اور عمرو کے درمیان تھی ہمیں مستوجب سزا سمجھتے ہیں تو اس صورت سے تو ہمارے لیئے

پیوند زمیں ہو جانا ہی بہتر ہے ◆

اس تقریر نے عبدالملک پر بہت اثر کیا۔ اس نے کہا کہ صورت ایسی واقع
ہو چکی تھی کہ یا عمرو مجھے قتل کر دیتے یا میں انھیں۔ اس لیئے میں نے ان کے قتل
کر ڈالنے کو اپنے مقتول ہونے پر ترجیح دی۔ اور اب رہے تم لوگ۔ تم سے میں
بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ صلہ رحم کروں گا۔ تمھارے حقوق کی نگہداشت
کروں گا۔ چنانچہ عبدالملک ان سے حق یگانگی ادا کرنے لگا۔ اور دربار میں عزت
دینے لگا۔ اور اس نے ان کے مناصب میں اضافہ کر دیا ◆

خالد بن یزید بن معاویہ نے ایک روز عبدالملک سے کہا مجھے تعجب ہے کہ
کس طرح آپ نے عمر کو بھلاوے میں پایا جو اُسے قتل کر ڈالا۔ عبدالملک نے جواب میں
دو شعر پڑھے:-

دانیتہ منّی لیسکن روعہ فاصول صولہ حازم مستمکن

غضبًا و حمیتۃً لدینی انّہ لیس المسئ سبیلہ کالمحسن

(ترجمہ) میں نے اسے اپنے قریب کر لیا تھا کہ اس کا خوف جاتا رہے
تاکہ پھر میں ایک مقتدر ہوشیار کی طرح اپنی دین کی خاطر غصہ اور جوش میں بھرا ہوا
حملہ کروں اور یہ ظاہر ہے کہ بدکردار کا طریقہ عمل نیک کام کرنے والے کی طرح
کبھی نہیں ہو سکتا ◆

ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں سعید بن عمرو سے ایک شخص ملا۔ اور کہنے لگا کہ رب کعبہ

کی قسم بنی امیہ میں تمھارے باپ کا سا کوئی شخص نہ تھا۔ مگر انھوں نے خاندان بنی امیہ سے حکومت حاصل کرنے کے لیۓ مخالفت کی اور ہلاک ہوئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ عمرو بن سعید اور عبد الملک کے درمیان محاصرہ و مقابلے کا واقعہ سنہ ۶۹ھ میں پیش آیا۔ عمرو دمشق میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ اور عبدالملک نے بطنان حبیب سے واپس آکر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ مگر عمرو کا قتل سنہ ۷۰ھ میں عبد الملک کے ہاتھوں واقع ہوا۔ اسی سال حج کے موقعے پر مقام خیف منیٰ میں ایک خارجی نے اپنا شعار لا حکم الا اللہ پکارا مگر جمرہ کے پاس قتل کر دیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسے جمرہ کے پاس تلوار کھینچتے دیکھا وہ اکیلا نہ تھا بلکہ خارجیوں کی ایک جماعت تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھ روکے رکھے۔ یہ شخص ان میں سے آگے بڑھا اور اپنا شعار پکارنے لگا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔

اس سال بھی حضرت عبداللہ بن زبیر کی زیر امارت لوگوں نے حج کیا۔ کوفے اور بصرے پر ان کے بھائی مصعب گورنر تھے شریح کوفے کے قاضی تھے۔ بصرے کے منصب قضا پر ہشام بن ہبیرہ تھے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے گورنر تھے۔

سنہ ۷۰ ہجری کے حالات

اس سال رومیوں نے جنگ کی تیاری کی اور شام میں جو مسلمان آباد تھے ان پر حملہ کر دیا۔ عبدالملک نے اس خوف سے کہ رومیوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا بادشاہ روم سے ہزار دینار ہر جمعہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔

اسی سال مصعب بہت سا مال متاع اور مویشی لے کر مکہ آئے اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں میں اسے تقسیم کیا۔ عبداللہ بن صفوان اور جبیر بن شیبہ۔ اور عبداللہ بن مطیع کو بہت سا روپیہ وغیرہ دیا اور خوب قربانی کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس سال لوگوں کو حج کرایا مختلف صوبجات پر ان کے گورنر اور قاضی وہی لوگ تھے جو سنہ سابق میں تھے۔

۷۱ھ ہجری کے واقعات

۷۱ھ ہجری میں عبدالملک مصعب کے مقابلے کے لیئے عراق کی طرف چلے
اب تلک یہ ہوتا آیا تھا کہ جب عبدالملک بطنان جیب پہنچتے اور مصعب مقام باجمیرا
تک بڑھ آتے۔ موسم سرما شروع ہوجاتا۔ دونوں صاحب اپنے اپنے مستقر کو واپس
ہو جاتے اور پھر آیندہ سال اسی طرح مقابلے کی تیاریاں کرتے ؛
۷۰ھ ہجری میں عبدالملک شام سے مصعب کے ارادے سے چلے۔ خالد
بن عبداللہ بن خالد بن اسید بھی ان کے ہمراہ تھا۔ خالد نے عبدالملک سے کہا
اگر آپ مجھے کچھ سواروں کے ساتھ بصرہ بھیجدیں تو میں امید کرتا ہوں کہ اس پر قبضہ
کرلوں گا۔ عبدالملک نے اس کی خواہش کے مطابق اسے روانہ کیا۔ خالد پوشیدہ
طور پر اپنے موالی اور خاصے کے سواروں کے ساتھ بصرہ آیا اور عمرو بن اصمع الباہلی
کے پاس فروکش ہوا۔ عمرو نے خالد کو پناہ دی۔ عباد بن الحصین ابن معمر کی پولیس کا
افسر اعلیٰ تھا۔ مصعب نے اپنے مکے کی روانگی کے وقت عبداللہ بن علبید اللہ ابن معمر کو
بصرے پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا ؛
عمرو بن اصمع نے اس امید سے کہ عباد بھی خالد کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔
عباد کو کہلا بھیجا کہ میں نے خالد کو پناہ دی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس اس بات کا
علم ہوجائے تاکہ آپ میری پشت پناہ رہیں ؛
عمرو بن اصمع کا قاصد ایسے وقت پہنچا جب کہ عباد گھوڑے سے اتر رہا تھا۔
اس نے پیام پہنچا دیا۔ عباد نے اس سے کہا کہ اپنے آقا سے جاکر کہہ دے بخدا میں اپنے
گھوڑے سے زین بھی نہیں اتاروں گا اور سواروں کو لے کر تیرے پاس ابھی پہنچتا ہوں
یہ خبر سنتے ہی عمرو نے خالد سے کہا کہ میں تمھیں دھوکہ نہیں دینا چاہتا یہ قول عباد کا ہے
وہ ابھی آتا ہی ہوگا اور میں تمھاری مدافعت کرنے سے قاصر ہوں بہتر ہے کہ تم مالک
بن مسمع کے پاس فوراً چلے جاؤ ؛
ایک یہ بھی روایت ہے کہ خالد علی بن اصمع کے پاس مقیم ہوا تھا۔ جب عباد کو

اس کی خبر لگی اس نے کہلا بھیجا کہ میں ابھی تیرے پاس آتا ہوں۔

خالد ابن اصمع کے پاس سے اس بے سروسامانی میں نکل کر بھاگا کہ ایک باریک قوہی قمیص اس کے جسم پر تھا۔ دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکابوں سے نکلے ہوئے تھے۔ مالک کے پاس پہنچا اپنی روئداد سنائی اور کہا کہ تم مجھے پناہ دو۔ مالک نے کہا بہتر ہے مالک اور اس کا بیٹا مقابلے کے لیئے نکلے۔ مالک نے بکر بن وایل اور ازد کو اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ سب سے پہلے بنی یشکر کا جھنڈا مالک کے پاس پہنچا۔ دوسری طرف عباد یمی سواروں کا دستہ لیئے ہوئے آموجود ہوا۔ دونوں جماعتیں ٹھہری رہیں اور آپس میں جنگ وجدال واقع نہیں ہوئی۔

دوسرے دن صبح کو خالد نافع بن حارث کے جفرۃ کی طرف چلا۔ (یہ موضع اس کے بعد سے خالد ہی کی طرف منسوب کیا جانے لگا) خالد کے ساتھ بنی تمیم کے کچھ لوگ آکر شریک ہوگئے تھے۔ ان میں صعصعہ بن معاویہ عبدالعزیز بن بشر۔ اور مرہ بن محکان کمیی بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ خالد کے ساتھی جفریہ کہلاتے تھے۔ اور ابن معمر کے سپاہی زبیریہ کہلاتے تھے۔ جفریوں میں عبیداللہ بن ابی بکرۃ حمران اور مغیرہ بن المہلب تھے۔ زبیریوں کی جانب سے قیس بن ہثیم السلمی تھے یہ اجرت دیکر لوگوں کو اپنے ساتھ بھرتی کر لیتے تھے ایک شخص نے اجرت کا تقاضا کیا۔ قیس نے کہا کل دونگا اس پر غطیفان بن انیف قبیلہ بنی کعب بن عمرو کے ایک شخص نے طنزیہ اشعار کہے۔

قیس اپنے گھوڑے کی گردن میں گھونگرو ڈالے رہتا تھا۔ عمرو بن وبرۃ القحیفی بنی حنظلہ کے سواروں پر سردار تھا۔ ان کے جو خدمت گار تھے ان کی تنخواہ تیس درہم یومیہ مقرر تھی مگر یہ انھیں صرف دس ہی دس دیا کرتا تھا۔ ایک شعر میں ان کے اس طرز عمل کی بھی شکایت کی گئی شعر یہ ہے:۔

لبئس ماحکمت یابن وبرہ　　　تعطی ثلثین وتعطی عشرہ

(ترجمہ) اے ابن وبرہ تمھارا یہ طرز عمل اچھا نہیں کہ تمھیں تو تیس ملیں اور تم صرف دس ادا کرو۔

مصعب نے زحر بن قیس الجعفی کو ابن معمر کی مدد کے لیئے ایک ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ اس کے مقابلے میں عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو

خالد کی مدد پر بھیجا۔ عبید اللہ نے بصرے میں داخل ہونا مناسب نہ سمجھا بلکہ مطر بن توام کو دریافت حالت کے لئے روانہ کیا۔ مطر نے بصرے سے واپس جا کر عبید اللہ کو اطلاع دی کہ ہمارے ساتھی منتشر ہو گئے ہیں عبید اللہ پھر چپکے سے عبد الملک کے پاس واپس چلا آیا ؀

مالک اور عباد میں چوبیس روز برابر جنگ ہوتی رہی۔ جب مالک کی ایک آنکھ ضائع ہوئی تو وہ جنگ سے باز آیا۔ یوسف بن عبد اللہ بن عثمان بن ابی العاص نے بیچ میں پڑ کر دونوں میں صلح کرا دی۔ شرط یہ ہوئی کہ مالک خالد کو بصرے سے نکال دے اور خود اسے امان دی جاتی ہے۔ چنانچہ خالد بصرے سے چلا گیا ؀

مالک کو یہ خوف پیدا ہوا کہ ممکن ہے مصعب عبید اللہ کی اس امان دینے کی تصدیق نہ کریں اس لئے وہ ثاج چلا گیا ؀

فرزدق نے مالک کے قصہ بنی تمیم کے اس سے اور خالد سے مل جانے کے واقعے کو اپنے چند اشعار میں نظم بھی کر دیا ہے ؀

جب عبد الملک دمشق واپس ہو گئے۔ مصعب کی پوری ہمت اس بات پر تھی کہ بصرہ پہنچ جائیں۔ انھیں خیال تھا کہ بصرہ پہنچ کر خالد کی سرکوبی کروں گا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ خالد یہاں سے امان پا کر نکل چکا ہے اور ابن معمر نے لوگوں کو امان دے دی ہے۔ اکثر لوگ تو بصرے میں مقیم رہے اور کچھ مصعب کے خوف سے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ مصعب ابن معمر پر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اب میں تمھیں کوئی ذمہ دار عہدہ نہ دوں گا، اور جفریہ جماعت کو بلا بھیجا انھیں گالیاں دیں اور ڈنڈے بھی مارے ؀

مصعب نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ سب ان کے سامنے لائے گئے۔ سب سے پہلے مصعب عبید اللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ اے ابن مسرق تو اس کتیا کا بیٹا ہے جس سے باری باری کتوں نے اپنی خواہش بہیمی کو پورا کیا اس نے مختلف رنگ کے سیاہ۔ سرخ۔ اور زرد پلے کتوں کے سے جنے۔ تیرا باپ ایک غلام تھا اور جو طایف کے قلعے سے حضور رسالت مآب کی جناب میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ تم نے ایک نیا شگوفہ چھوڑا اور ادعا کیا کہ ابو سفیان نے تمھاری

ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو پھر تمھاری اصلیت سے تمھیں ملا دوں گا۔

پھر حمران کو مخاطب کر کے کہا اے یہودیہ کے بیٹے تو ایک نبطی کافر ہے۔ جنگ عین التمر میں اسیر کیا گیا۔ حکم بن منذر بن الجارود سے کہا اے خبیث تو جانتا ہے کہ تو کون ہے اور جارود کون تھا؟ جارود ایک کافر تھا جو جزیرۂ ابن کاوان واقعہ علاقہ فارس میں رہا کرتا تھا۔ پھر سمندر کے کنارے پہنچ کر قبیلۂ عبد القیس میں شامل ہو گیا۔ اور بخدا میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی قبیلہ اس قبیلے سے زیادہ برائیوں میں مبتلا نہیں۔ بعد میں اس کی بہن سے مکعبر الفارسی نے شادی کر لی یہ ہی اس کی انتہائے شرافت ہے اے ابن قباذ یہ ہی اس عورت کے جنے ہیں۔

عبد اللہ بن فضالہ الزہرانی سامنے لایا گیا۔ مصعب نے کہا کہ کیا تو اہل ہجر اور پھر سماہیج سے نہیں ہے بخدا میں تجھے تیرے نسب کی طرف پلٹا دوں گا۔

علی بن اصمع سامنے لایا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا کہ کبھی تو بنی تمیم کا غلام ہوتا ہے اور کبھی جھوٹ موٹ اپنی نسبت بنی باہلہ سے کرتا ہے۔

عبد العزیز بن بشر بن حناط سامنے لایا گیا۔ مصعب نے کہا اے ابن مشتور کیا تیرے چچا نے حضرت عمرؓ کے عہد میں بکری نہیں چرائی تھی؟ جس کے پاداش میں حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ بخدا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے بہنوئی نے تیری اعانت کی ہے (اس کی بہن مقاتل ابن مسمع کی بیوی تھی)۔

ابی حاضر الاسدی پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا اے اصطخریہ کے بیٹے بھلا تو کہاں اور شرافت کہاں۔ تو تو اونٹ چرانے والے خانہ بدوشوں میں سے ہے جھوٹ موٹ اپنے کو بنی اسد سے کہتا ہے۔ بنی اسد میں نہ تیرا کوئی رشتہ دار ہے اور نہ ہم نسب ہے۔

زیاد بن عمرو پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا اے ابن کرمانی۔ تو تو کرمانی کھاروں میں سے ہے فارس پہنچ کر ملاح بن گیا۔ کجا تو اور کجا میدان جنگ و جدال۔ ہاں البتہ کشتی چلانے میں تو مشاق ہے۔

عبد اللہ بن عثمان بن ابی العاص پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا۔ تیری

یہ شان کہ تو مجھ پر چڑھائی کرے۔ تو ہجر کے کفار میں سے ہے۔ تیرا باپ طایف میں رہ پڑا تھا اہل طایف کا قاعدہ تھا کہ جو شخص ان میں ملنا چاہتا اسے شریک کر لیتے تھے اور اسے وہ اپنی عزت سمجھتے تھے بخدا میں تجھے تیری اصلیت کی طرف پلٹا دوں گا۔

پھر شیخ بن النعمان پیش کیا گیا مصعب نے کہا اے ابن خبیث تو زندرود کے کفار میں سے ہے تیری ماں بھاگ گئی تھی اور تیرا باپ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی بہن سے بنی یشکر کے ایک شخص نے شادی کر لی تھی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ انھوں نے تجھ کو اپنے نسب میں ملا لیا تھا۔

اس کے بعد مصعب نے ان کو سو سو کوڑے لگوائے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں ان کے مکانات منہدم کر دیے گئے۔ تین روز تک دھوپ میں کھڑے رکھے گئے۔ ان سے ان کی بیویوں کو طلاق دلوائی گئی۔ ان کے لڑکے دشمن سے مقابلہ کرنے والی فوج میں بھرتی کر لئے گئے۔ تمام بصرہ میں انھیں پھرایا گیا۔ اور اُن سے قسم لے لی گئی کہ وہ کبھی کسی آزاد شریف عورت سے نکاح نہیں کریں گے۔

خالد کے جو ہمراہی فرار ہو گئے تھے۔ ان کے تعاقب میں مصعب نے خداش بن یزید الاسدی کو روانہ کیا خداش مرۃ بن محکمان کے عقب میں جا پہنچا اور گرفتار کر لیا پھر اپنی طرف گھسیٹ کر قتل کر ڈالا۔ خداش اس وقت مصعب کے باڈی گارڈ کا افسر اعلیٰ تھا۔

سنان بن ذہل (قبیلۂ بنی عمرو بن مرثد کے ایک شخص کو) مصعب نے مالک بن مسمع کے مکان کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ سنان نے اس کے مکان کو منہدم کر دیا اور جس قدر اثاث البیت اس میں تھا اس سب پر مصعب نے قبضہ کر لیا منجملہ اور چیزوں کے ایک لونڈی بھی تھی اسی کے بطن سے مصعب کا لڑکا عمر بن مصعب پیدا ہوا۔

مصعب کوفہ جانے سے پہلے تک بصرہ ہی میں مقیم رہے پھر اس وقت تک کوفہ میں قیام پذیر رہے جب تک کہ انھیں عبدالملک سے جنگ کرنے کے لئے نہ جانا پڑا۔

عبدالملک مقام مسکن میں فروکش تھے۔ خاندان مروان کے جس قدر افراد

عراق میں بود و باش رکھتے تھے سب کے نام عبد الملک نے خطوط لکھے۔ سب نے اس کی امداد کا وعدہ کیا اور یہ شرط کی کہ اصفہان کا صوبہ ہمیں دے دیا جائے۔ چنانچہ عبد الملک نے ایسا ہی کیا کہ تمام ولایت اصفہان ان لوگوں کی جاگیر میں دے دی۔ ان میں حجار بن ابجر غضبان ابن القبعثری۔ عتاب بن ورقا قطن بن عبد اللہ حارثی۔ محمد ابن عبد الرحمن بن سعید بن قیس زحر بن قیس اور محمد ابن عمیر شامل تھے۔

عبد الملک نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مروان کو میمنہ پر عبد اللہ بن یزید بن معاویہ میسرہ پر خالد بن یزید کو سردار مقرر کیا۔ مصعب بھی مقابلے کے لیئے بڑھے مگر حسب عادت قدیمہ اہل کوفہ نے ان کے ساتھ بیوفائی کی اور تنہا چھوڑ دیا۔

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ جب مصعب میدان جنگ کے لئے نکلے وہ اپنے گھوڑے کی یال پر سہارا لیئے ہوئے تھے۔ اور داہنے بائیں لوگوں کو غور سے دیکھتے جاتے تھے۔ مجھ پر نظر پڑی۔ مجھے قریب بلا کر کہا حسین رضؓ ابن علیؓ نے اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے سے انکار کیا اور جنگ پر اڑے رہے۔ بتاؤ ان کا یہ طرز عمل مناسب تھا یا نہیں۔ پھر خود ہی ایک شعر بھی پڑھا جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ آخر دم تک مقابلہ کریں گے۔

عمرو بن سعید کے قتل کر دینے کے بعد عبد الملک کو اب کچھ خوف نہ تھا جس نے مخالفت کی اسے قتل کر ڈالا۔ تمام ملک شام بلا شرکت غیرے اس کا مطیع ہو چکا تھا۔ جب مصعب سے مقابلے کی ٹھہر گئی عبد الملک خطبے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں سے کہا کہ مصعب کے مقابلے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ شام کے عمائدین نے اس سے اختلاف کیا۔ اگرچہ ان کا یہ اختلاف اصل مقصد سے نہ تھا بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ عبد الملک وہیں قیام کریں اور فوج مصعب کے مقابلے کے لئے بھیجی جائے۔ اگر کامیابی نصیب ہو تو فبہا ورنہ دوسری امدادی فوج سے اس کی مدد کی جا سکے۔ کیونکہ انھیں یہ خوف دامنگیر تھا کہ اگر عبد الملک مصعب کے مقابلے میں کام آئے تو ان کے بعد اہل شام کا کوئی بادشاہ نہ رہے گا۔ اس لئے انھوں نے درخواست کی کہ اے امیر المومنین کیا اچھا ہو کہ آپ خود نہ جائیں بلکہ ان فوجوں پر اپنے خاندان کے کسی شخص کو سردار مقرر کر کے مصعب کے مقابلے کو روانہ فرما دیں۔

عبد الملک نے جواب دیا کہ اس اہم خدمت کو صرف وہ قریشی اچھی طرح انجام دے سکتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ میں ایسا شخص منتخب کر کے بھیجدوں جو بہادر ہو مگر صاحب عقل نہ ہو۔ البتہ میں اپنے کو اس کا مستحق سمجھتا ہوں میں فنون جنگ سے اچھی طرح واقف ہوں اور ضرورت کے موقع پر تلوار کا بھی دھنی ہوں۔ میرے مقابلے میں مصعب ہیں۔ جن کا خاندان بہادر رہے۔ اس شخص کے بیٹے ہیں جو تمام قریش میں سب سے بہادر تھا مگر وہ فن حرب سے نا واقف ہیں۔ عیش و عشرت کو پسند کرتے ہیں ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو درپردہ ان کے مخالف ہیں۔ میرے ساتھی وفادار اور مخلص ہیں ۞

عبد الملک شام سے چل کر مسکن پر فروکش ہوئے۔ مصعب باجمیرا تک بڑھے عبد الملک نے اپنے تمام طرفداروں کو جو عراق میں مقیم تھے خطوط لکھے تھے۔ ابراہیم بن الاشتر عبد الملک کا ایک سربمہر لفافہ لئے ہوئے مصعب کے پاس آئے جسے انھوں نے اس وقت تک پڑھا نہ تھا۔ یہ خط مصعب کو دے دیا۔ مصعب نے پوچھا اس میں کیا ہے ابراہیم نے کہا میں نے اسے اب تک پڑھا نہیں ہے۔ خود مصعب نے اس خط کو پڑھا جس میں عبد الملک نے ابراہیم کو اپنا طرفدار بنانے کے لئے اس وعدہ پر انہیں دعوت دی تھی کہ عراق کی صوبہ داری ان کے تفویض کر دی جائے گی۔ ابراہیم نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں سب سے زیادہ مایوسی انھیں میری طرف سے ہوگی۔ مجھے ہی نہیں بلکہ اسی طرح کے خط عبد الملک نے آپ کے اکثر طرفداروں کو لکھے ہیں۔ آپ میرے کہنے پر عمل کریں اور ان سب کو قتل کر ڈالیں ۞

مصعب نے کہا اگر اس تجویز پر عمل کیا گیا تو ان کے تمام خاندان و قبیلہ والے ہم سے بگڑ جائیں گے۔ ابراہیم نے کہا اس کی دوسری سبیل بھی ہے۔ سب کو بیڑیاں پہنا کر ابیض کسریٰ کے جیل بھیجدیجئے! اور جو نگراں ہو اسے یہ ہدایت کر دی جائے کہ اگر آپ کو شکست ہو تو وہ ان سب کو قتل کر ڈالے اور اگر آپ فاتح ہوں تو انھیں رہا کر کے ان کے خاندانوں پر احسان کا بوجھ رکھ دیجئے گا۔ مصعب کہنے لگے اے ابو نعمان میں اس رائے پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اللہ ابو بحر پر رحم کرے وہ مجھے اہل عراق کی غداری سے ڈرا رہے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مصیبت کا ہمیں سامنا ہے وہ اسکے

منتظر ہی تھے ؂

جب اہل عراق نے مصعب سے غداری کرنے کا قصد کیا قیس بن ہثیم نے انھیں لعنت ملامت کی اور کہا کہ شامیوں کو ہرگز بھی فاتحانہ حیثیت سے اپنے شہر میں داخل نہ ہونے دینا۔ اگر وہ تمھارے اسباب معیشت میں شریک بن گئے تو تمھارے مکانات میں کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ کسی نے جھاڑو پھیر دی ہے بخدا میں نے خود ایک شامی سردار کو خلیفہ کے دروازہ پہ دیکھا جو اس آرزو پہ خوش ہو رہا تھا کہ کاش وہ بھی کسی کام کے لئے عراق بھیجدیا جائے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں پیداوار کی کثرت ہے ہر طرف سرسبزی و شادابی ہے۔ ہمارے یہاں ایک ایک شخص کے پاس ہزار ہزار اونٹ ہیں حالانکہ شام کے سرداروں کے پاس صرف ایک ہی گھوڑا ہوتا ہے جس پر وہ جنگ کے لئے جاتے ہیں اور اس پر اپنے پیچھے سامان خوراک وغیرہ رکھ لیتے ہیں ؂

مقام مسکن میں دیر جاثلیق کے قریب دونوں فوجوں میں معرکۂ کارزار گرم ہوا۔ ابراہیم بن الاشتر نے آگے بڑھ کر محمد بن مروان پہ حملہ کیا اور محمد کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبداللہ بن یزید کو آگے بھیجا۔ عبداللہ محمد بن مروان کے قریب پہنچ گیا طرفین کی فوجیں درہم و برہم ہو کے مل گئیں۔ مسلم بن عمرو الباہلی۔ یحییٰ بن مبشر (متعلقہ قبیلۂ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابراہیم بن الاشتر میدان جنگ میں کام آئے ؂

یہ دیکھتے ہی عتاب بن ورقا جو مصعب کے ہمراہ رسالہ کا سردار تھا میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ مصعب نے قطن بن عبداللہ الحارثی سے کہا اے ابو عثمان اپنے سواروں کو آگے بڑھاؤ۔ قطن نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مصعب نے پوچھا کیوں قطن نے جواب دیا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ تنہا بنی مذحج خواہ مخواہ قتل کرڈالے جائیں ؂

مصعب نے حجار ابن ابجر سے کہا اے ابو اسید تم اپنا نشان آگے بڑھاؤ۔ اس نے کہا ان نجس لوگوں کی طرف بڑھوں؟ مصعب نے کہا بخدا جس لئے تم پیچھے ہٹتے ہو وہ نہایت ہی مذموم اور قبیح فعل ہے۔ اس کے بعد مصعب نے محمد بن عبدالرحمن ابن سعید بن قیس کو اسی طرح کا حکم دیا۔ محمد نے جواب دیا کہ جب کسی اور نے آپ کے حکم کی پروا نہیں کی تو میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا کہ میں اس کو بجالاؤں ؂

اس وقت حالت یاس میں مصعب نے کہا "اے ابراہیم اور آج ابراہیم میرے پاس نہیں ہے" (ابراہیم سے مراد ابراہیم بن الاشتر تھی) ابن خازم والی خراسان کو معلوم ہوا کہ مصعب عبدالملک کے مقابلے کے لیئے روانہ ہوئے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ آیا؟ ان کے ہمراہ عمر بن عبیداللہ بن معمر ہے۔ کہا گیا کہ وہ فارس پر مصعب کی جانب سے عامل ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا مہلب بن ابی صفرہ ان کے ساتھ ہے جواب ملا کہ وہ موصل کا عامل ہے پھر کہا کہ کیا عباد بن الحصین ان کے ہمراہ ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کا عامل ہے۔ اس پر ابن خازم نے کہا "اور میں خراسان میں ہوں"۔ پھر ایک شعر پڑھا جس میں مصعب کی ناکامیابی کا اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا۔

مصعب نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم مع اپنے ہمراہیوں کے اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ۔ اور اہل عراق نے جو غداری میرے ساتھ کی اس کی اطلاع کردو۔ میری تم پروا نہ کرو کیونکہ میں تو مارا ہی جاؤں گا۔

عیسیٰ نے جواب دیا کہ میں ہرگز کسی قریش سے آپ کی خطرناک حالت کا اظہار نہ کروں گا۔ البتہ اگر آپ چاہتے ہیں تو بصرہ چلے جائیے۔ کیونکہ یہاں ان کی ایک اچھی جماعت ہے یا امیرالمومنین کے پاس چلے جائیے۔ مصعب نے کہا بخدا میں قریش کو ہرگز یہ موقعہ نہ دوں گا کہ وہ بعد میں اس بات پر طعن آمیز گفتگو کریں کہ میں بنی ربیعہ کی ترک نصرت کرنے سے میدان جنگ سے فرار ہوگیا۔ تاوقتیکہ میں خود حرم محترم میں شکست کھا کر نہ داخل ہوں۔ بلکہ میں برابر لڑتا رہوں گا۔ اگر میں مارا گیا تو میدان جنگ میں تلوار سے مارا جانا کوئی عار نہیں۔ بھاگنے کی میری عادت اور خصلت نہیں۔ اگر تمہارا ارادہ بھی میدان جنگ میں واپس جانے کا ہے تو بہتر ہے جاؤ اور لڑو۔ چنانچہ عیسیٰ نے میدان جنگ کا رخ کیا لڑا اور مارا گیا۔

عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان کے ذریعے مصعب کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کو امان دیتا ہوں مصعب نے جواب دیا کہ مجھ سا شخص اس موقعے سے دو ہی صورتوں میں واپس ہٹ سکتا ہے کہ یا وہ غالب ہو یا مغلوب۔

عین دوران جنگ میں زیاد بن عمرو نے عبدالملک کے پاس آکر عرض کی اے امیرالمومنین اسماعیل بن طلحہ میرا مخلص ہمسایہ تھا۔ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ

مصعب نے میرے لئے کوئی برائی سوچی ہو اور اس نے اس کا توڑ نہ کر دیا ہو مہربانی
فرما کر آپ اسے امان دے دیجئے۔ عبدالملک نے کہا ہاں اسے امان ہے زیاد دونوں
مقابل صفوں کے درمیان آیا یہ ایک نہایت قوی ہیکل جسیم وشحیم آدمی تھا۔ زیاد نے
چلاکر کہا ابوالبختری اسمٰعیل بن طلحہ کہاں ہے۔ اسمٰعیل سامنے آئیو زیاد نے کہا
میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اسمٰعیل اس قدر قریب ہو گیا کہ دونوں کے
گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں۔ اس زمانے میں لوگ حاشیہ دار پٹکہ باندھتے تھے
زیاد نے اسمٰعیل کے پٹکہ میں ہاتھ ڈال کر زین سے اکھاڑ دیا۔ اسمٰعیل نے کہا اے
ابومغیرہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تیرا کیا ارادہ ہے یہ تو مصعب سے وفاداری کے خلاف ہے
زیاد نے جواب دیا ہاں میں اس بات کو اس سے اچھا سمجھتا ہوں کہ کل تمھیں مقتول دیکھوں۔

جب مصعب نے امان قبول کرنے سے انکار کیا تو محمد بن مروان نے
عیسیٰ بن مصعب کو آواز دی کہ اے میرے بھتیجے تو اپنی جان کو ہلاکت
میں نہ ڈال۔ تجھے امان ہے مصعب نے بھی اس سے کہا کہ تیرے چچا نے تجھے امان
دی ہے تو ان کے پاس چلا جا۔ عیسیٰ نے جواب دیا مبادا قریش کی عورتیں اس بات کا
تذکرہ کریں کہ میں نے آپ کو قتل ہونے کے لئے سپرد کر دیا اور خود اپنی جان بچالی
مصعب نے کہا اچھا پھر میرے سامنے آگے بڑھو اور جنگ کرو عیسیٰ نے مقابل آکر
داد مردانگی دی اور کام آیا۔

تیروں نے مصعب کو چھلنی کر دیا تھا۔ زایدہ بن قدامہ نے یہ حالت دیکھکر
مصعب پر حملہ کیا اور نیزے سے ایک کاری وار کیا۔ اور کہا یہ مختار کا بدلہ ہے۔
نیزہ کھاکر مصعب زمین پر گر پڑے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے ان کے قریب
گھوڑے سے اتر کر ان کا سر جدا کر دیا اور کہا کہ اس نے میرے بھائی نابی بن زیاد
کو قتل کیا تھا۔ عبیداللہ سر لے کر عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے ایک ہزار
دینار دینے کا حکم دیا۔ اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے آپ کے حکم کی
اطاعت میں انھیں قتل نہیں کیا ہے بلکہ ان سے مجھے اپنے بھائی کا بدلہ لینا تھا۔
اور محض سر اٹھا کر لانے کا میں کوئی معاوضہ لینا نہیں چاہتا۔ اور اس سر کو
عبدالملک کے پاس چھوڑ دیا۔ انتقام کی وجہ یہ تھی کہ مصعب نے اپنے کسی صوبہ کی

پولیس پر مطرف بن سیدان الباہلی (ثم احد بنی جاوۃ) کو افسر اعلیٰ مقرر کیا تھا نابی بن زیاد بن ظبیان اور قبیلۂ بنی نمیر کا ایک اور شخص ڈکیتی کے مرتکب ہوئے تھے۔ یہ دونوں مطرف کے پاس لائے گئے۔ نابی قتل کر ڈالا گیا اور دوسرے شخص کے کوڑے لگا کر چھوڑ دیا گیا ۔

اس وجہ سے عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان نے جسے مصعب نے بصرہ کی ولایت سے برطرف کرکے اہواز کا والی مقرر کر دیا تھا مطرف کے مقابلے کے لئے فوج جمع کی۔ دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ کچھ دیر ٹھہرے رہے بیچ میں دریا حائل تھا مطرف نے عبید اللہ کا مقابلہ کرنے کے لئے دریا کو عبور کیا مگر اس سے پہلے ہی عبید اللہ آپہنچا اور نیزہ کے ایک وار سے اس کا کام تمام کر دیا ۔

مصعب نے مطرف کے بیٹے کرم کو عبید اللہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ کرم بڑھتا بڑھتا اس مقام تک پہنچ گیا جو اب اس کے نام سے عسکر کرم پکارا جاتا ہے مگر ابن ظبیان کو نہ پا سکا۔ عبید اللہ ابن ظبیان اپنے بھائی کے قتل کے بعد عبد الملک سے جا ملا تھا ۔

ایک مرتبہ ابن ظبیان بصرہ میں مطرف کی ایک بیٹی کے پاس سے گزرا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہی تیرے باپ کا قاتل ہے۔ لڑکی نے جواب دیا میرا باپ فی سبیل اللہ شہید ہوا۔ اس پر ظبیان نے یہ شعر پڑھا ۔

فلاتی سبیل اللہ لاقی حمامہ ابوک ولکن فی سبیل الدلہم

(ترجمہ) تیرا باپ خدا کی راہ میں شہید نہیں ہوا بلکہ روپیہ کے پیچھے اس نے اپنی جان دی ۔

مصعب کے قتل کے بعد عبد الملک نے اہل عراق کو بیعت کرنے کے لئے بلایا۔ لوگوں نے آکر بیعت کی۔ مصعب دیر جاثلیق کے متصل دریائے قارون پر قتل کئے گئے۔ عبد الملک نے مصعب اور ان کے بیٹے عیسیٰ کی تجہیز و تدفین کا حکم دیا اور دونوں دفن کر دئے گئے۔ جب مصعب قتل کئے گئے تو عبد الملک نے حکم دیا کہ انھیں سپرد خاک کر دو۔ اور کہا کہ بخدا میری اور ان کی قدیم دوستی تھی مگر کیا کیا جائے سلطنت ایک ایسی شئے ہے جس میں ان باتوں کا مطلق لحاظ

نہیں کیا جاتا ۔

عبداللہ بن شریک العامری کہتے ہیں کہ میں مصعب کے پہلو میں کھڑا تھا میں نے اپنی قبا سے ایک خط نکال کر انھیں دیا اور عرض کی کہ یہ عبدالملک کا خط ہے۔ مصعب نے کہا پھر تم کیا چاہتے ہو۔ اسی اثنا میں ایک شامی مصعب کے کیمپ میں آیا اس نے ایک لونڈی کو باہر نکالا۔ اس نے چلا کر کہا (واذلاہ[1]) مصعب نے پہلے تو اس کی طرف دیکھا پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا ۔

مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ عبدالملک نے اس کی طرف دیکھکر کہا قریش میں تمھارا مثل اب نہیں رہا۔ یہ دونوں جب مدینہ میں رہتے تھے ایک عورت مساۃ جمی کے پاس جایا کرتے اور آپس میں باتیں کیا کرتے تھے جمی سے جب کہا گیا کہ مصعب قتل کئے گئے تو کہنے لگی اس کا قاتل ہلاک و برباد ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ عبدالملک نے انھیں قتل کیا ہے۔ اس پر جمی نے کہا میرا باپ قاتل اور مقتول دونوں پر قربان ہو ۔

اس واقعے کے بعد عبدالملک حج کرنے گئے۔ جمی ان سے ملنے آئی اور کہنے لگی کہ کیا تمھیں نے اپنے بھائی مصعب کو قتل کیا ہے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ جو شخص جنگ میں شریک ہوگا وہ ضرور اس کا مزہ چکھکر رہے گا ۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مصعب اور عبدالملک کی جنگ اور مصعب کا قتل یہ واقعات ۷۲ھ ہجری میں پیش آئے۔ البتہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کا واقعہ اور عبدالملک کی جانب سے ان کا بصرہ جانا یہ واقعات ۷۱ھ کے ہیں ۔

مصعب جمادی الآخرہ میں قتل کئے گئے۔ اور اسی ۷۱ھ ہجری میں عبدالملک کوفہ آئے اور عراق اور ان دونوں شہروں کوفہ اور بصرہ کی اہم خدمات اپنے عاملوں کے سپرد کیں (یہ واقدی کا بیان ہے) ابوالحسن کا یہ بیان ہے کہ یہ واقعہ ۷۲ھ ہجری میں پیش آیا۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصعب

---

[1] یہ لفظ اپنی توہین کے اظہار اور اس کے دفعیہ کے لئے امداد طلب کرنے کے لئے بولا جاتا ہے ۔

منگل کے دن ۱۳ امر جمادی الآخر یا جمادی الاول ۸۲ہ ہجری میں قتل کیئے گئے ۔

پہلے بیان کے مطابق عبدالملک جب کوفہ آئے نخیلہ پر فروکش ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو بیعت کے لیئے بلایا۔ سب سے پہلے بنی قضاعۃ بیعت کرنے آئے عبدالملک نے دیکھا کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس طرح بنی مضر سے اب تک بچے رہے۔ حالانکہ تمھاری تعداد بھی کم ہے۔ عبداللہ بن یعلی النہدی نے جواب دیا کہ ہم ان سے زیادہ معزز اور بہادر ہیں۔ عبدالملک نے پوچھا کن لوگوں کی وجہ سے تمھیں یہ رتبہ حاصل ہے، عبداللہ نے جواب دیا کہ ان لوگوں کی وجہ سے جو ہمارے قبیلے کے امیرالمومنین کے ساتھ ہیں ۔

پھر بنی مذحج اور بنی ہمدان آئے۔ عبدالملک نے کہا ان لوگوں سے تعرض کرنے کی کوئی بات میں نہیں پاتا میں نہیں دیکھتا کہ کوفہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی خاص مرتبہ حاصل ہو ۔

ان کے بعد بنی جعفی پیش ہوئے۔ عبدالملک نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے بھانجے کو چھپا رکھا ہے۔ اس سے عبدالملک کی مراد یحییٰ بن سعید بن العاص تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ایسا ہی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا انھیں امان عطا کی گئی ہے۔ عبدالملک نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی شرط بھی کرنا چاہتے ہو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ہمارا آپ کے ساتھ کسی معاملے کے لیئے شرط کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم آپ کے اختیار اور حق سے بے خبر ہیں بلکہ ہماری یہ جرأت اور گستاخی ایسی ہی ہے جیسا کہ بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا بے شک تم اچھے لوگ ہو۔ تم جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی شہسوار و نمیں شمار ہوئے۔ میں یحییٰ کو امان دیتا ہوں۔ چنانچہ بنی جعفی یحییٰ بن سعید کو عبدالملک کے پاس لے آئے۔ ابوایوب اس کی کنیت تھی۔ جب عبدالملک نے اس کی طرف دیکھا تو کہا اے ابوقبیح اب کس منہ سے تم اپنے رب کے سامنے جاؤ گے۔ تم نے تو مجھے خلافت سے معزول کر دیا تھا۔ یحییٰ نے جواب دیا اسی منہ سے جسے اس نے بنایا ہے ۔

پھر اس نے بیعت کی اور جب پشت پھیر کر جانے لگا عبدالملک نے اس کی

پشت کی طرف دیکھ کر کہا خدا اس کا بھلا کرے۔ کیسا زیرک آدمی ہے ؁
معبد بن خالد الجُدلی کہتا ہے کہ پھر ہم بنی عدوان عبدالملک کے سامنے آئے سب کے آگے ہم نے ایک نہایت حسین وجمیل شخص کو کھڑا کیا۔ اور میں پیچھے رہا (معبد بدصورت تھا) ؁

عبدالملک نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔ معتمد نے کہا بنی عدوان اس پر عبدالملک نے کچھ شعر پڑھے پھر اس خوبصورت شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہو اس نے جواب دیا میں نہیں جانتا میں اس کے پیچھے سے بول اٹھا اور کچھ شعر پڑھے جس میں بعض افراد قوم کی کچھ خوبیاں بیان کی تھیں۔ عبدالملک مجھے چھوڑ کر پھر اس حسین آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا یہ کس کا ذکر ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس پر میں نے اس کے پیچھے سے کہا ذوالاصبع کا ذکر ہے۔ عبدالملک نے اسی سے دریافت کیا یہ نام کیوں رکھا گیا۔ اس نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔ پھر میں نے اس کے عقب سے عرض کیا کہ سانپ نے اس کی انگلی میں کاٹ لیا تھا وہ قطع کردی گئی اس لیئے یہ نام ہوا۔ پھر اس حسین شخص کی طرف متوجہ ہوکر دریافت کیا کہ اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے عرض کیا حرثان بن الحارث۔ اس مرتبہ پھر عبدالملک نے اس شخص کی طرف متوجہ ہوکر دریافت کیا کہ یہ تمھارے قبیلے کا شخص ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا میں نے عقب سے عرض کیا کہ بنی ناج سے ہے اس پر عبدالملک نے کچھ شعر پڑھے اور پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوکر مستفسر ہوا کہ تمھاری تنخواہ کتنی ہے اس نے کہا سات سو۔ مجھ سے پوچھا تمھیں کتنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کی تین سو اس پر عبدالملک نے اپنے دونوں معتمدوں کو حکم دیا کہ اس شخص کی تنخواہ سے چار سو کم کرکے اس کی تنخواہ میں اضافہ کردیا جائے۔ میں اپنی تنخواہ سات سو کراکے واپس آیا اور اس شخص کی کل تین سو تنخواہ رہ گئی ؁

اس کے بعد بنی کندہ عبدالملک کے سامنے پیش کیئے گئے۔ عبدالملک نے عبداللہ بن اسحٰق ابن الاشعث کی طرف نظر کی اور اسے اپنے بھائی بشر بن مروان کے سپرد کردیا اور ہدایت کی کہ اپنی مصاحبت میں انھیں بھی مقرر کرلو ؁
داؤد بن قحذم بنی بکر بن وائل کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ عبدالملک کے

سامنے آئے۔ یہ سب لوگ داؤدی قبائیں پہنے ہوئے تھے جو اسی داؤد کی طرف منسوب ہیں۔ داؤد عبدالملک کے پہلو بہ پہلو اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ عبدالملک ان کی طرف متوجہ ہوا۔ کچھ ہی دیر کے بعد داؤد دربار سے اٹھا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے لگے ان کے پیچھے عبدالملک نے انھیں جاتے ہوئے دیکھا اور کہا اگر ان کا سردار میرے پاس نہ آیا ہوتا تو یہ فاسق کبھی میری اطاعت نہ کرتے۔

عبدالملک نے قطن بن عبداللہ الحارثی کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ مگر صرف چالیس روز قطن اس عہدے پر سرفراز رہے پھر عبدالملک نے انھیں موقوف کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ عبدالملک خطبے کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر واقعی عبداللہ بن زبیر خلیفہ ہیں جیسا کہ وہ دعوے کرتے ہیں تو انھیں خود آ کر لوگوں کی خبر گیری کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ حرم میں بیٹھے ہوئے اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے ہیں میں نے بشر بن مروان کو تمھارا گورنر مقرر کیا ہے اور انھیں ہدایت کر دی ہے کہ اطاعت شعار رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور نافرمانوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کریں۔ تمھیں چاہیے کہ جو وہ کہیں اسے سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

محمد بن عمیر کو عبدالملک نے ہمدان کا حاکم مقرر کیا۔ اور یزید بن رویم کو رے کا حاکم مقرر کیا۔ اسی طرح اور عامل مقرر کئے گئے۔ مگر جس جس سے اصفہان کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کیا تھا وہ ایک سے بھی پورا نہیں کیا۔

پھر عبدالملک نے کہا میرے پاس ان بدکرداروں کو لاؤ جنھوں نے شام اور عراق میں ادھم مچا رکھا تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ ان لوگوں کو ان کے قبائل کے سرداروں نے اپنی پناہ میں رکھا ہے۔ عبدالملک نے کہا کیا میرے مقابلے میں کسی شخص کو پناہ دی جا سکتی ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن یزید بن اسد اور یحییٰ بن معیوف الہمدانی نے علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس اور ہذیل بن زفر بن الحارث اور عمرو بن زید الحکمی نے خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس پناہ لی تھی۔ عبدالملک نے ان سب لوگوں کی خطا معاف کر دی اور یہ لوگ نکل آئے۔

اسی سال عبید اللہ بن ابی بکرۃ اور حمران بن ابان میں بصرہ کی حکومت کے متعلق تنازعہ ہوا اس کی روئداد یہ ہے کہ مصعب کے قتل ہونے کے بعد یہ دونوں بصرہ پر سیادت حاصل کرنے کے لیئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں اس منصب کے مدعی ہوئے۔ ابن ابی بکرۃ نے حمران سے کہا میں تم سے دولت و ثروت میں زیادہ ہوں جنگ جفرۃ کے موقع پر خالد کی فوج کا تمام خرچ میں نے ہی برداشت کیا تھا! اس پر لوگوں نے حمران کو صلاح دی کہ تم ابن ابی بکرۃ کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ عبد اللہ بن الاہتم کی امداد حاصل نہ کرلو اور اس صورت میں پھر تمھارا پایہ بردست ہو جائے گا۔ اور ابن ابی بکرۃ تمھارے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ حمران نے ایسا ہی کیا اور بصرہ پر اقتدار حاصل کرلیا اور ابن الاہتم کو بصرہ کی پولیس کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

حمران کو بنی امیہ میں ایک خاص رتبہ حاصل تھا اور وہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے ایک معمر اعرابی نے آکر حمران کو پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حمران ہے۔ اس معمر شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حمران کو دیکھا کہ ان کی چادر مونڈھے سے ڈھل گئی تھی۔ مروان اور سعید بن العاص دونوں لپکے تا کہ ایک سے پہلے دوسرا اس کی چادر درست کر دے۔

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حمران نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے معاویہ اور عبد اللہ بن عامر دونوں نے مل کر دبانا شروع کیا۔

اسی سال عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔

کچھ روز حمران بصرہ کے حاکم رہے اور ابن ابی بکرۃ مصعب کے قتل کے بعد کوفہ میں عبد الملک کے پاس آئے۔ عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ ابن خالد ابن اسید کو بصرہ اور اس کے ماتحت علاقے کا گورنر مقرر کیا۔ خالد نے عبید اللہ ابن ابی بکرۃ کو اپنا قائم مقام کر کے بصرہ کی گورنری پر روانہ کیا عبید اللہ جب حمران کے پاس پہنچے تو حمران نے کہا تم آگئے کاش نہ آتے۔ غرض ابن ابو بکرۃ خالد کے بصرہ آنے تک انکے قائم مقام کی حیثیت سے گورنری کی خدمت انجام دیتے رہے واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال عبد الملک شام واپس چلے گئے۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود بن عوف کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کردیا اور ان کی جگہ طلحہ بن عبداللہ بن عوف کو مقرر کیا۔ یہ عبداللہ بن زبیر کی جانب سے مدینہ کے آخری گورنر ہوئے ہیں۔ جب طارق بن عمرو حضرت عثمان رضی کے آزاد غلام نے مدینہ پر تسلط کرلیا طلحہ وہاں سے بھاگ گئے طارق مدینہ ہی میں مقیم رہا۔ یہانتک کہ عبدالملک نے اسے خط لکھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

جب حضرت عبداللہ بن زبیر کو مصعب کے قتل کی خبر ہوئی خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا۔ تمام تعریف اسی خدا کے لیئے ہے جس نے پیدا کیا جس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ جان لو حق و صداقت جس کے ساتھ ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا چاہے وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اسے کبھی عزت نصیب نہیں ہوتی۔ جس کی دوستی شیطان اور اس کے گروہ سے ہو چاہے اس کی امداد کے لیئے تمام بنی نوع انسان ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمیں عراق سے ایک خبر معلوم ہوئی ہے جس نے ہمیں رنجیدہ بھی کیا ہے اور خوش بھی اور وہ یہ ہے کہ مصعب (خدا کی رحمت ان پر نازل ہو) قتل ہو گئے۔ ہمیں خوشی اس لیئے ہوئی کہ انھیں درجۂ شہادت نصیب ہوا۔ اور غم اس لیئے کہ ایک محب صادق کی جدائی ایک سوزش پنہانی ہے جو اس کے دوست کو مصیبت کے وقت ستاتی ہے۔ مگر عقلا ان تمام باتوں کے بعد صبر جمیل اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت مجھے مصعب کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا حالانکہ اس سے پہلے زبیر کی موت کا صدمہ سہ چکا ہوں۔ نیز حضرت عثمان رضی کی موت کا رنج بھی ایسا نہیں جسے میں نے فراموش کردیا ہو۔ مصعب بھی اللہ کے ایک بندے اور میرے دست و بازو تھے مگر صدمہ اس بات کا ہے کہ اہل عراق نے ان سے بے وفائی کی۔ منافقت کی اور بہت تھوڑی قیمت کے عوض انھیں دشمن کے ہاتھوں فروخت کردیا اور سپرد کردیا۔ پس اگر وہ مارے گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہم اپنے بستروں پر پڑے رہ کر مرنے کے عادی نہیں جیسا ابی العاص کی اولاد ہے۔

بخدا ان کے خاندان کا کوئی شخص بھی زمانۂ جاہلیت یا اسلام کی جنگ میں کام نہیں آیا اور ہم ہمیشہ نیزوں کا نشانہ بنائے گئے اور تلواروں کے سائے میں جان دیتے رہے ہیں رہی دنیا یہ اس شہنشاہ اعلیٰ واعظم کی طرف سے کہ صرف اسی کی حکومت وسلطنت کو بقائے دوام حاصل ہے ایک عاریت ہے۔ اگر وہ سامنے آئے گی تو اسے غرور اور خوشی کے عالم میں سنبھالنے والا نہیں اور اگر وہ پیٹھ پھیرے گی تو ذلیل بے وقوفوں کی طرح میں روؤں گا نہیں۔ یہ کہکر میں اپنے اور تمھارے لیئے خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔

مصعب کے قتل کرنے کے بعد عبد الملک کوفہ میں داخل ہوئے۔ حکم دیا کہ بہت سا کھانا پکایا جائے۔ چنانچہ کھانا تیار کیا گیا۔ حکم دیا کہ قصر خورنق میں کھانا چُنا جائے۔ تمام لوگوں کو عام دعوت دی۔ لوگ آآکر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اتنے میں عمرو بن حریث المخزومی بھی آئے۔ عبد الملک نے انھیں اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پوچھا کہ کونسا کھانا آپ کو زیادہ مرغوب ہے۔ عمرو بن حریث نے جواب دیا کہ سرخ رنگ کا بزغالہ جس میں خوب نمک لگا ہو اور اچھی طرح سے بھنا ہوا ہو۔ عبد الملک نے کہا یہ تو کچھ نہ ہوا آپ بکری کے شیر خوار بچے کو کیوں بھول گئے جس میں خوب مسالہ لگا ہوا ہو۔ اچھی طرح صاف کیا گیا ہو۔ جس کی ران کبھی آپ کے ہاتھ میں ہو اور کبھی دست اور جس کی پرورش دودھ اور گھی سے ہوئی ہو۔

اس کے بعد خوان چنے گئے اور سب نے کھانا کھایا۔

عبد الملک نے کہا کہ ہماری زندگی اس وقت کس قدر خوش آیند ہے۔ کاش کسی شئے کو بقا ہوتی مگر ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہر روز زوال کی طرف راستہ طے کر رہے ہیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عبد الملک نے تمام قصر میں پھرنا شروع کیا عمرو بن حریث سے پوچھتے جاتے تھے کہ کون اس مکان کا مالک ہے اور کس نے اسے بنایا تھا۔ عمرو انھیں بتلاتے جاتے تھے اور یہ شعر عبد الملک کے ورد زبان تھا۔

وکل جدید یا امیم الی بلی وکل امرئ یوما یصیر الی کان

(ترجمہ) اے امیمہ ہر نئی چیز پرانی ہونے والی ہے اور ہر شخص کے لیئے

ایک دن یہ کہا جائے گا کہ (تھا)۔

اس کے بعد عبد الملک اپنی نشست گاہ میں آ گئے اور لیٹ گئے۔ واقدی کے قول کے مطابق اسی سنہ میں عبد الملک نے قیساریہ کو فتح کیا۔

۷۲ ہجری کے اہم واقعات

خارجیوں کا خروج۔ مہلب بن ابی صفرہ اور عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید کے واقعات

مقام سولاف پر مہلب اور خارجیوں کے درمیان مسلسل آٹھ ماہ تک شدید جنگ ہوتی رہی۔ آٹھ ماہ گزرنے کے بعد مصعب کے قتل کی اطلاع انھیں ملی۔ اس خبر کا علم خارجیوں کو مہلب اور ان کے ہمراہیوں سے پہلے ہو گیا۔ خارجیوں نے ان سے دریافت کیا کہ مصعب کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ مہلب کی جماعت نے کہا وہ ہمارے پیشوا ہیں خارجیوں نے دریافت کیا کہ کیا وہ دنیا و عقبیٰ میں تمھارے آقا ہیں؟ مہلب کی جماعت نے جواب دیا بے شک، خارجیوں نے دریافت کیا کہ کیا تم زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ان کے دوست ہو؟ انھوں نے جواب دیا بلاشبہ ہم ان کے سامنے اور ان کے بعد ان کے جاں نثار اور وفادار ہیں۔

پھر خارجیوں نے پوچھا کہ عبد الملک بن مروان کے متعلق کیا کہتے ہو۔ مہلب کے طرفداروں نے جواب دیا وہ ملعون کا بیٹا ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں اس کی جان ہمارے لیئے تمھاری جانوں سے بھی زیادہ حلال ہے۔

خارجیوں نے دریافت کیا پھر تم اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اس کے دشمن ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے بھی ایسے ہی دشمن ہیں جیسے کہ ہم تمھارے ہیں۔

اس تمام گفتگو کے بعد خارجیوں نے کہا تمھارے امام مصعب کو عبد الملک بن مروان نے قتل کر ڈالا۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس عبد الملک سے تم آج اپنی بے تعلقی ظاہر کر رہے ہو اور اس پر لعنت بھیج رہے ہو کل اسی کو تم اپنا امام بنا لو گے،

مہلب کی جماعت والوں نے کہا اے دشمنان خدا تم جھوٹ بولتے ہو۔

جب دوسرا دن ہوا تو مصعب کے قتل ہو جانے کی خبر معلوم ہو گئی۔ مہلب نے عبدالملک بن مروان کے لیئے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر خارجی آکر کہنے لگے کہ مصعب کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ مہلب کی جماعت والوں نے جواب دیا۔ اے دشمنان خدا ہم تمھیں نہیں بتاتے کہ ان کے متعلق ہماری کیا رائے ہے۔ بات اصل میں یہ تھی کہ وہ اب خارجیوں کے سامنے اپنی زبان سے اپنے آپ کو جھٹلانا نہیں چاہتے تھے۔

خارجیوں نے کہا کل تو تم نے ہم سے کہا تھا کہ مصعب دنیا و عقبیٰ میں تمھارے آقا و ولی ہیں اور تم لوگ زندگی اور موت سب میں ان کے شریک اور دوست ہو۔ اب بتاؤ عبدالملک کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے امام اور خلیفہ ہیں۔

چونکہ عبدالملک کے لیئے حلف وفاداری اٹھا چکے تھے لہٰذا اس قول کے کہنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے لیئے باقی نہ تھا۔

خارجیوں نے کہا اے دشمنان خدا کل تک تو تم اس سے اپنی دنیا و آخرۃ میں کامل بے تعلقی ظاہر کر رہے تھے اور مدعی تھے کہ تم زندگی اور موت میں اس کے مخالف رہو گے اور یا آج ہی اسے تم نے اپنا امام اور خلیفہ بنا لیا۔ یہ وہی شخص تو ہے جس نے تمھارے امام کو جس کی دوستی کا تم دم بھرتے تھے قتل کر ڈالا۔ بتاؤ کہ ان میں سے کون سچا اور راہ راست پر ہے اور کون گمراہ ہے۔

مہلب کی جماعت والوں نے کہا اے دشمنان خدا جب ہماری قسمتوں کی باگ مصعب کے ہاتھ میں تھی ہم اس پر خوش تھے اور اب عبدالملک ہمارے معاملات کے سربراہ کار ہو گئے ہیں ہم اس پر بھی خوش ہیں۔

خارجیوں نے کہا نہیں یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ تم بدکردار۔ ظالم اور دنیا کے بندے ہو۔

عبدالملک نے بشر بن مروان کو کوفہ کا اور خالد بن عبداللہ بن خالد ابن اسید کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا جب خالد بصرہ آئے انھوں نے اہواز کا خراج وصول

کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کے عہدے پر مہلب کو برقرار رکھا۔ عامر بن مسمع کو سابور کا مقاتل ابن مسمع کو اردشیر خرہ کا۔ مسمع بن مالک بن مسمع کو فسا اور درابجرد کا اور مغیرہ بن المہلب کو اصطخر کا عامل مقرر کیا۔

خالد نے مقاتل کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ عبدالعزیز سے جا کر مل جاؤ۔ عبدالعزیز خارجیوں کی تلاش میں چلا۔ خوارج عبدالعزیز پر کرمان کی طرف سے درابجرد میں اُتر آئے یہ ان کی طرف بڑھا۔ خارجیوں کے سردار قطری نے صالح بن مخراق کو نوسو سواروں کے ہمراہ مقابلے کے لیئے بھیجا۔ صالح اس جماعت کو لے کر آگے بڑھا یہاں تک کہ عبدالعزیز بھی سامنے آگیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو لیئے ہوئے رات کو چل رہا تھا فوج کو نہ جنگ کا خیال تھا اور نہ وہ اس کام کے لئے تیار تھی کہ یکایک خارجیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اور انھیں شکست ہوئی۔ مقاتل بن مسمع گھوڑے سے اتر پڑا۔ لڑا اور کام آیا۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کو شکست ہوئی۔ اس کی بیوی جو منذر ابن جارود کی بیٹی تھی خارجیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوگئی۔ اس کو بذریعۂ نیلام فروخت کیا جانے لگا اور ایک لاکھ درہم تک اس کی قیمت لگی۔ یہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ اس کا ہم قبیلہ ایک شخص ابوالحدید الشنی جو خارجیوں کے سرداروں میں سے تھا آگے بڑھا۔ اور اس نے دوسروں سے کہا کہ اس سے الگ ہوجاؤ معلوم ہوتا ہے کہ اس مشرکہ کے حسن و جمال کا جادو تم پر چل گیا ہے اور پھر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابوالحدید جب بصرہ آیا تو خاندان منذر کے لوگوں نے اسے دیکھکر کہا بخدا ہم نہیں جانتے آیا تیری تعریف کریں یا مذمت۔ ابوالحدید کہا کرتا تھا کہ میں نے یہ فعل عزت و حمیت قومی کے تقاضے سے کیا تھا۔

عبدالعزیز شکست کھاکر مقام رام ہرمز پہنچا۔ مہلب کو اس کے شکست کھانے کی خبر ہوئی مہلب نے اس کے ہم قوم ایک معتبر سر برآوردہ شخص کو جو مہلب کے بہادر شہسواروں میں تھا عبدالعزیز کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ۔ اگر واقعی اسے شکست ہوئی ہے تو تم اس کی عزت افزائی کرنا اور جتا دینا کہ تم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے جو تم سے پہلے اور لوگ نہ کر چکے ہوں۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ

عنقریب اور فوج تمھاری مدد کے لیئے آتی ہے پھر اللہ تمھیں عزت و نصرت دیگا۔
یہ شخص عبدالعزیز کے پاس آیا۔ عبدالعزیز صرف تیس ہمراہیوں کے ساتھ فروکش تھا نہایت پژمردہ خاطر اور رنجیدہ۔ اس ازدی شخص نے اسے سلام کیا اور بتایا کہ میں مہلب کا فرستادہ قاصد ہوں اور جو پیام لایا تھا وہ حرف بحرف پہنچا دیا۔ یہ بھی کہا کہ تمھیں جو ضرورت ہو اس سے مجھے مطلع کرو۔

اس فرض کو انجام دینے کے بعد یہ شخص پھر مہلب کے پاس آیا اور روداد سنائی۔ مہلب نے اس سے کہا کہ اب تم خالد کے پاس بصرہ جاؤ اور انھیں ان واقعات کی اطلاع کردو۔ اس شخص نے کہا کہ بھلا میں خالد کے پاس جاؤں اور اس سے جاکر کہوں کہ تمھارے بھائی کو شکست ہوئی؟ بخدا میں ان کے پاس نہیں جاؤنگا۔

اس پر مہلب نے کہا پھر تمھارے سوا اور کون شخص جائے۔ تم بچشم خود اسے دیکھ چکے ہو اور میرے قاصد بن کر جا چکے ہو۔ اس پر اس شخص نے کہا اے مہلب پھر اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ اس مرتبہ کسی اور شخص کو تم خالد کے پاس بھیجو۔ یہ کہہ کر یہ شخص باہر نکل آیا۔ مہلب نے کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ تم میری جانب سے بالکل بے پروا ہو۔ اگر کسی اور شخص کے ساتھ ہوتے اور وہ تمھیں پیدل کہیں روانہ کرتا تو دوڑتے ہوئے جاتے۔ وہ شخص پھر سامنے آیا اور اس نے کہا کہ کیا آپ اپنی بردباری کا ہم پر احسان رکھتے ہیں۔ بخدا ہم آپ کے ہمسر ہیں بلکہ آپ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم آپ کی خاطر اپنی جانوں کو تلواروں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ اور آپ کے دشمنوں سے آپ کی مدافعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ ہوتے جو ہماری پروانہ کرتا اور اپنی ضروریات کے لیئے ہمیں پیدل بھیجتا اور پھر اسے جنگ میں ہماری امداد کی ضرورت ہوتی تو ہم اپنے اور دشمن کے درمیان اسے کر دیتے اور اس کی آڑ میں اپنی جانیں بچاتے۔

مہلب نے کہا جو کچھ تم نے کہا بالکل درست ہے۔ اور ایک دوسرے نوجوان ازدی کو جو اس کے ساتھ تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم خالد کے پاس جاؤ اور ان کے بھائی کی حالت سے انھیں مطلع کردو۔

یہ نوجوان شخص خالد کے پاس آیا۔ خالد کے چاروں طرف لوگ حلقہ باندھے

ہوئے تھے خالد ایک سبز جبہ اور اس پر سبز ہی ریشمی چوبغلہ پہنے ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے خالد کو سلام کیا۔ خالد نے سلام کا جواب دے کر دریافت کیا کہ کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے مہلب نے آپ کے پاس اس لیئے بھیجا ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بیان کر دوں۔ خالد نے پوچھا کیا؟ اس نوجوان نے کہا کہ عبدالعزیز شکست کھا کر رام ہرمز میں مقیم ہے۔ خالد نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے مطلقاً جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ سچا سچا واقعہ بیان کر دیا ہے اگر میں جھوٹا ثابت ہوں تو آپ میری گردن مار دیجئے گا۔ اور اگر میرا بیان سچا ہو تو آپ اپنا جبہ اور چوبغلہ دونوں مجھے عنایت کر دیجئے گا۔ خالد نے کہا تونے تو بہت ہی چھوٹی شئے مانگی۔ تیری صداقت ثابت ہونے کی شکل میں جو معمولی نقصان مجھے ہوگا اس کے مقابلے میں میں تیرے جھوٹا ثابت ہونے کی صورت میں جو نقصان عظیم ہوگا اس کے برداشت کرنے کے لیئے تیار ہوں۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس شخص کو قید کر دیا جائے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور جب اس کے بیان کی تصدیق ہو گئی وہ رہا کر دیا گیا۔

پھر اس نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں امیرالمومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے عبدالعزیز بن عبداللہ کو خارجیوں کی تلاش میں بھیجا تھا فارس میں ان سے مڈبھیڑ ہوئی اور شدید جنگ ہونے کے بعد عبدالعزیز کو اس وقت شکست ہوئی جب کہ ان کی فوج والے انھیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مقاتل بن مسمع میدان جنگ میں کام آئے۔ یہ شکست خوردہ فوج اہواز میں مقیم ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان واقعات کی امیرالمومنین کو اطلاع دیدوں تاکہ جناب والا اپنی رائے اور نیز مزید احکام سے مجھے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ میں حسب الحکم عمل پیرا ہوں۔ انشاءاللہ آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت نازل ہو۔

اس کے جواب میں عبدالملک نے حسب ذیل خط خالد کو لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ تمھارا قاصد تمھارا خط لے کر آیا جس سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے بھائی کو خارجیوں کے مقابلے میں بھیجا تھا نیز اس سے معلوم ہوا کہ اس نے شکست کھائی اور کون کون شخص میدان جنگ میں کام آیا۔ تمھارے قاصد سے دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ مہلب تمھاری جانب سے اہواز کے عامل ہیں۔

اسی وجہ سے اللہ نے تمھاری رائے کو ذلیل کیا کہ تم نے مکے والوں میں سے اپنے ایک اعرابی بھائی کو جنگ کے لیئے بھیجا اور مہلب کو اپنے قریب ہی خراج وصول کرنے پر مامور کیا۔ حالانکہ فتح مہلب کے ساتھ رہتی ہے۔ سیاست کے وہ ماہر ہیں فن جنگ سے خوب واقف تجربہ کار اور جنگی چالوں کو اچھی طرح جانتے ہیں! اسلیئے اب تم اس بات کا انتظام کرو کہ خود فوج لے کر جاؤ اور راہواز یا اس کے اور آگے جہاں کہیں خارجی ملیں ان کا مقابلہ کرو میں نے بشر کو اطلاع دے دی ہے کہ وہ کوفے والوں کی فوج سے تمھاری امداد کریں۔ جب دشمن تمھارے مقابل آجائے اس وقت تم کسی تجویز پر عمل نہ کرنا تاوقتیکہ مہلب اس میں موجود نہ ہوں اور تم نے ان سے مشورہ نہ لیا ہو انشاءاللہ والسلام علیک ورحمتہ اللہ۔

خالد کو یہ بات بہت ناگوار گزری کہ عبدالملک نے ان کی اس کارروائی کو کہ انھوں نے مہلب کو چھوڑ کر اپنے بھائی کو خارجیوں کے مقابلے میں بھیجا احمقانہ خیال کیا اور نیز محض ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں تاوقتیکہ مہلب اس مشورہ میں شریک نہ ہوں۔

عبدالملک نے بشر بن مردان کو لکھا کہ میں نے خالد کو خارجیوں کے مقابلے میں چڑھائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم پانچ ہزار فوج ان کی امداد کے لیئے کسی اپنے شخص کی زیر قیادت جسے تم پسند کرو بھیجدو۔ جب یہ مہم ختم ہو جائے۔ تم اس فوج کو رے بھیجدینا تاکہ یہ وہاں اپنے دشمنوں کے خلاف عمل کرے اور اپنی چھاؤنیوں میں اپنی مقررہ میعاد ملازمت تک مقیم رہے جب ان کی واپسی کا وقت آئے انھیں واپس بھیجنا اور بجائے ان کے دوسری فوج بھیجدینا۔

بشر نے پانچ ہزار سپاہی چنے اور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی زیر سیادت انھیں روانہ کیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ جب اس مہم سے تم فارغ ہو جاؤ تو رے واپس آجانا۔ اور اس بات کے لیئے ایک تحریری وعدہ انھیں دیدیا گیا۔

خالد اہل بصرہ کے ساتھ اور عبدالرحمٰن کوفے والوں کے ساتھ اہواز آئے دوسری جانب سے خارجی بھی بڑھے اور شہر اہواز اور ان فوجوں کے پڑاؤ کے قریب آگئے۔ مہلب نے خالد سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں بہت سی کشتیاں موجود ہیں

تم فوراً انھیں اپنے قبضے میں کر لو ورنہ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ خارجی ان میں آگ لگا دیں گے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ خارجیوں کی ایک جماعت کشتیوں کی طرف چلی اور انھیں جلا دیا۔

خالد نے اپنے میمنے پر مہلب کو اور میسرے پر داؤد بن قحذم (متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ) کو سردار مقرر کیا۔ مہلب عبدالرحمٰن کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے اس وقت تک اپنے گرد خندق نہیں بنائی تھی۔ مہلب نے پوچھا اے میرے بھتیجے تم نے کیوں اب تک خندق نہیں کھودی؟ عبدالرحمٰن نے کہا میں انھیں گوز شتر سے زیادہ نہیں سمجھتا۔ مہلب نے کہا نہیں تم انھیں اس قدر حقیر و ذلیل نہ سمجھو۔ وہ عرب کے درندے ہیں۔ جب تک تم خندق نہ کھود لو گے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ آخر کار عبدالرحمٰن نے مہلب کی رائے پر عمل کیا۔ شدہ شدہ عبدالرحمٰن کے اس قول کی اطلاع کہ میں خارجیوں کو گوز شتر سے زیادہ نہیں سمجھتا خارجیوں کو پہنچی۔ ان کے ایک شاعر نے اس پر طنزیہ چند شعر بھی کہے۔

دونوں فوجیں بیس روز تک ایک دوسرے کے مقابل جمی رہیں۔ آخر کار خالد نے فوج لے کر ان پر حملہ کیا۔ جب خارجیوں نے دیکھا کہ مقابل فوج کی تعداد اور ساز و سامان بہت زیادہ ہے انھوں نے محسوس کیا کہ اس طرح جنگ کرنا ہمارے لیئے خطرناک ہے۔ اور پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اس طرح خالد کی فوج کے دل بڑھ گئے اور اس نے بڑھ کر حملے کرنے شروع کیئے۔ خارجی قاعدے کے ساتھ پسپا ہوئے، ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اس ٹڈی دل کا مقابلہ کرتے۔ خالد نے داؤد بن قحذم کو بصرے کی فوج دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اس کے بعد خود خالد تو بصرہ واپس آ گئے۔ عبدالرحمٰن بن محمد رے چلے گئے اور مہلب نے اہواز میں قیام کیا۔

اس واقعے کے متعلق خالد نے عبدالملک کو یہ خط لکھا " میں امیر المومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خارجیوں کے مقابلے کے لیئے (جو دین سے اور مسلمانوں کی حکومت سے علیحدہ ہو گئے ہیں) روانہ ہوا۔ شہر اہواز میں ہمارا ان کا مقابلہ ہوا۔ دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ نہایت ہی شدید جنگ ہوئی بعد ازاں اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ اس کے بعد

مسلمانوں نے انھیں قتل کرنا شروع کیا نہ انھیں کوئی ہٹا سکتا تھا اور نہ وہ خود رکتے تھے۔ علاوہ بریں جس قدر مال و متاع ان کے لشکر میں تھا وہ سب بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ پھر میں نے داؤد بن قحذم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا ہے اور اللہ نے اگر چاہا تو وہ خود انھیں ہلاک اور تباہ کردے گا۔ والسلام علیک ؂

عبدالملک نے اس خط کو پڑھ کر بشر بن مروان کو لکھا کہ تم ایک بہادر جنگ کا تجربہ رکھنے والے شخص کو چار ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کی تلاش میں فارس بھیجو۔ چونکہ خالد نے مجھے لکھا ہے کہ اس نے داؤد بن قحذم کو اس فرض کی بجاآوری کے لیئے بھیجدیا ہے۔ اس لیئے تم جس شخص کا انتخاب کرکے اس مہم کو اس کے تفویض کرو اسے یہ ہدایت کردینا کہ جب تمھاری داؤد سے ملاقات ہو تم اس کے مشورے کے خلاف کوئی کام نہ کرنا کیونکہ تمھارے اختلاف سے دشمن کو تقویت پہنچے گی۔ والسلام علیک ؂

اس حکم کی تعمیل میں بشر نے عتاب بن ورقا کو کوفے کے چار ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور سرزمین فارس میں یہ اور داؤد بن قحذم مل گئے۔ پھر یہ سب متفقہ طور پر خارجیوں کی تلاش میں چلے۔ یہاں تک کہ اکثر سپاہیوں کے گھوڑے ہلاک ہوگئے تکلیف سفر اور سامان خوراک کے ختم ہو جانے سے انھیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی۔ اور ان دونوں فوجوں کا بیشتر حصہ پیدل چل کر اہواز واپس آیا ؂

عبدالعزیز کی شکست اور اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے واقعہ کو ابن قیس الرقیات المخزومی نے اپنے چند اشعار میں نظم کردیا ہے ؂

اسی سال ابی فدیک الخارجی (جو بنی قیس بن ثعلبہ سے تھا) نے سر اٹھایا۔ بحرین پر قبضہ کرلیا اور نجدہ بن عامر الحنفی کو قتل کرڈالا ؂

خالد بن عبداللہ کو قطری کے اہواز پر حملہ کرنے اور دوسری طرف ابی فدیک کے خروج کی خبریں دونوں ساتھ ہی پہنچیں۔ خالد نے اپنے بھائی امیہ بن عبداللہ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ ابی فدیک کی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ ابو فدیک نے انھیں شکست دی۔ اور ان کی لونڈی کو گرفتار کرکے اسے خود اپنے لئے مخصوص کرلیا

امیہ نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بصرے کا رخ کیا۔ اور تین دن میں بصرہ پہنچے خالد نے عبدالملک کو امیہ کی شکست اور خارجیوں کی حالت سے بذریعہ خط کے مطلع کر دیا۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیئے مکہ روانہ کیا اس مہم پر حجاج ہی کو بھیجنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب عبدالملک نے شام کی طرف واپس جانے کا قصد کیا حجاج نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیرالمومنین میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کی کھال کھینچی ہے۔ اس لیئے آپ مجھے ان کے مقابلے کے لیئے بھیجیئے۔ عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور شامیوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ حجاج کو روانہ کیا۔ حجاج مکہ پہنچا۔ عبدالملک نے اس سے پہلے مکہ والوں کو خط کے ذریعے سے مطلع کر دیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو تمھیں امان دی جاتی ہے۔

مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیئے مکہ روانہ کیا حجاج شامیوں کی دو ہزار فوج کے ساتھ ماہ جمادی ۷۲ھ میں روانہ ہوا۔ مدینہ چھوڑتا ہوا عراق کے راستے سے طائف پہنچا اور وہیں خیمہ زن ہو گیا۔ اس طرف سے حجاج مقام عرفہ پر جو حل[1] میں یعنی حرم مکہ کے باہر واقع ہے فوج بھیجتا دوسری طرف ابن زبیر اس کے مقابلے پر مہم روانہ کرتے۔ دونوں فوجوں میں اس مقام پر جنگ ہوتی۔ اور ہر مرتبہ ابن زبیر کے سواروں کو شکست ہوتی اور حجاج کے سوار مظفر و منصور واپس آتے۔

یہ حالت دیکھ کر حجاج نے عبدالملک سے خط لکھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرنے اور حرم میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اور انھیں بتایا کہ ابن زبیر کی طاقت زائل ہو چکی ہے ان کے اکثر ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی درخواست کی کہ مزید فوج سے میری امداد کی جائے۔ چنانچہ عبدالملک نے اس خط کے

---

[1] حل ماسوائے حرم کو کہتے ہیں جہاں جنگ کرنا جائز ہے۔

جواب میں حجاج کے ان معروضات کو منظور کر لیا اور طارق ابن عمرو کو حکم بھیجا کہ تم اپنی تمام فوج کے ساتھ حجاج سے جا ملو۔ طارق پانچ ہزار فوج کے ہمراہ حجاج کی امداد کے لیئے آیا شعبان ۷۲ھ میں حجاج طایف میں داخل ہوا تھا۔ جب ماہ ذی قعدہ شروع ہوا حجاج طایف سے روانہ ہو کر بئر میمون پر فروکش ہوا اور ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ حاجیوں نے اس سنہ میں اسی حالت میں حج کیا کہ ابن زبیر محصور تھے۔

طارق مکہ میں غرۂ ذی حجہ کو داخل ہوا۔ نہ اس نے بیت الحرام کا طواف کیا اور نہ وہاں تک پہنچا۔ اگرچہ وہ احرام باندھے تھا۔ مگر مسلح رہتا تھا البتہ عورتوں کی نزدیکی اور خوشبو سے پرہیز کرتا تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قتل ہونے تک اس کی یہی روش رہی۔

قربانی کے روز ابن زبیر نے مکے میں قربانی کی مگر اس سال نہ وہ حج کر سکے اور نہ ان کے ساتھی، اس لیئے کہ انھوں نے عرفات میں وقوف نہیں کیا تھا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ۷۲ھ میں حج کرنے گیا۔ مکہ پہنچا اور ان لوگوں میں سے ہو کر جنھوں نے مکے پر چڑھائی کی تھی ہم مکہ پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ حجاج اور طارق کی فوجیں حجوں سے لے کر بئر میمون تک پڑاؤ ڈالے پڑی ہیں۔ ہم نے بیت الحرام کا طواف کیا اور صفا اور مروہ میں سعی کر لی۔ حجاج نے لوگوں کو حج کرایا پھر میں نے اسے عرفات میں پہاڑ کی چٹانوں کے پاس اپنے گھوڑے پر سوار زرہ اور خود پہنے ہوئے دیکھا اس کے بعد حجاج اس مقام سے اتر آیا۔ اور میں نے اسے پھر بئر میمون کی طرف جاتے دیکھا۔ مگر حجاج نے کعبے کا طواف نہیں کیا اس کی تمام فوج مسلح تھی۔ بہت افراط سے سامان خوراک ان کے پاس تھا۔ سامان خوراک سے لدے ہوئے قافلے شام سے ان کے لیئے آتے تھے۔ جس میں کھانا بسکٹ۔ ستو آٹا بھرا ہوتا تھا ان کے سپاہی عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میں نے ایک سپاہی سے ایک درہم کے بسکٹ خریدے۔ اس نے اتنے دیئے جو ہم تین آدمیوں کے جحفہ پہنچنے تک بالکل کافی ہوئے۔

ایک واقف حال کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر غرۂ ماہ ذی قعدہ ۷۲ھ میں محصور کیئے گئے۔ اسی سنہ میں عبدالملک نے عبداللہ بن خازم السلمی کو خط بھیجکر

اپنی بیعت کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ سات سال تک خراسان تمھاری جاگیر میں رہے گا۔ ۷۱ھ میں مصعب بن زبیر قتل ہوئے۔ عبداللہ بن خازم اس وقت ابر شہر میں بحیر ابن ورقاالصریمی (صریم بن الحارث) سے مصروف پیکار تھے۔ عبدالملک بن مروان نے سورہ بن اشیم التمیری کو اپنا خط دے کر ان کے پاس بھیجا جس میں انھیں دعوت دی تھی کہ اگر تم میری بیعت کر لوگے تو سات سال تک خراسان تمھاری جاگیر میں رہے گا۔ خط پڑھ کر ابن خازم نے سورہ سے کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ بنی سلیم اور بنی عامر کے درمیان فساد برپا ہو جائے گا تو ضرور تمھیں قتل کر ڈالتا۔ مگر تم اس خط کو نگل جاؤ۔ چنانچہ سورہ نے اس خط کو کھا لیا۔

بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ اس کام کے لیئے سوادہ بن عبیداللہ النمیری بھیجا گیا تھا۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ عبدالملک نے سنان بن مکمل الغنوی کو ابن خازم کے پاس بھیجا تھا۔ اور خط میں لکھا تھا کہ خراسان تمھاری جاگیر میں رہے گا۔

ابن خازم نے سوادہ سے کہا کہ عبدالملک نے اس کام کے لیئے تمھیں کو اسلیئے بھیجا ہے کہ تم غنوی ہو اور انھیں معلوم ہے کہ میں بنی قیس کے کسی شخص کو قتل نہیں کرتا لیکن میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ تم اس خط کو نگل جاؤ۔

عبدالملک نے بکیر بن وشاح (جو قبیلۂ بنی عوف بن سعد سے تھا) کو جو ابن خازم کی گورنری میں خراسان میں ان کی جانب سے مرو پر قائم مقام تھا ایک خط لکھا جسمیں ان سے بہت کچھ وعدے کیئے اور امیدیں دلائیں۔ بکیر نے حضرت عبداللہ بن الزبیر کی بیعت سے انحراف کر کے لوگوں کو عبدالملک کی اطاعت کرنے کی دعوت دی اہل مرو نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ ابن خازم کو اس صورت حال کی خبر ہوئی۔ خوف پیدا ہوا کہ مبادا بکیر اہل مرو کو لے کر مجھ پر حملہ کر دے اور اس صورت میں تمام اہل مرو اور اہالی ابر شہر میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لیئے اس نے بحیر کا مقابلہ چھوڑ کر مرو کا رخ کیا ان کا قصد یہ تھا کہ ترمذ میں اپنے بیٹے کے پاس چلے جائیں۔ بحیر نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گاؤں میں جس کا نام شاہمیغد ہے انھیں جا لیا۔ اس موضع اور مرو کے درمیان آٹھ فرسخ کی مسافت ہے۔

ابن خازم نے بحیر کا مقابلہ کیا۔ بنی لیث کا ایک آزاد غلام جو معرکہ جنگ سے

بالکل قریب تھا بیان کرتا ہے۔ کہ آفتاب طلوع ہوتے ہی دونوں فوجیں ذخار سمندروں کی طرح آپس میں گتھ گئیں۔ مجھے تلواروں کے کھٹا کھٹ کی آواز سنائی دیتی تھی جوں جوں آفتاب بلند ہوتا جاتا تھا شور کم ہوتا جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ چونکہ اب دن زیادہ آگیا ہے اس وجہ سے شور کم سنائی دیتا ہے۔ نماز ظہر سے فراغت کے بعد یا کچھ پہلے میں باہر نکلا۔ بنی تمیم کا ایک شخص مجھے ملا میں نے اس سے جنگ کی کیفیت دریافت کی اس نے جواب دیا کہ میں نے دشمن خدا ابن خازم کو قتل کر ڈالا۔ اور یہ اس کی لاش موجود ہے۔

اس کا لاشہ ایک خچر پر بار تھا۔ اس کے عضو تناسل میں ایک رسی اور پتھر بندھا ہوا تھا تاکہ خچر پر اس کا وزن برابر رہے۔

وکیع بن عمیرہ القریعی نے جو دورقیہ کا بیٹا تھا ابن خازم کو قتل کیا تھا۔ بحیر بن ورقاء عمار بن عبد العزیز الجشمی اور وکیع نے اس پر حملہ کیا۔ پھر نیزوں سے وار کیا اور زمین پر گرا دیا وکیع نے ابن خازم کی چھاتی پر سوار ہو کر اسے قتل کر ڈالا۔

کسی عہدہ دار نے وکیع سے دریافت کیا کہ تو نے کس طرح ابن خازم کو قتل کیا تھا وکیع نے کہا پہلے تو اپنے بھالے کی انی سے میں نے اس پر کاری وار کیئے جب وہ زمین پر چت گر پڑا میں اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اگرچہ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہ اٹھ سکا اور میں نے اس سے کہا اب بولو میں دویلہ کا بدلہ لیتا ہوں (دویلہ وکیع کا ہم بطن بھائی تھا اور ان جنگوں میں نہیں بلکہ اس سے پہلے کسی اور لڑائی میں کام آیا تھا) ابن خازم نے وکیع کے منہ پر تھوک دیا اور کہا خدا کی لعنت تجھ پر ہو کیا تو عرب کے سردار کو اپنے ایک کافر بھائی کے بدلے میں قتل کرتا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

وکیع کہتا ہے کہ میں نے کسی شخص کو اس کے سوا نہیں دیکھا کہ اس حال میں جب موت سر پر تھی اس کے اس قدر تھوک نکلا ہو۔

ایک دن ابن ہبیرہ سے جب یہ قصہ بیان کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تھوک کا زیادہ نکلنا انتہائی شجاعت کی نشانی ہے۔

ابن خازم کے قتل ہوتے ہی بحیر نے بنی غدانتہ کے ایک شخص کو عبد الملک کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ ابن خازم کی موت کی خوشخبری انھیں پہنچا دے۔ مگر ابن خازم

کا سر اس کے ساتھ نہ بھیجا ۔

بکیر بن وشاح اہل مرد کے ساتھ بحیر سے آ کر ملا۔ ابن خازم قتل ہو چکا تھا۔ بکیر نے چاہا کہ وہ ابن خازم کا سر لے۔ بحیر مانع ہوا۔ بکیر نے اسے ڈنڈے مارے سر پر قبضہ کر لیا اور بحیر کو قید کر دیا۔ اس سر کو عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ میں نے ابن خازم کو قتل کیا ہے ۔

جب یہ سر عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے بنی غدانتہ کے اس شخص کو جو بحیر کا قاصد بن کر آیا تھا بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا البتہ یہ جانتا ہوں کہ ابھی میں فوج سے روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ابن خازم قتل کیا جا چکا تھا ۔

اس سال حجاج بن یوسف کے زیر اہتمام لوگوں نے حج کیا۔ عبدالملک کی جانب سے طارق حضرت عثمانؓ کا آزاد غلام مدینہ پر گورنر تھا۔ اور بشر بن مروان کوفے کا گورنر تھا عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کوفے کے منصب قضا پر فائز تھا۔ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید بصرے کا گورنر تھا اور ہشام بن ہبیرہ بصرے کے قاضی تھے۔ بعض لوگوں کے بیان کے مطابق عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بکیر بن وشاح گورنر خراسان تھے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ۷۲ھ میں عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ابن خازم حضرت ابن زبیر کے قتل ہونے کے بعد قتل کیے گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عبدالملک نے ابن خازم کو خط بھیج کر دعوت دی تھی کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو دس سال تک خراسان تمھاری جاگیر میں رہے گا۔ یہ خط اس وقت بھیجا تھا جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیر قتل ہو چکے تھے عبدالملک نے حضرت ابن زبیر کا سر بھی ابن خازم کے پاس بھیج دیا تھا۔ جب یہ سر ابن خازم کے پاس پہنچا ابن خازم نے قسم کھا کر کہا کہ میں اب تو کبھی بھی عبدالملک کی اطاعت نہیں کروں گا۔ پھر ایک طشت منگوایا۔ اس سر کو غسل دیا۔ خوشبو لگائی۔ کفن پہنایا۔ نماز پڑھی اور اس سر کو حضرت ابن زبیر کے اہل وعیال کے پاس مدینہ منورہ واپس بھیج دیا۔ اور قاصد کو حکم دیا کہ عبدالملک کا خط نگل جاؤ اور کہا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل ہی کر دیتا بعض

لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابن خازم نے قاصد کے ہاتھ پاؤں قطع کرائے اور پھر گردن ماردی ؎

شروع اسلام سے ابتک جو اہل قلم ہوئے ہیں

ان کا تذکرہ

عربوں میں سب سے پہلے عربی حرب بن امیہ ابن عبد شمس نے لکھا۔ فارس کے اول کاتب کا نام بیوراسب ہے یہ حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں گزرا ہے سب سے پہلے لہراسب بن کاوغان بن کیموس نے اہل قلم کا تذکرہ تصنیف کیا اور ان کے درجے قائم کیئے ؎

بیان کیا گیا ہے کہ ابرویز نے اپنے میر منشی سے کہا کہ کلام کی چار قسمیں ہیں کسی چیز کا پوچھنا۔ کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنا۔ کسی چیز کا حکم دینا۔ اور کسی بات کی خبر دینا۔ یہی چار باتیں گفتگو کی جان ہیں ان کے علاوہ کوئی پانچویں قسم نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات کم کردی جائے تو بات پوری نہ ہو۔ پس اگر تو کوئی بات پوچھے تو نرمی و شائستگی سے سوال کرنا چاہیئے اور اگر کسی شئے کی حقیقت دریافت کرے تو اپنے مطلب کو واضح طور پر بیان کردینا چاہیئے۔ جب تو حکم دے تو اس میں ایسی تاکید ہو جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم ناطق ہے۔ اور جب کوئی بات تو بیان کرے تو سچ سچ کہنا چاہیئے ؎

لفظ امابعد سب سے پہلے حضرت داؤد نے استعمال فرمایا۔ یہ وہ جملہ ہے جہاں سے مقرر نفس مطلب کی طرف عود کرتا ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد ہی کی نسبت اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے ؎

ایک صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس لفظ کو سب سے پہلے قیس بن ساعدۃ الایادی نے استعمال کیا ہے ؎

ان اصحاب کے نام جو حضور رسالتمآب میں کاتب تھے

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ وحی لکھا کرتے تھے۔ اور اگر کسی وقت یہ حضرات

نہ ہوتے تو پھر ابی بن کعب اور زید بن ثابت وحی لکھتے۔ خالد ابن سعید بن العاص۔ اور معاویہ بن ابی سفیان آنحضرت کے سامنے ان کے خانگی معاملات لکھا کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث۔ اور علا ابن عقبہ دوسرے صحابہ کے خانگی معاملات کے کاتب تھے۔ بسا اوقات عبداللہ بن ارقم نے رسول اللہ کی جانب سے دوسرے بادشاہوں کے نام خطوط بھی لکھے ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں کتابت کے فرائض حضرت عثمانؓ۔ زید بن ثابت عبداللہ ابن ارقم۔ عبداللہ بن خلف الخزاعی اور حنظلہ بن ربیع انجام دیتے تھے۔

زید بن ثابت۔ اور عبداللہ بن ارقم۔ حضرت عمرؓ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن خلف الخزاعی ابو طلحہ الطلحات حضرت عمرؓ کی جانب سے بصرہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔ اور ابو جبیرہ بن ضحاک الانصاری کوفہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے کاتبوں سے فرمایا کہ تم کام پر اس طرح قابو رکھو کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ اس لیے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو کام اس قدر جمع ہو جائے گا کہ پھر تم حیران ہو جاؤ گے کہ کس کام کو پہلے کریں اور کسے بعد۔

ملک عرب عہد اسلام میں حضرت عمرؓ اول شخص ہیں جنھوں نے دفتر قائم کیا۔

مروان بن الحکم حضرت عثمانؓ کا کاتب تھا۔ مدینہ کے دفتر کے میر منشی عبدالملک درا بو جبیرۃ الانصاری کوفہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔ ابو عطفان بن عوف بن سعد بن دینار (یعنی بنی دہمان یعنی قیس غیلان) اہیب اور عمران حضرت عثمانؓ کے آزاد غلام بھی آپ کی پیشی کا کام کرتے تھے۔

سعید بن نمران الہمدانی جو بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر کی جانب سے کوفہ کے قاضی بھی ہو گئے تھے حضرت علیؓ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن مسعود بھی حضرت علیؓ کی پیشی کے منشی تھے۔ اسی طرح یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن جبیر بھی آپ کے منشی تھے۔ عبیداللہ بن ابی رافع بھی حضرت علیؓ کے کاتبوں میں تھے ابی رافع کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ابراہیم تھا۔ بعضوں نے اسلم۔ دوسروں نے سنان اور اور لوگوں نے عبدالرحمٰن بتایا ہے۔

امیر معاویہؓ کے خطوط لکھنے کا کام عبداللہ بن اوس الغسانی کے تفویض تھا۔

اور محکمۂ مال کے میر منشی سرجون ابن منصور الرومی تھے۔ ان کے آزاد غلام عبد الرحمن بن دراج بھی ان کے منشی تھے۔ اور عبد اللہ بن نصر بن الحجاج ابن علاء السلمی امیر معاویہ کے بعض اور سو فاتر کے میر منشی تھے۔ زیان بن مسلم، معاویہ بن یزید کے منشی تھے۔ اور دفتر کے میر منشی سرجون تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوزعیزعہ ان کے منشی تھے ؛

عبد الملک کے میر منشی قبیصہ بن ذویب بن حلحلۃ الخزاعی تھے۔ جن کی کنیت ابو اسحٰق تھی۔ اور عبد الملک کے آزاد غلام ابوزعیزعہ دفتر مراسلات کے میر منشی تھے ؛

ولید کے منشی قعقاع بن خالد یا خلید العبسی تھے۔ دفتر مال وخزانہ کے میر منشی سلیمان بن سعد الخشنی تھے محکمۂ فرامین شاہی کے سکریٹری شعیب العمانی تھے دفتر مراسلات کے میر منشی جناح ولید کے آزاد غلام تھے۔ اور محکمۂ وصولی اجناس خام بطور لگان (محکمۂ شمائی) کے میر منشی نفیع بن ذویب ولید کے آزاد غلام تھے ؛

سلیمان بن نعیم الحمیری سلیمان کے میر منشی تھے۔ مسلمۃ کا میر منشی ان کا آزاد غلام سمیع تھا۔ محکمۂ مراسلات لیث بن ابی رقیہ ام الحکم بنت ابی سفیان کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ محکمۂ مال سلیمان بن سعد الخشنی اور محکمۂ فرامین شاہی نعیم بن سلامۃ کے متعلق تھا۔ جو فلسطین کا باشندہ اور اہل یمن کا آزاد غلام تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجا بن حیوٰۃ کے پاس شاہی مہر رہتی تھی۔ مغیرہ بن ابی فروہ یزید بن المہلب کے میر منشی تھے ؛

حضرت عمر بن عبد العزیز کے منشی لیث بن ابی فروہ، ام الحکم بنت ابو سفیان کا آزاد غلام، اور رجا بن حیوۃ تھے، اسمٰعیل بن ابی حکیم حضرت زبیر کے آزاد غلام ان کے میر منشی تھے۔ سلیمان بن سعد الخشنی محکمۂ مال وخزانہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ ان کے بعد صالح ابن جبیر الغسانی (یا غدانی) اور عدی بن الصباح بن المثنی اس عہدے پر فائز ہوئے مؤخر الذکر کے متعلق ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے بڑے معتمد اہلکاروں میں تھے ؛

یزید بن عبد الملک کے خلیفہ ہونے سے پیشتر ایک شخص یزید بن عبد اللہ ان کا میر منشی تھا۔ پھر انھوں نے اسامۃ بن یزید السلیحی کو اپنا منشی مقرر کیا ؛

سعید بن الولید بن عمرو بن جبلۃ الکلبی الابرش جن کی کنیت ابو مجاشع تھی ہشام کے

میر منشی تھے۔ نصر بن سیار ہشام کی جانب سے خراسان کے محکمۂ مال وخزانہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ اور ہشام کی جانب سے رصافہ میں جو اہلکار تھے ان میں شعیب بن دینار بھی تھے۔ بکیر بن الشماخ ولید بن یزید کے میر منشی تھے۔ محکمۂ مراسلات سالم، سعید بن عبدالملک کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ ان کے دوسرے اہلکاروں میں سے عبداللہ بن ابی عمرو یا عبدالاعلیٰ بن ابی عمرو بھی تھے۔ اور ان کی خاص پیشی کا کام عمرو بن عتبہ کیا کرتے تھے۔

یزید بن ولید الناقص کے میر منشی عبداللہ بن نعیم تھے اور عمرو بن حارث بنی جمح کے آزاد غلام محکمۂ فرامین شاہی اور مہر کے افسر تھے۔ اور محکمۂ مراسلات ثابت بن سلیمان بن سعد الخشنی کے تفویض تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ربیع بن عرعرۃ الخشنی اس خدمت پر مامور تھے۔ محکمۂ مال وخزانہ اور چھوٹے دارالانشا کے افسر اعلیٰ نضر بن عمرو ایک یمنی شخص تھے۔

ابراہیم بن الولید کے میر منشی ابن ابی جمعہ تھے۔ جو ان کے فلسطین کے دفتر کے بھی افسر اعلیٰ تھے۔

اہل حمص کے علاوہ تمام لوگوں نے ابراہیم بن الولید کے ہاتھ پر بیعت کی اور حمص والوں نے مروان بن محمد الجعدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عبدالحمید بن یحییٰ (علاء بن وہب العامری کے آزاد غلام) مصعب بن ربیع الخثعمی اور زیاد بن ابی ورد مروان کے منشی تھے۔ محکمۂ مراسلات عثمان بن قیس خالد القسری کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ مروان کے بڑے انشا پردازوں میں مخلد بن محمد بن الحارث تھے جن کی کنیت ابو ہاشم تھی۔ اور مصعب بن ربیع الخثعمی تھے جن کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ عبدالحمید بن یحییٰ نہایت ہی بلیغ ونغز گو اہل قلم اور شاعر تھے۔

خالد برمکی ابوالعباس کے میر منشی تھے۔ ابوالعباس نے اپنی صاحبزادی ریطہ کو خالد برمکی کے حوالے کر دیا تھا۔ اور خالد کی بیوی ام خالد بنت یزید نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کے ساتھ ابوالعباس کی بیٹی ریطہ کو بھی دودھ پلایا۔ اسی طرح ابوالعباس کی بیوی ام سلمہ نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کو اپنی بیٹی ریطہ کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔

محکمۂ مراسلات صالح بن ہیثم ریطہ کے آزاد غلام کے سپرد تھا۔

ابو جعفر منصور کے میر منشی عبد الملک بن حمید حاتم بن نعمان الباہلی الخراسانی کے آزاد غلام تھے۔ ہاشم بن سعید الجعفی اور عبد الاعلیٰ بن ابی طلحۃ التمیمی واسطہیں منصور کے میر منشی تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن مخلد بھی منصور کے منشی تھے۔ اسی طرح ربیع بھی ان کے منشی تھے۔ اور عمارۃ بن حمزہ نہایت ہی فاضل لوگوں میں تھے۔ ابو عبید اللہ مہدی کے میر منشی تھے۔ ابان بن صدقہ محکمۂ مراسلات کے افسر اعلیٰ تھے۔ محمد بن حمید الکاتب اور یعقوب بن داؤد محکمۂ فوج کے افسر اعلیٰ تھے۔ یعقوب بن داؤد کو بعد میں مہدی نے اپنا وزیر بھی مقرر کر لیا تھا۔ مہدی کے بیٹے کے میر منشی عبد اللہ بن یعقوب تھے۔ اور محمد اور یعقوب جو دونوں نہایت اچھے شاعر تھے وہ بھی اس کے منشیوں میں تھے۔

یعقوب بن داؤد کے بعد مہدی نے فیض بن ابی صالح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ یہ ایک سخی آدمی تھا۔

ہادی موسیٰ کے میر منشی عبید اللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ اور محمد بن حمید تھے۔ مہدی نے ایک روز ابو عبید اللہ سے کہا کہ عرب کے کچھ اشعار پڑھو۔ اس پر انھوں نے اشعار عرب کی قسمیں اور ان کی خوبیاں بیان کیں اور شعرا میں سے طرفہ۔ لبید۔ نابغہ ہدبۃ بن خشرم۔ زیاد بن زید اور ابن مقبل کے اشعار پڑھ کر سنائے اور کہا کہ عرب کی شاعری کا یہ بہترین نمونہ ہیں۔

یحییٰ بن خالد مہدی کا وزیر ہوا۔ ہارون الرشید کا وزیر جعفر بن یحییٰ بن خالد تھا یہ جملہ اس کی انشا پردازی کا بہترین نمونہ ہے:

الخط سمة الحکمة به تفصل شذورها۔ وینظم منثورها:

(ترجمہ) تحریر حکمۃ کی ایک لڑی ہے جس کے ذریعے سے حکمۃ کے نکتے واضح کیئے جاتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی گوندھ لیئے جاتے ہیں۔

ثمامہ نے جعفر بن یحییٰ سے دریافت کیا کہ بیان کیا چیز ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ بیان کی یہ تعریف ہے کہ جو لفظ بولا جائے وہ قائل کے مطلب کو پورے طور پر احاطہ کیئے ہوئے ہو اس کے مقصد کی خبر دے رہا ہو۔ کوئی اور مطلب اس کے سوا اس سے نہ سمجھا جا سکے۔ اور بغیر غور و تفحص کے مطلب کو واضح کر دے۔

اصمعی کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے۔ دنیا ہمیشہ گردش میں ہے۔ دولت ایک عاریت ہے، ہمیں اپنے اسلاف کی پیروی کرنا چاہیئے اور ہم خود اپنی آیندہ نسلوں کیلیئے سبق آموز عبرت ہیں ؛

بنی عباس کے بقیہ اہل قلم اور انشا کا تذکرہ اور حال اس وقت بیان کیا جائیگا جب خلفائے بنی عباس کی تاریخ بیان ہوگی ؛

سنہ ۷۳ ہجری کے اہم واقعات

حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی جنگ اور انکا قتل ہونا

حجاج اور عبداللہ بن زبیر کے درمیان بطن مکہ میں چھ مہینے سترہ روز تک جنگ ہوتی رہی غرۂ ذی قعدہ سنہ ۷۲ھ کو حضرت عبداللہ بن زبیر محصور کیئے گئے۔ اور بتاریخ ۱۷ جمادی الاول سنہ ۷۳ھ مقتول ہوئے اس طرح آپ چھ ماہ سترہ روز محصور رہے۔

محاصرے کی حالت میں جب منجنیقوں سے پتھر برسائے جاتے تھے اُس وقت آسمان پر گرج وچمک شروع ہوئی۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک نے اُن پتھروں میں جو پھینکے جارہے تھے ارتعاش پیدا کردیا۔ شامی خوف زدہ ہوکر ٹھٹھک گئے۔ حجاج نے اپنی قبا کا دامن اپنے کمر کے پٹکے میں لپیٹ لیا اور خود پتھر اٹھا کر منجنیق میں رکھے اور فوج کو حکم دیا کہ پتھر برساؤ اور خود بھی اس عمل میں شریک ہوا ؛

صبح کے وقت چمک اور کڑک پھر شروع ہوئی اور پے درپے بجلی گری، حجاج کی فوج کے بارہ آدمی نذر اجل ہوگئے۔ شامیوں پر اس واقعے سے ایک دہشت سی طاری ہوگئی۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اس سرزمین تہامہ میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ میں اسی سرزمین کا رہنے والا ہوں یہ تو یہاں کے معمولات میں ہے۔ بلکہ یہ ہماری فتح کی فال نیک ہے۔ بس اب فتح حاصل ہوئی تمھیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمھارے دشمنوں کو بھی ایسی ہی تکلیف پہونچے گی جیسی تمھیں پہونچی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے دن پھر بجلی گری اور اس مرتبہ حضرت ابن زبیر کی فوج کے چند آدمی ہلاک ہوئے۔ اس پر حجاج نے اپنی فوج والوں

سے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہمارے دشمن ہلاک ہو رہے ہیں۔ حالانکہ تم خلیفہ کی اطاعت کر رہے ہو اور وہ مخالفت ؟

بہرحال اسی طرح دونوں میں جنگ ہوتی رہی اور وہ وقت آگیا کہ اس کے بعد ہی حضرت ابن زبیر مقتول ہوئے۔ آپ کے ساتھی سب آپ کو چھوڑ کر جا چکے تھے اور مکہ کے اکثر باشندے وعدۂ معافی لے کر حجاج کے پاس چلے گئے تھے ۔

منذر بن جہم الاسدی کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عبداللہ قتل ہوئے ہیں اس روز میں نے آپ کو دیکھا تھا آپ کے بیشتر ساتھی آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور تقریباً دس ہزار حجاج سے جا ملے تھے ۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود منذر بن جہم نے بھی حضرت عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اسی طرح ان کے دو لڑکے حمزہ اور حبیب بھی حجاج کے پاس چلے گئے اور اپنے لیے حجاج سے وعدۂ امان لے لیا ۔

حضرت عبداللہ لوگوں کی اس بے وفائی اور ترک نصرت کو دیکھ کر اپنی والدہ اسماء کے پاس گئے ان سے کہا کہ لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے یہانتک کہ میری اولاد اور رشتہ دار سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اب میرے ساتھ مٹھی بھر آدمی ہیں جنکی قوت مدافعت تھوڑی دیر کی مہمان ہے۔ میرے دشمن جو میں مانگوں مجھے دینے پر آمادہ ہیں اب بتائیے کہ آپ کی کیا رائے ہے ۔

انھوں نے کہا اے میرے بیٹے بخدا خود تم ہی اپنے حال سے زیادہ واقف ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم حق و صداقت پر ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسے پورا کرو کیونکہ اسی بنا پر تمھارے طرفداروں نے اپنی عزیز جانیں تمھاری خاطر قربان کی ہیں اپنی گردن پر دوسروں کو قبضہ نہ کرنے دو کہ بنی امیہ کے نوعمر لڑکے اُس سے کھیلتے پھریں اور اگر تمھاری یہ تمام کوشش دنیا کے حاصل کرنے کے لیے ہے تو تم بدترین خلائق ہو۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور جو تمھارے ساتھ مارے گئے ان کا خون بھی رائگاں گیا اگر تم یہ کہتے ہو کہ اگرچہ میں ہوں تو صداقت و راستی پر مگر چونکہ میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے اس لیئے میں بھی اپنے میں کمزوری محسوس کرتا ہوں تو یہ شرفا یا نیک بندگان خدا کا مسلک نہیں۔ دنیا میں تم ہمیشہ تو رہ نہیں سکتے اسلیئے

موت ہی تمھارے لیئے بہتر ہے ؂

اس گفتگو کو سن کر ابن زبیر اپنی ماں سے اور قریب ہو گیئے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ بخدا میری بھی یہی رائے ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ تو دنیا کی طرف میلان کیا۔ اور نہ دنیا میں رہنا چاہتا ہوں۔ حکومت کے لیئے میری جد و جہد اغراض ذاتی پر مبنی نہ تھی بلکہ لوجہ اللہ میں نے یہ مہم اپنے سر لی تھی۔ میں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ حرم محترم کی حرمت مٹا دی جائے۔ مگر اس وقت میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی رائے بھی لے لوں آپ نے میرے ارادے کو اور بھی مستحکم کر دیا۔ آپ ملاحظ فرمائیں میں آج مارا جاؤں گا مگر آپ مجھ پر رنج و غم نہ کریں اور مجھے اللہ کے سپرد کر دیجیئے۔ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ نہ میں نے کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کیا جس سے میری عزت پر دھبہ آئے اور نہ میں نے کوئی اور برا کام کیا۔ نہ خدا کے احکام کی تعمیل میں حد سے تجاوز کیا۔ نہ اماں دے کر اسے توڑا۔ نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا۔ جب کبھی کسی ماتحت افسر کے ظلم کی اطلاع مجھے ہوئی میں نے کبھی اسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اسے سرزنش کر دی۔ خدا کی خوشنودی میرے نزدیک سب سے بڑھ کر سفارش تھی۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس لیئے نہیں کہ میں نے برے اعمال کیئے ہیں ان سے اپنے آپ کو علیحدہ کر رہا ہوں۔ بلکہ اے خدا تو خوب مجھ سے واقف ہے کوئی شئے تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اس بیان سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میرے ان حالات کو معلوم کر کے میرے بعد میری ماں کو رنج نہ ہو بلکہ وہ میری خوبیوں سے ایک گونہ اطمینان و تسلی حاصل کر سکیں ؂

ان کی ماں نے فرمایا کہ مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے اس جہان فانی سے رحلت کر گیئے تو میں ثبات و استقلال سے تمھاری موت پر صبر کروں گی اور اگر میں تم سے پہلے مر گئی تو میرے جی میں آتا ہے کہ کم از کم میں نکلکر دیکھ تو لوں کہ تمھاری اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ؂

حضرت ابن زبیر نے فرمایا اے والدۂ محترمہ۔ خدا آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیشہ میرے لیئے دعا فرماتی رہیں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں میں ہرگز ایسا نہ کروں گی کہ تمھارے لیئے دعا نہ کروں کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ

چاہیے جس شخص نے باطل کے لیئے اپنی جان دی ہو مگر تم نے تو حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کی ہے ؛

اس کے بعد انھوں نے یہ دعا مانگی " اے اللہ تو اس کی شب ہائے دراز میں عبادت کے لیئے شب بیداری۔ اور مکہ اور مدینہ کی دوپہریوں میں تیری عبادت میں آہ و بکا کرنے اور روزے میں شدت تشنگی کے برداشت کرنے اور اپنے باپ اور مجھ سے حسن سلوک کرنے کی وجہ سے اس پر رحم فرما۔ اے اللہ اس کے معاملے کو میں نے تیرے سپرد کر دیا ہے۔ اور جو کچھ تو نے فیصلہ کیا ہے میں اس پر خوش ہوں۔ میرے بیٹے عبداللہ کی وجہ سے تو مجھے صبر و شکر کرنے والوں کا سا ثواب عطا فرما" ؛

حضرت عبداللہ کی ماں آپ کے قتل کے بعد صرف پانچ یا دس ہی دن اور زندہ رہیں ؛

جب حضرت عبداللہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو زرہ اور خود پہنے ہوئے تھے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا۔ اور آگے بڑھے۔ اور اپنی والدہ کا ہاتھ لے کر اسے بوسہ دیا اس پر انھوں نے فرمایا کہ یہ آخری رخصت کا وقت ہے تم مجھ سے دور مت رہو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس جہان فانی میں قیام کا یہ آخری دن ہے۔ علاوہ بریں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں ایک مضغۂ گوشت ہوں گا۔ جو کچھ میرے میرے ساتھ کیا جائے گا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ؛

ان کی ماں نے کہا۔ اپنے ارادے کی تکمیل کرو اپنے آپ کو ابن ابی عقیل کے حوالے نہ کرو۔ میرے قریب آؤ۔ تاکہ میں تمھیں رخصت کروں ؛

چنانچہ حضرت عبداللہ اور قریب ہوئے۔ ان کے بوسے لیئے اور گلے ملے۔ جب انھیں زرہ دیکھی تو انھوں نے فرمایا کہ جو لوگ جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں وہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں نے زرہ صرف اس لیئے پہنی ہے تاکہ آپ کو تسلی رہے کہ میں پورے طور پر مسلح مقابلے کے لیئے جا رہا ہوں۔ اس پر ان کی ضعیف العمر ماں نے فرمایا کہ ان باتوں سے مجھے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت عبداللہ نے زرہ اتار دی اور آستین چڑھائی۔ اپنے قمیص کے دامن سے

کمر باندھ لی اور ململ کا جبہ جو قمیص کے نیچے تھا اس کے نیچے کے حصّے کو بھی کمر کے پٹکے میں لپیٹ لیا۔ اُن کی ماں کہتی جاتی تھیں کہ کپڑے ایسے پہنو جس سے چستی و چالاکی معلوم ہو۔ پھر حضرت ابن زبیر یہ رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے واپس ہوئے:

انی اذا اعرف یومی اصبر　　اذ بعضھم یعرف ثم ینکر

(ترجمہ) میں جب اپنے معرکے کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں حالانکہ بعض لوگ جانتے ہیں اور پھر ثابت قدم نہیں رہتے:

اُن کی ضعیف ماں نے اس شعر کو سن کر کہا تم صبر کرو گے کیونکہ خدا کی قسم تمھارے باپ ابو بکر اور زبیر ہیں اور تمھاری ماں صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی ہے:

اہل حمص کے ایک سردار نے جو خود اس واقعے میں شریک تھا بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ کو منگل کے روز دیکھا تھا اور ہم حمص والے پانسو آدمیوں کے دستے کی صورت میں ان پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ داخلے کے لئے بھی ایک خاص دروازہ مقرر کر دیا گیا تھا کہ جس سے صرف ہم ہی کو داخل ہونے کا حکم تھا۔ حضرت عبداللہ تنہا ہمارے مقابلے میں آتے اور ہم سب شکست کھا کر پیچھے ہٹ جاتے اور وہ رجزیہ شعر جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور یہ مصرع:۔ اذ بعضھم یعرف ثم ینکر (جب کہ بعض دوسرے لوگ جان بوجھکر ایسے وقت میں انجان ہو جاتے ہیں) پڑھتے۔ میں ان سے کہتا کہ بلا شبہ آپ ایک شریف جوانمرد ہیں۔ میں نے انھیں ابطح میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ کسی شخص کو آپ کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور اس سے ہمیں خیال ہوا کہ آپ مارے ہی نہ جائیں گے:

غرض کہ منگل ہی کے دن حرم کے تمام دروازے شامیوں سے بھر گئے۔ حضرت عبداللہ کی فوج والوں نے مدافعت کے مقامات دشمن کے حوالے کر دیئے دشمن کی تمام فوجیں ان میں سما گئیں۔ ہر دروازے پر خاص خاص جماعتیں افسر اور کسی ایک شہر کے لوگ متعین کر دیئے گئے۔ چنانچہ جس دروازے پر حمص والے متعین کیے گئے تھے وہ بالکل کعبے کے سامنے تھا۔ اسی طرح دمشق والے باب بنی شیبہ پر اور اہل اردن باب الصفا پر اہل فلسطین باب بنی جمح پر اور اہل قنسرین باب بنی سہم پر متعین کر دیئے گئے تھے۔ حجاج اور طارق بن عمرو دونوں کی فوجیں ابطح کی سمت میں مروہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ حضرت عبداللہ کبھی اس سمت میں دشمن کا مقابلہ کرتے اور کبھی دوسری جانب اس وقت آپ کی مثال

شیر نیستاں کی طرح تھی کہ جب دشمن کی جماعتیں آپ پر حملہ آور ہوتیں آپ ان کے پیچھے جھپٹتے حالانکہ وہ دروازے ہی پر کھڑی ہوتی تھیں۔ یہانتک کہ آپ دروازے سے بھی باہر انھیں نکال دیتے اور رجزیہ شعر پڑھتے۔ اور بآواز بلند کہتے "اے ابن صفوان تیری والدہ کو فتح کی خوشخبری حاصل نہ ہوگی کاش میرے ساتھی ہوتے :

لوكان قرني واحداً كفيته

(اگر میرا مدمقابل ایک شخص ہوتا تو میں اس کے لیئے بس تھا) :

اس کے جواب میں ابن صفوان کہتے بخدا اگر ہزار بھی ہوتے تو آپ اُن سے عہدہ برآ ہو جاتے :

۱۷ر جمادی الاول ۷۳ھ بروز سہ شنبہ صبح کے وقت حجاج نے تمام ناکوں پر قبضہ کر لیا اس تمام رات حضرت ابن زبیر عبادت الٰہی میں مصروف رہے پھر تلوار کے پرتلے سے کمر باندھ کر تھوڑی دیر سو گئے۔ بہت سویرے بیدار ہوئے سعد سے کہا کہ اذان دو۔ سعد نے مقام ابراہیم کے پاس اذان دی۔ آپ نے وضو کیا۔ دو رکعت سنت فجر پڑھی۔ پھر آگے بڑھے۔ موذن نے اقامت کہی۔ اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ دونوں رکعتوں میں سورۂ نون والقلم حرف بحرف تلاوت کی اور سلام پھیرا۔ پھر خطبے کے لیئے کھڑے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگ اپنے چہرے کھولدیجئے تاکہ میں آپ کو دیکھوں (کیونکہ تمام لوگوں نے خود اور عماموں سے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے) اس حکم کی تعمیل میں لوگوں نے اپنے چہرے کھولے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے آل زبیر اگر تم نے میرے ساتھ خیر خواہی کی ہوتی تو عرب میں ہمارا وہ خاندان ہوتا کہ جس نے اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کی ہوتیں اور کبھی ہم پر یہ مصیبت نازل نہ ہوتی۔ اے آل زبیر تم ہرگز تلواروں کے لڑنے سے خائف نہ ہونا کیونکہ مجھے اس کا تجربہ ہے کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی کہ جس میں میں زخمی نہ ہوا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ زخم کے علاج کرنے کی تکلیف تلوار کے لگنے سے زیادہ سخت ہے۔ جس طرح تم اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی طرح تلواروں کو بھی بچانا۔ کیونکہ میں کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں کہ جس کی تلوار ٹوٹ گئی ہو۔ اور پھر وہ زندہ باقی رہا ہو کیونکہ مرد کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو وہ عورت

کی طرح رہتا ہے جب بجلی چمکے اپنی آنکھیں بند کرلینا یا تلواروں سے اپنی آنکھیں بچانا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے مقابل کا دھیان رکھے۔ میرے متعلق سوال تمھارے ذہن اپنی توجہ کو نہ بٹائے۔ اور یہ ہرگز نہ کہنا کہ میں کہاں ہوں۔ البتہ جو شخص دریافت کرے اسے بتا دینا۔ میں سواروں کے سب سے اول دستے میں کھڑا ہوں گا۔ اللہ کا نام لے کر حملہ کرو۔

حضرت عبداللہ نے دشمن پر حملہ کیا اور حجون تک انھیں پیچھے ہٹا دیا۔ ایک اینٹ آپ کے چہرے پر لگی جس کی وجہ سے آپ کو چکر آگیا اور تمام چہرہ لہولہان ہوگیا جب خون کی گرمی جو چہرے سے بہ رہا تھا آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

لسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا۔ ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

(ترجمہ) ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو پشت پر زخم کھاتے ہوں اور ایڑیاں ان کے خون سے حنائی ہوتی ہوں بلکہ خون ہمارے پنجوں پر گرتا ہے۔

اور پھر دشمن ان پر ٹوٹ پڑے۔

ایک مجنون لونڈی چلائی وَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَاہ[1] کیونکہ جہاں آپ گرے تھے اس نے آپ کو دیکھ لیا تھا اور لوگوں کو بتانے کے لیئے ان کی طرف اشارہ کیا۔ سفید ململ کا لباس آپ کے زیب تن تھا۔

حجاج کو جب اس کی خبر ہوئی اس نے سجدۂ شکر ادا کیا اور طارق اور وہ دونوں آپ کی لاش پر آئے۔ طارق نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ان سے زیادہ جوانمرد آج تک پیدا نہیں ہوا۔ حجاج نے سن کر کہا تم ایسے شخص کی تعریف میں رطب اللسان ہو جس نے امیرالمومنین کی مخالفت کی۔ طارق نے جواب دیا بے شک ان کی یہ ہی غیر معمولی بہادری اور شجاعت ہی تو ہمارے لیئے باعث تسلی ہو سکتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوتا کہ ہم نے سات ماہ سے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا نہ انھوں نے خندق کھودی نہ کوئی قلعہ تھا نہ کوئی اور بلند مقام تھا جو قدرتی طور پر مدافعت کا کام دیتا مگر پھر بھی لڑائی میں انھوں نے اپنا پلہ ہلکا نہ ہونے دیا بلکہ انھیں کا پلہ بھاری رہا۔ جب

[1] ترجمہ افسوس امیرالمومنین ہلاک ہوگئے۔

اس گفتگو کی خبر عبد الملک کو ہوئی اس نے طارق کے خیال کی تائید کی:
حضرت ابن زبیر نے ایک حبشی غلام کو قتل کیا پہلے اس پر تلوار کا وار کیا اور پھر پیچھے سے حملہ کرکے اس پر غالب آگئے۔ اپنے حملے کے دوران میں کہتے جاتے تھے اے حبشی صبر کر کیونکہ ایسے ہی موقعوں پر بہادر صبر کیا کرتے ہیں:
حجاج نے حضرت عبد اللہ۔ عبد اللہ بن صفوان اور عمارہ بن عمرو بن حزم کے سروں کو مدینے بھیجا جہاں وہ کسی جگہ نصب کر دیئے گئے۔ پھر وہ عبد الملک کے سامنے لائے گئے اس کے بعد حجاج مکّہ میں داخل ہوا۔ اور تمام اہل قریش سے عبد الملک کے لیئے بیعت لے لی:
اسی سنہ میں عبد الملک نے طارق حضرت عثمانؓ کے آزاد غلام کو مدینے کا والی مقرر کیا۔ طارق پانچ ماہ تک اس عہدے پر سرفراز رہا:
واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں بشر بن مروان نے انتقال کیا واقدی کے علاوہ اور لوگوں کے بیان کے مطابق بشر کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی:

خارجیوں کے خلاف مہم کا بھیجا جانا

اسی سال عبد الملک نے عمر بن عبید اللہ بن معمر کو ابی فدیک خارجی کے مقابلے کے لیئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ دونوں شہروں کوفے اور بصرے کے جن جن لوگوں کو چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ عمر پہلے کوفہ آئے۔ باشندوں کو جمع کیا اور اس طرح دس ہزار آدمی ان کے ساتھ ہوئے۔ اسی طرح بصرے سے بھی اتنے ہی آدمی شریک ہوئے اس کے بعد اس تمام فوج کی تنخواہیں اور خوراک تقسیم کر دی گئی اور اس لشکر جرّار کو لیکر عمر روانہ ہوئے۔ کوفے والوں کو انھوں نے اپنے میمنہ پر رکھا اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو ان کا سردار مقرر کیا بصرے والوں کو میسرہ پر رکھا اور اپنے بھتیجے عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ کو ان پر سردار مقرر کیا۔ رسالے کو قلب فوج میں متعین کیا غرضکہ اس ترتیب کے ساتھ عمر بحرین پہنچے۔ عمر نے فوج کی صف بندی کی۔ سب سے آگے پیدل سپاہ کو رکھا ان کے پاس نیزے تھے۔ جو انھوں نے زمین سے لگا رکھے تھے اور عرق گیروں سے ڈھانک

رکھے تھے ؛
ابو فدیک اور اس کے ساتھیوں نے یکجان ہو کر حملہ کیا اور عمر بن عبید اللہ کے میسرے کو چیر ڈالا۔ اور یہ حصۂ فوج شکست کھا کر بھاگا۔ مگر مغیرہ بن المہلب معین بن المغیرہ مجاعۃ بن عبد الرحمن اور اسی طرح دوسرے شہسوار برابر مقابلہ کرتے رہے۔ یہ لوگ اہل کوفہ کی صف کی طرف مڑے جو ابھی دیوار آہنی بنے اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تھے ؛
عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ ڈولی پر ڈال کر میدان جنگ سے اٹھائے گئے یہ ان لوگوں میں جو میدان جنگ میں گرے تھے پڑے تھے۔ اور خون ان کے زخموں پر جم گیا تھا ؛
جب بصریوں نے دیکھا کہ اہل کوفہ بدستور اپنی جگہ پر ثابت قدم ہیں اور ایک انگل اپنی جگہ سے نہیں ہٹے ہیں انھوں نے اپنے اوپر نفرین کی پھر میدان جنگ میں آئے اور لڑنا شروع کر دیا۔ اب ان پر کوئی سردار نہ تھا یہاں تک کہ یہ بے سری فوج عمر بن موسیٰ ابن عبید اللہ کے پاس سے گذری جو زخمی پڑے تھے اور انھیں اٹھا لیا اور خارجیوں کے فرودگاہ میں جا گھسے یہاں گھانس کا انبار لگا ہوا تھا اس میں آگ لگا دی۔ ہوا بھی ان کے خلاف چلنے لگی ؛
اہل کوفہ اور بصرہ نے خارجیوں پر حملہ کیا اور انھیں سخت نقصان پہنچایا۔ ابو فدیک میدان جنگ میں کام آیا۔ اس فوج نے قلعۂ مشقر میں خارجیوں کا محاصرہ کر لیا۔ خارجیوں نے اپنے آپ کو بلا کسی شرط کے حوالے کر دیا۔ عمر بن عبید اللہ نے چھ ہزار کو تہ تیغ کرا دیا اور آٹھ سو کو قیدی بنا لیا۔ مال غنیمت میں امیہ بن عبد اللہ کی ایک لونڈی بھی جو ابو فدیک سے حاملہ تھی ملی۔ اور پھر یہ تمام لشکر بصرہ واپس آگیا ؛
اسی سال میں عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ اور اس طرح کوفہ اور بصرہ دونوں کی صوبہ داری بشر ہی کے تفویض ہو گئی۔ بصرہ کے گورنر مقرر ہونے کے موقع پر بشر عمرو بن حریث کو کوفے پر اپنا جانشین مقرر کر کے بصرہ آئے۔ اسی سال میں محمد بن مروان موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں سے جہاد کرنے گئے اور رومیوں کو شکست دی ؛
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال میں عثمان بن الولید اور رومیوں کے

درمیان آرمینیا کے مضافات میں جنگ ہوئی۔ عثمان کے پاس کل چار ہزار فوج تھی حالانکہ ان کے مقابل رومیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی مگر عثمان نے انھیں شکست دی اور شدید نقصان پہنچایا ؛

اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کرایا۔ یہ مکہ۔ یمن اور یمامہ کا صوبہ دار تھا واقدی کے بیان کے مطابق بصرہ اور کوفہ پر بشر بن مروان صوبہ دار تھے دوسرے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ بشر کوفہ کے گورنر تھے اور بصرہ کے حاکم خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے ؛

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے اور بکیر بن وشاح خراسان کے گورنر تھے ؛

سنہ ۷۴ ہجری کے واقعات عظیمہ

اس سال عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینۂ طیبہ کی ولایت سے معزول کردیا اور اس کی جگہ حجاج کو مقرر کردیا۔ حجاج مدینہ آیا ایک ماہ قیام کیا اور پھر عمرہ ادا کرنے کے لیئے روانہ ہوگیا

حجاج بن یوسف نے کعبہ کی ان دیواروں کو جنھیں حضرت عبداللہ نے بنایا تھا منہدم کرادیا۔ حضرت عبداللہ نے حجر کو بھی کعبہ میں شامل کرلیا تھا اور اس کے دو دروازے بنادیے تھے۔ مگر حجاج نے کعبہ کو پھر اس کی پہلی صورت پر بنادیا ؛

حجاج ماہ صفر میں پھر مدینہ واپس آگیا اور اس مرتبہ تین ماہ مقیم رہا اہل مدینہ کے ساتھ بے عزتی سے پیش آتا تھا انھیں تکالیف پہنچاتا تھا۔ محلہ بنی سلمہ میں ایک مسجد بنائی جو حجاج ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اور تو اور حجاج کی توہین سے صحابہ رسول اللہ بھی نہ بچے اور اس نے ان کی گردنوں میں داغ لگوادئے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ کے ہاتھ میں داغ لگائے اور حضرت انس بن مالک کی گردن میں داغ لگائے اس سے مقصد ان کی تذلیل اور توہین تھی ؛

حجاج نے حضرت سہل بن سعد کو بلوایا اور کہا کہ تونے کیوں امیرالمومنین

حضرت عثمان کی اعانت نہیں کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ضرور ان کی مدد کی۔ حجاج نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر سیسہ گرم کر کے ان کی گردن پر داغ لگائے ؛

اسی سنہ میں عبدالملک نے ابو ادریس الخولانی کو قاضی مقرر کیا ؛

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں بشر بن مروان کوفہ سے بصرہ کے گورنر مقرر ہو کر گئے ؛

مہلب کا خارجیوں کے خلاف مہم لیکر جانا

اسی سنہ میں عبدالملک نے مہلب کو خارجیوں کے خلاف ایک مہم کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا، واقعہ اس کا یہ ہے کہ جب بشر بصرہ آگئے عبدالملک نے انھیں لکھا کہ مہلب کو ان کے وطن بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے کے لیے بھیجو اور مہلب کو یہ اختیار دے دو کہ وہ خود اپنے شہر کے سربرآوردہ شہسوار اور تجربہ کار لوگوں کو منتخب کریں کیونکہ اہالی بصرہ سے وہی خوب واقف ہیں جنگی معاملات میں ان کو بالکل آزادی دیدینا کیونکہ مجھے ان کے تجربے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اخلاص پر پورا اعتماد ہے۔ اور کوفہ والوں کی بھی ایک زبردست جمعیت ان کے ساتھ بھیجنا۔ اس فوج پر ایک مشہور و معروف اور شریف و نجیب اور ایسے شخص کو سردار مقرر کرنا جس کی شجاعت و بسالت اور امور جنگ میں اس کا تجربہ محتاج تعارف نہ ہو۔ ان دونوں شہروں کے منتخب لشکر کو خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کرنا اور حکم دینا کہ جہاں خارجی جائیں یہ فوج بھی انکے تعاقب میں اسی طرف جائے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ انھیں بالکل نیست و نابود کردے والسلام علیک ؛

بشر نے مہلب کو بلا کر خط سنایا اور حکم دیا کہ جسے چاہو اپنے ساتھ لیجانے کے لیے منتخب کر لو۔ مہلب نے اپنے سالے جدیع بن سعید بن قبیصہ بن سراق الازدی کو اپنے سامنے بلا کر حکم دیا کہ فوج کا رجسٹر لے آؤ تاکہ اس میں سے لوگوں کا انتخاب کر لیا جائے ؛

بشر کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ مہلب کو اس مہم کی سرداری کی عزت براہ راست عبدالملک کی جانب سے حاصل ہوئی۔ اب اُنکی طاقت نہ تھی کہ وہ سوائے مہلب کے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرتے اور اس طرح ان سے جلنے لگے کہ گویا انھوں نے ان کے خلاف کوئی گناہ کیا ہے؛

بہر حال بشر نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلایا اور کوفہ کے لوگوں کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ وہ شہسواروں دلیر اور شجاع لوگوں کو منتخب کریں؛

عبدالرحمٰن بن مخنف کہتے ہیں کہ بشر نے بلا کر مجھ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری کس قدر عزت و منزلت کرتا ہوں اور کس قدر تمھیں چاہتا ہوں۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں تمھیں اس فوج کا چونکہ میں تمھاری شرافت و شجاعت و دلیری اور سخاوت سے بخوبی واقف ہوں سردار بناؤں یہ سمجھ لو کہ میں تمھارے متعلق نہایت اچھی رائے رکھتا ہوں مگر دیکھو کہ صورت معاملہ یہ واقع ہوئی ہے کہ مہلب اس کے سردار بنائے گئے ہیں۔ اس لئے تمھیں چاہیے کہ تم ان کے مقابلے میں اپنے حکم پر سختی سے جمے رہو ان کی رائے اور مشورے کو قبول نہ کرو۔ اور ان کی تذلیل و تحقیر کرتے رہو؛

یہ باتیں تو کہیں مگر یہ نہ کہا کہ فوج کا اس طرح انتظام کرنا دشمن سے لڑنا اور مسلمانوں کی خبر گیری کرنا بلکہ مجھے اپنے ایک عزیز دوست کی مخالفت پر آمادہ کیا گویا کہ میں ایسا ہی بے وقوف ننھا بچہ تھا جو ان کے داؤں میں آ جاتا۔ میں نے کوئی ایسی مثال نہیں دیکھی کہ مجھ ایسے جہاں دیدہ بوڑھے اور صاحب مرتبہ سردار سے کسی نے ایسی خواہش کی ہو جیسی کہ اس کل کے لونڈے نے مجھ سے کی۔ اس نے وہ بات کی ہے جس کا انجام کو پہنچانا اس کی قابلیت و قدرت سے باہر تھا۔ جب بشر نے محسوس کیا کہ میں نے جواب دینے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تو مجھ سے دریافت کیا کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ بھلا میں آپ کے حکم سے سرتابی کر سکتا ہوں میں تو اس امر پر مجبور ہوں کہ آپ کے ہر حکم کی چاہے اسے میں پسند کروں یا نہ کروں پوری طرح تعمیل کروں؛

بشر نے کہا بہتر ہے جاؤ ایسا ہی کرنا۔ پھر میں ان سے رخصت ہو کر چلا آیا؛

مہلب نے اہل بصرہ کو لے کر رام ہرمز پر مورچہ لگایا۔ اور خارجیوں سے مقابلہ شروع ہوا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی اتنے میں عبدالرحمٰن بھی اہل کوفہ کے ہمراہ مقام مذکور پر آپہنچے ان کے ہمراہ اہل مدینہ کا جو دستہ تھا اس کے سردار بشر بن جریر تھے بنی تمیم اور ہمدانیوں پر محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس۔ کندہ اور ربیعہ پر اسحٰق بن محمد بن الاشعث اور مذحج اور بنی اسد پر زحر ابن قیس سردار تھے ؏

عبدالرحمٰن نے مہلب سے میل یا ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایسی جگہ خیمہ لگایا جہاں سے دونوں فوجیں ایک دوسرے کو دیکھ سکتی تھیں۔ جنگ کو شروع ہوئے دس ہی روز گزرے تھے کہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے بصرہ میں انتقال کیا اب کیا تھا کوفہ اور بصرہ والوں میں سے اکثر اپنی فوج کو چھوڑ کر بھاگ گئے بشر نے اپنے بعد خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنا جانشین چھوڑا اور کوفہ پر عمرو بن حریث ان کے قائم مقام تھے ؏

اہل کوفہ میں سے جو لوگ میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے ان میں زحر بن قیس۔ اسحٰق بن محمد بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس بھی تھے ؏

عبدالرحمٰن بن مخنف نے اپنے بیٹے جعفر کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ اسحٰق اور محمد کو تو یہ واپس لایا البتہ زحر کو نہ پا سکا۔ عبدالرحمٰن نے اول الذکر دونوں صاحبوں کو دو روز تک قید رکھا اور پھر ان سے یہ وعدہ لے لیا کہ اب کبھی وہ اس سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر ان دونوں نے ایک ہی دن کے قیام کرنے کے بعد پھر راہ فرار اختیار کی اور اس مرتبہ شاہ راہ عام چھوڑ کر دوسرے راستے سے چلے حسب سابق اس مرتبہ بھی ان کا تعاقب کیا گیا مگر ان تک دسترس نہ ہو سکی اور وہ دونوں اہواز پہنچ کر زحر بن قیس سے جا ملے۔ اہواز میں اور بھی بہت سے ایسے لوگ جو بصرہ جانا چاہتے تھے جمع ہو گئے۔ اس کی اطلاع خالد بن عبداللہ کو ہوئی۔ خالد نے ان لوگوں کے نام ایک فرمان لکھا اور ایک قاصد کو حکم دے کر بھیجا کہ فوج کے سرداروں کو جسمانی سزا دینا اور ان سب کو واپس لے آنا ؏

خالد کا آزاد غلام ہی اس خط کا حامل بن کر قاصد بنا۔ تمام لوگ جمع ہوئے
اس نے خط پڑھ کر سنایا۔ وہ خط یہ ہے:
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط خالد بن عبد اللہ کی جانب سے
ہر اُس مسلمان اور مومن کے نام ہے جس تک یہ خط پہنچے۔ آپ سب پر اللہ کی
سلامتی ہو۔ میں اس معبود کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔
بعد ازیں آپ کو معلوم ہونا چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ نے جہاد مسلمانوں پر فرض کیا ہے
اسی طرح ان حاکمان بالادست کی جو جہاد کا اہتمام کرتے ہیں اطاعت کرنا بھی
فرض ہے جو شخص جہاد کرتا ہے اس کا فائدہ خود اسی کو ہوگا۔ اور جو شخص جہاد
نہ کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کو اس کی ضرورت نہیں۔ اور جو شخص مسلمانوں کے اعلیٰ عہدہ دار
اور سربراہ کاروں کی نافرمانی کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے ناخوش ہوگا اور وہ سزا کا بھی
مستحق ہوگا جس سے اس کا جسم اس کی عزت نفس، اس کا مال اور تنخواہ سب متاثر
ہوں گی۔ اور وہ دور دراز اور تکلیف دہ علاقوں میں خارج البلد کر دیا جائے گا۔ اے
مسلمانوں! تمھیں کچھ خبر بھی ہے کہ تم نے کس شخص کے خلاف یہ جرأت کی ہے اور
کس کی نافرمانی کی ہے۔ وہ امیر المومنین عبد الملک بن مروان ہے جس کی یہ عادت
نہیں کہ مجرم سے چشم پوشی کرے۔ اور نہ وہ نافرمانوں کو معافی دیتا ہے۔ جو اس کے
حکم کی اطاعت نہیں کرتا اس کی خبر کوڑے سے لیتا ہے۔ اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے
اس کی تلوار سے خبر لیتا ہے۔ اس لیئے میں تمھیں سمجھاتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہ کرو
جس کی وجہ سے تمھارے خلاف کارروائی کی جائے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمھیں
نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنی اپنی فوجی بارکوں میں واپس چلے جاؤ۔ اپنے خلیفہ کی
اطاعت کرو۔ اور سرکش و نافرمان نہ بنو ورنہ تمھارے ساتھ وہ سلوک کیا جائیگا
جسے تم اچھا نہیں جانتے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد جس
نافرمان پر میں نے قابو پایا میں اسے فوراً قتل کر ڈالوں گا اگر خدا نے چاہا۔
والسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

قاصد نے اس خط کی ایک یا دو سطریں ابھی پڑھی ہوں گی کہ زہیر بن قیس
نے کہا کہ اس کا مختصر مضمون بتا دو۔ خالد کے آزاد غلام نے کہا خدا کی قسم میں اس

شخص کا کلام سن رہا ہوں جس کا منشا ہے کہ جو کچھ وہ سنتا ہے اسے نہ سمجھے اور میں بتائے دیتا ہوں کہ اس میں کوئی بات نہیں جو اس کو بھلی معلوم ہو زحر نے کہا اے سرخ رنگ کے غلام جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے تو اس کی تعمیل کر اور اپنے گھر واپس چلا جا۔ تو نہیں جانتا کہ ہمارے کیا ارادے ہیں ؛

خط پڑھا جا چکا۔ کسی نے اس پر التفات نہیں کیا زحر۔ اسحٰق بن محمد۔ اور محمد بن عبدالرحمٰن کوفہ کے پہلو میں ایک گاؤں میں آکر مقیم ہوئے جو اشعث کی اولاد کی ملک تھا۔ اور یہاں سے انھوں نے عمرو بن حریث کو لکھا ؛

حمد و ثنا کے بعد۔ جب لوگوں کو امیر مرحوم کے وفات کی خبر ہوئی وہ میدان جنگ سے منتشر ہو گئے اور ہمارے ساتھ کوئی نہیں رہا اس وجہ سے اب ہم آپ کے پاس اور اپنے وطن کی طرف واپس آئے ہیں مگر ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے آپ چونکہ حاکم ہیں آپ کی اجازت لے لیں ؛

عمرو بن حریث نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنے فوجی اقامت گاہوں کو بلا اجازت چھوڑ دیا۔ اور سرکش اور مخالف ہو گئے اس لیئے نہ میں تمھیں شہر میں آنے کی اجازت دے سکتا ہوں اور نہ امان ؛

جب یہ خط ان لوگوں کے پاس آیا یہ انتظار کرتے رہے اور رات کے پردہ میں اپنے اپنے مکانات میں چلے آئے اور حجاج بن یوسف کے کوفہ آنے تک بغیر کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کے اقامت گزیں رہے ؛

اسی سنہ میں عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر کے ان کی جگہ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو خراسان کا گورنر مقرر کیا بکیر کی برطرفی اور امیہ کے تقرر کے واقعات یہ ہیں ؛

ابوالحسن کے بیان کے مطابق بکیر دو سال تک خراسان کے گورنر رہے کیونکہ سنہ ۷۲ھ میں ابن خازم قتل ہوئے اور سنہ ۷۴ھ میں امیہ نے خراسان آکر اس عہدے کا جائزہ لیا ؛

بکیر کی برطرفی کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ابن خازم قتل کر ڈالے گئے تو ان کے سر کے بھیجنے کے متعلق بحیر اور بکیر بن وشاح میں اختلاف ہوا اور اسی بنا پر بکیر نے

بحیر کو قید کر دیا۔ اور جب تک امیہ خراسان کے گورنر مقرر ہو کر نہ آئے بحیر قید رہے ۔

بکیر کو جب معلوم ہوا کہ عبد الملک نے ان کی جگہ امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا ہے اس نے بحیر کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ سے راضی نامہ کرنا چاہتا ہوں مگر بحیر نے انکار کر دیا اور کہا کہ شاید بکیر نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمام خراسان متفقہ طور پر ان کا طرفدار رہے گا غرضکہ کئی مرتبہ قاصد پیام لے کر گئے مگر بحیر انکار ہی کرتا رہا۔ آخر کار ضرار بن حصین الضبی بحیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم بالکل ہی بے وقوف ہو۔ تمھارا ایک بھائی تم سے معذرت کر رہا ہے ۔ حالانکہ تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اور تم اس کی قید میں ہو مگر پھر بھی انکار کر رہے ہو اگر وہ تمھیں قتل کر ڈالے تو اس کا کیا کر و گے ! تمھاری حمایت میں کوئی چوں تک بھی تو نہیں کرے گا۔ اور جو چیز تمھیں مل رہی ہے تم اسے قبول نہیں کرتے ۔ صلح کر لو اور پھر تمھیں بالکل آزادی ہے جہاں چاہے جانا۔ بحیر نے اس مشورے کو قبول کر لیا اور بکیر سے صلح کر لی ۔ بکیر نے چالیس ہزار درہم اسے بھیجے اور یہ بھی شرط کر لی کہ میرے مقابلے پر کبھی نہ آنا ۔

اس وقت خراسان میں قبیلۂ بنی تمیم تھا۔ ان میں خصومت ہو گئی تھی ۔ بنی مقاعس اور دوسرے تحت کے قبیلے والے بکیر سے تعصب کرنے لگے تھے ۔ اس سے قدرتی طور پر خراسانیوں کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ صورت معاملات اگر یہی قائم رہی تو اس کا نتیجہ فساد و تباہی ہے اور ہماری خانہ جنگی سے ہمارے مشرک دشمن ضرور فائدہ اٹھائیںگے اور اس طرح وہ ہمیں زیر کر لیں گے ۔ ان تمام خیالات کی بنا پر انھوں نے عبد الملک کو ان واقعات کی اطلاع دی اور لکھا کہ بحیر اور بکیر کے جھگڑے کے بعد اس ملک کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی قریشی زادہ اس کا حاکم اعلیٰ نہ مقرر کیا جائے جس سے نہ لوگ حسد کریں اور نہ تعصب ۔

عبد الملک نے ارباب سیاست کو مخاطب کر کے کہا کہ خراسان ہماری سلطنت کی مشرقی سرحد ہے اور جو کچھ فتنہ و فساد وہاں ہو چکا ہے وہ ہو چکا۔ اس وقت بنی تمیم کا ایک شخص اس پر گورنر ہے ۔ لوگ اب اس سے تعصب کرتے ہیں اور انھیں یہ خوف دامنگیر ہے کہ مبادا پھر وہی فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو اور یہ تمام سرحدی علاقہ اس کے

نذر ہوجائے۔ اہل خراسان نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں ان پر ایک ایسے شخص کو حاکم بناؤں جو قریش سے ہو جس کی بات کو وہ سنیں اور جس کے احکام کی تعمیل کریں۔
اس پر امیہ بن عبداللہ نے عرض کیا کہ آپ اپنے قرابت داروں میں سے کسی شخص کو خراسان کا حاکم اعلیٰ مقرر فرمائیں۔
عبدالملک نے جواب دیا کہ اگر تم ابو فدیک کے مقابلے سے پسپا نہ ہوئے ہوتے تو میری نظر انتخاب تم ہی پر پڑتی۔
امیہ نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین میں نے اس وقت ان کے مقابلے سے عنان مراجعت پھیری تھی جب کہ میرے ساتھ کوئی اور مقابلہ کرنے والا باقی نہیں رہا تھا۔ تمام لوگ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس وقت میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے گروہ کے پاس واپس جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ ایک مٹھی بھر فوج کے ساتھ میں دشمن کا مقابلہ کروں اور مفت میں سب کو ہلاکت میں ڈالوں۔ اس طرح میں نے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا۔ مرار ابن عبدالرحمن بن ابی بکرہ اس سے خوب واقف ہیں اور خود خالد بن عبداللہ نے بھی جناب والا کو میری مجبوریوں سے پوری طور پر آگاہ کر دیا تھا۔
اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ خالد بن عبداللہ نے عبدالملک کو اس واقعہ کے متعلق لکھ دیا تھا کہ چونکہ تمام لوگوں نے امیہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اس وجہ سے مجبوراً انھیں پلٹ آنا پڑا۔ مرار جو اس وقت موجود تھے انھوں نے عبدالملک کے سامنے امیہ کے بیان کی تائید کی اس پر عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔
عبدالملک امیہ کو بہت چاہتے تھے اور اپنی اولاد کے برابر سمجھتے تھے۔ امیہ کے خراسان کے گورنر مقرر ہونے پر لوگ کہنے لگے کہ یہ خوب ہوا کہ ایک طرف تو ابی فدیک کے مقابلے میں شکست کھائی اور دوسری طرف اس کا معاوضہ یہ ملا کہ خراسان کے گورنر مقرر ہوئے۔
بحیر اس وقت مقام سنج میں مقیم تھا۔ اور پوچھتا رہتا کہ امیہ کب آتے ہیں جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ابرشہر کے قریب آگئے ہیں تو اس نے ایک عجمی باشندے سے

جس کا نام رزین یا زریر تھا کہا کہ تو مجھے ایک ایسے قریب کے راستے سے لے چل کہ میں ابرشہر امیہ کے پہنچنے سے پہلے پہنچ جاؤں۔ تجھے انعام واکرام دیا جائے گا بلکہ میں اور بھی بہت کچھ تجھے دوں گا۔

یہ شخص راستے سے خوب واقف تھا۔ چنانچہ بحیر اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک ہی رات میں سنج سے سرزمین سرخس میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے نیشاپور آیا اور امیہ سے ابرشہر میں جا ملا۔ ملاقات کے وقت اس نے خراسان کی پوری حالت سے انھیں مطلع کیا اور بتایا کہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جس سے کہ باشندوں کی حالت درست ہو۔ وہ اچھی طرح سے اطاعت و فرمانبرداری کریں اور ان کے انتظام کی تکلیف گورنر کے لیئے کم ہو جائے۔ علاوہ اس کے بحیر نے امیہ سے بکیر کے خلاف اس روپیہ کے لیئے جس پر انھوں نے قبضہ کر لیا تھا مرافعہ بھی کیا۔ اور کہا کہ بکیر ضرور بے وفائی کرے گا۔

بہر حال بحیر بھی امیہ کے ہمراہ مرو آیا۔ امیہ ایک نہایت شریف سردار تھا اس نے بکیر یا اس کے دوسرے عہدہ داروں سے کوئی تعارض نہیں کیا بلکہ بکیر سے کہا کہ تم میرے باڈی گارڈ کے سردار ہو جاؤ۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس لیئے یہ عہدہ بحیر کو دیدیا گیا۔

اس کے اس انکار کرنے پر بکیر کے ہم قوم چند لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہا "دیکھا تم نے تو اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بحیر اس پر مقرر ہو گیا اور تمھارے ان کے تعلقات جس قدر خراب ہیں اس سے تم بخوبی واقف ہو"۔

بکیر نے جواب دیا کہ نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کل تک تو میں اس صوبہ کا حاکم اعلیٰ تھا کہ جب میں چلتا تھا تو دوسرے میرے نیزے کو اٹھا کر چلتے تھے اب کیا آج میں اس ذلت کو گوارا کر لوں کہ دوسرے کے لیئے نیزہ ہاتھ میں لیکر چلوں۔

امیہ نے بکیر سے کہا کہ خراسان کے علاقہ میں جس جگہ کو تم چاہو پسند کر لو وہ تمھاری جاگیر میں دے دیا جائے۔ بکیر نے کہا طخارستان۔ امیہ نے کہا بہتر ہے طخارستان تمھاری جاگیر میں دیا جاتا ہے۔

بکیر نے اب روانگی کی تیاری شروع کی اور بے انتہا روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔

بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر بکیر طخارستان پہنچ گیا وہ ضرور تم سے دغا کرے گا غرضکہ بحیر ہمیشہ اسی طرح امیہ کے کان بکیر کی جانب سے بھرتا رہتا تھا آخرکار بار بار کہنے کا اثر ہوا اور امیہ نے بکیر کو حکم دیا کہ تم میرے ہی پاس رہو۔

اس سنہ میں حجاج بن یوسف نے لوگوں کو حج کرایا۔ حجاج نے اپنے مدینہ آنے سے پیشتر عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو مدینہ کا قاضی مقرر کردیا تھا۔

مکہ و مدینہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ کوفہ اور بصرہ پر بشر بن مروان خراسان پر امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید گورنر تھا۔

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اس سال عمرہ ادا کیا مگر اس سال کی صحت میں کلام ہے۔

۷۵ ہجری کے واقعات

اس سنہ میں محمد بن مروان نے موسم گرما کی مہم کے ساتھ رومیوں سے جہاد کیا جب کہ رومی مرعش کی جانب سے آگے بڑھے تھے۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے یحییٰ بن الحکم بن ابی عاص کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا اور اسی طرح حجاج بن یوسف کو تمام عراق کا سوائے خراسان اور سجستان کے گورنر مقرر کیا۔ اور اسی سنہ میں حجاج کوفہ آیا۔

حجاج مدینہ میں مقیم تھا کہ عبدالملک کا حکم ملا کہ عراق جاؤ۔ کیونکہ بشر کا انتقال ہو چکا تھا۔ حجاج بارہ شہسواروں کے ساتھ نہایت اعلیٰ اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر کوفہ پہنچا۔

جس وقت کوفہ پہنچا ہے تو دن اچھی طرح چڑھ گیا تھا مگر حجاج کا آنا فجئتہ ہوا کیونکہ اس کے آنے کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ مہلب بھی کوفہ میں نہ تھے کیونکہ

بشر نے مہلب کو خوارج پر بھیجدیا تھا۔

حجاج سب سے پہلے مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھا۔

اس نے ایک سرخ باریک کپڑے کے عمامے سے اپنے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ لوگوں سے کہا کہ میرے سامنے آؤ۔ تاکہ میں تقریر کروں۔ لوگوں نے پہلے تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو خارجی خیال کیا۔ اور ان کے قتل کر دینے کی ٹھان لی تھی۔ مگر جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے اپنا چہرہ بے نقاب کر دیا اور یہ شعر پڑھا۔

انا ابن جلا وطلاع الثنایا ... متی اضع العمامة تعرفونی

(ترجمہ) میں وہ آفتاب ہوں جو پردۂ ظلمت کو چاک کر دیتا ہے۔ اور گھاٹیوں پر چڑھنے والا ہوں۔ جب میں اپنا عمامہ اتار دوں گا تب تم مجھے پہچان لوگے)

بخدا میں شر کو اس کے کجاوہ میں لاد دیتا ہوں اور اسکے ویسے ہی نعل لگاتا ہوں اور جو جیسا کرتا ہے ویسے ہی اسکا بدلہ دیتا ہوں میں بہت سے سروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پک گئے ہیں اور ان کے توڑ لینے کا وقت قریب آگیا ہے اور میں عماموں اور داڑھیوں کو خون سے زعفرانی دیکھ رہا ہوں۔ اے عراق کے لوگو جان لو کہ میں انجیر کی طرح دبایا نہیں جا سکتا اور نہ بوسیدہ خشک مشک سے میں ڈرایا جا سکتا ہوں میرا تقرر نہایت دانائی سے کیا گیا ہے اور مجھ کو بڑے اہم فرائض انجام دینا ہیں۔ امیر المومنین عبد الملک نے اپنے ترکش سے تمام تیر نکالے اور ان سب کی لکڑیوں کو دانت سے کاٹا اور مجھی کو سب سے زیادہ مضبوط اور ٹوٹنے میں سخت پایا اور اس لئے انہوں نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کیونکہ عرصہ دراز سے فتنہ و فساد تمہارا شیوہ ہو گیا ہے اور بغاوت تمہارا دستور العمل۔ مگر اب سمجھ لو کہ میں تمہاری اسطرح کھال ادھیڑوں گا جس طرح لکڑی سے چھال اوتاری جاتی ہے اور اس طرح تمہیں قطع کر ڈالونگا جس طرح کہ خشک خاردار درخت ببول کاٹ ڈالا جاتا ہے اور اس طرح تمہیں مارونگا جس طرح کہ ایک اجنبی اونٹ پیٹا جاتا ہے۔ بخدا میں جب وعدہ کرتا ہوں اسے وفا کرتا ہوں۔ اور جب میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں۔ اس لئے مجھ سے اور ان جماعتوں سے ڈرو اور قیل و قال سے بچو اور جس حالت میں تم اب ہو اوس سے اپنے آپ کو نکالو۔ بخدا یا تو تم راہ راست پر آجاؤ ورنہ یاد رکھو کہ مہلب کی فوج میں سے جو لوگ بھاگ کر

آئے ہیں وہ اگر آج سے تین دن کے بعد یہاں دیکھے گئے تو میں اونھیں قتل کرڈالونگا اور
اون کی جائداد ضبط کرلونگا۔ اس قدر خطبہ دینے کے بعد حجاج اپنے قیامگاہ کی طرف چلاگیا
جب حجاج دیر تک خاموش بیٹھا رہا تو محمد بن عمیر نے کچھ کنکریاں ہاتھ میں اوٹھالیں اور یہ
کہا جاتا ہے کہ ارادہ کیا کہ اُسے مارے اور یہ بھی کہا کہ خدا اسے ہلاک کرے یہ کس قدر کریہ منظر اور
بدشکل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو یہ کہیگا وہ بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اوس کی ظاہری
شکل وصورت ہے۔

جب حجاج نے خطبہ شروع کیا تو اوسکا اس قدر اثر ہوا کہ خود بخود یہ کنکر مٹھی سے
گرنے لگے اور محمد بن عمیر کو خبر تک نہیں ہوئی۔

حجاج نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا "تشاھت الوجوہ یعنی تمھارے مُنہ برے ہو جائیں"

ان اللہ ضرب مثلا قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان
فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال اوس قریہ سے دی ہے جو نہایت امن
وسکون میں تھا ہر جگہ سے نہایت اطمینان وصبر کے ساتھ ماکولات اسے پہنچا کرتی
تھیں اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی بس اللہ تعالیٰ نے اوس قریہ کو بھوک اور
خوف کا لباس پہنا دیا اونھیں کے اعمال اسکے ذمہ دار تھے۔

تم لوگ بھی اس قریہ کے باشندوں کی طرح ہو۔ بہتر ہے کہ تم اپنی حالت درست کرلو
اور راہ راست پر آجاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تمھیں ایسی ذلت کا مزا چکھاؤنگا کہ تم باز آجاؤگے
اور تمھیں خشک خار دار درخت ببول کی طرح قطع کرونگا پھر تم مطیع ومنقاد ہو جاؤگے۔ میں
قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یا تم میرے ہاتوں انصاف قبول کرو فتنہ وفساد اور جھوٹی افواہوں سے
باز آؤ ورنہ معمولی قطع وبرید کیا شئے ہے میں تلوار سے تمھاری ایسی قطع وبرید کروں گا
کہ تمھاری عورتیں بیوہ اور تمھارے بچے یتیم ہو جائینگے اور جبتک کہ تم ان غیر آئینی باتوں
کو ترک نہ کروگے اوران باتوں سے باز نہ رہوگے میں ہوں اور یہ جماعتیں ہیں تم میں
سے کوئی شخص سوار نہیں ہوسکتا مگر تنہا یاد رکھو کہ اگر باغیوں کو اون کی بغاوت اور سرکشی
راست آگئی اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگئے تو نہ خراج وصول ہوگا۔ نہ دشمنوں
سے کوئی لڑنے والا ہوگا۔ اور نہ سرحد کی حفاظت ہوسکیگی۔ اگر یہ لوگ زبردستی جہاد

میں شریک نہ ہوں گے تو خوشی سے تو کبھی بھی نہ ہوں گے۔ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ تم لوگوں نے مہلب کو چھوڑ دیا اور عدول حکمی کرکے اپنے شہر واپس آگئے ہو اور میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج سے تین دن کے بعد جس شخص کو میں یہاں دیکھوں گا اوسکی گردن مار دونگا۔

اسکے بعد حجاج نے تمام سربرآوردہ لوگوں کو بلایا اور اونھیں حکم دیا کہ تمام لوگوں کو مہلب کے پاس پہنچا دو۔ اور مجھے تحریری ثبوت اس بات کا دو کہ یہ لوگ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ اس مدت کے ختم ہونے تک پُل کے دروازے شب و روز کھلے رہیں۔

تیسرے دن حجاج نے بازار میں تکبیر کی آواز سنی گھر سے نکلکر منبر پر متمکن ہوا اور کہنے لگا اے باشندگان عراق باغیو اور منافقو اور برے اخلاق والو میں نے تکبیر کی ایک آواز سنی ہے مگر یہ وہ تکبیر نہیں جس سے اللہ کے راستہ میں ترغیب و تحریص دلائی جاتی ہو بلکہ اس کا مقصد لوگونکو خوف زدہ کرنا ہے۔ اور میں نے خوب جان لیا ہے کہ یہ ایک غبار ہے جسکے پردہ میں سخت و تیز آندھی آنے والی ہے۔ اے بے وقوف لونڈی کے جنو اور بندگان سرکشی و نافرمانی اور اے بیوہ اور لاوارث عورتوں کے بیٹو کیا تم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اپنی کمزوری و ضعف کے باوجود خاموشی اور اطمینان سے بیٹھے اور اپنے خون کو مفت نہ بہانے دے اور پھونک پھونک کر قدم دھرے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب میں تمھیں ایسی سخت سزا دونگا جو اگلوں کے لئے عذاب اور آیندہ نسلوں کے لئے عبرت ثابت ہوگی۔

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی التمیمی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ خدا امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا رہے میں بھی اوس مہم میں شریک تھا اور اوس سے متعلق ہوں۔ مگر میں بیمار اور ضعیف سن رسیدہ شخص ہوں یہ میرا لڑکا بالکل نوجوان ہے یہ میرے بدلے حاضر ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ عمیر نے اپنا نام بتایا حجاج نے پھر پوچھا کہ کیا تم نے میری کل کی تقریر سنی ہے۔ عمیر نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ کیا تم ہی وہ شخص نہیں ہو

جس نے امیرالمومنین حضرت عثمان رضہ سے جنگ کی تھی۔ عمیر نے اس کا بھی اقرار کیا
حجاج نے پھر پوچھا کہ کس بنا پر تم نے ایسا کیا۔ عمیر نے کہا کہ اگرچہ میرا باپ ایک
بہت بوڑھا شخص تھا مگر حضرت عثمان رضہ نے اوسے جیل خانہ میں ڈال دیا تھا۔
حجاج نے پوچھا کہ کیا تم نے ہی یہ شعر کہا ہے۔

همت ولم افعل وکدت ولیتنی ترکت علی عثمان نبکی حلائله

ترجمہ۔ میں نے قصد کیا مگر اوسے عملی جامہ نہیں پہنایا۔ میں اس فعل کو کرنے
ہی والا تھا۔ اور کاش کہ میں عثمان رضہ کو ایسی حالت میں چھوڑتا کہ اون پر اون کی بیویاں
نوحہ کر رہی ہوتیں۔

میں تو تمہارے قتل کردینے میں دونوں شہروں بصرہ اور کوفہ کی بھلائی خیال کرتا ہوں۔
اسکے بعد حجاج نے اپنے پہرہ دار کو عمیر کی گردن ماردینے کا حکم دیا اور ایک
شخص نے اوٹھکر اس حکم کی تعمیل میں اوسے قتل کرڈالا۔ حجاج نے اوسکے تمام مال ودولت
پر قبضہ کرلیا۔

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے
پوچھا کہ آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔ حجاج نے کہا نہیں۔ عنبسہ نے کہا کہ یہ بھی
حضرت عثمان رضہ کے قاتلوں میں سے ہے۔ اس پر حجاج نے اوس سے مخاطب
ہوکر کہا اے دشمن خدا تو نے امیرالمومنین کے پاس اپنی طرف سے کیوں نہ کسی اور
شخص کو بھیجا اوسوقت بھی اپنے معاوضہ میں کسی اور کو بھیجدیا ہوتا۔

اور پھر اوس کے قتل کرڈالنے کا حکم دیا۔ اور بعد میں یہ اعلان کرادیا کہ عمیر
نے باوجود ہمارا حکم سن لینے کے اوس کی تعمیل نہیں کی اور تین دن کے بعد حاضر ہوا
اس لئے ہم نے اوسے قتل کرڈالا۔ اور اس لئے تمام لوگوں کو اطلاع دیجاتی ہے
کہ جو لوگ مہلب کی فوج میں تھے اون میں سے اگر کوئی شخص آج رات یہاں بسر کریگا
وہ اپنی جان کو معرض خطر میں سمجھے۔

اس اعلان کے سنتے ہی تمام لوگ پل پر جمع ہو گئے تمام سربرآوردہ لوگ مہلب
کے پاس پہنچے جو اسوقت رام ہرمز میں مقیم تھے اور وہاں جاکر اون سے اپنے
پہنچنے کی باقاعدہ رسیدیں حاصل کیں۔ اس پر مہلب نے کہا کہ آج عراق میں وہ شخص

آیا ہے جو اپنے زمانہ کا جوانمرد ہے اب دشمن قتل ہوجائینگے۔
ابو عبیدہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ اس شب میں صرف بنی مذحج کے چار ہزار آدمیوں نے پل کو عبور کیا مہلب نے اس پر کہا اب عراق میں ایک جوانمرد آیا ہے
جب عبد الملک کا خط لوگوں کے سامنے پڑھا جانے لگا تو پڑھنے والے نے پڑھا۔
اما بعد سلام علیکم میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔اس پر حجاج نے کہا چپ رہ اے نافرمان غلام بھلا امیر المومنین تو تم پر سلامتی بھیجیں اور تم میں سے کسی شخص کو یہ توفیق نہو کہ اوسکا جواب دے۔ یہ اخلاق ہوئی عورت کے لونڈ دنکا ہے۔ ٹھہرو بخدا اب میں تمھیں کچھ اور اخلاق سکھاؤنگا۔ اور جو شخص اوس خط کو پڑھ رہا تھا اوسے حکم دیا کہ پھر ابتدا سے پڑھے۔ چنانچہ جب پڑھنے والا اما بعد سلام علیکم پر پہنچا تو سب نے بلا استثنا کہا وعلی امیر المومنین السلام ورحمۃ اللہ
ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ جب حجاج کوفہ آیا تو اوس نے لوگوں سے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ تم لوگ مہلب کی فوج میں سے چھوڑ کر بھاگ آئے ہو اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے تیسرے دن کی صبح کو اون کی فوج کا کوئی شخص یہاں نہ رہے۔
تیسرے دن کے بعد ایک شخص لہولہان حجاج کے پاس آیا۔ دریافت کرنے پر اوس نے بتایا کہ میں نے عمیر بن ضابی البرجمی کو حکم دیا تھا کہ تم اپنی فوج میں چلے جاؤ مگر اوس کے جواب میں اوس نے مجھے مارا اور اس حکم کی تکذیب کی حجاج نے عمیر کو بلایا ایک پیر فرتوت سامنے لایا گیا۔ حجاج نے دریافت کیا کہ تم کیوں اپنے فوجی مرکز سے بھاگ کر چلے آئے۔ عمیر نے کہا میں ایک بڈھا ضعیف ہوں حرکت تک نہیں کرسکتا اس لئے میں نے اپنے عوض اپنے بیٹے کو جو مجھ سے زیادہ شجاع اور عمر میں میرے مقابلہ میں بالکل جوان ہے بھیجدیا ہے۔ آپ میرے بیان کی تصدیق فرمالیجئے اگر میں سچا ہوں تو خیر ورنہ مجھے ضرور سزا دیجیگا۔ اس پر عنبسہ بن سعید نے کہا کہ یہ ہی وہ شخص ہے کہ جب حضرت عثمان رضہ مقتول پڑے تھے یہ اون کے لاشہ کے پاس آیا اون کے طمانچے مارے اون پر کود پڑا جس سے آپ کی دو پسلیاں چور ہوگئیں حجاج نے اوس کے قتل کا حکم دیا اور اوس کی

گردن ماردی گئی۔
عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ میں کوفے سے حیرہ جارہا تھا کہ اثناء راہ میں میں نے چند لوگوں کو رجز پڑھتے سنا۔ میں اس طرف چلا۔ اور ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا خبر ہے انھوں نے کہا کہ ہم پر قبایل عرب کے بدترین قبیلۂ ثمود کا ایک شخص حاکم ہو کر آیا ہے۔ جسکی پنڈلیاں ٹیڑھی۔ جسکے چوتڑ خشک سوکھے ہوئے اور دن کا اندھا شپرہ چشم ہے ہمارے قبیلے کا عمیر بن ضابی اسکے پاس گیا تو اوس نے اوسے قتل ہی کرا ڈالا۔

حجاج اسی سنہ کے ماہ رمضان المبارک میں کوفے آیا۔
حکم بن ایوب الثقفی کو بصرے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ پر تشدد کرنا۔ جب خالد کو اوسکا علم ہوا وہ حکم کے بصرے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور مقام جلحا میں قیام پذیر ہوا اہل بصرہ اوسکے ساتھ ہو لئے اور تاوقتیکہ اوس نے ہر شخص کو ہزار ہزار درہم نہ دیدیئے وہ اوس کے گھر سے نہ گئے۔
اس سال عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور اسی سال یحیٰی بن حکم عبدالملک کے پاس آیا اور مدینے پر ابان بن عثمان کو اپنا قائمقام مقرر کرایا۔ عبدالملک نے یحیےٰ بن حکم کو حکم دیا کہ تم بدستور سابق مدینے کے حاکم رہو گے بصرے اور کوفے پر حجاج بن یوسف اور خراسان پر امیہ بن عبداللہ گورنر تھے شریح کوفے کے زرارۃ بن اوفی بصرے کے قاضی تھے۔
اسی سنہ میں حجاج کوفے سے بصرے گیا اور کوفے پر ابو یعفور عروۃ بن المغیرہ بن شعبہ کو اپنا قائم مقام کر دیا اور جب تک کہ حجاج جنگ رستقباذ کے بعد کوفے واپس نہ آگیا ابو یعفور برابر کوفے پر قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔
اور اسی سال میں بصرے میں لوگوں نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

عمیر کے قتل کرنے کے بعد حجاج کوفے سے بصرے آیا اور جس قسم کی تہدید آمیز تقریر اوس نے اہل کوفہ کے سامنے کی تھی اُسی قسم کی یہاں بھی کی۔
بنی یشکر کا ایک شخص اوس کے سامنے پیش کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ شخص فوج سے بھاگ آیا ہے اوس شخص نے کہا کہ مجھے فتق کا عارضہ ہے بشر نے خود دیکھا تھا

اور میرے اس عذر کو قبول بھی کر لیا تھا جو کچھ مجھے بیت المال سے تنخواہ ملتی ہے۔ وہ یہ موجود ہے واپس کر لیجائے۔ حجاج نے اوس کی ایک نہ سنی اور قتل کروا ڈالا۔
اب اہل بصرہ اس واقعہ سے بہت ہی پریشان ہوئے۔ اور بصرے سے روانہ ہو کر رام ہرمز کے پل پر فوجی معائنے کے لئے باقاعدہ طور پر آگے پیچھے کھڑے ہو گئے اس پر مہلب نے کہا کہ اب لوگوں پر ایک جوانمرد شخص سردار مقرر ہو کر آیا ہے۔
ماہ شعبان ۷۵ہجری کی ابتدائی تاریخوں میں حجاج بصرے سے روانہ ہو کر رستقباذ میں مقیم ہوا اور یہاں لوگوں نے اوس کے خلاف عبداللہ بن جارود کی زیر سیادت علم بغاوت بلند کیا حجاج نے عبداللہ بن جارود کو قتل کر ڈالا اور اوس نے اٹھارہ سر رام ہرمز میں نصب کرنے کے لئے روانہ کئے۔ اس ترکیب سے مسلمانوں کی حالت مضبوط ہو گئی۔ مگر دوسری طرف خارجیوں کو یہ بات بہت ناگوار گذری کیونکہ اونھیں توقع تھی کہ ہمارے دشمنوں میں پھوٹ اور نفاق پڑ جائیگا۔ اس کے بعد حجاج بصرے واپس آگیا۔

عبداللہ ابن الجارود کے قتل کا واقعہ

بصرے آکر جب حجاج نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم مہلب سے جا کر ملجاؤ تو تمام لوگ روانہ ہو گئے اب خود حجاج بھی بصرے سے چلا آخر شعبان میں رستقباذ میں مقام دستوی کے قریب فروکش ہوا۔ اوسکے ساتھ بصرے کے اکابر او رعمائدین بھی تھے۔ مہلب اور اوسکے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا اس مقام پر حجاج لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ تمھاری تنخواہوں میں ابن زبیر نے جو اضافہ کیا تھا وہ ایک فاسق و منافق کا اضافہ ہے جسے میں کبھی جائز نہیں رکھ سکتا۔ یہ سنکر عبداللہ بن الجارود العبدی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یہ اضافہ کسی فاسق و منافق نے نہیں کیا ہے بلکہ امیر المومنین عبدالملک نے اسکی توثیق کی ہے اور اوس اضافے کو ہمارے لئے بحال رکھا ہے۔ مگر حجاج نے اوسے جھٹلایا اور دھمکایا۔ اسپر عبداللہ بن الجارود حجاج پر جھپٹ پڑا جتنے عمائدین و اکابر تھے وہ بھی عبداللہ کے ساتھ ہو گئے۔ دونوں جماعتوں میں شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ حجاج نے عبداللہ اور اوس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اوس کا اور اوسکے دس ساتھیوں کا

معرکات کر مہلب کے پاس بھیجدیا اور خود بصرے واپس آگیا۔ مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف کو خط لکھا کہ جس وقت میرا یہ خط تمھیں ملے تم فوراً خارجیوں پر حملہ کردینا۔
اسی سنہ میں مہلب اور ابن مخنف نے خارجیوں کو رام ہرمز سے نکالا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

۲۰۔ شعبان یوم دوشنبہ ۷۵ھ میں حجاج کے تحریری حکم کی تعمیل میں مہلب اور ابن مخنف نے بمقام رام ہرمز خارجیوں پر حملہ کیا اور بغیر کسی شدید مقابلے کے اونھیں وہاں سے نکال دیا۔ اگرچہ کوئی خونریز معرکہ کارزار گرم نہیں ہوا تاہم ان دونوں سرداروں نے خارجیوں پر حملہ کیا اور خارجی باقاعدگی سے پسپا ہوگئے۔ اور مقام کازرون واقع علاقہ سابور میں جاکر مورچے لگائے۔
مہلب اور ابن مخنف بھی اونکے تعاقب میں چلے اور یکم رمضان کو اونھیں جالیا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھودلی اب اہل بصرہ کا یہ بیان ہے کہ مہلب نے عبدالرحمن بن مخنف سے بھی کہا تھا کہ میری یہ رائے ہے کہ تم بھی ضرور اپنے گرد خندق کھودلو مگر اون کے ساتھی فوج والوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہماری تلواریں ہی ہماری خندق ہیں۔
خارجیوں نے مہلب پر شب خون مارا اونکا مقصد یہ تھا کہ ظلمت شب میں انکا قلع قمع کردیں مگر مہلب اس قسم کے اچانک حملے کے لئے بالکل تیار تھے چنانچہ جب خارجیوں کو معلوم ہوگیا کہ مہلب نے مدافعت کا پورا سامان پیشتر سے کررکھا ہے وہ اس طرف سے ہٹکر عبدالرحمن پر حملہ آور ہوئے۔
یہاں کوئی خندق نہ تھی کہ اون کے حملے کو روکتی۔ خارجیوں نے اون سے جنگ شروع کی۔ اون کے ساتھی اونھیں چھوڑکر علیحدہ ہوگئے۔ عبدالرحمن گھوڑے سے اوتر پڑے۔ اور اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ لڑتے لڑتے مارے گئے اسی طرح جتنے لوگ اس وقت اون کے ساتھ تھے وہ سب بھی میدان جنگ میں اون کے گرد کام آئے۔
مگر کوفے والوں کا بیان یہ ہے کہ جب حجاج کا خط مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف کو ملا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ اس حکم کے دیکھتے ہی تم دونوں خارجیوں پر حملہ کردینا یہ دونوں

سردار بروز چہارشنبہ ۲۰۔ رمضان ۷۵ سنہ ہجری میں خارجیوں پر حملہ آور ہوئے اور اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے پہلے خارجیوں سے جس قدر لڑائیاں لڑی گئی تھیں اون سب سے زیادہ یہ خونریز اور خوفناک تھی۔ یہ واقعہ ظہر کے بعد کا ہے۔

اب خارجی اپنی پوری قوت کے ساتھ صرف مہلب پر ٹوٹ پڑے اور مہلب کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے فوجی قیامگاہ کی طرف واپس چلے آئیں۔ جنگ کی اس حالت کو دیکھکر مہلب نے چند نیک و متقی لوگوں کو جو فوج میں تھے عبدالرحمن کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ عبدالرحمن کے پاس آئے اور کہا کہ مہلب نے آپ سے کہا ہے کہ ہمارا اور آپ کا دشمن ایک ہی ہے۔ مسلمانوں پر اس وقت جو وقت ہے اوسے آپ دیکھ رہے ہیں اس لئے آپ اپنے برادران اسلام کی امداد فرمائیں خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے

اب عبدالرحمن نے رسالے سے اور پیدل سپاہ سے جو یکے بعد دیگرے بھیجی جاتی تھی مہلب کو مدد دینا شروع کی۔ عرصے کے بعد جب خوارج نے یہ رنگ دیکھا کہ اس طرح عبدالرحمن کی فوج میں سے پیدل اور رسالہ برابر مہلب کی مدد کو آرہا ہے اُنھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب عبدالرحمن کی جمعیت کم ہوگئی ہو گی اس لئے انھوں نے اپنی فوج کے پانچ چھ دستوں کو تو مہلب کے مقابلے پر چھوڑا اور باقی اپنی تمام طاقت کے ساتھ عبدالرحمن کا رخ کیا عبدالرحمن نے جب دیکھا کہ یہ میری طرف بڑھے چلے آرہے ہیں وہ اور اون کے ساتھ قرّا لوگ جنکے سردار ابو الاحوص حضرت عبداللہ بن مسعود کے قلبی دوست اور خزیمہ ابن نصر بن خزیمۃ العبسی جو زید بن علی کے ساتھ قتل اور کوفے میں دار پر کھینچے گئے تھے میدان جنگ میں گھوڑوں سے اوتر پڑے۔

اس طرح عبدالرحمن کے ساتھ خاص اون کے خاندان اور قبیلے کے اکھتر شہسوار بھی اتر پڑے خارجیوں نے اون پر حملہ کیا اور سخت ترین جنگ ہوئی۔ اکثر لوگ عبدالرحمن سے علیحدہ ہو گئے اور اب اہل بصرہ کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ جو برابر اپنی جگہ ڈٹی رہی عبدالرحمن رہ گئے۔

ان کا بیٹا جعفر اون لوگوں میں تھا جنھیں عبدالرحمن نے مہلب کی امداد کے لئے بھیجدیا تھا۔ اپنے باپ کو اس خطرے میں دیکھکر اوس نے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ چلو مگر صرف چند لوگ اوس کے ساتھ آئے۔ جب یہ اپنے باپ سے قریب

رہگیا خارجی بیچ میں سدراہ ہوئے - یہ لڑا اور زخمی ہوا خارجیوں نے اسے میدان جنگ سے اوٹھالیا -

عبدالرحمن بن مخنف اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک بلند ٹیلے پر چڑھکر نصف سے زیادہ رات گئے تک لڑتے رہے اور پھر اسی جماعت میں مارے گئے -

صبح کے وقت مہلب آئے - اونھیں دفن کیا اون کے لئے دُعا کی اور اون کی موت کی خبر حجاج کو لکھی - حجاج نے اُسکی اطلاع عبدالملک کو دی عبدالملک نے مقام منیٰ میں عبدالرحمن کی خبر مرگ کا اعلان کیا اور اہل کوفہ کی مذمت کی -

حجاج نے عبدالرحمن بن مخنف کی فوج کا عتاب بن ورقا کو سردار مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تم دونوں مہلب اور عتاب کسی جنگ میں شریک ہو تو مہلب کے مشورے پر عمل کرنا اور اون کی اطاعت کرنا - عتاب کو یہ بات ناگوار ہوئی - مگر کیا کرتا حجاج کے حکم کی تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا - واپس جانے کی بھی کوشش کی مگر کامیاب نہوا ناچار آکر اپنی فوج میں فروکش ہوا اور خارجیوں سے جنگ میں مصروف ہوا - خارجیوں کے مقابلے میں جنگ کرنیکی تمام ذمہ داری مہلب پر تھی - مگر عتاب برابر اپنی صوابدید پر کام کرتا رہا اور کسی معاملے میں اُس نے مہلب سے مشورہ نہیں لیا -

جب مہلب نے اُس کا یہ طرز عمل دیکھا تو اہلِ کوفہ میں بعض لوگوں کو جس میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی تھے انتخاب کر کے اونھیں عتاب کے خلاف برانگیختہ کیا -

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ عتاب مہلب کے پاس آیا اور کہا کہ میری فوج والوں کی تنخواہ ادا کر دو - مہلب نے اُسے اپنے پاس بٹھایا - مگر عتاب نے اپنی فوج کی تنخواہ کی ادائی کا مطالبہ درشت اور تحکمانہ لہجے میں کیا اس پر مہلب نے کہا کہ تو یہاں ہے اے ابن اللخناء (لخناء وہ عورت جسکے بدن سے بدبو آتی ہو)

اسکے متعلق بنی تمیم یہ کہتے ہیں کہ عتاب نے بھی اس لفظ کو مہلب کے لئے استعمال کیا مگر دوسرے لوگوں کا یہ بیان ہے کہ عتاب نے کہا کہ میری ماں تو بہت سے سخی اور شجاع ماموں اور چچاؤں والی ہے کاش کہ خدا میرے اور تیرے درمیان تفریق کر دے اور میں تیری صورت نہ دیکھوں -

غرض کہ اس قسم کی سخت گفتگو دونوں میں ہوتی رہی کہ مہلب اُوٹھکر گئے اور

چاہتے ہی تھے کہ ڈنڈا اوٹھا کر عتاب کے رسید کریں کہ اون کے لڑکے مغیرہ نے ڈنڈا پکڑ لیا اور کہا کہ خدا امیر کو نیک صلاح دے عتاب عرب کے سرآوردہ اور شریف لوگوں میں ہیں۔ اگر آپ نے کوئی بات خلاف طبیعت بھی اون سے سنی ہے تو آپ اوسے برداشت کریں اور معاف کردیں کیونکہ آپ ہی سے اس قسم کے تحمل کی توقع ہے۔ مہلب خاموش ہوگیا اور عتاب کو کچھ نہیں کہا۔ عتاب اوٹھکر چلا آیا۔ مگر بسطام بن مصقلہ نے سامنے آکر اوسے گالیاں دینا شروع کیں اور سخت برا بھلا کہا۔

عتاب نے حجاج کو مہلب کی شکایت لکھی اور لکھا کہ مہلب نے کوفے کے چند جاہل بے وقوفوں کو میرے خلاف برانگیختہ کیا اور ان سے میری توہین کرائی آپ مجھے اپنے پاس بلالیں۔

چونکہ شبیب کے ہاتھوں کوفے کے شرفا کو مصیبت اوٹھانی پڑی تھی اس لئے اوس کے تدارک کے لئے خود حجاج کو عتاب کی ضرورت پیش آگئی اس لئے حجاج نے عتاب کو لکھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور فوج کا انتظام و انصرام مہلب کے سپرد کردو۔ مہلب نے اس پر حبیب بن مہلب کو سردار مقرر کردیا۔

مہلب سابور میں ایک سال تک خارجیوں کے مقابلے میں مصروف رہے۔

اسی سنہ میں صالح بن مسرح (متعلقہ بنی امرئ القیس) نے شورش کے لئے سر اوٹھایا یہ شخص صفریہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ہی پہلا شخص ہے کہ جس نے اس فرقے والوں میں سے سر اوٹھایا۔

اس شخص کی شورش کے اسباب اور وہ واقعات جو اس سنہ میں پیش آئے حسب ذیل ہیں۔

صالح بن مسرح ۷۵ھ ہجری میں حج کرنے گیا۔ اسکے ہمراہ شبیب بن یزید۔ سوید۔ بطین اور ایسے ہی اور لوگ بھی تھے اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان بھی حج کرنے گیا تھا۔ شبیب نے دھوکے سے عبدالملک کو قتل کرنا چاہا عبدالملک کو بھی اون کی خبر پہنچ گئی جب حج کرکے واپس گیا تو حجاج کو لکھا کہ ان لوگوں کو تلاش کرکے گرفتار کرلو۔

صالح کوفے میں آیا کرتا تھا اور ایک ایک ماہ تک قیام کرتا تھا۔ اپنے ہمراز

دوستوں سے ملتا جلتا اور وعدے وعید کرتا تھا۔ مگر کوفے میں صالح کی سازش بارآور نہ ہوسکی اور جب حجاج نے اوسے پکڑنا چاہا تو کوفے والوں نے اوسکی مطلق مخالفت نہیں کی۔

۷۶ھ ہجری کے واقعات

اسی سنہ میں صالح بن مسرح نے علم بغاوت بلند کیا اسکے اسباب و واقعات یہ ہیں صالح ابن مسرح التیمی ایک نہایت عابد وزاہد شخص تھا۔ اپنے معبود کے سامنے ہمیشہ گڑگڑاتا تھا۔ اوس کا چہرہ زرد تھا۔ مقام دارا اور علاقۂ موصل اور جزیرے میں بہت سے لوگ اوس کے جاننے والے تھے جنھیں وہ قرآن پڑھاتا اور سمجھاتا اور خطبے دیا کرتا تھا۔

قبیضہ بن عبدالرحمن نے اپنے دوستوں سے بیان کیا کہ صالح میرے پاس خطبہ دیا کرتا تھا (خود یہ شخص اونھیں کے خیالات وعقاید کا ماننے والا تھا۔) صالح سے اوس کے متبعین نے درخواست کی کہ آپ ہمارے پاس کوئی خط بھیجیں چنانچہ اوس نے ایسا کیا یہ اوس کا خطبہ تھا جو دیا کرتا تھا۔

الحمد اللہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور۔ ثم الذین کفروا بربھم یعدلون۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں اوسی ذات کے لئے ثابت ہیں جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور روشنی بنائی۔ اسپر بھی کافر اپنے پروردگار کے ساتھ دوسرونکو شریک بناتے ہیں۔

اے خداوندا۔ ہم تیرے ساتھ کسی کو عدیل و شریک نہیں بناتے۔ اور سوائے تیرے اور کسی کی طرف نہیں دوڑتے صرف تیری ہی عبادت و پرستش کرتے ہیں تو ہی نے پیدا کیا ہے تیری ہی حکومت ہے۔ تو ہی نفع و نقصان دینے والا ہے۔ اور تو ہی ہماری جائے بازگشت ہے۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ تیرے وہ بندے ہیں جنھیں تو نے برگزیدہ کیا۔ تیرے رسول ہیں جنھیں تو نے پسند فرمایا۔ تاکہ وہ تیرے احکام دنیا کو پہنچا دیں۔ اور تیرے بندوں کے ساتھ خیرخواہی کریں۔ اور ہم اس بات پر بھی شاہد ہیں کہ اونھوں نے پیغام خداوندی کو

پہنچا دیا۔ قوم کی فلاح و بہبود میں پوری کوشش کی۔ حق کی دعوت دی۔ انصاف کیا۔ دین کی امداد کی۔ مشرکین سے جہاد کیا آخر کار خدا نے اونھیں اس دنیا سے اوٹھا لیا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اے لوگو میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ دنیا سے علیحدہ رہو آخرت کی خواہش کرو۔ موت کو اکثر یاد کرتے رہو۔ فاسق لوگوں سے علیحدہ رہو۔ مومنین سے دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ دنیا کی خواہشیں کم کرنے سے اللہ تعالیٰ کے پاس جو جو نعمتیں ہیں اون کے حاصل کرنے کی آرزو پیدا ہوتی ہے۔ اور مادی جسم کو عبادت خداوندی میں مشغول ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ موت کو اکثر یاد کرنے سے بندہ اپنے رب سے ڈرنے لگتا ہے اوس کے سامنے خضوع و خشوع کرتا ہے اور اوس کی طرف رجوع کرتا ہے فساق سے علیحدہ رہنا مسلمانوں پر فرض ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا۔ ولا تقم علی قبرہ انهم کفروا باللہ و رسولہ وماتوا وهم فاسقون۔

ترجمہ (جو شخص اون میں سے مر جائے اوس کے لئے تم اے محمد) کبھی دعا نہ کرنا اور نہ اوس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ اونھوں نے اللہ اور اوس کے رسول کی نافرمانی کی اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ گناہ گار تھے)۔

مومنین سے دوستی اس لئے کرنا ضرور ہے کہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اوسکی رحمت اور اوسکا کرم ہمیں حاصل ہوگا اور جنت ملیگی۔ خدا مجھے اور تمھیں سچے اور صابر لوگوں میں کردے۔

ایمان والوں پر اللہ کی بڑی نعمت تھی کہ اوس نے اونھیں میں سے ایک رسول بھیجا جس نے اونھیں کتاب اللہ بتائی۔ عقل و حکمت سکھائی۔ اون کے قلوب میں نور ایمان کے لئے صفائی پیدا کی۔ گناہوں سے اونھیں پاک کیا اور اونکے مذہب میں اون کی امداد کی۔ اور وہ مسلمانوں پر بے انتہا مہربان اور شفیق رہے۔ پھر اللہ نے اونھیں اس جہان فانی سے اوٹھا لیا۔ (صلوات اللہ علیہ) آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے متقی شخص تمام مسلمانوں کی خوشی سے سربراہ کار امور خلافت ہوئے۔ جو بالکل آنحضرت کے نقش قدم پر چلے اور اونھیں کے طریق عمل پر آپ نے

بھی کام کیا آخر کار وہ واصل بحق ہوئے (اللہ آپ پر اپنا رحم کرے)
اپنا جانشین حضرت عمر کو کیا جنکے ہاتھ میں اللہ نے اس قوم کی باگ دی۔ آپ نے کلام خداوندی کے مطابق کام کیا اور اوس کے رسول کی سنت کو زندہ کیا حق وصداقت کی راہ میں کبھی وہ ذاتی بغض وعداوت کو کام میں نہیں لائے اور نہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کو ملامت پر کبھی کان دہرا۔ آخر کار یہ بھی واصل بحق ہوگئے (اللہ اون پر اپنی رحمت نازل فرمائے)۔
اون کے بعد مسلمانوں کی زمام قیادت حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی۔ اونھوں نے مال غنیمت میں تصرف کیا حدود شرعی موقوف کردئے۔ انتظام وسیاست ملک میں حد سے تجاوز کر گئے۔ مسلم کی تذلیل اور مجرم کی عزت افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اون کے خلاف اوٹھ کھڑے ہوئے اور اونھیں قتل کرڈالا۔ پس اللہ اور اوس کا رسول اور تمام نیک مومنین کو اون سے کوئی تعلق نہیں بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب اون کے جانشین ہوئے مگر تھوڑے ہی زمانے بعد اونھوں نے جہاں حکم خداوندی جاری کرنا چاہئے تھا وہاں انسانوں کو حکم بنا دیا۔ گمراہ لوگوں کے متعلق بھی شک کیا۔ جادۂ مستقیم سے جھک گئے اور تملق وچاپلوسی سے کام لیا اور اس لئے ہم علی اور شیعان علی سے بالکل علیحدہ ہیں۔
پس اے لوگو اللہ تم پر اپنا رحم نازل فرمائے ان حق سے برگشتہ فرقوں اور گمراہی وتاریکی کے گروہوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے چلو۔ تاکہ ہم اس فانی دنیا سے عالم جاودانی میں چلے جائیں اور اپنے اون ایمان ویقین رکھنے والے برادران ملت سے جاملیں جنھوں نے آخرت کے عوض دنیا کو بیچ ڈالا اور عاقبت میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال صرف کرڈالا۔ قتل سے گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ میدان جنگ میں قتل ہونا موت سے زیادہ آسان ہے۔ اور موت تو ایک دن ضروری آنے والی ہے کہ تمھیں اوس کا سان گمان بھی نہ ہوگا کہ وہ کب آئیگی اور پھر وہ تم میں اور تمھارے باپوں۔ بیٹوں۔ بیویوں اور املاک وجائداد کے درمیان جدائی کردے گی۔ اور بجائے اس کے کہ تم موت سے اس قدر ڈرو اور گھبراؤ تمھیں نہایت خوشی سے اپنے جان ومال کو اللہ کے سپرد

کردینا چاہیئے۔ تمھیں اسکے معاوضے میں جنت الفردوس ملیگی خوبصورت حوروں سے تم بغلگیر ہوگے۔ خدا مجھے اور تمھیں اُن نیک اُس کے شکر کرنے والے لوگوں میں بنادے جو ہمیشہ صداقت کی ہدایت کرتے ہیں اور اوسی پر انصاف کرتے ہیں"

صالح کے پیرو ہمیشہ اوس کے پاس آتے جاتے رہتے تھے کہ ایک دن اوس نے اون سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کس بات کے منتظر ہو اور کب تک منتظر رہو گے۔ ظلم تو اب بالکل کھلم کھلا ہو رہا ہے اور عدل وانصاف کے حلق پر چھری پھیر دی گئی ہے ان عمال و حاکموں کا ظلم و تکبر روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ لوگ جادۂ حق سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اپنے رب کے خلاف منشا افعال کرنے میں شیر ہو رہے ہیں اس لئے تم جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ اور اپنے اون برادران ملت کے پاس قاصد بھیجو جو باطل کے منکر اور حق کے داعی اور تمھارے اغراض و مقاصد سے ہمدردی رکھتے ہوں تاکہ پھر ہم ایک جا جمع ہوں۔ اپنی حالت کا اندازہ کریں کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کسوقت ہمیں حق وانصاف کے لئے میدان جنگ میں نکل آنا چاہیئے۔

چنانچہ اوس کے متبعین نے اوس مقصد کے لئے آپس میں خط وکتابت کی اور پیامبر بھیجے اور آپس میں ملاقاتیں کیں۔ ابھی یہ ہی اُدھیڑ بُن ہو رہی تھی کہ محلل بن وائل الیشکری شبیب کا خط لیکر صالح کے پاس آیا اوس خط میں تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے اوس غرض کے لئے آپ نے مجھے بھی دعوت دی ہے۔ میں اس دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور اگر آپ آج کے دن کو مناسب سمجھتے ہیں تو آپ شیخ المسلمین ہیں۔ ہم میں سے کوئی شخص بھی کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا اور اگر آپ ایک دن کی تاخیر کرنا چاہتے ہوں تو مجھے بتائیں زندگی کا اعتبار نہیں۔ صبح ہے تو شام کی امید نہیں اور شام ہے تو صبح کی خبر نہیں بہت ممکن ہے کہ موت آج ہی میری امیدوں کا خاتمہ کردے اور میں گمراہوں سے جہاد نہ کرسکوں۔ یہ کتنا عظیم الشان نقصان ہوگا اور یہ کیسی فضیلت ہوگی جو مجھے ترک کرنی پڑیگی۔ اللہ تعالی ہمیں اور تمھیں اون جیسا کردے جو اپنے اعمال سے خدا اور اوسکی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس بات کے متمنی ہیں کہ جنت میں خدا کا جلوہ دیکھینگے

اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہینگے وسلام علیک۔
جب صالح کے پاس محلل شبیب کا یہ خط لیکر آیا اوس نے اس کا یہ جواب دیا
حمد وثنا کے بعد عرصے سے نہ تمھاری حالت معلوم ہوئی تھی اور نہ تمھارا کوئی خط آیا تھا
جس نے مجھے غمگین کر دیا تھا ایک مسلمان نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم جنگ کے لئے آمادہ
ہو اور آرہے ہو۔ میں اپنے مالک کے اس فیصلے پر اُس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔
قاصد خط لیکر آیا۔ جو کچھ اوس میں مذکور تھا میں نے بخوبی اوسے سمجھ لیا۔ ہم جنگ کی
تیاری میں مصروف ہیں صرف تمھاری وجہ سے میں اب تک رکا ہوا ہوں۔ تم یہاں
آؤ تاکہ جب تمھاری رائے ہو ہم سب ساتھ جنگ کے لئے نکلیں۔ کیونکہ تمھاری
رائے اور مشورے کے بغیر چارہ نہیں اور کوئی معاملہ بغیر تمھارے مشورے کے طے
نہیں پاسکتا وسلام علیک۔
شبیب کے پاس جب یہ خط آیا اوس نے اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں
کو اپنے پاس بلا بھیجا اون میں اوس کا بھائی مصاد بن یزید بن نعیم۔ محلل بن وائل الیشکری
صقر بن حاتم (قبیلہ بنی تیم شیبان سے)، ابراہیم بن حجر ابو الصقیر (قبیلہ بنی محلم سے
اور فضل بن عامر (قبیلہ بنی ذہل بن شیبان سے) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
بہر حال شبیب روانہ ہو کر دارا میں صالح کے پاس آیا۔ جب صالح سے اوس کی
ملاقات ہوئی تو اوس نے کہا اب جہاد کے لئے چلئے اللہ آپ پر اپنا رحم نازل فرمائے
کیونکہ سنت نبوی روز بروز مٹ رہی ہے اور مجرمین کی سرکشی و نافرمانی میں اضافہ
ہو رہا ہے چنانچہ صالح نے اپنے پیرووں میں قاصد بھیجدیئے اور اون سے وعدہ
کیا کہ ماہ صفر کے چاند رات بروز چہارشنبہ (۷۶ھ ہجری) کو جنگ کے لئے کوچ کرینگے
اب لوگ جمع ہونے شروع ہوئے تاکہ شب میعاد کو میدان جنگ کا رخ کریں اور
اون کی پوری جماعت اس رات میں اوس کے پاس اکھٹی ہوگئی۔
شبیب کا بیان ہے کہ جب ہم نے جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو
سب کے سب صالح کے پاس جس رات کو جنگ کے لئے چلے ہیں جمع ہوئے
چونکہ اللہ کی زمین میں ہر طرف ظلم و عصیان کا دور دورہ تھا اس لئے میری رائے
یہ تھی کہ جو لوگ ان زیادتیوں کے مرتکب ہوئے اون پر حملہ کر دینا چاہیے۔

اس لئے میں نے صالح سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی کیا رائے ہے آیا ہمیں اس پردہ ظلمت میں جنگ کے لئے روانہ ہوجانا چاہیئے اور قبل اس کے کہ ہم اونھیں حق کی دعوت دیں یا اونھیں قتل کرڈالیں یا اتمام حجت کے لئے پہلے اونھیں دعوت دیں قبل اس کے کہ اس معاملے میں آپ کوئی رائے دیں میں اپنی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ہمارے عقاید وخیالات کو نہ مانیں ہمیں اوسے قتل کرڈالنا چاہیئے چاہے وہ ہمارا قریبی رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔ کیونکہ بلاشبہ ہم ایسے گمراہوں کے خلاف جنگ کے لئے نکلے ہیں۔ جنھوں نے احکام خداوندی کو پس پشت ڈالدیا ہے اور شیطان اون پر غالب ہے

اس پر صالح نے کہا نہیں پہلے ہم اونھیں دعوت دینگے۔ اس لئے کہ ہماری دعوت پر صرف وہ ہی لبیک کہیگا جسکے عقاید مثل ہمارے ہوں گے اور جو ہمارے مخالف عقاید کے ماننے والے ہیں وہ ضرور ہمارا مقابلہ کریں گے مگر اتمام حجت کے لئے دعوت لابدی ہے تاکہ بعد میں کوئی عذر شرعی باقی نہ رہے۔

شبیب نے پھر دریافت کیا کہ اچھا جن لوگوں سے ہم جنگ کرینگے اور اُن پر فتح پانے کی صورت میں اُون کے جان ومال کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے صالح نے جواب دیا اگر ہم نے اونھیں تہ تیغ کرڈالا اور مال غنیمت حاصل کیا تو وہ ہمارا ہے۔ اور اگر ہم نے درگذر کردیا تو یہ بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

شبیب نے کہا آپ کی رائے (خدا آپ پر اپنا رحم نازل فرمائے) صایب ہے۔

جس شب میں صالح جنگ کے لئے روانہ ہوا اُس نے اپنے پیرووں سے کہا۔ " اے اللہ کے بندو خدا سے ڈرو صرف اونھیں لوگوں کو قتل کرنا جو تمھارے لئے اور تمھارے مقابلے پر آئیں ہر کس وناکس پر ہاتھ نہ اوٹھانا۔ اس لئے کہ یہ تمھارا جوش اور غیظ وغضب محض اللہ کی خاطر ہے۔ کیونکہ اوس کے محارم کو توڑ دیا گیا اور اوس کے احکام کی خلاف ورزی کی گئی۔ بلاوجہ لوگوں کا خون بہایا گیا۔ بغیر کسی حق کے لوگوں کے مال ومتاع پر قبضہ کرلیا گیا۔ تم دوسروں پر ہرگز وہ الزام نہ لگاؤ جسکے بعد میں تم خود مرتکب ہو جاؤ۔ خوب سمجھ لو کہ تم اپنے فعل کے جواب دہ ہو۔ تم میں زیادہ تر پیدل چلنے والے لوگ ہیں۔

اس منڈی میں محمدبن مروان کے جانور موجود ہیں سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے قبضہ کر لو تاکہ جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ایسے ہیں کہ اون کے پاس سواریاں نہیں ہیں وہ سوار ہو جائیں۔ اور اس طرح تمھاری طاقت دشمن کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیگی۔

چنانچہ اسی شب میں سب سے پہلے ان لوگوں نے جس قدر گھوڑے وہاں تھے اون سب پر قبضہ کر کے اپنی پیدل سپاہ کو سوارہ بنا دیا۔

تیرہ یوم تک خارجی علاقۂ دارا میں مقیم رہے۔ انکے خوف سے باشندگان دارا۔ نصیبین اور سنجار نے اپنے شہروں کے دروازے بند کر لئے اور قلعہ بند ہو گئے

جس شب میں صالح پہلی مرتبہ جنگ کے لئے نکلا ہے۔ اوس کے ساتھ کل ایک سو بیس یا ایک سو دس شہسوار تھے۔

جب محمد ابن مروان کو جو اس وقت جزیرے کے حاکم تھے خارجیوں کے اس خروج کی اطلاع ہوئی اونھوں نے اسے ایک معمولی بات سمجھی اور عدی بن عدی بن عمیرہ کو جو بنی الحارث بن معاویہ بن ثور سے تھا پان سو فوج کے ساتھ انکے مقابلے پر روانہ کیا۔ عدی نے عرض کیا۔ خدا امیر کو نیک ہدایت دے۔ کیا آپ مجھے صرف پانسو فوج کے ساتھ خارجیوں کے سردار کے مقابلے پر بھیج رہے ہیں۔ حالانکہ آج بیس برس سے بنی ربیعہ کے کچھ ایسے لوگ اوس کے ساتھ ہیں جو میری تاک میں ہیں اور ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔ اون میں کا ہر شخص ایک سو شہسواروں سے بھی جو پانسو پیدل کے ساتھ ہو زیادہ بہادر اور کارآمد ہے۔

محمدبن مروان نے کہا اچھا۔ میں پانسو فوج اور تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں اور ایکہزار فوج سے تم اون کا مقابلہ کرنے لے لئے جاؤ۔

غرض کہ عدی ایکہزار سپاہ کے ساتھ حران سے روانہ ہوا۔ یہ پہلی فوج تھی جو صالح کے مقابلے پر بھیجی گئی تھی۔ اگرچہ عدی صالح کے مقابلے پر روانہ ہو گیا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت اوسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ عدی ایک عابد و زاہد شخص تھا۔

عدی اس مہم پر روانہ ہوا۔ دوغان آیا اور تمام فوج کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا۔ اور زیاد بن عبداللہ نامی ایک شخص کو جو قبیلے بنی خالد بن الورثہ سے تھا چپکے سے صالح کے پاس بھیجا۔ اس شخص نے صالح سے جاکر کہا کہ عدی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے

اور کہا ہے کہ چونکہ میں تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتا اس لئے تم اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر کا رخ کرو اور اوس کے باشندوں سے جا کر لڑو۔

صالح نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے عقاید کو مانتے ہو تو مجھے بتا دو ہم رات کے وقت اس شہر سے تمہارا مقابلہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کا رخ کریں گے اور اگر تم ظالموں اور سرکشوں اور برے لوگوں کے ہم خیال ہو تو اوس وقت ہمیں اختیار ہوگا مناسب سمجھینگے تو تمھیں سے جنگ کی ابتدا کردینگے اور یا تمھارے علاوہ کسی دوسرے کے مقابلے کے لئے چلے جائینگے۔ قاصد نے یہ پیام عدی کو پہنچا دیا۔

عدی نے پھر پیام بھیجا کہ صالح سے جا کر کہو کہ اگرچہ میں تمہارے مذہب کا قائل نہیں مگر میں تو سرے سے جنگ ہی کو اچھا نہیں سمجھتا چاہے تم ہو یا کوئی اور اسلئے بہتر یہ ہے کہ کسی اور کا جا کر مقابلہ کرو۔ صالح نے اسے مان لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سوار ہو جاؤ چنانچہ سب کے سب تیار ہو گئے۔

خارجیوں نے اس درمیانی شخص کو تاوقتیکہ وہ روانہ نہ ہو گئے اپنے پاس روکے رکھا صالح اپنے ساتھیوں کو لیکر دوغان کے بازار میں عدی کے پاس آیا۔ عدی نماز میں مشغول تھا اوسے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا معاملہ ہے حالانکہ رسالہ برابر اوس پر بڑھتا چلا آرہا تھا جب اون لوگوں نے دیکھا کہ دشمن سر پر آگیا تو چیخ پکار شروع ہوئی۔

صالح نے اپنے میمنہ پر شبیب کو اور سوید بن سلیم الهندی الشیبانی کو میسرہ پر مقرر کیا تھا اور خود قلب فوج میں تھا۔ جب یہ لوگ اپنے مقابل دشمن کے بالکل قریب جا پہنچے تو دیکھا کہ وہ مطلقاً جنگ کے لئے تیار نہ تھے اور سخت ابتری اور افراتفری اون میں پڑی ہوئی ہے۔ صالح نے شبیب کو حملہ کرنے کا حکم دیا شبیب نے حملہ کیا پھر سوید نے بھی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر لڑے بھڑے اونھیں شکست نصیب ہوئی۔

عدی کی شکست خوردہ اور مفرور فوج محمدؐ کے پاس پہنچی۔ محمدؐ بہت خفا ہوا اور خالد بن جز السلمی کو بلایا اور پندرہ سو فوج کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کیا۔ پھر حارث بن جعونہ کو جو بنی ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا بلایا اور اوسے بھی پندرہ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اور دونوں کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کی اس مٹھی بھر خبیث جماعت کی طرف جس قدر جلد ممکن ہو جاؤ تم میں سے جو پہلے اونکے پاس پہونچ

وہ ہی اپنے ہمعصر پر سردار سمجھا جائے ۔
غرض کہ یہ دونوں سردار اپنی اپنی جمعیت کو لئے ہوئے خارجیوں کی تلاش میں امکانی سرعت کے ساتھ چلے ۔ راستے میں صالح کی نقل وحرکت کے متعلق دریافت کرتے جاتے تھے اون سے کہا گیا کہ وہ آمد کی طرف گیا ہے ۔ اونھوں نے بھی اوس سمت اپنی باگیں پھیر دیں اور آمد پہنچے ۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ صالح نے باشندگان آمد کا محاصرہ کر رکھا ہے ۔ یہ دونوں رات کے وقت اس مقام پر پہنچے اور اپنے گرد خندق کھود کر محفوظ ہوگئے اور صالح کے پاس پہنچ گئے ۔ یہ دونوں علیحدہ اپنی اپنی فوج کے ساتھ مورچہ لگائے تھے صالح نے شبیب کو حارث بن جعونۃ العامری کے مقابلے پر بھیجا اور خود خالد بن جزء السلمی کی طرف چلا ۔
صالح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ عصر کے ابتدائی وقت میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا ۔ صالح نے اپنی فوج کو نماز عصر پڑھائی اور پھر دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے اُنھیں تیار کیا معرکہ کارزار گرم ہوا اور ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی ۔ اب ہماری ایسی حالت ہوگئی تھی کہ فتح بالکل ہمارے سامنے تھی ۔ ہم میں سے ایک آدمی دشمن کے دس آدمیوں پر حملہ کرتا تھا اور اونھیں شکست دیتا تھا اس طرح اگر بیس آدمیوں پر بھی اوس نے حملہ کیا تو اونھیں بھی شکست دی ۔ ہمارے مقابل کا رسالہ ہمارے رسالے کے سامنے ٹکتا نہ تھا ۔ جب اون کے سرداران فوج نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا گھوڑوں پر سے کود پڑے اور اپنی فوج کے بیشتر حصے کو حکم دیا کہ پا پیادہ ہوجاؤ اب لڑائی کا رنگ دگرگوں ہوگیا اور اب ہم جس پر جا رہے تھے قابو نہیں پاسکتے تھے ۔ جب ہم اُن پر حملہ آور ہوتے اون کی پیدل سپاہ نیزوں سے ہمارا مقابلہ کرتی ۔ اون کے قادر اندازوں نے تیروں کی بوچھار کردی ۔ اور اس گھمسان میں اُن کا رسالہ بھی ہمیں کچلے ڈالتا تھا ۔ غرض کہ رات ہونے تک ہم برابر اُن سے لڑتے رہے یہانتک کہ ظلمت شب نے ہمارے اور اُن کے درمیان بیچ بچاؤ کرادیا ۔ ہم میں سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے اور اسی طرح دشمن کے بہت سے زخمی ہوے ۔ ہمارے تیس آدمی کام آئے مگر اپنے مقابل دشمن کے ستر سے زیادہ بہادر ہم نے موت کے گھاٹ اتارے ۔ جب اندھیرا تمام ہوئی ہے ہم

انھیں اور وہ ہمیں لڑائی کا پورا پورا تاخ مزا چکھا چکے تھے اب ہم دونوں مدمقابل اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہے نہ وہ ہم پر بڑھ کر آتے تھے اور نہ اُن پر ہم بڑھتے تھے۔ جب رات ہو گئی وہ اپنی فوجی قیامگاہ کو چلے گئے اور ہم اپنے۔ ہم نے نماز پڑھی آرام کیا اور ملیدہ کھایا۔ اس کے بعد صالح نے شبیب اور دوسرے اپنے سرداروں کو بلایا اور کہا اے میرے دوستو بولو اب کیا رائے ہے شبیب نے کہا ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی ہم نے اُن سے جنگ کی اور انھوں نے خندقوں سے اپنا بچاؤ کیا اس لئے میری رائے میں ہم اُن کے مقابل نہیں ٹھیر سکتے صالح نے کہا بے شک میری بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ رات ہی رات وہ وہاں سے روانہ ہو گئے علاقہ جزیرہ کو طے کرتے ہوئے موصل کے علاقے میں آئے اسے بھی طے کیا دسکرہ آئے۔ اب حجاج کو بھی اس کی خبر معلوم ہوئی۔ اُس نے حارث بن عمیرہ بن ذی المشعار الہمدانی کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اس تین ہزار فوج میں سے ایک ہزار تو اوّل درجے کی باقاعدہ لڑنے والی فوج تھی باقی کوفے کے رنگروٹ تھے جو اس وقت بھرتی کر لئے گئے تھے۔

حارث اس فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب دسکرہ پہنچا صالح یہاں سے بھی جلولا اور خانقین کی سمت چلا گیا۔ یہ بھی اُس کے پیچھے ہوا یہاں تک کہ مدبج نامی ایک گاؤں میں پہنچا۔ یہ گاؤں علاقہ موصل میں دریائے تخوم پر واقع ہے اور اسکے اور علاقہ جوخی کے درمیان واقع ہے۔ صالح کے ساتھ اسوقت کل نوے آدمی تھے۔

حارث بن عمیرہ نے اپنی فوج کی صف بندی اور اسلحہ بندی کی اپنے میمنہ پر ابو رواع الشاکری کو اور میسرہ پر زبیر بن الاروح التمیمی کو سردار مقرر کیا۔ اور عصر کے بعد خارجیوں پر حملہ کر دیا۔

صالح نے اپنی جماعت کے تین حصے کر دئے تھے۔ میمنہ پر جو رسالہ کا دستہ متعین تھا اس کا شبیب کو اور میسرہ کا سوید بن سلیم کو سردار مقرر کیا اور خود بھی ایک دستے کی قیادت کرتا رہا۔ اس طرح ہر دستے میں کل تیس آدمی تھے۔

جب حارث نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو سوید کا قدم میدان جنگ سے اکھڑ گیا اور صالح بن مسرح اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور مارا گیا۔

شبیب لڑتا لڑتا اپنے گھوڑے سے دشمن کے پیدل سپاہ کے دستے میں گر پڑا۔
اور ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ علیحدہ ہٹ گئے اور یہ اس جگہ پہنچا جہاں صالح کھڑا ہوا تھا
دیکھا کہ صالح مقتول پڑا ہے، شبیب نے اپنی فوج والوں کو اپنی طرف بلایا۔ اور وہ
سب کے سب اس کی آڑ میں آ گئے شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ ہر شخص
کو چاہیئے کہ وہ اپنی پیٹھ دوسرے سپاہی کی پیٹھ سے ملائے رکھے اور جب دشمن پر
حملہ آور ہو تو نیزہ بازی کرتا رہے تاکہ جسطرح ہو سکے ہم اس قلعے میں داخل ہو جائیں پھر
وہاں اطمینان سے تصفیہ کرینگے کہ کیا کرنا چاہیئے۔
سب نے ایسا ہی کیا اور قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اور اب شبیب کے ساتھ کل
ستر آدمی رہ گئے تھے
حارث نے سرِ شام ہی قلعے کا محاصرہ کر لیا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک جلا دو
تاکہ جب یہ بالکل دہکتا ہوا انگارا ہو جائے اسے چھوڑ دو کیونکہ اسطرح یہ قلعے سے
نکل نہ سکینگے اور صبح ہوتے ہی ہم سب کو تہ تیغ کر ڈالینگے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حارث
کے فوج والوں نے قلعے کے دروازہ کو آگ لگا دی اور پھر اپنے لشکر میں واپس آ گئے
شبیب اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعے کی فصیل پر آیا۔ اس پر
حارث کی فوج میں جو نئی فوج بھرتی ہو کر آئی تھی اس میں سے کسی شخص نے انھیں
مخاطب کر کے کہا اے حرامیو کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلیل و رسوا نہیں کیا انھوں
نے جواب دیا اے فاسقو تم ہمارے مقابلے میں لڑ رہے ہو اس لیئے کہ ہم تم سے
لڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس صداقت اور حق کی راہ سے اندھا کر دیا
ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہماری ماؤں پر جو تہمت لگائی ہے
خدا کے سامنے اسکا کیا جواب پیش کرو گے۔
اُن میں جو متین اور سمجھدار لوگ تھے انھوں نے کہا کہ ہماری فوج کے چند
چھچھورے نوعمر لونڈوں نے یہ بات کہی ہے اُن کی اس بیہودہ حرکت سے نہ ہم خوش
ہوئے اور نہ ہم اسے جائز رکھتے ہیں۔
پھر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا رائے ہے۔ یہ اچھی طرح جان لو
کہ اگر صبح کو انھوں نے ہم پر حملہ کیا تو بس سب کے سب مارے جائینگے۔ انھوں نے

کہا پھر جیسا آپ حکم دیں۔
شبیب نے کہا رات مصیبت کی بہترین پردہ پوش ہے۔ چاہیے میرے ہاتھ پر یا اپنے میں سے کسی اور شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور پھر ہمارے ساتھ قلعے سے نکلکر دشمن پر خود اور سکے لشکر گاہ میں پہنچکر حملہ کردو۔ کیونکہ وہ اس بات سے بالکل بے خوف ہوں گے کہ ہم اُن پر شب خون ماریںگے اور مجھے توقع ہے کہ اسطرح اللہ تعالیٰ تمھیں اُن پر فتح دیگا۔ سب نے کہا بہتر ہے آپ ہی اپنا ہاتھ پھیلائیے تاکہ ہم سب بیعت کریں۔ چنانچہ سب نے بیعت کی اور اُسے اپنا امیر مقرر کرلیا۔ اب سب کے سب قلعے سے باہر نکلنے کے لئے چلے۔ دروازے پر پہنچکر دیکھا کہ وہ تو ایک انگارا بنا ہوا ہے اُونی نمدے لائے۔ اُنھیں پانی سے بھگوکر آگ پر بچھادیا اور اس طرح دروازہ سے گزر آئے۔ اس واقعے کا علم حارث اور اُس کی فوج کو اُسوقت تک مطلقاً نہ ہوسکا۔ تاوقتیکہ شبیب کی فوج نے حارث کے لشکر گاہ کے وسط میں اُن پر تلوار چلانی شروع نہ کردی حارث لڑتا ہوا میدان جنگ میں گر پڑا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے اُٹھالیا اور شکست کھاکر بھاگے اور تمام لشکر اور راس میں جو کچھ تھا سب اپنے دشمن کے لئے چھوڑکر چلتے ہوئے اور مداین جاکر دم لیا۔

یہ پہلی فوج تھی جسے شبیب نے شکست دی منگل کے دن ابھی ماہ جمادی الاول ۷۶ھ کے ختم ہونے میں تیرہ روز باقی تھے کہ صالح بن مسرح میدان جنگ میں مارا گیا۔

اُسی سنہ میں شبیب اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ کوفے میں داخل ہوا۔

شبیب کے کوفہ آنیکے اسباب و واقعات اور اُس پر حجاج کی کارروائی کی تفصیل

جب صالح جنگ مدبج میں مارا گیا تو اوس کے ساتھیوں نے اب شبیب کو اپنا سردار مقرر کرلیا شبیب نے علاقۂ موصل کا رخ کیا سلامۃ بن سیار بن المضاء التیمی (تیم شیبان) سے ملاقات ہوئی۔ شبیب نے اسے دعوت دی کہ تم بھی میرے ساتھ ہوجاؤ۔ شبیب اسے اُسوقت سے جانتا تھا جب کہ وہ دفتر میں ملازم تھا اور غزوات میں شریک ہوتا تھا۔ سلامۃ نے یہ شرط پیش کی کہ میں اس فوج میں سے تیس سوار منتخب کئے لیتا ہوں اور اُنھیں لیکر جاتا ہوں صرف تین رات تم سے جدا رہوں گا پھر واپس آجاؤں گا۔ شبیب نے یہ شرط مان لی۔ سلامۃ تیس سواروں کو

منتخب کر کے انھیں بنی عنزہ کی طرف لے چلا - ارادہ اُس کا یہ تھا کہ چونکہ بنی عنزہ نے اسکے بھائی فضالہ کو قتل کر ڈالا تھا یہ اُن شہسواروں کی مدد سے اپنا بدلہ لے -

فضالہ کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ اس سے پہلے فضالہ اٹھارہ شہسواروں کی جمعیت کے ساتھ لوٹ مار کے لئے نکلا تھا - وہ علاقۂ جال کے چشمہ آب پر پہونچا جسکا نام شجرہ تھا اس چشمے پر جھاؤ کا ایک درخت تھا اور قبیلہ بنی عنزہ اُس کے مالک تھے جب بنی عنزہ نے فضالہ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں اور اسکا سر امیر کے پاس لے چلیں گے تو ہمیں انعام و اکرام ملیگا سب نے اس پر اتفاق کرلیا کہ ضرور اسے قتل کرنا چاہیئے - مگر بنو نصر جو فضالہ کے ماموں ہوتے تھے انھوں نے اسکی مخالفت کی اور کہا کہ ہم اپنے عزیز کے قتل میں ہرگز تمھاری موافقت نہ کرینگے بہرحال بنی عنزہ نے فضالہ کی جماعت پر حملہ کیا اور اُن سب کو قتل کر کے اُن کے سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیجدیے - اسی بنا پر عبدالملک نے اُن لوگوں کو بانقیا میں وطن دار بنادیا - اور اگرچہ اس واقعے سے پہلے اُن کی معاشیں تھوڑی تھیں اُنھیں اور جاگیریں عطا کردیں -

سلامۃ نے اپنے بھائی کے قتل اور اس کے ماموں کی ترک نصرت پر یہ شعر کہا -

وما خلت اخوال الفتی یسلمونہ لوقع السلاح قبل ما فعلت نصر

بنی نصر کی اس حرکت سے پہلے مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ کسی شخص کے ماموں اُسے ہتھیاروں سے قیمہ ہونے کے لئے سپرد کر دیتے ہیں -

سلامۃ کے بھائی فضالہ نے صالح و شبیب کے مہم لیجانے سے پہلے حکومت وقت کے خلاف سر اُٹھایا تھا -

غرض کہ جب سلامۃ نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اُس وقت یہ شرط کرلی کہ وہ تیس شہسواروں کو اپنے ساتھ لیجائیگا - چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور بنی عنزہ کے قیامگاہ پر پہنچا اور ایک ایک محلے کو قتل کرتا ہوا اُن کے اُس فریق میں پہنچا جس میں اُس کی خالہ بھی تھی یہ اپنے بیٹے پر جو کہ بالغ نوجوان تھا اُسکی جان بچانے کے لئے چھا گئی - اور اپنی پستان سلامۃ کے سامنے کردی اور کہا کہ میں تجھے اس قرابت کی قسم دلاتی ہوں کہ تو میرے بیٹے کو نہ مار -

سلامتہ نے ایک نہ سنی اور کہا کہ بخدا جب سے کہ فضالہ چشمے شجرہ پر اُترا تھا میں نے اُسے نہیں دیکھا (اس سے مراد اسکا بھائی تھا)۔

تو اس سے علیحدہ ہو جا ورنہ میں تیرے پستان کو نیزہ سے پرو دوں گا۔ وہ اپنے بیٹے کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی اور سلامتہ نے اوسے قتل کر ڈالا۔

اب شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ رازان کی طرف چلا۔ بنی تیم بن شیبان کے ایک گروہ کو اُس کے آنے کی خبر ہو گئی وہ لوگ اس سے خوف زدہ ہو کر بھاگے اور دیر خرزاد پر جو حولایا کے پہلو میں واقع ہے فروکش ہوئے۔ انکے ہمراہ ان کے قبیلے والوں کے سوا اور لوگوں کی بھی تھوڑی سی تعداد تھی۔ اور اس طرح انکی مجموعی تعداد تین ہزار کے قریب قریب تھی حالانکہ شبیب کے پاس کل ستر یا اس سے دو چار زیادہ شہسوار تھے شبیب نے انھیں جا لیا۔ یہ لوگ اُس سے ڈر کر قلعہ بند ہو گئے۔

رات کے وقت شبیب بارہ سواروں کے ساتھ اپنی ماں کے پاس چلا جو کوہ ساتیدما کے پہلو میں عربوں کے ایک خیمے میں فروکش تھی۔ اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اپنی والدہ کو لے آتا ہوں اور پھر ہمیشہ اُسے اپنے ہی ساتھ لشکر میں رکھونگا۔ اور جب تک کہ موت ہمارے آپس میں جدائی نہ ڈالدے میں اُسے اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دونگا۔

بنی تیم بن شیبان کے دو شخص اپنی جان بچانے کے لئے قلعے سے اترے اور اپنی قوم کے اُن لوگوں سے جو اُسوقت مقام جال میں جو اُن سے ایک گھڑی دن کی مسافت پر واقع تھا مقیم تھے جا ملے۔

دوسری طرف سے شبیب بھی بارہ سواروں کے ساتھ اپنی ماں سے ملنے کے لئے جو سفح میں مقیم تھی روانہ ہوا۔ کہ یکایک اسکی مڈبھیڑ بنی تیم بن شیبان کی ایک جماعت سے ہوئی جو مزے سے کھا پی رہی تھی اور اطمینان سے سکونت پذیر تھی۔ انھیں مطلقاً خبر نہ تھی کہ شبیب اُس وقت اُن کے جائے قیام کے پاس سے گزر رہا ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ اُسے اُن کی خبر نہ ہو فوراً اُس نے اپنی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ اُن پر حملہ کر دیا اور اُن کے تیس سرداروں کو قتل کر دیا جس میں

حوثرہ بن اسد اور دبرہ بن عاصم بھی تھے یہ ہی دونوں قلعے سے اتر کر اس مقام جال میں آئے تھے ۔

شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اور اُسے سفح سے لے آیا ۔

قلعے میں جو لوگ محصور تھے اُن میں سے ایک شخص قبیلۂ بکر بن وائل کا قلعے کی دیوار پر شبیب کے ساتھیوں کے سامنے آیا ۔

اپنی غیبت میں شبیب اپنے بھائی مصاد بن یزید کو اپنا قائم مقام بنا گیا تھا جو شخص کہ قلعے کی دیوار پر آیا تھا اُسکا نام سلام بن حیان تھا۔ اس نے شبیب کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو ہم اپنے اور تمھارے درمیان قرآن کو حکم بناتے ہیں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نہیں سنا ہے ۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ۔ (ترجمہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دیدے تاکہ وہ اللہ کے کلام کو سنے اور پھر اُسے اُسکی جائے پناہ پر پہنچا دو) ۔ شبیب کے ہمراہیوں نے کہا بے شک ہم نے یہ کلام سنا ہے اُس پر اُس نے کہا تو اچھا تم ہمارے خلاف جنگ کرنے سے باز آؤ۔ صبح کے وقت ہم تم سے امان لیکر تمھارے پاس آئینگے تاکہ کوئی ایسی بات تمھاری جانب سے ہمیں پیش نہ آئے جو ہمیں ناگوار خاطر ہو۔ پھر تم اپنے شرائط پیش کرنا اگر ہم اُسے قبول کرلیں گے تو ہماری جان اور ہمارا مال تم پر حرام ہو جائیگا ہم تمھارے بھائی ہو جائینگے اور اگر ہم اُن شرائط کو قبول نہ کریں تو تم پہلے ہماری جائے پناہ کو واپس بھیجدینا اور پھر جو چاہنا کرنا ۔

خارجیوں نے کہا یہ درخواست منظور ہے ۔

صبح کے وقت قلعے میں جو لوگ محصور تھے وہ خارجیوں کے پاس چلے آئے ۔ شبیب کے ساتھیوں نے اُن کے سامنے اپنے شرائط پیش کئے جسے اُنھوں نے بالکلیہ منظور کرلیا۔ اُن میں گھل مل گئے اور اُنھیں کے پاس چلے آئے جسے جس کے پاس موقع ملا فروکش ہوگیا ۔

یہ واقعہ شبیب کی عدم موجودگی میں پیش آیا تھا جب شبیب واپس آیا تو اُن کے ساتھیوں نے اُسے اُس صلح کی خبر کی۔ اس پر اُس نے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا بہت ٹھیک کیا

شبیب نے پھر کوچ شروع کیا۔ ایک جماعت اسکے ساتھ ہوئی اور ایک جماعت وہیں مقیم رہی۔

اس روز اُن کے ہمراہ ابراہیم بن حجر المحلمی ابو الصقیر بھی جو بنی تیم بن شیبان کے ساتھ مقیم تھا جنگ کے لئے روانہ ہوا۔

شبیب علاقہ موصل کے ملحقہ علاقے اور تخوم علاقہ جوخیٰ کو قطع کر کے آذربیجان کی طرف چلا۔

راستے میں سفیان بن ابی العالیۃ الخثعمی سے جو رسالے کے ساتھ تھا آمنا سامنا ہوا سفیان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس رسالے کے ساتھ طبرستان جائے مگر چونکہ حاکم طبرستان سے صلح ہوگئی تھی اس لئے اسے پھر حکم دیا گیا تھا کہ واپس چلے آؤ چنانچہ یہ اب تقریباً ایک ہزار سواروں کے ساتھ طبرستان سے واپس آرہا تھا کہ شبیب سے اُس کا سامنا ہوگیا۔

حجاج کا ایک خط سفیان کے پاس آیا تھا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم اپنی جمعیت کے ساتھ دسکرہ جا کر ٹھیرے رہو اور جب حارث بن عمیرہ الھمدانی بن ذی المشعار کی فوج جس نے کہ صالح کو قتل کیا تھا اور مناظر کا رسالہ تمہارے پاس پہنچ جائے تب تم شبیب کا رخ کرنا اور اس سے دو دو ہاتھ کر لینا۔

چنانچہ جب یہ خط آیا تو وہ روانہ ہوا اور دسکرہ میں آکر فروکش ہوا۔

دوسری طرف کوفہ اور مداین میں حارث بن عمیر کی فوج کے جو لوگ تھے اُن میں اعلان کردیا گیا کہ جو شخص کہ سفیان بن العالیہ کے پاس دسکرہ میں نہ جائیگا اُس کے تمام حقوق زایل ہو جائینگے بہرحال یہ فوج سفیان کے پاس آگئی۔ اسی طرح بنی مناظر کا رسالہ بھی پہنچا۔ اُن کی تعداد پانسو تھی اور سورۃ بن ابجر التمیمی (از بنی آبان ابن دارم) ان کا سردار تھا۔

سوائے پچاس آدمیوں کے جو پیچھے رہ گئے تھے اور نہ آئے باقی تمام فوج سفیان کے پاس پہنچ گئی سورۃ نے سفیان سے کہلا بھیجا تھا کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں تم ہرگز اپنے فوجی قیام گاہ سے آگے نہ بڑھنا۔ مگر سفیان نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا جلدی کی اور شبیب کی تلاش میں روانہ ہوگیا۔ اور خانقین میں

پہاڑ کی چڑھائی پر شبیب کو جالیا۔
سفیان نے خازم بن سفیان الخثعمی (بنی عمرو بن شہران سے) کو اپنے میمنہ پر اور عدی بن عمیرۃ الشیبانی کو اپنے میسرہ پر سردار مقرر کیا۔
پہلے تو شبیب اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہموار میدان میں اوتر آیا اور پھر پہاڑ پر چڑھنے لگا تاکہ اس سے یہ معلوم ہو کہ وہ سفیان سے جنگ کرنے سے کتراتا ہے۔
شبیب کا بھائی مصاد سفیان کی تاک میں پچاس آدمیوں کے ساتھ زمین کے ایک غار میں گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔
جب سفیان کی فوج نے دیکھا کہ شبیب اپنی فوج جمع کر کے پہاڑ کی چڑھائی پر چلا جا رہا ہے تو سب نے کہا دشمن خدا شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور یہ سب اُسکے پیچھے چلے۔
عدی بن عمیرۃ الشیبانی نے یہ بات کہی کہ دیکھئے جلدی نہ کیجئے پہلے ہمیں پھر کر اس تمام میدان جنگ کی دیکھ بھال کر لینا چاہیئے کیونکہ اگر کوئی جماعت کمیں گاہ میں پوشیدہ ہوگی تو ہم اُسے ڈرا دینگے اور وہاں سے نکالدینگے اور اگر یہ صورت پیش نہ آئی تو یہ ہم سے بھاگ کے کہاں جائینگے۔
مگر افسوس کہ کسی نے اُس کی بات نہیں سنی۔ اور خارجیوں کے تعاقب میں نہایت تیز رفتاری سے روانہ ہوگئے۔
شبیب نے جب دیکھ لیا کہ یہ لوگ اس جگہ سے جہاں ہمارے ساتھی کمیں گاہ میں چھپے بیٹھے ہیں آگے نکل آئے ہیں۔ وہ ایک دم اُن پر پلٹ پڑا۔
دوسری طرف سے جب اُن لوگوں نے جو کمیں گاہ میں پوشیدہ تھے دیکھ لیا کہ یہ لوگ ہم سے آگے نکل گئے ہیں وہ بھی کمیں گاہ سے نکل آئے۔ غرض کہ اسطرح شبیب نے سامنے سے حملہ کیا اور کمیں گاہ کے لوگوں نے اُن کے پیچھے سے اونھیں للکارا۔
نتیجہ یہ ہوا کہ کسی شخص نے مقابلہ نہیں کیا اور سفیان کی فوج کو شکست ہوئی۔
مگر ابن ابی العالیہ تقریباً دوسو جوانمردوں کے ساتھ میدان کارزار میں جما رہا

اور اُس نے شدید ترین مقابلہ کیا اور خوب ہی داد مردانگی دکھائی بلکہ کہا جاتا ہے کہ اُس نے شبیب اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں برابر کی جنگ کی اور دونوں کے پلے برابر رہے۔

سوید بن سلیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا کوئی شخص تم میں سے ہمارے مدمقابل دشمن کے سردار ابن ابی العالیہ کو پہچانتا ہے۔ اگر مجھے اسکی شناخت ہوتی تو میں اُس کے قتل کرنے کے لئے پوری کوشش کرتا شبیب نے کہا میں اُسے سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ دیکھو چاند تارے کی پیشانی والے گھوڑے پر وہ سوار ہے اور تیر اندازوں کے دستے کے سامنے ایستادہ ہے۔ یہی ابن ابی العالیہ ہے اگر تم اُسکے مقابلے پر جانا چاہتے ہو تو تھوڑی دیر دم لو۔

اسکے بعد شبیب نے قعنب کو حکم دیا کہ تم بیس سواروں کا دستہ اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دشمن کی پشت پر سے حملہ آور ہو۔

قعنب بیس سوار لیکر پہاڑ کی بلندی پر چلا۔ ابن ابی العالیہ کی فوج والوں نے جب دیکھا کہ یہ ہمارے عقب سے ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو انھوں نے بھاگنا اور کھسکنا شروع کیا۔ سوید بن سلیم نے سفیان ابن ابی العالیہ پر حملہ کیا اور نیزہ کا وار کیا مگر دونوں شہسوار ان کے نیزے کچھ نہ بنا سکے شمشیر زنی شروع کی۔ اور پھر ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور اسی طرح گتھم گتھا زمین پر گر پڑے۔ اور پھر دونوں علیحدہ ہو گئے۔

اب شبیب نے اُن پر حملہ کیا۔ اور دشمن سے میدان کو صاف کر دیا۔

سفیان کے پاس اُن کا غلام غزوان آیا۔ اپنے سواری کے گھوڑے سے اوتر پڑا اور عرض کی۔ کہ اے میرے آقا آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ سفیان اُس پر سوار ہو گیا۔ خارجیوں نے سفیان کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا غزواں نے اس کی جان بچانے کے لئے داد مردانگی دی اور میدان جنگ میں کام آیا۔ اس کے پاس سفیان کا علم بھی تھا۔

سفیان اس معرکے سے بھاگ کر بابل مہرو ذ پہنچا اور یہ خط اس واقعے کے متعلق حجاج کو لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں امیر کو (خدا ہمیشہ آپکے کاموں کی اصلاح کرتا رہے) اطلاع

دیتا ہوں کہ میں نے ان خارجیوں کا تعاقب کیا اور خانقین میں انھیں جالیا میں نے اُن سے جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر سخت نقصانات عائد کئے اور ہمیں اُن پر فتح عنایت کی۔ اسی اثنا میں اُن کی مدد کے لئے ایک اور جماعت جو وہاں تھی آگئی اور اُس نے ہماری فوج پر حملہ کیا۔ اور شکست دی۔ میں خود چند دیندار ثابت قدم بہادروں کے ساتھ میدان جنگ میں اُتر پڑا یہانتک کہ میں بھی مجروح ہوکر گر پڑا اور لوگ میدان جنگ سے اُٹھا کر مجھے یہاں بابل مہروذ لائے۔ اب میں یہاں مقیم ہوں۔

جو فوج آپ نے مجھے بھیجی تھی وہ سب پہنچ گئی مگر سورۃ ابن ابجر نہ میرے پاس ابتک آیا اور نہ اس جنگ میں میرے ساتھ شریک ہوا۔ اب جب کہ میں یہاں بابل مہروذ پہنچگیا سورۃ میرے پاس آیا۔ اُس نے ایسی لایعنی باتیں بنائیں کہ جنھیں میں نہیں سمجھ سکا اور جھوٹ موٹ کا بہانہ کردیا۔ والسلام علیک۔

حجاج نے اس خط کو پڑھکر کہا۔ کہ جس شخص نے کہ اسطرح کارروائی کی اور لڑا اُس نے ٹھیک کیا وہ کس طرح قابل الزام نہیں۔ اور پھر یہ خط اُسے لکھا۔

حمد و صلوۃ کے بعد۔ تم نے خوب داد شجاعت دی۔ اپنے فرض منصبی کو پورے طور پر ادا کیا جب تمھارے زخموں کی تکلیف میں افاقہ ہو تم خوشی خوشی اپنے اہل و عیال کے پاس چلے آنا والسلام۔

اور حجاج نے سورۃ ابن ابجر کو حسب ذیل خط لکھا۔ حمد و صلوۃ کے بعد اے ام سعدۃ کے بیٹے۔ تجھے ہرگز یہ زیبا نہ تھا کہ میرے عہد کے توڑنے کی جرات کرنا۔ اور میرے لشکر کی امداد کرنے سے باز رہتا۔ جب تجھے میرا یہ خط ملے تو فوراً اپنے میں سے ایک سخت اور جفاکش آدمی کو مداین روانہ کرنا تاکہ وہ اُس رسالے میں سے جو وہاں مقیم ہے پانسو سواروں کا انتخاب کرکے تیرے پاس لے آئے۔ پھر تو اس فوج کے ہمراہ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہوجانا خوب دیکھ بھال اور سوچ سمجھکر کام کرنا۔ دشمن کے ساتھ حیلہ اور تدابیر جنگ سے بھی کام لینا کیونکہ جنگ میں سب سے بہتر طریقۂ کار چال ہے والسلام۔

سورۃ کے پاس حجاج کا جب یہ خط پہنچا اُس نے اسی وقت عدی بن عمیرہ کو مداین روانہ کیا۔

مداین میں یک ہزار سوار تھے۔ عدی نے اُس میں سے پانسو چن لئے۔ اور عبداللہ بن عصیفیر حاکم مداین کے پاس آیا۔ (عبداللہ کا یہ پہلا زمانۂ صوبہ داری تھا۔) آداب بجالایا۔ عبداللہ نے ایک ہزار درہم دئے اور گھوڑا اور جوڑا خلعت میں دیا۔ عدی اُس کے پاس سے رخصت ہوکر اپنی جمعیت کے ساتھ سورۃ بن ابجر کے پاس بابل مہروذ آیا اور اب سورۃ شبیب کی تلاش میں چلا۔

شبیب علاقۂ جوخی میں گھومتا پھرتا تھا۔ اور سورۃ اُسکی تلاش میں چلا جارہا تھا کہ شبیب آیا اور مداین پہنچا۔ اہل مداین نے اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعے کے دروازے بند کر لئے اور دوسری مدافعت کی تدابیر اختیار کرلیں۔ مگر چونکہ مدائن قدیم کے استحکامات بوسیدہ ہو چکے تھے اس وجہ سے شبیب مداین میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ مال غنیمت میں فوج کے گھوڑے اور دوسرے جانوروں کی ایک بڑی تعداد اسکے ہاتھ آئی۔ جو شخص سامنے آیا خارجیوں نے اسے قتل کرڈالا۔ مگر لوگوں کے گھروں میں داخل نہیں ہوے۔

اسی اثنا میں قاصد نے آکر شبیب کو خبر دی کہ سورۃ ابن ابجر آپ کے مقابلے کے لئے آرہا ہے۔ شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا پڑاؤ کیا۔ وضو کیا۔ نماز پڑھی اور پھر اُس مقام پر آیا جہاں کہ حضرت علی نے اُن کے ہم ملت پیشروؤنکو قتل کیا تھا خارجی۔ یہاں پہنچے اپنے بھائیوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔ حضرت علی اور شیعان علی سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا اور بہت دیر تک رونے دھونے کے بعد آگے بڑھے۔

نہروان کو عبور کرکے اُس کے مشرق میں ایک جگہ ڈیرے لگا دئے۔ دوسری طرف سورۃ بھی پہنچا۔ اور قطر آثا پر پڑاؤ کیا۔ اُس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ شبیب نہروان کے قریب خیمہ زن ہے۔

سورۃ نے سرداران لشکر کو جمع کرکے کہا کہ جب کبھی کھلے ہموار میدان یا پہاڑ کی گھاٹیوں میں خارجیوں نے تم سے جنگ کی اُس میں یا تو دونوں فریقوں کے پلے برابر رہے ہیں اور یا اُنھوں نے تم پر فتح حاصل کی ہے۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی تعداد سو سے کچھ ہی اُوپر ہے۔ اس لئے

میں نے یہ سوچا ہے کہ میں تم میں تین سو شہسوار ایسے منتخب کروں جو سب سے زیادہ تنومند اور بہادر ہوں اور انھیں لیکر اسی وقت دشمن پر حملہ کر دوں۔ کیونکہ انھیں بالکل یہ خیال نہ ہوگا کہ ہم اُن پر شب خون مارینگے۔ بخدا اس ترکیب سے مجھے پوری توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ابھی اُن کے اُن بھائیوں سے جو اُس سے پیشتر نہروان پر قتل کئے گئے تھے ملا دیگا۔ سب لوگوں نے کہا اگر آپ اسے بہتر سمجھتے ہیں تو ایسا ہی کیجئے۔

سورۃ نے اپنے لشکرگاہ پر خازم بن قدامۃ الخثعمی کو اپنی جگہ نگران کار مقرر کیا۔ اپنی فوج میں سے تین سو قوی۔ دلیر اور بہادر سپاہیوں کا انتخاب کیا اور انھیں لیکر نہروان کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف شبیب نے رات اس انتظام سے بسر کرنے کا انتظام کر لیا تھا۔ کہ محافظ تمام رات جاگتے رہیں۔ چنانچہ جب سورۃ کی جماعت اُن کے قریب پہنچی۔ وہ فوراً بھانپ گئے۔ اپنے گھوڑوں پر آ جمے اور پورے طور پر مسلح ہو گئے۔

اب سورۃ مع اپنے ہمراہیوں کے اُن کے قریب پہنچا معلوم ہوا کہ انھیں اُنکے آنے کی خبر لگ چکی تھی اور وہ جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔

سورۃ اور اُسکی جماعت نے اُنپر حملہ کیا خارجی آہنی دیوار کی طرح اپنی جگہ جمے رہے اور برابر شمشیر زنی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سورۃ اور اُس کے ساتھیوں کو اُن سے اپنا رخ پلٹنا پڑا۔

شبیب نے اپنی فوج والوں کو للکارا کہ ہاں دشمن جانے نہ پائے۔ سب کے سب اُنپر ٹوٹ پڑے اور انھیں خارجیوں کے سامنے میدان چھوڑنا پڑا۔

تمام فوج نے شبیب کے ساتھ ملکر حملہ کیا۔ شبیب شمشیر زنی کرتا چلا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

من ینك العیر ینك نیاكا — جندلتان اصطكتا اصطكاكا

ترجمہ (جو شخص کہ وحشی گدھے کو زخم لگائیگا وہ ایک بڑے زبردست دولتی جھاڑنے والے کو چھیڑے گا۔ دو بڑے گول پتھر ہیں کہ خوب ہی ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہے ہیں) سورۃ کو راستے کی مشقت برداشت کرنی پڑی اور وہ اُس راستے سے بھی ہٹ گیا تھا جس میں کہ شبیب تھا۔

شبیب بھی اس کے تعاقب میں چلا۔ اور اُسے یہ امید تھی کہ سورۃ تک پہنچکر اُس کے لشکر کو لوٹ لونگا۔ اور لشکر والوں کو شکست دوں گا اس لیئے وہ نہایت تیزی سے اُن کے تعاقب میں جا رہا تھا۔ سورۃ کے ساتھی مدائن آئے اور شہر میں داخل ہو گئے۔

اب شبیب بھی مداین پہنچا۔ اور شہر کے مکانات کے قریب تک پہنچ گیا اور اُن پر حملہ کر دیا۔ مگر وہ لوگ پہلے ہی شہر میں داخل ہو چکے تھے ابن ابی عصیفیر اہل مداین کو لیکر شبیب کے مقابلے کے لیئے نکلا۔

لوگوں نے شبیب کی فوج پر تیروں کا مینہ برسایا اور مکانات پر سے پتھر پھینکے گئے۔ شبیب اپنے ساتھیوں کو لیکر مداین سے چلتا ہوا۔ اور مقام کلواذا پہنچا۔ یہاں حجاج کے بہت سے جانور تھے اُن سب پر اُس نے قبضہ کر لیا۔ اور علاقہ جوخی کو طے کرتا ہوا تکریت کی جانب نکلا۔

دوسری جانب مداین میں جو فوج تھی اُس میں یہ پریشان کن خبر مشہور ہوئی کہ شبیب بالکل قریب آگیا ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ آج ہی رات اہل مداین پر شب خون مارے پھر کیا تھا اس افواہ کے مشہور ہوتے ہی تمام فوج میں افراتفری پڑ گئی اور تمام فوج مداین سے چل دی اور کوفے آگئی۔

جو لوگ مداین سے بھاگے تھے انھوں نے اُس بات کو بیان کیا کہ ہمیں یہ اطلاع پہنچی تھی کہ آج ہی رات ہم پر شب خوں مارا جائیگا اور شبیب تکریب پہنچ چکا ہے جب یہ شکست خوردہ فوج حجاج کے پاس آئی حجاج نے جزل بن سعید بن شرحبیل بن عمرو الکندی کو روانہ کیا۔

اس فوج کے شکست کھا کر واپس آنے پر حجاج نے یہ بھی کہا کہ خدا سورۃ کا برا کرے اُس نے چھاؤنی اور فوج دونوں کو تباہ کر ڈالا۔ آپ خارجیوں پر شب خوں مارنے گئے تھے۔ بخدا میں اُسے ضرور سزا دونگا۔ اسی بنا پر حجاج نے سورۃ کو قید کر دیا۔ مگر بعد میں اُسکا قصور معاف کر دیا گیا۔

اسکے بعد حجاج نے جزل کو جنکا نام عثمان بن سعید تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم خارجیوں کے مقابلے پر جانے کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ جب تمہاری اُن سے مڈبھیڑ ہو تو نہ تو

ایک ناتجربہ کار کی سی جلدی کرنا اور نہ کاہل غو فنزدہ شخص کی سی سستی۔ خدا کے لیئے اے بنی عمرو بن معاویہ کے بھائی تم میرے مطلب کو سمجھ بھی گئے ہو۔

جزل نے کہا خدا امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا ہے میں آپکے مفہوم کو سمجھ گیا ہوں۔

حجاج نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ اور دیر عبد الرحمن پر پڑاؤ کرو۔ تاکہ تمام حجاج یہیں تمہارے پاس جمع ہو جائے۔

جزل نے عرض کی کہ میری اتنی گزارش اور ہے کہ اس غایت خوردہ فوج کا کوئی آدمی آپ میرے ساتھ نہ بھیجیں کیونکہ اُن کے دلوں میں خارجیوں کی طرف سے رعب جاگزیں ہے۔ ان میں سے کسی کی ذات سے بھی آپ کو یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

حجاج نے کہا یہ بھی منظور ہے۔ اور اس میں شک بھی نہیں ہے کہ تمہاری یہ رائے قرین مصلحت اور دوراندیشی ہے۔

اسکے بعد حجاج نے منشیوں اور متصدیوں کو بلا کر حکم دیا کہ چار ہزار فوج کا انتخاب کرو ہر دستہ فوج میں سے ایک ہزار جوان چن لو۔ اور اس کام میں عجلت کرو۔ چنانچہ قبایل کے سر آوردہ ممتاز اشخاص اور متصدیان دفتر جمع ہوئے اور اس مہم پر بھیجی جانے والی فوج کا انتخاب شروع ہوا۔ چار ہزار آدمیوں کا اُنھوں نے انتخاب کیا۔ اور حکم دیا کہ فوجی چھاؤنی میں باقاعدہ طور پر تیار ہو جائیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور پھر انھیں کوچ کا اعلان دیا گیا۔ اور وہ روانہ ہوئے۔

حجاج کی طرف سے ایک نقیب نے اعلان کر دیا کہ اس مہم کا اگر کوئی شخص پیچھے رہ جائیگا اور نہ جائیگا تو اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال باطل ہو جائیں گے۔ غرض کہ جزل بن سعید روانہ ہوا۔ عیاض بن ابی لبینہ الکندی اُس کے آگے آگے مقدمۃ الجیش پر تھا اور یہ مداین پہنچا تین روز تک وہاں مقیم رہا۔

ابن ابی عصیفیر نے اُسے ایک سواری کا گھوڑا۔ ایک بارکش ٹٹو۔ دو خچر اور دو ہزار درہم بھیجے۔ اور فوج کے لیئے بھیڑوں اور چارے کا اس قدر انتظام کر دیا جو ہر شخص تین روز تک کافی ہوا۔ پھر یہ لوگ روانہ ہوئے اور جس نے چاہا وہ

اُن مبھیڑوں کو اپنے ساتھ بھی لیتا گیا۔ غرض کہ اب جزل شبیب کی تلاش میں روانہ ہوا اور علاقہ جوخی میں اُسکی تلاش کی۔

اب شبیب نے یہ طرزِ عمل اختیار کیا کہ اپنی ہیبت بٹھانے کے لئے آج اس منڈی پر حملہ کرتا اور کل دوسری پر دھاوا بولتا۔ آج اس علاقے کو روند ڈالا۔ اور کل دوسرے کو پامال کر دیا۔ مگر کسی ایک مقام پر ٹھیرتا نہیں تھا کیونکہ اُس کی غرض یہ تھی کہ جزل کو اُس کے ساتھیوں سے علیحدہ کر دے اور پھر جزل جلد بازی سے اس پر حملہ کرے تاکہ جب اُس کے ساتھ جماعت تھوڑی ہو اُس وقت اچانک اس پر ٹوٹ پڑے

جزل بھی اس ارادے کو تاڑ گیا تھا۔ اور اب وہ بغیر پوری تیاری اور ساز و سامان کے آگے ہی نہیں بڑھتا تھا۔ جہاں کہیں پڑاؤ کرتا اپنے چاروں طرف خندق کھود لیتا اس ترکیب سے شبیب بھی اوکتا گیا کیونکہ حملہ کرنے کا کوئی موقع جزل نے اسے ہمدست نہ ہونے دیا۔ آخرکار اُس نے اپنے ساتھیوں کو ایک رات کوچ کا حکم دیا اور وہ رات ہی کو چل دیے۔

ایک شخص جو شبیب کے ساتھیوں میں تھا بیان کرتا ہے کہ ہم دیر بیرما میں تھے کہ شبیب نے ہمیں بلایا ہماری کل تعداد ایک سو ساٹھ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس جماعت کو اُس نے پھر چار حصوں پر تقسیم کیا اور ہر چالیس آدمی کی جماعت پر ایک سردار مقرر کیا۔ خود شبیب نے چالیس آدمی اپنی زیر قیادت رکھے۔ چالیس اپنے بھائی مصاد کے حوالے کئے۔ سوید بن سلیم اور محلل بن وایل کو بھی چالیس چالیس آدمی دیئے اسکے مخبروں نے آکر خبر دی تھی کہ جزل بن سعید دیر یزد جرد پر فروکش ہے اس لئے شبیب نے ہم سب کو بلایا تیاری کے متعلق احکام دیئے۔ اور حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دیے جائیں اور سب لوگ اس اثنا میں پیدل چلیں اور جب گھوڑے دانہ کھالیں اس وقت سوار ہو جائیں۔ تم میں سے ہر شخص کو اپنے افسر کے ساتھ چلنا چاہیئے۔ اور دیکھتے رہو تمھارا افسر جو احکام دے فوراً اسکی تعمیل کرو۔

پھر سرداران فوج کو بلا کر کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں دشمن کے پڑاؤ پر آج ہی شب کو شب خوں ماروں۔

اپنے بھائی مصاد کو حکم دیا کہ پہلے تم دشمن پر حملہ کرنا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر

حاوان کی سمت سے اُن کے عقب سے حملہ کرنا میں اُن کے سامنے سے کوفے کی سمت سے حملہ کروں گا اور دیکھو تم سوید مشرق کی طرف سے حملہ آور ہونا اور محلل تم مغرب کی جانب سے حملہ کرنا۔

ہر شخص کو اُسی سمت سے حملہ آور ہونا چاہیے جو اُن کے حملے کے لئے مقرر کردی گئی ہے اور اُن پر اُس وقت تک حملہ نکرنا اور نہ اُنھیں للکارنا جب تک کہ میں حکم نہ دوں۔ غرض کہ ہم نے پوری تیاری کرلی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں خود اُس جماعت میں تھا۔ جو شبیب کے زیر قیادت تھی۔ جب ہمارے گھوڑوں نے دانہ کھالیا اور یہ ابھی بالکل اوّل شب تھی کہ ہم روانہ ہوئے اور دیر خرارہ کے قریب پہنچے۔ وہاں جاکر دیکھا کہ ہمارے دشمن کی ایک جماعت بیرونی چوکی پر دیکھ بھال کے لئے مستعد ہے۔ اور عیاض بن ابی لینۃ الکندی اس کا سردار ہے پہنچنے کے ساتھ ہی شبیب کے بھائی مصاد نے چالیس آدمیوں کی جماعت سے عیاض پر حملہ کردیا مصاد شبیب کے آگے تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ شبیب سے آگے پہنچکر دشمن کی پشت کی طرف سے حملہ کرے۔ جیسا کہ شبیب نے اُسے حکم دیا تھا۔

مگر جب اُس جماعت سے اُس کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ اُس نے اُن سے جنگ شروع کردی دشمن تھوڑی دیر تک ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ پھر ہم سب اُن کی طرف جھپٹ پڑے۔ اُن پر حملہ کیا اور اُنھیں شکست دی۔

دشمن نے شاہراہ اعظم پر راہ فرار اختیار کی۔ حالانکہ اُن کے اور اُن کی اصل فوج کے درمیان جو دیر یزدجرد پر ڈیرے ڈالے پڑی تھی تقریباً ایک میل سے زیادہ کا فاصلہ نہ تھا۔

شبیب نے ہم سے کہا اے مسلمانوں کے گروہو! دشمنوں پر چڑھ دوڑو اور اُن سے اتصال قایم رکھو تاکہ اگر تم سے ہوسکے تو تم اُنھیں کے ساتھ اُن کے پڑاؤ میں داخل ہوجاؤ۔ چنانچہ ہم نے اُن کا بڑا ہی سخت تعاقب کیا۔ اُن سے چمٹے رہے۔ مطلقاً اُنھیں ڈھیل نہ دی۔ اور وہ شکست کھاکر بھاگ رہے تھے۔ اُن میں مقابلے کی تاب نہ تھی اور چاہتے تھے کہ جسطرح ہوسکے اپنے پڑاؤ میں پہنچ جائیں۔

غرض کہ اہل کوفہ اپنے قیام گاہ تک پہنچے مگر اُن کے ساتھیوں نے اُنھیں لشکر گاہ میں داخل ہونے سے باز رکھا - اور ہم پر تیروں کی بارش کی -
اُن کے مخبروں نے اُنھیں پہلے سے ہماری نقل و حرکت کی اطلاع دیدی تھی -
جنرل نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی - اور حفاظت کی تمام تدبیریں اختیار کر رکھی تھیں اور حفاظت کے لئے یہ بیرونی چوکی بھی قایم کر دی تھی جس سے دیر خرارہ پر ہمارا مقابلہ ہوا - اس طرح اور بھی چوکی تھی جو حلوان کے قریب راستے پر قایم کی گئی تھی -

جب ہم نے دیر خرارہ والی چوکی پر حملہ کر کے اُس کی جماعت کو اُن کے اصل لشکر گاہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا تو دوسری چوکیوں والے بھی اپنے اپنے مقامات سے جہاں وہ متعین تھے واپس چلے آئے مگر انھیں بھی اصل لشکر گاہ والوں نے اپنے احاطے میں داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ دشمن سے لڑو اور تیروں سے اپنی مدافعت کرو جو چوکی کہ حلوان کے قریب متعین کی گئی تھی اُس پر عاصم بن حجر اور ایک دوسری پر واصل بن حارث اسکوی سردار تھے -

جب یہ تمام جماعتیں ایک جگہ جمع ہو گئیں - شبیب نے اُن پر حملہ کرنا شروع کیا اور خندق تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا - مگر لشکر گاہ والوں نے خارجیوں پر اس قدر تیر برسائے کہ انھیں پیچھے ہٹا دیا -

شبیب نے جب دیکھا کہ وہ دشمن تک نہیں پہنچ سکتا اُس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اب انھیں چھوڑ دو اور یہاں سے چلتے ہو - خارجی حلوان کی سمت چلے اور جب اُس مقام کے قریب پہنچے جہاں کہ حسین ابن زفر (بنی بدر بن فزارہ سے تھا) کے قبے ایستادہ ہیں (یہ قبے اس واقعہ کے بعد بنائے گئے ہیں) شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو یہاں پڑاؤ کر دو گھوڑوں کو دانہ کھلاؤ - اپنے تیر و کمان ٹھیک کر لو تھوڑی دیر آرام کر لو - دو رکعت نماز پڑھو اور پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ -

سب نے اس حکم کی تعمیل کی -
شبیب پھر اُنھیں لیکر اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ کی طرف چلا - اور کہا کہ دیکھو اُنھیں ہدایات پر عمل کرنا جو میں نے اوّل شب میں مقام دیر بیرما پر تمھیں دی تھیں اُنکے لشکر گاہ کو

چاروں طرف سے گھیر لینا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے۔

غرضکہ خارجی شبیب کے ہمراہ اس فوج کے پڑاؤ کی طرف بڑھے۔ اس اثنا میں اہل لشکرگاہ نے اپنے محافظ چوکیوں کے سپاہیوں کو لشکرگاہ میں آنے کی اجازت دیدی تھی اور وہ سب کے سب وہاں پہنچ چکے تھے اور اُن کی طرف سے بالکل بے خوف تھے۔

جب خارجیوں کے گھوڑوں کے سموں کی آوازاون کے بالکل ہی قریب اُنھیں سنائی دی تب اُنھیں محسوس ہوا کہ دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے اُنھیں کچھ خبر نہ تھی۔

غرضکہ صبح سے کچھ ہی پہلے خارجیوں نے اُنھیں جالیا۔ اُنھیں گھیر لیا اور ہر جانب سے اُنھیں للکارنا شروع کیا۔

اہل کوفہ نے بھی چاروں طرف سے مقابلہ شروع کیا اور خوب تیر برسائے۔ شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو جو کوفہ کی سمت سے اہل کوفہ پر حملے کر رہا تھا اپنے پاس بلایا اور کہا کہ دشمن کے لیے کوفہ کا راستہ چھوڑ دو۔ مصاد چلا آیا اور کوفے کے رخ کو اُس نے اُن کی پسپائی کے لیے چھوڑ دیا اب بھی خارجی تین طرف سے برابر حملہ آور ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ بالکل صبح ہوگئی۔ اُنھوں نے پھر صبح کو نہایت شدید حملہ کیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور اہل کوفہ برابر مقابلے پر جمے رہے۔

خارجی اُنھیں چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ اس پر اہل کوفہ نے اُن پر طنزیہ فقرے کسنے شروع کیے اور کہنے لگے کہ اے دوزخ کے کتو! اے خارجی گروہ مقابلے پر آؤ ہم تیار ہیں مگر خارجیوں نے ایک نہ سنی اور اُن سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہٹ آئے۔ یہاں پہنچکر انھوں نے مختصر سا پڑاؤ کر دیا۔ نماز صبح پڑھی اور براز الروز کی سمت روانہ ہوئے۔ پھر جرجرایا اور اُس کے متصل علاقے کی طرف چلے اور اب اہل کوفہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

ایک شخص جو بطور تاجر اس فوج کے ساتھ تھا جو خارجیوں کی تلاش میں بھیجی گئی تھی بیان کرتا ہے کہ جزل بن سعید ہمارا سردار تھا۔ یہ خارجیوں کی جستجو میں روانہ ہوا

بغیر پورے انتظامات حفاظت کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ جس مقام پر پڑاؤ کرتا اس کے گرد خندق کھود لیتا تھا۔

شبیب کی یہ حالت تھی کہ وہ جزل سے کنائی کاٹتا تھا۔ اُسکے مقابلے پر نہیں آتا تھا علاقۂ جوخی اور دوسرے علاقوں میں تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ خراج خود وصول کر لیتا تھا۔

حجاج اس حالت کو اب زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے جزل کو ایک خط لکھا جو تمام فوج کے سامنے سنایا گیا۔ وہ خط یہ ہے حمد و ثنا کے بعد۔ میں نے تمھیں کوفہ کے شہسواروں اور سرآوردہ منتخب لوگوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا ہے تمھیں حکم دیا تھا کہ اس گمراہ خارجی گروہ کا تعاقب کرو۔ جب تمھاری اُن سے مڈبھیڑ ہو تو جب تک تم اُنھیں تباہ نہ کر دو اور اُنھیں پورے طور پر اُن کے کیفر کردار کو نہ پہنچا دو ہرگز اُن سے اپنا منھ نہ موڑنا۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دیہات میں مزے سے راتیں بسر کرتے ہو۔ خندقوں کی اوٹ میں خوب کھاتے ہو اور بجائے اسکے کہ تم میرے حکم کی تعمیل کرتے۔ دشمن پر حملے کرتے اور قلع قمع کر دیتے یہ آرام طلبی تمھیں زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔

ہم مقام قطراثا اور دیرابی مریم میں تھے کہ یہ خط پڑھا گیا۔ جزل کو یہ ڈانٹ ناگوار گزری۔ فوج کو فوراً کوچ کا حکم دیا چنانچہ بہت شتاب روی سے اب فوج خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہوئی۔

ہم نے اپنے امیر سے سرکشی کی اور کہا کہ یہ معزول کر دیا جائے۔ چنانچہ حجاج نے سعید بن مجالد کو اس مہم کا سردار بنا کر بھیجا۔ اور یہ شرط کی کہ جب خارجیوں کا تمھارا مقابلہ ہو تم فوراً بلا توقف اور انتظار اُن پر حملہ کر دینا اللہ سے طالب امداد رہنا۔ جزل کا طرز عمل اختیار نہ کرنا۔ اُن کا اسطرح پیچھا کرنا جسطرح درندہ جانور اپنے شکار کا تعاقب کرتا ہے اور اسطرح اُن کے اچانک حملے سے بچنا جسطرح کہ ہوشیار سوار بچاتی ہے۔

جزل شبیب کی تلاش میں روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا۔ اور یہاں اُس نے خارجیوں کو جا لیا مگر اپنے لشکرگاہ ہی میں بیٹھا رہا اور اپنے چاروں طرف خندق کھود لی۔

اسی مقام پر سعید بن مجالد حجاج کی جانب سے اس لشکر کا امیر مقرر ہو کر آیا۔ لشکر گاہ میں داخل ہوا اور خطبہ دینے کھڑا ہوا۔

سب سے پہلے اس نے اللہ کی حمد اور اس کے رسول کی ثنا کی اور پھر کہا۔
اے کوفے والو۔ تم کمزور و بزدل ہو گئے ہو۔ تم اپنے فرض کے پورا کرنے سے قاصر رہے۔ اور اپنے حاکم اعلیٰ کو ناراض کر لیا۔ غضب خدا کا۔ دو ماہ سے تم ان دبلے پتلے بدویوں کی تلاش میں ہو انھوں نے تمہارے شہروں کو برباد کر ڈالا۔ تمھاری مالگزاری کو خود وصول کر لیا اور تم خوفزدہ ہو کر خندقوں میں دبکے ہوے ہو۔ اس وقت تک خندقوں سے نکلتے ہی نہیں جب تک تمھیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ خارجی تم سے ہٹ کر کسی اور جانب چلے گئے ہیں یا تمھارے مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر انھوں نے دھاوا کیا ہے۔

اللہ کا نام لیکر دشمن کی طرف چلو۔

غرض کہ سعید اور تمام فوج خندقوں سے باہر نکلی سعید نے جس قدر رسالہ تھا اُسے ایک جا جمع کیا اس پر جزل نے دریافت کیا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

سعید نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس رسالے کے ساتھ شبیب پر بڑھ کر حملہ کروں جزل نے کہا نہیں یہ ٹھیک نہیں آپ اپنی تمام فوج پیدل اور رسالے کے ساتھ ایک جا رہیں البتہ انکے سامنے آجائیں۔ کیونکہ شبیب ضرور خود ہی تم پر حملہ کریگا اس لیے آپ اپنی جمعیت کو منتشر نہ کیجیے فوج اگر سب یکجا رہی تو اُس سے اُنھیں نقصان اور آپ کو فائدہ پہنچے گا۔

مگر سعید نے جزل سے کہا کہ تم فوج کی صف میں کھڑے رہو۔

جزل نے کہا اے سعید جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کی ذمہ داری سے میں بالکل بے تعلق ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان جو موجود ہیں اسے سُن رہے ہیں سعید نے کہا ہاں میری یہ رائے ہے اگر یہ راست آئی تو گویا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اگر میں اپنی اس چال میں ناکامیاب رہا تو تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

جزل اب اہل کوفہ کے ساتھ جنھیں وہ خندقوں سے باہر نکال لایا تھا ٹھیرا رہا اُن کے میمنے پر عیاض بن ابی لیلۃ الکندی اور میسرے پر عبد الرحمٰن بن عوف کو سردار مقرر کیا۔ اور خود اُن کی اصل فوج میں ٹھیرا رہا۔

سعید بن مجالد آگے روانہ ہوا۔ اور اُس کے ساتھ فوج بھی چلی۔

اس اثنا میں شبیب براز الروز کی طرف چلا۔ قطبطیا میں جاکر اُس نے پڑاؤ کیا اس مقام کے زمیندار کو حکم دیا کہ ہماری ضروریات کی اشیا خرید دے اور صبح کا کھانا تیار کرائے۔ زمیندار نے اُس فرمائش کو منظور کرلیا۔ شبیب شہر میں داخل ہوا۔ دروازے بند کردیے گئے۔ ابھی کھانے سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ سعید بن مجالد اپنی فوج کے ساتھ آدھمکا۔

زمیندار نے شہر کی فصیل پر چڑھکر دیکھا کہ فوج بڑھی ہوئی آرہی ہے اور قلعے کے قریب پہنچا چاہتی ہے وہ فصیل پر سے اُتر آیا۔ اُس کا رنگ فق تھا۔ شبیب نے اُس سے پوچھا کہ کیوں تمھارے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے؟

زمیندار نے بیان کیا کہ ہر طرف سے آپکو فوجوں نے گھیر لیا ہے۔ اُسپر شبیب نے کہا کچھ پروا نہیں ہاں یہ تو بتاؤ کہ ہمارا ناشتہ بھی تیار ہے یا نہیں زمیندار نے کہا ہاں تیار ہے۔ شبیب نے کہا اچھا لاؤ۔

شہر کے دروازے پہلے ہی سے بند تھے۔ غرض کہ کھانا لایا گیا شبیب اور اُن کے ساتھیوں نے ناشتہ کیا وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اپنا خچر منگایا اور اُس پر سوار ہوا۔

تمام خارجی شہر کے دروازے کے نزدیک جمع ہوئے۔ شبیب نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور اپنے خچر پر سوار ہوکر نکلا دشمن پر حملہ آور ہوا اور کہنے لگا کہ حکومت اللہ ہی کو زیبا ہے۔ میں ابو مدلہ ہوں اگر چاہتے ہو تو ثابت قدم رہو۔

سعید نے اپنی فوج اور رسالے کو ایک جا جمع کرنا شروع کیا اور پھر اُنھیں لیکر شبیب کے پیچھے چلا۔ اور کہنے لگا کہ خارجی صرف ایک حملے کے ہیں۔

شبیب نے جب دیکھا کہ دشمن علیحدہ علیحدہ اور متفرق ہوگیا ہے اپنے تمام رسالے کو ایک جا جمع کرکے اُنھیں کنائی کاٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اُنکے سردار کو پیش نظر رکھو کیونکہ بخدا یا تو میں اُسے قتل کرڈالوں گا یا وہ مجھے قتل کرڈالے

چنانچہ حسب ہدایت خارجیوں نے ایک جانب کو بچتے ہوئے اہل کوفہ پر حملہ کیا اور اُنھیں پیچھے ہٹا دیا سعید ابن مجالد اپنی جگہ پر جارہا اور اپنے ساتھیوں

ؔ لا حکم الا للہ کا ترجمہ ہے جو خارجیوں کا شعار رہا۔

سے پکار کر کہا کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ۔ میں ذی مرّان کا بیٹا ہوں۔ سعید نے اپنی ٹوپی اُتار کر زین کے ہرنے پر رکھ دی تھی۔
شبیب نے اُس پر حملہ کر کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی جو دماغ تک اُتر گئی اور سعید زمین پر مردہ گر پڑا۔ فوج شکست کھا کر بھاگی۔ بہت سے لوگ مارے گئے بقیۃ السیف جزل کے پاس پہنچے۔ جزل گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور لوگوں سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔
عیاض بن ابی لینۃ نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ اگر تمھارا اگلا سردار میدانِ جنگ میں کام آیا تو کیا ڈر ہے یہ تمھارا دوسرا سردار مبارک و میمون نصیبے والا زندہ موجود ہے جزل نے پوری داد مردانگی دی اور زخمی ہو کر گر پڑا اور ڈولی میں ڈال کر مداین اُٹھا کر لایا گیا۔
اس فوج کے شکست خوردہ مفرورین کوفہ آئے۔
اس جنگ میں خالد بن نہیک (بنی زھل بن معاویہ سے) اور عیاض بن ابی لینۃ نہایت بہادری سے لڑے اور اُنھیں دونوں نے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ جو زخمی ہو چکا تھا۔
مذکورۂ بالا بیان ایک جماعت کا ہے۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ یہ جنگ دیرابی مریم اور براذالروز کے درمیان ہوئی تھی۔
پھر جزل نے اس واقعے کی پوری کیفیت حجاج کو لکھ بھیجی۔
شبیب نے کرخ کے قریب دجلہ کو عبور کیا۔ سوق بغداد کو قاصد بھیجے اور اُنھیں امان دی۔
بات یہ تھی کہ اس روز بغداد کے بازار کا دن تھا شبیب کو معلوم ہوا تھا کہ لوگ اس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا وہ بازار کے دن اُن پر ٹوٹ پڑے اور لوٹ لے۔ مگر چونکہ شبیب اور اُس کے ساتھی بازار سے کپڑے سواری کے جانور اور دوسری مایحتاج چیزیں خریدنا چاہتے تھے اس لئے اُس نے مناسب سمجھا کہ اُن کے خوف کو امان کا وعدہ کر کے دور کر دے۔
شبیب اپنی فوج کو لیکر کوفے کی طرف چلا۔ تمام لشکر اول شب میں روانہ ہوا

اور مقام عقرالملک پر جو قصر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے پڑاؤ کیا۔ پھر صبح سے تیزی کے ساتھ کوچ کرنا شروع کیا اور حمام عمر بن سعد اور قبین کے درمیان رات بسر کی۔

جب حجاج کو اُن کی نقل و حرکت اور جائے قیام کا علم ہوا اُس نے سوید بن عبدالرحمٰن السعدی کو دو ہزار شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور سوید کو حکم دیا کہ تم شبیب کے مقابلے کے لئے جاؤ اُس پر حملہ کرو۔ میمنہ و میسرہ مقرر کر لینا۔ اور پھر پوری جمعیت کے ساتھ اس پر بڑھنا۔ اگر شبیب تمھارے مقابلے سے ہٹ جائے تم اُسے جانے دینا اُس کا تعاقب نہ کرنا۔

غرض کے سوید اس مہم پر روانہ ہوا۔ مقام سبخہ پر آ کر اُس نے اپنے لشکر کی صف بندی شروع کی اُسے معلوم ہوا کہ شبیب سامنے آرہا ہے۔ یہ بھی اُس کے مقابلے پر روانہ ہوا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا موت اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی روانگی کا حکم دیا۔ اس نے بھی سبخہ پر لشکر کی تیاری کی اور اعلان کر دیا گیا کہ اس لشکر کا جو شخص آج رات کوفے میں بسر کریگا اور عثمان کے پاس نہ پہنچیگا اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال زایل ہو جائینگے۔

حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ تم اپنے دو ہزار سواروں کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ دریا کو عبور کر کے زرارہ پہنچا۔ ابھی اپنی فوج کی ترتیب اور انھیں جنگ کی تحریص ہی دلانے میں مصروف تھا کہ اُس سے کہا گیا کہ شبیب تمھارے بالکل قریب آگیا ہے۔

سوید گھوڑے پر سے اُتر پڑا۔ اُس کی فوج کے اکثر لوگ اُس کے ساتھ اُتر پڑے جھنڈا سامنے لایا گیا اور یہ سب کے سب زرارہ کی انتہائی حد تک پہنچ گئے یہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ چونکہ شبیب کو تمھارے قیامگاہ کا علم ہو چکا تھا اس لئے اُس نے تمھارا رخ چھوڑ دیا اور چونکہ دریا یہاں پایاب نہ تھا اس لئے اُس نے تمھاری سمت کے علاوہ دوسری جگہ سے دریائے فرات کو عبور کیا ہے اور وہ کوفے کی طرف جارہا ہے پھر کسی نے اُس سے کہا دیکھیئے وہ جارہا ہے۔

سوید نے اپنی تمام فوج میں اعلان کر دیا اور یہ سب کے سب سوار ہو کر اُس کے پیچھے چلے۔ شبیب بڑھتے بڑھتے دارالرزق پہنچا۔ یہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ

تمام اہل کوفہ مقابلے کے لیے سبخہ میں تیاری کر رہے ہیں۔
سبخہ میں جو فوج جمع ہو رہی تھی اُنھیں جب معلوم ہوا کہ شبیب قریب آگیا اُن میں پریشانی پھیل گئی۔ ایک نے دوسرے کو آواز دینا شروع کیا وہ پلٹے اور ارادہ کیا کہ شہر کوفہ میں چلے آئیں۔ مگر جب پھر اُن سے کہا گیا کہ سوید بن عبدالرحمٰن شبیب کے پیچھے چلا آرہا ہے بلکہ اُس تک پہنچ چکا ہے اور وہ رسالے کے ساتھ بڑھ رہا ہے تو انھیں قرار آیا اور اپنی اپنی جگہ قایم رہے۔
شبیب نے جب دیر میں تھوڑا قیام کیا حکم دیا کہ ایک بکری اُس کے لیے بھونی جائے۔ زمیندار فصیل پر چڑھا اور اُوترا اُس کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ شبیب نے پوچھا کیا ہوا اُس نے کہا بخدا ایک بڑی فوج نے تمھیں گھیر لیا ہے۔ شبیب نے کہا کیا ابھی تک بکری بُھنی نہیں۔ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ شبیب نے کہا اچھا اُسے چھوڑ دو۔ زمیندار پھر دوسری مرتبہ شہر کی فصیل پر دیکھنے کے لیے چڑھا۔ اور آکر اُس نے کہا بخدا فوج نے قلعے کا محاصرہ کرلیا ہے۔
شبیب نے کہا اچھا وہ بھنا ہوا گوشت تو لاؤ اور بغیر کسی قسم کے تردد یا پریشانی کے کھانے لگا اس سے فراغت کرنے کے بعد وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی زرہ پہننے کے بعد دو تلواریں حمایل کیں۔ اور ایک لوہے کا گرز لیا اور حکم دیا کہ میرے لیے ایک خچر پر زین کسا جائے۔ اُس کے بھائی مصاد نے کہا بھی کہ بھلا آج بھی آپ خچر پر زین کسوا رہے ہیں۔ شبیب نے کہا ہاں اُسی پر زین رکھو۔ اور سوار ہوا۔ پھر کہا فلاں نے تم میمنے پر رہو اور فلاں نے تم میسرے پر اور مصاد سے کہا کہ تم قلب فوج میں رہو۔ اسکے بعد اُس نے زمیندار کو شہر کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوفہ والوں کے روبروہی دروازہ کھولا گیا۔ اور اپنا اشعار کہتا ہوا سعید کی طرف چلا۔ سعید اور اسکے ساتھیوں نے رجعت قہقری شروع کردی اور اس دیر سے ایک میل کے قریب فاصلے پر پیچھے ہٹ گئے۔
سعید کہتا جاتا تھا اے ہمدانیو میں ذی مران کا بیٹا ہوں میرے پاس آؤ۔
سعید نے ایک دستۂ فوج کو اپنے بیٹے کے ساتھ روانہ کیا کیونکہ اُسے یہ محسوس ہو گیا تھا کہ دشمن مجھ پر غلبہ کرلیگا۔ شبیب نے یہ دیکھکر اپنے بھائی مصاد کی طرف

دیکھا اور کہا اللہ تعالیٰ مجھے تیری موت کا سوگوار بنائے اگر میں اُسے قتل کر کے اُسکے بیٹے کو اُس کا سوگوار نہ بناؤں۔ اور پھر گرز لیکر سعید پر چڑھ دوڑا۔ سعید مارا گیا اور زمین پر گر پڑا فوج نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ مگر سوائے ایک مقتول کے اور کوئی اُس روز اہل کوفہ میں مقتول نہیں ہوا۔

سعید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کر جزل کے پاس آئی۔ جزل نے انھیں اپنی طرف بلایا۔

عیاض بن ابی لینۃ نے کہا اے لوگو اگر تمھارا اوّل درجہ والا سردار ہلاک ہو گیا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ تمھارا دوسرا مبارک نصیب امیر موجود ہے اس کے پاس آؤ۔ اور اُس کے زیر قیادت لڑو۔

یہ سنکر کچھ لوگ تو جزل کی طرف آئے اور بعض نے سیدھے کوفہ کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

جزل نہایت بہادری سے لڑتا رہا آخر کار زخمی ہو کر گرا۔ خالد بن نہیک اور عیاض بن ابی لینۃ دونوں اسے بچاتے رہے اور بڑی مشکل سے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ اور وہ ڈولی میں ڈالکر لایا گیا۔

فوج شکست کھا کر کوفہ میں داخل ہوئی۔

جزل کو لوگ اوٹھا کر مداین لے آئے اور یہاں سے اُس نے تمام واقعے کی کیفیت حجاج کو لکھی جزل کا وہ خط یہ ہے۔

"حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ میں اُس لشکر کے ساتھ جسے آپ نے میرے ساتھ اُس مہم پر روانہ کیا تھا دشمن کے مقابلے کے لیے نکلا۔ آپ نے دشمن کے متعلق جو جو ہدایات مجھے دی تھیں میں اُن پر پوری طور پر کاربند رہا اسلیے جب میں موقع دیکھتا تھا دشمن پر نکلکر حملہ آور ہوتا تھا اور جب کبھی خطرے کا خوف ہوتا تھا میں فوج کو خارجیوں کے مقابلے پر جانے سے باز رکھتا تھا۔

میں برابر اسی طریقہ کار پر عمل پیرا رہا۔ دشمن نے تمام تدبیریں مجھ پر ختم کر دیں مگر وہ مجھے دھوکا نہ دیسکا اور نہ اچانک غفلت کی حالت میں وہ مجھ پر حملہ کر سکا۔ اتنے میں سعید بن مجالد رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ سوچ سمجھکر

کام کیجیے عجلت نہ کیجیے اور میں نے یہ بھی انھیں ہدایت کی تھی کہ پوری فوج کے ساتھ دشمن سے جنگ کیجائے۔ مگر انھوں نے میری بات نہ مانی اور رسالہ لے کر دشمن پر حملہ آور ہو گیے۔

میں نے اس معاملے میں اہل کوفہ اور بصرہ کو گواہ کر لیا کہ میں اُن کی رائے سے بالکل بے تعلق ہوں اور جو کچھ اُنھوں نے کیا وہ ہرگز میرا منشا نہ تھا۔

سعید نے اپنا ارادہ پورا کیا اور شہید ہوئے۔ خدا اُن کی خطاؤں کو معاف کرے

پھر فوج میری طرف آئی میں گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اُنھیں اپنی طرف بلایا اور اُن کے لیے اپنا جھنڈا بلند کر دیا۔ لڑا اور زخم کھا کر گر پڑا۔ مجروحین میں سے لوگوں نے مجھے اُٹھایا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے ہاتھوں پر مجھے لے جا رہے ہیں اور ہم میدان کارزار سے ایک میل کے فاصلے پر نکل آئے ہیں اب میں راتن میں مقیم ہوں۔ میرے زخم اس قدر شدید ہیں کہ اگر اُنسے کم بھی کسی کو آئے ہوتے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا۔ یا مجھ ایسا جو شخص زخمی ہوتا اُسکی خطائیں درگزر کیجاتیں۔

جس دیانت داری اور اخلاص سے میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری اور فوج کے ساتھ سلوک کیا ہے اور دشمن کے مقابلے پر جو چالیں اختیار کیں اور جنگ میں کس طرح لڑا یہ تمام باتیں آپ خود دریافت فرما سکتے ہیں۔ اس سے جناب والا پر وہ صداقت اور خیر خواہی جو میں نے کی ہے اچھی طرح ظاہر و روشن ہو جائیگی ''

حجاج نے اس کے جواب میں یہ خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ تمھارا خط مجھے ملا۔ میں نے اُسے پڑھا۔ اور جو کچھ تم نے اُس میں بیان کیا تھا میں بخوبی سمجھ گیا۔ میری خیر خواہی۔ اہل کوفہ پر تمھارا اقتدار اور انضباط دشمن پر تمھارا حملہ۔ اِن تمام امور کے متعلق جو کچھ تم نے اپنے لیے لکھا ہے میں اُسے سچ سمجھتا ہوں۔

سعید کی کارروائی اور دشمن پر حملہ کرنے میں اُس نے جس عجلت کا اظہار کیا اس کے متعلق جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اُسے بھی میں سمجھا۔

میں اس کی جلد بازی اور تمہاری تاخیر دونوں کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھتا ہوں اُس کی جلد بازی نے تو اُسے جنت الفردوس پہنچا دیا۔ رہی تمہاری تاخیر اور ڈھیل اُس سے یہ فائدہ ہوا کہ جب تمھیں کوئی موقع ہمدست ہوا تم نے اُسے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور جب انسان کسی موقع کو اس لیئے چھوڑ دے کہ وہ اس سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتا۔ یہ تدبر او راحتیاط ہے۔ تمھارا طرز عمل قرین صواب ہے۔ تم خوب لڑے۔ تم نے میرے احکام کی پوری تعمیل کی۔ میرے نزدیک تم اُن لوگوں میں ہو جنکی بات کو سنا جائے۔ اُسے مانا جائے اور اُن کی خیر خواہی پر اعتماد کیا جائے۔

میں تمھارے پاس حیان بن ابجر کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمھارا علاج کریں۔ دو ہزار درہم میں نے تمھیں بھیجے ہیں انھیں تم اپنی ضروریات اور دوسرے غیر معمولی اخراجات میں خرچ کرو۔ والسلام۔

چنانچہ حیان بن ابجر (بنی فراس سے، (جو داغ دیکر یا دوسرے طریقے سے علاج کیا کرتے تھے،) خزل کے پاس آئے اور اُس کا علاج کرنے لگے۔

عبداللہ بن ابی عصیفیر نے بھی خزل کو ایک ہزار درہم بھیجے۔ خود عیادت کرنے جاتا تھا علاوہ ازیں تحفے تحائف بھی بھیجا کرتا تھا۔

اب شبیب مدائن پہنچا۔ مگر یہاں آکر اسے معلوم ہوا کہ باشندوں اور شہر پر کسی طرح اُس کا دسترس نہیں ہو سکتا اس لیے مدائن سے کوفہ کی سمت چلا۔ کرخ پہنچا دریائے دجلہ کو عبور کر کے کرخ آیا شبیب خود کرخ ہی میں مقیم تھا کہ اُس نے بغداد کے بازار والوں کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ اطمینان سے کاروبار کرتے رہو تمھیں آنچ تک نہیں آئیگی۔ اس اطمینان دلانے کی وجہ یہ تھی کہ شبیب کو خبر پہنچی تھی کہ بازار والے اُس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا غارتگری کرے۔

سوید جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اُس نے بنی حزینۃ اور بنی سلیم کے مکانات کو اپنے اور اپنے ساتھیوں کی پشت پر چھوڑا۔

شام کے وقت شبیب نے اُن پر نہایت شدید حملہ کیا مگر اُسے کوئی کامیابی

کیا۔ سوید نے بھی اوس کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ برابر لگا ہوا چلا آیا۔ یہاں تک کہ شبیب کوفے کے مکانات پر حملہ کرنا شروع کی تمام آبادی قطع کر کے حیرہ پہنچا۔ سوید بھی اوس کے تعاقب میں حیرہ آیا۔ مگر یہاں آکر حاصل نہیں ہوئی۔ اب شبیب نے حیرہ کی طرف رخ کر کے کوفے کے مکانات پر حملہ کرنا شروع اوس نے دیکھا کہ شبیب نے جاتے جاتے پل توڑ ڈالا ہے۔ اس لئے اوس نے شبیب کا تعاقب چھوڑ دیا اور صبح تک وہاں ٹھہرا رہا۔

حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ تم شبیب کے پیچھے جاؤ۔ یہ اوس کے تعاقب میں چلا۔ مگر شبیب وہاں سے نکل آیا اور دریائے فرات کے نیچے کے علاقے میں اوس کا ہم قوم جو ملتا اوسے لوٹ لیتا۔

مقام خفان کی پشت پر سے اوس نے صحرا سے ایک اور پہاڑی علاقے کی طرف جسکا نام غلطہ تھا چڑھنا شروع کیا۔ یہاں بنی ورثہ کے کچھ لوگوں سے اوس کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ شبیب نے اون پر حملہ کیا اور اونھیں مجبور کر دیا کہ وہ زمین کے گڑھوں میں پناہ لیں۔ یہاں سے اونھوں نے شبیب اور اوس کی فوج والوں پر چکی کے سخت پتھر جو اون کے چاروں طرف پڑے ہوئے تھے برسانے شروع کئے۔

آخرکار یہ پتھر کب تک چلتے ختم ہو گئے۔ شبیب نے انھیں جا لیا اور اون میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس میں حنظلہ بن مالک۔ مالک بن حنظلہ اور حمران بن مالک بھی تھے۔ یہ سب قبیلۂ بنی ورثہ سے تھے۔

اب شبیب اپنے ہی خاندان والوں اور یک جدی عزیزوں پر غارتگری کرنے کیلئے لصف پہنچا۔ (لصف اوس کے قبیلے کا چشمہ ہے) یہ چشمہ فزر بن الاسود کے جو صلب کی اولاد میں سے تھا زیر نگیں تھا۔ اور یہ وہی شخص تھا جو شبیب کو اوس کے اس طرز عمل سے روکتا تھا اور اس بات سے منع کرتا تھا کہ وہ خود اپنے ہی قبیلے اور قریبی عزیزوں پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

شبیب کو اوس کی نصیحت بہت ناگوار گزرتی اور کہا کرتا تھا کہ بخدا اگر سات سوار بھی میرے زیر اقتدار ہوئے تو میں فزر پر ضرور غارت گری کرونگا۔

جب اُس مقام پر شبیب نے حملہ کیا تو پوچھا کہ فزر کہاں ہے۔ فزر نے اپنے آپ کو اوس سے بچا لیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے پیچھے

کوئی خارجی مکانات کی اوٹ ہونے کی وجہ سے گھوڑا نہ دوڑا سکا اوس نے جنگل کا راستہ لیا۔
تمام لوگ شبیب سے خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے۔ اس لئے یہ واپس آیا۔
شبیب نے تمام مفصلات کے لوگوں میں اپنی دہشت بٹھادی۔ مقام قطقطانہ پر حملہ کیا۔ پھر مقاتل کے محل پر دھاوا بولا۔ وہاں سے دریائے فرات کے کنارے پر جو علاقہ تھا اوس پر جھپٹا۔ یہاں سے حماصہ اور انبار ہوتا ہوا دقوقا میں گھس آیا۔ اور یہاں سے آذربیجان کے ملحقہ علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔
حجاج نے اوس کا خیال چھوڑ دیا۔ اور کوفے پر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا قایم مقام بناکر خود بصرے چلا آیا۔
اس درمیان میں لوگوں کو شبیب کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا کہ اتنے میں ماذرواسپ یابل مہروذ کے زمیندار اور رئیس نے عروہ کو خط لکھا کہ انبار کے ایک تاجر نے جو میرے علاقے کا رہنے والا ہے مجھ سے آکر بیان کیا کہ شبیب کا ارادہ ہے کہ اس آئندہ ماہ کی ابتدائی تاریخوں میں وہ کوفہ میں گھس آئے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپکو اسکی اطلاع کردوں تاکہ آپ اوس کے متعلق کچھ سوچیں اس بیان کو ابھی ایک گھنٹے کا عرصہ نہ گزرا ہوگا کہ میرے دو خراج وصول کرنے والے ملازم آئے اور اونھوں نے بیان کیا کہ شبیب خانیجار پہنچ چکا ہے اور وہاں مقیم ہے۔
عروہ نے اس خط کو ایک دوسرے اپنے خط کے ساتھ منسلک کرکے فوراً حجاج کے پاس بصرے روانہ کیا حجاج اس خط کو پڑھتے ہی نہایت تیزی سے کوفے روانہ ہوا۔
دوسری جانب سے شبیب بڑھتے بڑھتے دجلہ کے کنارے ایک گاؤں میں آیا جسکا نام حربی تھا۔ اس مقام سے اوس نے دجلہ کو عبور کیا اور پوچھا کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کا نام حربی ہے۔
شبیب نے کہا حرب ہے۔ اسکی آگ سے تمھارے دشمن تاپیں گے اور حرب تمھیں اون کے مکانات کا قابض بنا دیگی۔ جو شخص واقف کار ہوتا ہے اور پرہیزگار ہوتا ہے وہ اچھی ہی فال لیا کرتا ہے۔
پھر شبیب نے اپنا جھنڈا بلند کیا اور اپنے ساتھیوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بڑھتے بڑھتے مقام عقرقوفا پر پڑاؤ کیا۔

سوید بن سلیم نے عرض کی اے امیر المومنین کاش آپ ہمیں اس منحوس نام والے گاؤں سے لیکر نہ گزرتے بلکہ کسی دوسرے راستے سے آتے۔

شبیب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی فال لی ہے۔ بخدا میں ہرگز اس مقام سے رخ نہ موڑوں گا بلکہ اس میں سے ہوکر دشمن کے مقابلے پر جاؤں گا۔ انشا اللہ اس کی نحوست تمہارے دشمنوں پر ہوگی۔ اسی موضع میں تم اون پر حملہ کرو اونھیں کو تباہی اور شکست نصیب ہوگی۔

اسکے بعد شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اے لوگو حجاج اس وقت کوفے میں نہیں ہے اور اب کوفے تک انشاء اللہ کوئی ہماری مزاحمت نہ کریگا اس لئے بڑھے چلو شبیب نہایت شتاب روی سے کوفے کی طرف چلا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حجاج سے پہلے کوفہ پہنچ جائے۔

دوسری جانب عروہ نے حجاج کو لکھا کہ شبیب نہایت سرعت سے کوفے پر بڑھا آرہا ہے اور قریب رہگیا ہے اس لئے آپ آنے میں بہت جلدی کیجئے۔

حجاج منزلوں کو جلد جلد طے کرتا ہوا چلا۔ دونوں چاہتے تھے کہ اپنے مقابل سے پہلے کوفے پہنچ جائیں۔

حجاج ظہر کے وقت کوفے میں داخل ہوگیا۔ اور شبیب نماز مغرب کے وقت سنجہ پہنچا یہاں اوس نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی۔ پھر کچھ تھوڑا بہت کھانا کھایا اور خارجی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر کوفے میں داخل ہوئے۔

شبیب بڑھتا ہوا بازار تک پہنچا۔ پھر قلعے پر حملہ آور ہوا اور قصر کے دروازے کو گرز سے مارنا شروع کیا۔

ابو منذر کہتے ہیں کہ میں نے شبیب کے گرز کے نشان کو قصر کے دروازے پر دیکھا ہے۔ اوس کی ضرب نے دروازے میں بہت کچھ اثر کیا تھا۔

شبیب وہاں سے ہٹ کر چبوترہ پر کھڑا ہوا۔ اور یہ دو شعر پڑھے۔

وکان حافرھا بکل خمیلۃ - کیل یکیل بہ الشحیح المعدم

عبد دعی من ثمود اصلۃ - لا بل یقال ابو ابیھم یقدم

ترجمہ۔ گویا گھوڑیکا سُم جو نرم ریتیلی زمین پر پڑتا ہے وہ ایک پیمانہ ہے جس سے

بخیل اور فقیر آدمی وزن کرتا ہے۔ میرا مدمقابل ایک جھوٹے نسب کا مدعی غلام ہے۔ جسکی اصل ثمود سے ہے۔ نہیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ اون کا جد اعلیٰ یقدم تھا۔

اس کے بعد خارجی بڑی مسجد میں گھس آئے جس میں اکثر نمازی جمع رہتے تھے ان میں سے شبیب نے عقیل بن مصعب الوادی۔ عدی بن عمرو الثقفی اور ابولیث بن ابی سلیم عنبسہ بن ابی سفیان کے آزاد غلام کو قتل کر ڈالا۔

دوسرے خارجیوں نے ازہر بن عبداللہ العامری کو قتل کر ڈالا۔

خارجی حوشب کے مکان پر پہنچے۔ یہ پولیس کے افسر اعلیٰ تھے۔

خارجی ان کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ امیر حوشب کو بلا رہے ہیں حوشب کے غلام میمون نے خچر باہر نکالا تاکہ حوشب اوس پر سوار ہو کر جائیں۔ اس اثنا میں میمون نے بھانپ لیا کہ یہ دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں خارجیوں نے خیال کیا کہ اب یہ ہمارا بھانڈا پھوڑ دیگا۔

میمون نے چاہا کہ پھر مکان میں واپس چلا جائے مگر خارجیوں نے کہا کہ تم اوسوقت تک یہیں رہو جب تک کہ تمھارے آقا یہاں باہر نہ آجائیں۔

حوشب نے اس گفتگو کو سنا اور سمجھ لیا کہ دشمن آگیا مگر باہر نکل آیا جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت موجود ہے اوس نے یقین کر لیا کہ ضرور یہ دشمن ہیں اور پلٹکر جانے لگا خارجی اوس کی جانب لپکے مگر وہ گھر میں گھس گیا اور اوس نے دروازہ بند کر لیا۔

خارجیوں نے اوس کے غلام میمون کو قتل کر ڈالا۔ اوس کے خچر پر قبضہ کر لیا اور اب خارجی جحاف بن نبیط الشیبانی کے پاس جو کہ حوشب کے خاندان سے تھا پہنچے۔

سوید نے اُس سے کہا کہ یہاں اوتر کر آؤ۔ جحاف نے کہا میرے آنے سے تمھیں فائدہ۔ سوید نے کہا اوس جوان اونٹنی کی قیمت ادا کرنا چاہتا ہوں جو میں نے آپ سے فلاں علاقے میں خریدی تھی۔

جحاف نے کہا واہ اچھے وقت قیمت ادا کرنے آئے۔ کیا یہی وقت اور جگہ ادائی کے لیے رہ گئی تھی کیا ایسے وقت میں جبکہ رات اندھیاری اور تم گھوڑے کی پشت پر ہو اوس امانت کی ادائی کرنی تھی اے سوید اللہ اوس ملت کا برا کرے جسکی تکمیل اور اصلاح بغیر عزیزوں کے قتل اور اپنی ہی قوم کے خون بہانے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

یہاں سے پلٹ کر خارجی مسجد بنی ذہل پر پہنچے یہاں انھوں نے ذہل بن الحارث کو دیکھا یہ اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور عادت تھی کہ بہت لانبی نماز پڑھتے تھے جب یہ اپنے گھر واپس جانے لگے خارجیوں نے انھیں جالیا اور حملہ کیا کہ ان‌ھیں قتل کر ڈالیں۔

ذہل نے کہا اے خداوندا ان لوگوں کے ظلم اور جہل کی میں تجھسے شکایت کرتا ہوں اے خداوندا میں کمزور ہوں۔ اون کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ تو اون سے میرا بدلہ لے مگر اسپر خارجیوں نے اون پر وار کیے اور قتل کر ڈالا۔ پھر کوفہ سے نکلکر مردمہ کی سمت روانہ ہوئے۔

نضر بن قعقاع بن شور الذہلی اور اوس کی ماں ناجیہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی الشیبانی شبیب کے سامنے آئے۔ جب نضر سامنے آیا تو شبیب نے اوسے بہت گھور کر غور سے دیکھا۔ نضر نے کہا السلام علیک ایہا الامیر ورحمۃ اللہ اس پر سعید نے فوراً کہا۔ افسوس ہے تجھ پر امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کر۔ پھر نضر نے "امیر المومنین کہا" خارجی کوفہ سے باہر نکل آئے اور مردمہ کی سمت روانہ ہو گئے۔

حجاج نے حکم دیا کہ ایک اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ منادی نے اعلان کیا کہ اے اللہ کے سوارو۔ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ اور تمھیں خوش خبری ہو اسوقت خود حجاج قلعے کے دروازے پر موجود تھا۔ اوس کے پاس ایک غلام بھی کھڑا ہوا تھا جسکے ہاتھ میں چراغ تھا۔

سب سے پہلے عثمان بن قطن بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصّہ آزاد غلاموں۔ اور اپنے خاندان اور قبیلے کی ایک معتدبہ جماعت کے ساتھ آموجود ہوا۔ اوس نے کہا کہ امیر سے اطلاع کر دی جائے کہ عثمان حاضر ہے۔ جو حکم ہو اوسکی تعمیل کی جائے۔

اوس غلام نے جو چراغ لیے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپ ابھی اپنی جگہ پر ٹھیریں اور امیر کی ہدایت کے منتظر رہیں۔

اب ہر جانب سے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ عثمان نے تمام رات اون لوگوں کے ساتھ جو جمع ہو گئے تھے اوسی مقام پر بسر کی۔

پھر حجاج نے بشر بن غالب الاسدی (بنی والبہ) کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور زایدہ بن قدامۃ الثقفی کو دو ہزار فوج کے ساتھ۔ ابو الضریس بنی تمیم کے آزاد غلام کو یکہزار آزاد غلاموں کے ساتھ اور اعین کو جو حمام اعین کا مالک اور بشر بن مروان کا آزاد غلام تھا ایک ہزار فوج کے ساتھ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

عبدالملک نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو سجستان کا ناظم مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ اور اسکے لیے باقاعدہ وثیقہ بھی لکھدیا تھا۔ اس طرح حجاج کو یہ خط لکھا تھا۔

"حمد و ثنا کے بعد جب محمد بن موسیٰ تمھارے پاس پہنچے۔ اون کے ہمراہ سجستان جانے کے لیے دو ہزار فوج کا بندوبست کر دینا اور انھیں جلدی روانہ کر دینا

عبدالملک نے محمد بن موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ تم حجاج سے خط و کتابت کرتے رہنا۔ جب محمد بن موسیٰ آئے تو حجاج نے اوس فوج کی تیاری اور درستی میں جو اون کے ہمراہ جانے والی تھی دیر لگانی شروع کی۔

محمد کے دوستوں نے اوسے سمجھایا کہ آپ توجہ مہربانی کر کے فوراً اپنی منزل مقصود کو جائیے اور اپنی ذمہ دار خدمت کا جائزہ لیجیے۔ کیونکہ معلوم نہیں حجاج کا اس جنگ میں کیا حشر ہو۔

مگر محمد بدستور مقیم رہا اور شبیب کے مقابلے کا جو واقعہ پیش آیا وہ اوس کے سامنے پیش آیا اسکے بعد حجاج نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ سے کہا کہ تم شبیب اور خارجیوں سے لڑلو اور پھر اپنی منزل مقصود کو چلے جانا۔

حجاج نے اون امرا کے ساتھ جو شبیب کے تعاقب میں بھیجے گئے تھے۔ عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر بن کریز القرشی اور زیاد بن عمرو العتکی کو بھی بھیجدیا۔

شبیب کوفہ سے نکلکر مردمہ پہنچا۔ یہاں خراج وصول کرنے کے لیے ایک حضرموت کا باشندہ ناجیہ بن مرثد الحضرمی نامی مقرر تھا۔ یہ شخص ڈر کر حمام میں چھپ گیا۔ شبیب وہاں پہنچا حمام سے اوسے باہر نکالا اور قتل کر ڈالا۔

نضر بن قعقاع بن شور شبیب کے سامنے آیا۔ یہ شخص حجاج کے ہمراہ تھا جب حجاج بصرے سے آرہا تھا مگر جب حجاج نے نہایت سرعت سے کئی کئی منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرنا شروع کیا تو اسے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

جب شبیب نے اُسے دیکھا اور اُس کے ساتھ جمعیت بھی دیکھی پہچان گیا اور اُس سے کہا اے نضر بن قعقاع صرف خدا ہی کا حکم نافذ ہے۔ اُس کے اس کہنے سے مطلب یہ تھا کہ وہ نضر کو (بطور خود) راہ راست پر آنیکی ہدایت کرنا چاہتا تھا نضر اس جملہ کے مفہوم کو نہ سمجھا۔ اور اُس نے جواب دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس پر شبیب کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اس کہنے سے اُس نے یہ سمجھا کہ آپ اُسے اپنے مذہب کی تلقین کر رہے ہیں پھر کیا تھا سب نے اُس پر حملہ کردیا اور قتل کر ڈالا۔

یہ تمام سردار دریائے فرات کے نیچے کے علاقہ میں جمع ہوئے۔ مگر اب شبیب نے اپنا رخ ہی بدل دیا اور بجائے اسکے کہ وہ ان سرداروں کی طرف آتا اس نے حاو سیہ کا رخ کیا۔

حجاج نے زحر بن قیس کو اٹھارہ سو منتخب شہسواروں کے ساتھ شبیب کے تعاقب کا حکم دیا اور کہدیا کہ جہاں کہیں تم اسے پاؤ اسکو فوراً حملہ کردینا۔ البتہ اگر وہ اپنی راہ چلا جائے تم اُس کا تعاقب نہ کرنا بلکہ جب تک وہ تم پر پلٹ کر خود حملہ آور نہ ہو تم اُس سے مزاحم نہ ہونا۔ اور اگر وہ کسی مقام پر پڑاؤ کر دے اور تمہارے مقابلے پر جما رہے تو تم بھی اُس جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ تم اُس سے دو دو ہاتھ نہ کر لو۔

زحر اس مہم پر روانہ ہوا سیلحین پہنچا۔ شبیب کو بھی معلوم ہوا کہ زحر میرے مقابلے کے لئے آرہا ہے اس نے بھی اسی طرف کوچ کیا۔ غرض کہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں آگئے۔

زحر نے اپنے میمنہ پر عبداللہ بن کناز النہدی کو مقرر کیا جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا۔ اور اپنے میسرہ پر عدی بن عمیرۃ الکندی ثم الشیبانی کو مقرر کیا۔

شبیب نے بھی اپنے تمام سواروں کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ ایک دم سے مجتمع حالت میں دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ وہ اپنے سواروں کو لیکر دشمن کی صف پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا آندھی کی طرح چلا۔ اور تھوڑی دیر تک۔ اودھر ادھر کا وہ دینے کے بعد

زحر بن قیس تک پہنچ گیا۔

زحر گھوڑے سے اوتر پڑا۔ لڑا اور زخم کھا کر گر پڑا۔ اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی خارجیوں نے سمجھا کہ ہم نے اُسے قتل کر دیا۔ مگر جب صبح ہوئی اور اُسے سردی محسوس ہوئی۔ اٹھا اور خود اپنے پیروں چلکر ایک گاؤں میں آیا۔ یہاں اُس نے رات بسر کی اور پھر یہاں سے اسے لوگ کوفہ لے گئے۔ اس کے چہرے اور سر پر تلوار اور نیزوں کے سترہ اٹھارہ زخم آئے تھے۔ کچھ عرصہ تک اپنی جائے قیام سے نہیں ہلا۔ پھر حجاج کے پاس آیا اور تمام چہرہ اور زخموں پر روئی کے پھوئے رکھے ہوئے تھے۔ حجاج نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور جو لوگ اُس وقت اُس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنھیں مخاطب کر کے کہا جس کسی کو ایک جنتی کے دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہو جو چلتا پھرتا بھی ہے حالانکہ وہ شہید ہے۔ اُسے چاہئے کہ وہ زحر بن قیس کو دیکھ لے۔

چونکہ شبیب کے ساتھیوں کو اپنی جگہ پر یہ خیال تھا کہ ہم نے زحر کو قتل کر دیا ہے اس لئے انھوں نے شبیب سے کہا کہ ہم نے دشمن کے لشکر کو شکست دی۔ ان کے ایک بڑے سردار کو قتل کر دیا اس لئے اب بہتر یہ ہے کہ اپنی عزت آبرو کو بچا کر آپ ہمیں یہاں سے کسی دوسری طرف لے چلئے۔

شبیب نے کہا کہ ہم نے چونکہ اس امیر کو قتل کیا اور اس لشکر کو شکست دی اس لئے وہ تمام سردار اور فوج جو تمھاری تلاش میں بھیجی گئی تھی تم سے مرعوب ہے اب تم میرے ساتھ اُن کے طرف بڑھو بجلا اگر ہم نے اُنھیں قتل کر لیا تو انشاء اللہ حجاج کے قتل کرنے اور کوفہ پر قبضہ کرنے میں اب کوئی شے ہماری سدّ راہ نہ ہوگی۔

سب نے کہا کہ اب ہم آپ کی رائے پر چلنے اور اس پر عمل پیرا ہونیکے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔ ہم آپ کی مرضی پر ہیں۔ جیسا آپ کہینگے ویسا ہم کرینگے۔

شبیب نے سب کو لیکر تیزی سے کوچ شروع کیا نجران پہنچا۔ (یہ نجران وہ ہے جو عین التمر کے اطراف میں کوفہ کے قریب واقع ہے)

یہاں آکر اس نے دشمن کی نقل و حرکت دریافت کی، معلوم ہوا کہ مقام روذبار

واقعہ زیرین فرات علاقہ بھقباذ اسفل میں جو کوفہ سے چودہ فرسخ کے فاصلے پر ہے تمام سردار جمع ہو رہے ہیں۔

حجاج کو بھی خبر ہو گئی کہ شبیب اُن سواروں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے عبدالرحمن بن الغرق ابن ابی عقیل کے آزاد غلام کو جسکی حجاج بہت تکریم و تعظیم کیا کرتا تھا حکم دیا کہ تم ان سرداروں کے پاس جا کر انھیں مطلع کر دو کہ خارجی تمھاری طرف بڑھے آرہے ہیں اور یہ بھی کہدینا کہ اگر ایک ہی جنگ میں تم سب جمع ہو جاؤ تو زایدہ بن قدامہ تم سب کے سردار ہونگے۔

ابن الغرق آیا۔ جو پیام تھا وہ پہنچا دیا اور پھر واپس چلا گیا۔

غرض کہ شبیب اس جرار فوج تک پہنچا جس میں سات سردار تھے اور زایدہ بن قدامہ سب کے افسر اعلیٰ تھے۔

ہر سردار نے اپنی اپنی جمعیت کو علٰحدہ علٰحدہ ترتیب دیا تھا۔ میمنہ پر زیاد ابن عمرو العتکی اور میسرہ پر بشر بن غالب الاسدی سردار تھا۔ ہر سردار اپنے دستۂ فوج میں ایستادہ تھا۔

اب شبیب بھی اس موقع پر پہنچا۔ ایک ایسے ٹیلے پر چڑھکر کھڑا ہوا جہاں سے وہ اپنے مقابل کی فوج کو دیکھ سکتا تھا۔

شبیب ایک کمیت رنگ کے گھوڑے پر جسکی پیشانی پر سفید داغ تھا سوار تھا شبیب نے اپنے دشمن کی ترتیب و آراستگی کو دیکھا۔ پھر اپنی فوج میں چلا گیا۔

اب شبیب اپنی فوج کو تین دستوں میں منقسم کر کے تیزی سے حملہ آور ہوا۔ اور اہل کوفہ کی فوج کے قریب آگیا۔ وہ دستہ جو سوید بن سلیم کی زیر قیادت تھا۔ سامنے سے گزر کر اہل کوفہ کے میمنہ کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ اور وہ دستہ جسکی کمان مصاد کر رہا تھا وہ بھی اسی طرح اہل کوفہ کے میسرہ کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ خود شبیب اپنے دستے کے ساتھ اس فوج کے قلب کے مقابلے میں صف آرا ہوا۔

زائدہ بن قدامہ اپنی فوج میں میسرہ سے میمنہ تک جاتے تھے اور لوگوں کو جنگ میں ثابت قدم رہنے کی تحریص دلاتے تھے۔ کہتے تھے اے اللہ کے بندو۔ تم پاک ہو اور تمہاری تعداد بھی کثیر ہے یہ ناپاک مٹھی بھر آدمی تمہارے مقابل ہوئے ہیں۔

خدا کرے وہ تم پر سے قربان ہونے کے لئے بنائے گئے ہوں ۔ تم دو یا تین حملوں میں ثابت قدم رہو اور پھر اون پر جوابی حملہ کرو فتح سامنے ہے ۔ اور یقینی ہے ۔ آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ اونکی تعداد دو سو بھی نہ ہوگی ۔ وہ صرف ایک حلے کے ہیں وہ چور ہیں صراط مستقیم سے نکل گئے ہیں ۔ تم پر اسلئے حملہ آور ہوئے ہیں کہ تمہارا خون بہائیں ۔ تمہاری مالگزاری کو وصول کرلیں ۔ اس لئے کسی شے کے حاصل کرنے میں وہ اس قدر طاقتور نہ ہوں گے جس قدر کے تم اوس کی مدافعت کرنے کی حالت میں ہوگے ۔ اون کی تعداد کم ہے ۔ تمہاری زیادہ ہے وہ ایک ہی خاص فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ تم اہل جماعت ہو ۔ اپنی آنکھیں بند کرلو اور نیزے لیکر اون پر ٹوٹ پڑو ۔ مگر ابھی جب تک میں حکم نہ دوں حملہ نہ کرنا ۔ یہ کہکر زاید پھر اپنی جگہ واپس چلے گئے ۔

جنگ شروع ہوگئی ۔ سوید نے زیاد بن عمرو پر حملہ کیا ۔ اون کی صفیں درہم برہم ہوگئیں ۔ مگر زیاد اپنی نصف جماعت کے ساتھ اپنی جگہ ڈٹا رہا ۔ سوید تھوڑی دیر کے لئے ہٹ گیا اور پھر دوبارہ حملہ آور ہوا اور دونوں فریق تھوڑی دیر تک نیزہ زنی کرتے رہے فردہ بن لقیط جو خود اس جنگ میں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ ہم نے تھوڑی دیر نیزہ زنی کی مگر اہل کوفہ برابر ہمارے مقابلے میں جمے رہے میں نے خیال کیا کہ یہ اپنی جگہ سے نہ ہٹینگے ۔ زیاد بن عمرو نہایت دلیری سے لڑا اور خوب لڑا ۔ اپنے سواروں کے دل اپنی آواز سے بڑھاتا جاتا تھا اور برابر تلوار مارتا چلا جاتا تھا ۔ اور اسطرح بے جگری سے لڑ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سوید بن سلیم جیسا بہادر ترین عرب اور بڑا ہی سخت تلوریا بھی اوس روز اوس کے مقابلے سے کنائی کاٹ رہا تھا ۔ اور سامنے نہیں آتا تھا ۔

پھر ہم دوبارہ پیچھے ہٹ آئے ۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے دشمنوں کی صفیں درہم برہم ہو رہی ہیں ۔ اس پر خارجیوں نے شبیب سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا ہے آپ اون پر حملہ آور ہوں ۔

شبیب نے کہا ذرا ٹھہرو اونھیں اپنی اپنی جگہ سے ہٹ جانے دو اون کے پاؤں اوکھڑنے دو ۔ خارجی تھوڑی دیر تو خاموش رہے اور سہ بارہ حملہ آور ہوئے ۔

اہل کوفہ شکست کھا کر بھاگے ۔ میں نے زیاد بن عمرو کو دیکھا کہ وہ برابر تلوار مار رہا ہے مگر جو تلوار اوس پر پڑتی تھی اوچٹ جاتی تھی اور کچھ کارگر نہیں ہوتی تھی حالانکہ اوس نے

اپنی زرہ بھی اُتار کر اپنے گھوڑے کی زین پر رکھدی تھی۔
میں نے دیکھا کہ بیس تلواریں اُس پر پڑیں مگر اُس کا بال تک بیکانہ ہوا۔ مگر آخرکار یہ یہ بھی بھاگا۔ کچھ تھوڑا سا زخمی ہوگیا تھا مگر یہ واقعہ شام کا ہے پھر ہم نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کرکے اُسے بھی شکست دی۔ مگر آدمی کچھ زیادہ نہیں مارے اور شمشیر زنی بھی تھوڑی ہی دیر ہوئی مجھے یہ اطلاع ہوئی تھی کہ عبدالاعلیٰ بھی زخمی ہوا تھا۔ یہ بھی زیاد بن عمرو سے جاملا اور ان دونوں نے راہ فرار اختیار کی۔
مغرب کے وقت ہم محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے۔ اور اس سے بھی نہایت ہی شدید جنگ ہوئی مگر محمد اپنی جگہ جما رہا۔
شبیب کے بھائی مصاد نے بشر بن غالب پر جو اہل کوفہ کے میسرہ پر سردار تھا حملہ کیا۔ بشر نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اپنی جگہ جما رہا۔ آخرکار وہ اور اُس کے پچاس دوسرے بہادر اپنے گھوڑوں سے زمین پر اُتر پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے۔
ان مقتولین میں عروہ بن زہیر بن ناجذ الازدی بھی تھا۔ اس کی ماں کا نام زرارہ تھا اور یہ عورت بنی ازد ہی میں پیدا ہوئی تھی اس وجہ سے اس قبیلے کو بنی زرارہ بھی کہتے تھے۔
خارجیوں نے بشر کو قتل کر ڈالا۔ اُس کی فوج شکست کھا کر فرار ہوگئی۔ خارجی اب ابی الضریس بنی تمیم کے آزاد غلام پر جو بشر کے متصل ہی تھا ٹوٹ پڑے اور اُسے پیچھے ڈھکیل دیا۔ ابی الضریس اُس جگہ تک پیچھے ہٹا جہاں کہ اعین متعین تھا۔ خارجیوں نے ان دونوں پر حملہ کیا اور دونوں کو شکست دی اور انھیں دبائے ہوئے زایدہ بن قدامہ تک پہنچ گئے۔
جب خارجی زایدہ تک پہنچ گئے زایدہ زمین پر اُتر پڑے اور پکارنے لگے اے مسلمانوں اپنی جگہ ڈٹے رہو اور میرے پاس آؤ۔ تمھارے دشمن کافر ہیں۔ تم مومن ہو۔ اس لیے وہ تم سے زیادہ ثابت قدم نہیں ہوسکتے۔
زایدہ صبح ہونے تک خارجیوں سے لڑتے رہے۔ پھر شبیب نے اپنی فوج کے دستے کے ساتھ زایدہ پر حملہ کیا۔ زایدہ اور اُس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور تمام میدان ان بہادروں کی لاشوں سے پاٹ دیا۔

اُس شب کو زایدہ بلند آواز سے اپنی فوج والوں سے کہہ رہے تھے۔
اے لوگو اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رہنے کی ترغیب دلاؤ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (قرآن مجید)
اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کروگے اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔
غرض کہ زایدہ اس طرح سینہ سامنے کئے ہوئے برابر دشمنوں سے لڑتے رہے خوب جوہر شجاعت دکھائے اور آخر کار کام آئے۔
بیان کیا گیا ہے کہ ابو الصقر الشیبانی نے زایدہ کو قتل کیا تھا مگر اُس کے اس دعوے میں ایک دوسرے شخص فضل بن عامر نے حجت کی اور خود اُن کے قتل کا مدعی ہوا شبیب نے زایدہ کو قتل کر ڈالا۔ اور ابو الفریس اور اعین دونوں ایک زبردست قلعے میں جا گھسے۔ شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو کسی کو قتل نہ کرو بلکہ لوگوں کو بیعت کی دعوت دو۔ چنانچہ صبح کے وقت لوگوں کو بیعت کی دعوت دی گئی۔
عبد الرحمن بن جندب کہتے ہیں کہ میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو شبیب کے ہاتھ پر بیعت کرنے آئے تھے۔ شبیب اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اُس کے تمام دوسرے سوار اُس کے سامنے ایستادہ تھے جو کوئی بیعت کرنے آتا اُس کے شانے سے تلوار اُتار لی جاتی۔ اُس کے اور ہتھیار بھی لے لئے جاتے پھر وہ شبیب کے قریب پہنچتا اور امیر المومنین کے لقب سے اُسے مخاطب کرتا۔ اس کے بعد اُسے جانے کی اجازت ہو جاتی اور کوئی تعارض اُس سے نہ کیا جاتا۔
ابھی بس بیعت کرنے ہی گیا تھا کہ صبح ہو گئی۔ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ معرکہ کار زار کے انتہائی کنارے پر اب تک اپنی جگہ جمے ہوئے تھے جب صبح ہوئی اُن کے حکم سے موذن نے اذاں دی۔ شبیب نے اذاں کی آواز سنکر پوچھا کہ یہ کیا ہے کسی نے جواب دیا کہ یہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ ہے جو اب تک اپنی جگہ پر جما ہوا ہے۔
شبیب نے کہا ہاں میرا بھی یہی خیال تھا کہ اُس کی حماقت اور تکبر ضرور

اُسے مجبور کرے گا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اچھا ان لوگوں کو ہم سے علیحدہ لیجاؤ
گھوڑوں سے اتر پڑو تاکہ نماز پڑھ لیں۔
شبیب گھوڑے سے اتر پڑا۔ خود ہی اذان دی پھر آگے بڑھا اور اپنے
ساتھیوں کو نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورۂ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ اور دوسری میں
ارأیت الذی یکذب بالدین تلاوت کی اور سلام پھیرا۔ پھر سب کے سب گھوڑوں پر
سوار ہوئے۔ محمد پر حملہ آور ہوئے۔ کچھ لوگ میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور کچھ لوگ
اپنی جگہ جمے رہے۔
فروہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے محمد پر حملہ کیا اور چاروں طرف
سے اُسے گھیر لیا وہ برابر شمشیر زنی کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ الم
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون ولقد
فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین
ترجمہ الم۔ کیا لوگوں کا یہ گمان ہے کہ اُنھیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ
ہم ایمان لائے ہیں اور حالانکہ اُنھیں کسی مصیبت میں امتحان کے لئے نہیں
بھیجا گیا ہم نے اُن سے اگلے لوگوں کو اس لئے مصیبت میں ڈالا تاکہ اللہ کو
معلوم ہو جائے کہ کون اپنے ایمان میں سچا اور کون جھوٹا ہے۔
محمد شمشیر زنی کرتا ہوا مارا گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا ہے کہ
شبیب ہی نے اُسے قتل کیا تھا اس کے بعد ہم اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور
محمد کے قیامگاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔
جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُن میں سے اب کوئی بھی باقی
نہیں رہا تھا سب بھاگ گئے تھے۔
محمد بن موسیٰ بن طلحہ کے متعلق جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے یہ ابو مخنف کی
روایت ہے اُن کے علاوہ اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ جب عبد الملک بن
مروان نے محمد بن موسیٰ کو سجستان کا حاکم مقرر کیا۔ حجاج نے محمد کو لکھا کہ جس جس
مقامات سے آپ کا گزر ہو اُن سب پر آپ ہی حاکم ہیں۔ البتہ شبیب آپ کے
راستے میں ہے۔

محمد بن موسیٰ شبیب کی طرف پلٹا۔ شبیب نے اُس سے کہلا بھیجا کہ تمھیں دھوکا دیا گیا ہے۔ تمھاری آڑ میں حجاج نے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔ تم میرے پڑوسی ہو تمھارا مجھ پر حق ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ جو احکام آپ کو ملے ہیں اُن کے مطابق آپ اپنی منزل مقصود کو چلے جائیے۔ اور میں تم سے خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ تمھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

مگر محمد ایسی باتوں پر کب کان دھرتا اسی ضد پر اڑا رہا کہ میں تو شبیب سے لڑوں گا۔ شبیب نے ٹالنا چاہا اور پھر دوبارہ قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ تم مجھ سے مت لڑو مگر اس بار بھی اُس نے نہ مانا اور وعوت وہی کہ میں تم سے مبارزت[1] کرنا چاہتا ہوں۔ بطین قعنب اور سوید یکے بعد دیگرے مقابلہ کے لئے بڑھے مگر محمد بن موسیٰ نے کہا کہ میں صرف شبیب ہی سے تنہا لڑنا چاہتا ہوں۔

ان لوگوں نے شبیب سے کہا کہ وہ ہم سے تو لڑنا نہیں چاہتا آپ ہی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔

شبیب نے کہا خیر۔ کیا ہرج ہے وہ اشراف ہے بہر حال شبیب مقابلہ کے لئے محمد بن موسیٰ کی طرف بڑھا اور اُس سے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرا خون بہانا میرے لئے حرام ہے۔ تجھے میرا حق ہمسائگی حاصل ہے۔ محمد نے اب بھی نہ مانا اور اس پر اڑا رہا کہ میں تو لڑوں گا۔

غرض کہ اب شبیب نے اُس پر حملہ کیا اور ایک گرز سے جس کی شام پر بارہ رطل لوہا لگا ہوا تھا اُس کے سر پر ایسی شدید ضرب لگائی کہ خود کے ٹکڑے ہو گئے اور سر بھی پاش پاش ہو گیا۔ اور محمد مردہ گر پڑا۔

شبیب نے باقاعدہ اُس کی تجہیز و تکفین کی۔ اُس کے لشکر گاہ سے جو مال و متاع اُس کے ہاتھ آیا تھا۔ اُس کی قیمت لگا کر اُس کے اہل و عیال کو بھیجدی اور اپنے ساتھیوں سے یہ معذرت کی کہ چونکہ محمد بن موسیٰ کوفہ میں میرا ہمسایہ تھا اس لئے یہ میرا فرض ہے کہ جو کچھ غنیمت میرے ہاتھ آئی ہے میں اُسے اُس کے ورثا کو دیدوں۔

اس سے پہلے محمد بن موسیٰ عمر بن عبید اللہ بن معمر کے ہمراہ فارس میں تھا

[1] مبارزت۔ یا جنگ جس میں ایک شخص صرف ایک کا مقابل ہوتا ہے۔ مترجم۔

اور اُس کے ساتھ ابو فدیک کے مقابلہ میں اُس کے میمنہ کا سردار تھا۔ اُس جنگ میں اُس نے اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے شہرت اور ناموری حاصل کی تھی۔ عمر بن عبید اللہ نے اپنی بیٹی ام عثمان اُس کے نکاح میں دیدی تھی۔ عبدالملک اس کا بہنوئی تھا۔

جب عبدالملک نے اسے سجستان کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ کوفہ آیا یہاں کسی نے حجاج سے کہا کہ اگر یہ شخص جو اس قدر بہادر اور پھر عبدالملک کا سالہ بھی ہے سجستان چلا گیا۔ اور پھر اُس کے پاس اگر کسی ایسے شخص نے پناہ لی جس کی تمھیں تلاش ہو تو یہ ہرگز اُس شخص کو تمھارے حوالے نہیں کریگا۔

حجاج نے کہا اچھا پھر کیا کیا جائے مشورہ دیا گیا کہ تم خود اُس سے ملنے جاؤ سلام کرو۔ اُس کی شجاعت و بسالت کی تعریف و توصیف کرو اور کہو کہ شبیب آپ کے راستے میں ہے میرا تو اُس نے ناک میں دم کر دیا ہے مجھ سے اب کچھ نہیں ہو سکتا اب صرف آپ ہی سے میری تمام امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے اس کی طرف سے مطمئن کر دیگا۔ یہ کارنامہ آپ کی شہرت میں چار چاند لگا دیگا۔

یہ بات محمد کے سمجھ میں آگئی۔ شبیب کی طرف مڑا۔ شبیب اُس سے دوچار ہوا اور کہنے لگا کہ میں حجاج کی چال کو سمجھ گیا ہوں۔ اُس نے تمھیں دھوکا دیا ہے اور اس طرح اُس نے تمھاری آڑ میں اپنے آپ کو بچایا ہے اور میں گویا تمھارے ساتھیوں کے ہمراہ ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جب طرفین میں مقابلہ ہوگا۔ یہ تمھیں چھوڑ دیں گے اور تم بھی اوروں کے ساتھ مارے جاؤ گے میری بات مانو اور اپنا راستہ لو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمھاری جان ضایع ہو۔

مگر محمد نے ایک نہ سنی۔ شبیب نے اُس سے تنہا جنگ کی اور قتل کر ڈالا۔

اُس رات میں جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُن میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری بھی تھے شبیب نے کہا کہ کیا تم ابو بردہ نہیں ہو اُس نے کہا ہاں۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میرے دوستو اس کا باپ منجملہ

دو سرپنچوں[1] کے تھا۔
سب نے کہا کہ کیوں نہ اسے قتل کر ڈالیں شبیب نے کہا کہ اس کے باپ نے جو کچھ کیا تھا اُس کا یہ ذمہ دار نہیں۔ سب نے کہا بیشک آپ کا فرمانا درست ہے صبح کے وقت شبیب اُس قلعے کی طرف بڑھا جس میں ابو الضریس اور اعین شاکری تھے انھوں نے شبیب پر تیر برسائے اور قلعہ بند ہو گئے۔

شبیب اُس روز تمام دن وہاں قیام کر کے اُنھیں چھوڑ کر چلتا ہوا اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب کوفہ تک راستہ صاف ہے کوئی مزاحم نہیں۔ شبیب نے نظر جو دوڑائی تو دیکھا کہ اُس کے ساتھی روانہ ہو گئے ہیں شبیب نے کہا کہ جو کچھ ابھی تمھیں کرنا باقی ہے وہ اُس سے بہت زیادہ ہے جو اب تک تم کر چکے ہو۔

غرض کہ یہ اُنھیں لے کر نفر۔ صراۃ۔ اور بغداد پہ دھاوے کرتا ہوا خانجار آیا اور یہاں ٹھہر گیا

جب حجاج کو معلوم ہوا کہ شبیب نفر کی جانب بڑھا ہے اُس نے خیال کیا کہ اُس کا ارادہ مداین پر حملہ کرنے کا ہے جو کوفہ کا دروازہ ہے اور جو شخص مداین پہ قبضہ کر لے گا۔ تو کوفہ کا بیشتر علاقہ اُس کے قبضۂ اقتدار میں آ جائے گا اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی اُس نے عثمان بن قطن کو بلایا اور مداین جانے کا حکم دیا اور کہا کہ خطبہ اور نماز پڑھانے کا بھی تم ہی کو حق ہے۔ تمام علاقہ جوخی اور استان کا خراج سب تمھارے لئے ہے۔

عثمان روانہ ہوا۔ تیزی سے منزلوں کو طے کرتا ہوا مداین پہنچا۔ حجاج نے عبداللہ بن ابی عصیفیر حاکم مداین کو موقوف کر دیا۔ جزل بھی کئی ماہ سے یہاں مقیم تھا اور اپنے زخموں کا علاج کرا رہا تھا ابن ابی عصیفیر جزل کی عیادت کو آتا تھا اور بہت کچھ سلوک کرتا رہتا تھا جب عثمان مداین آیا اس نے اُس کی

---

[1] جنگ صفین کے بعد ابو موسی الاشعری اور عمرو بن العاص حضرت علی رضہ اور امیر معاویہ رضہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنائے گئے تھے۔

خبر گیری کی اور نہ کبھی ملنے ہی جاتا تھا اور نہ کبھی سوغات بھیجا۔

اس پہ جنرل نے کہا اے اللہ تو ابن ابی عصیفیر کی سخاوت و شرافت میں دن دونی رات چوگنی ترقی دے اور عثمان بن قطن کے بخل میں اضافہ ہو۔

حجاج نے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کو بلایا اور حکم دیا کہ فوج کا انتخاب کرلو اور اس دشمن کے تعاقب میں جاؤ۔ چھ ہزار شہسوار منتخب کرلو چنانچہ عبد الرحمن نے شہسواروں اور ان کے سرداروں کو منتخب کرلیا اور اپنی قوم کے بھی چھ سو کندی اور حضرمی بہادر چنے۔

حجاج نے عبد الرحمن کو مشورہ دیا کہ ایک جگہ فوج کو جمع کر کے اس کی ترتیب کرلو۔ عبد الرحمن نے مقام دیر عبد الرحمن پر لشکر آرائی شروع کی۔

جب حجاج نے ارادہ کیا کہ اب اس فوج کو روانہ کیا جائے اس نے حسب ذیل خط تمام فوج کے نام لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد تم نے ذلیل اور کمینے لوگوں کی سی عادت اختیار کی ہے جنگ میں تم نے پشت موڑی حالانکہ یہ کفار کا وتیرہ ہے۔

میں نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار تم سے درگزر کیا ہے مگر اب میں تم سے خدا کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اب کے پھر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں ایسی سخت سزا دوں گا اور ایسی مصیبت میں مبتلا کروں گا کہ جو تمہیں اس دشمن کے ہاتھوں بھی جن کے لئے تم وادیوں اور گھاٹیوں میں دریاؤں میں اور پہاڑوں میں بھاگتے پھرتے ہو تمہیں اٹھانی نہ پڑی ہو گی۔ جس شخص میں عقل ہوگی وہ تو اس تنبیہ سے متاثر ہو جائے گا اور اپنے خلاف کوئی موقعۂ شکایت نہ آنے دے گا۔ جس نے آگاہ کر دیا وہ تو اب بالکل بری الذمہ ہے جس میں حیات ہے اگر انھیں پکارا جائے تو سن لیتے ہیں مگر جنھیں اسوقت پکارا جارہا ہے ان میں تو حیات ہی نہیں والسلام علیکم۔

طلوع آفتاب کے وقت حجاج نے اپنے موذن ابن الاصم کو عبد الرحمن کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ کہدو کہ اسی وقت روانہ ہو جائیں اور تمام فوج میں

اعلان کر دینا کہ اس مہم کے جو شخص ساتھ نہ جائے گا اور پیچھے رہ جائے گا اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال ساقط ہو جائیں گے۔

عبدالرحمٰن روانہ ہوا۔ مداین آیا۔ ایک دن اور ایک رات یہاں قیام کیا اُس کی فوج والوں نے ضروریات زندگی خریدیں اور اب پھر کوچ کا اعلان کیا گیا۔

غرضکہ یہاں سے تمام لاؤ لشکر روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن عثمان بن قطن کے پاس پہنچا اور پھر جنرل کے پاس آیا۔ اُس کی خیریت اور زخموں کی حالت دریافت کی اور ایک گھنٹہ اس کی خیریت مزاج پوچھتا رہا اور دوسری باتیں کرتا رہا۔

جنرل نے اثنائے گفتگو میں کہا اے میرے عزیز دوست تم ایسے لوگوں کے مقابلے پر جا رہے ہو۔ جو عرب کے بہادر ترین لوگ ہیں۔ جنگ و جدال اُن کی گھٹی میں پڑا ہے۔ اُن کا بچھونا گھوڑوں کی پیٹھ ہے۔ بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ گھوڑوں کی پسلیوں میں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اُن کی پشتوں پر اُنھوں نے پرورش پائی ہے وہ شیر نیستاں ہیں۔ اُن کا ایک بہادر سو پر بھاری ہے اگر تم جنگ کی ابتدا کرو گے تو وہ بھی لڑنا شروع کر دیں گے اور اگر للکار اور ڈانٹ ڈپٹ کی جائے تو بھی آگے بڑھ کر حملہ آور ہوں گے۔ میں اُن سے لڑ چکا ہوں اُن کا مزا چکھ چکا ہوں۔ جب کھلے میدان میں میں نے اُن سے جنگ کی وہ مجھ سے برابر کیا بلکہ فایق رہے اور جب خندق میں نے اپنے گرد کھود لی اور اس طرح ایک محدود جگہ میں اُن سے لڑا تو البتہ مجھے اُن کے مقابلے میں کچھ تفوق حاصل ہوا اور میں نے اُن پر فتح بھی پائی اس لئے میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک پوری طرح تیار نہ ہو یا خندقوں کی آڑ نہ لے لو اُس وقت تک حتی الامکان اُن کے مقابلہ پر نہ آنا۔

اس کے بعد جنرل نے اُسے رخصت کیا اور کہا میری گھوڑی الفیفسا ہے تم اسے لیجاؤ یہ کبھی دھوکا دینے والی نہیں۔

عبدالرحمٰن نے گھوڑی لے لی اور اب اپنی فوج کو لیکر شبیب کی طرف چلا۔ جب شبیب کے قریب پہنچا شبیب اُس سے ہٹ کر دقوقا اور شہرزور کی

طرف چل دیا۔

عبدالرحمن اُس کے تعاقب میں چلا اور تخوم جا کر منزل کی اور کہا کہ شبیب اب علاقہ موصل میں ہے تو اب ہمیں چاہیئے کہ یا تو اپنے شہروں کو اُس کے دست بُرد سے بچائیں یا اُسے اس کے حال پہ چھوڑ دیں۔

اس پہ حجاج نے اُسے لکھا کہ شبیب کا تعاقب کرو جہاں وہ جائے تم اُس کے پیچھے جاؤ۔ یہاں تک کہ تم اُسے جا لو اُسے قتل کر ڈالو اور صفحۂ ہستی سے نابود کر دو کیونکہ یہ تمام حکومت امیر المومنین کی ہے اور تمہارے ساتھ جو فوج ہے یہ امیر المومنین کی فوج ہے۔ والسلام۔

عبدالرحمن نے جب اس خط کو پڑھا وہ پھر شبیب کی جستجو میں نکلا یوں تو شبیب اُس کے مقابلے سے بچتا رہتا تھا۔ مگر رات کے وقت شب خون مارتا مگر جب یہاں آ کر دیکھتا کہ چاروں طرف خندق ہے اور حفاظت کی تمام تدابیر موجود ہیں بے نیل مرام واپس چلا جاتا اور پھر عبدالرحمن اُس کے پیچھے ہوتا۔

جب شبیب کو معلوم ہوتا کہ عبدالرحمن اپنے موروچوں سے باہر نکل آیا ہے اور میری طرف آ رہا ہے تو پھر عبدالرحمن کی طرف مڑتا مگر یہاں آ کر دیکھتا کہ تمام رسالہ اور پیدل باقاعدہ صف بستہ ہیں مقابلے کے لئے آمادہ ہیں۔ قادر انداز بھی تیر لئے حکم کے منتظر ہیں۔ کوئی موقع یا کمزوری ہمدست نہ ہوتی کہ حملہ کرے مجبوراً اپنا راستہ لیتا اور چلا جاتا۔

جب شبیب نے دیکھا کہ وہ عبدالرحمن پہ کسی طرح دہوکے سے حملہ آور نہیں ہو سکتا اور نہ اُس تک پہنچ سکتا ہے تو اُس نے یہ ترکیب شروع کی کہ پسپا ہونا شروع کیا اور جب عبدالرحمن اپنے رسالے کے ساتھ اُس کے قریب پہنچا اُس نے بیس فرسخ کے فاصلے پہ جا کر منزل کی اور پھر ایک پتھریلے دشوار گزار بے آب و گیاہ مقام پر پڑاؤ کیا۔

عبدالرحمن تعاقب کرتا ہوا یہاں بھی پہنچا۔ شبیب نے یہاں سے روانہ ہو کر بیس یا پندرہ فرسخ اور دور جا کر اور ایک سخت دشوار گزار اور پتھریلے مقام پہ

منزل کی اور یہاں بھی اُتنے ہی عرصہ قیام کیا کہ جتنے عرصے میں عبدالرحمٰن یہاں بھی پہنچ گیا۔

غرض کہ اس طرح شبیب نے اس فوج کو سخت تکالیف میں مبتلا کیا اُن کے گھوڑوں کی نعلیں گر پڑیں جس سے اُنھیں سخت تکلیف ہوئی۔ اگرچہ اور بھی تمام مصائب و شدائد اس فوج کو برداشت کرنے پڑے۔ مگر عبدالرحمٰن برابر تعاقب کرتا رہا۔ خانقین پہنچا۔ جلولا آیا۔ تامرا آیا۔ یہاں سے چل کر موضع بت پر جو موصل کا ایک گاؤں دریائے تخوم موصل پر واقع ہے اور اس موضع اور علاقہ کوفہ کے درمیان صرف ایک ندی جولایا نامی پڑتی ہے آکر منزل کی۔

عبدالرحمٰن نے دریائے جولایا کے بطن میں اور راذان اعلیٰ واقعہ علاقہ جوخی میں پڑاؤ کیا۔ اس دریا کے ایسے مقامات میں اُس نے قیام کیا جو بہت ہی محفوظ تھے۔ اور جہاں عبدالرحمٰن فروکش ہوا تھا وہ جگہ اُسے بہت ہی پسند آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا قدرتی طور پر خندق اور قلعہ بنا ہوا ہے۔

شبیب نے عبدالرحمٰن کے پاس ایک قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ آجکل ہماری اور آپ کی عید کا زمانہ ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو عید کے جتنے دن ہیں اُن کے گزرنے تک جنگ بند کردی جائے تو مناسب ہے۔

عبدالرحمٰن تو دل ہی سے چاہتا تھا کہ جنگ میں ڈھیل اور دیر ہو اُس نے اس تجویز کو خوشی سے منظور کر لیا۔

عثمان بن قطن نے حجاج کو عبدالرحمٰن کی شکایت میں حسبِ ذیل خط لکھا۔

"حمد و ثنا کے بعد میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ عبدالرحمٰن نے تمام علاقۂ جوخی کو کھود کر ایک خندق بنا دیا ہے۔ شبیب کو تو چھوڑ دیا ہے مگر اس علاقے کی مالگزاری اپنے خرچ میں لا رہا ہے اور باشندوں کو کھائے جاتا ہے۔ والسلام۔

حجاج نے اس کے جواب میں لکھا۔

عبدالرحمٰن کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا میں اُسے بخوبی سمجھ گیا اور مجھے اپنی جگہ بھی یقین ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اُس نے ایسا ہی کیا ہے

اب تم خود وہاں جاؤ اور فوج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لو۔ تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کیے جاتے ہو خارجیوں کے تعاقب میں تیزی کے ساتھ روانہ ہونا تاکہ تم انھیں جالو اور انشاء اللہ تعالیٰ تمھیں اُن پر فتح دیگا۔ والسلام۔

حجاج نے مطرف بن المغیرہ بن الشعبہ کو مداین بھیجا۔

عثمان روانہ ہوا اور عبدالرحمن اور جو اہل کوفہ اُسکے ہمراہ تھے اُن کے پاس پہنچا یہ لوگ دریائے جولایا پر مقام بت کے متصل پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ عثمان منگل کی رات کو وہاں پہنچا اور یہ ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ تھی۔

عثمان ایک خچر پر سوار تھا۔ جاتے ہی اُس نے اعلان کیا کہ اے لوگو تمھیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہونا چاہیئے۔

تمام لوگ اُس کی طرف دوڑ پڑے اور عرض کی کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دلاتے ہیں آپ یہ کیا کر رہے ہیں رات ہو چکی ہے۔ فوج جنگ کے لئے آمادہ نہ تھی۔ آج رات تو آپ بسر کیجیے اور پھر پوری تیاری کے ساتھ دشمن پر حملہ کیجیئے گا۔

مگر عثمان نے نہ مانا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسی وقت اُن سے نپٹ لوں یا میں اس موقع سے فایدہ اُٹھالوں اور یا وہی فایدہ حاصل کریں۔

اسنے میں عبدالرحمن بھی آگیا۔ اُس نے اُس کے خچر کی لگام پکڑ لی اور جب وہ اتر پڑا اُسے خدا کا واسطہ دلایا عقیل بن شداد السلولی نے عثمان سے کہا کہ آپ اسی وقت دشمن پر جو حملہ آور ہونا چاہتے ہیں یہ آپ کل بھی کر سکتے ہیں اور کل جنگ کرنا آپ کے اور فوج کے دونوں کے لئے اچھا ہے اس وقت آندھی اور غبار بہت چھایا ہوا ہے۔ شام بھی ہو چکی ہے آج رات آپ قیام کیجیے اور تڑکے ہی ہمیں سب کو لیکر دشمن پر حملہ کر دیجئے گا غرضکہ عثمان رات بسر کرنے پر راضی ہو گیا۔

نہایت تیز آندھی چل رہی تھی اور وہ غبار سے اٹ گیا تھا۔ تحصیلدار نے بیگار کے مزدوروں کو بلایا۔ انھوں نے اُس کے لئے ایک کوٹھری بنائی اور اس میں عثمان نے رات گزاری۔

اب چہار شنبہ کی صبح ہوئی۔ باشندگان بت شبیب کے پاس آئے شبیب نے یہاں اُن کے گرجا میں قیام کیا۔ ان لوگوں نے شبیب سے عرض کی کہ آپ کمزوروں اور جزیہ دینے والوں پر رحم فرماتے ہیں جس شخص پر جزیہ وصول کرنے میں سختی کی جاتی ہے وہ خود آپ سے دادخواہ ہوتا ہے اور جو تکلیف ہمیں پیش آتی ہے وہ ہم سب آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں آپ اُن پر غور فرماتے ہیں اور اُس کے انسداد کی کوشش کرتے ہیں۔

اور یہ ظالم لوگ نہ کسی کو بات کرنے دیتے ہیں نہ کسی کا عذر سماعت کرتے ہیں۔ بخدا اگر اُنھیں معلوم ہو گیا کہ آپ ہمارے گرجے میں مقیم ہیں اور پھر آپ اپنے لئے یہ فیصلہ کریں کہ یہاں سے کوچ کر کے چلے جائیں تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم سب کو تہ تیغ کر ڈالیں گے۔ اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس موضع کی ایک جانب یہاں سے ہٹ کر آپ اپنا پڑاؤ ڈالیں تاکہ ہمارے خلاف کوئی بہانہ اُنھیں نہ ملے۔

شبیب نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ وہ اُس گاؤں سے ہٹ کر ایک جانب مقیم ہو گیا۔

اُس تمام رات عثمان اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب و تحریص دیتا رہا۔ اور بدھ کے دن صبح کو فوج لیکر خارجیوں کی طرف بڑھا تھا کہ سامنے سے ہی تند و تیز آندھی اور غبار کا طوفان اُن پر چھا گیا۔

تمام فوج نے عرض کیا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آج تو آپ ہمیں لیکر حملہ آور نہوں کیونکہ آندھی کا رُخ ہمارے خلاف ہے۔

عثمان اُس روز بھی ٹھہر گیا۔

دوسری جانب شبیب اس فوج سے مقابلہ کے لئے بالکل تیار تھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھی آگیا تھا مگر جب اُس نے دیکھا کہ خود دشمن ہی آگے نہیں بڑھا وہ بھی اپنی جگہ رکا رہا۔

پنجشنبہ کی رات کو عثمان جنگ کے لئے آمادہ ہوا۔ فوج کے مختلف دستوں پر سردار مقرر کئے اور ہر دستے کو لشکر گاہ کے ایک جانب متعین کر دیا

اور کہا کہ اسی ترتیب کے ساتھ دشمن سے نبرد آزمائی کرنا
پھر پوچھا کہ میمنہ پر کون ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ خالد بن نہیک بن
قیس الکندی اور میسرہ پر عقیل بن شداد السلولی ہیں۔
ان دونوں کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔ وہاں سے ہٹنا
نہیں میں نے تمھیں دونوں پہلو سپرد کر دیئے ہیں اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا ایک قدم
ہٹنا اور نہ بھاگنا اور میں خود بقسم کہتا ہوں کہ اپنی جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا
دونوں نے عرض کیا کہ ہم اُس معبود کی قسم کھا کر عرض کرتے ہیں جس کے سوا
اور کوئی دوسرا معبود نہیں کہ ہم میدان جنگ سے ہرگز نہ بھاگیں گے یا فتح
حاصل کریں گے یا جان دیدیں گے۔
عثمان نے کہا اللہ تم دونوں کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ عثمان نے صبح
کی نماز پڑھائی اور میدان جنگ کا رُخ کیا۔ مدینہ کے بنی تمیم اور ہمدانیوں کا
جو دستہ تھا اُسے اپنے میسرہ میں دریائے جو لایا پر متعین کیا اور بنی کندہ۔ ربیعہ
مذحج اور بنی اسد کے دستے کو میمنہ پر متعین کیا اور خود گھوڑے سے اُتر کر فوج
کے ہمراہ پیدل چلنے لگا۔
دوسری طرف شبیب بھی مقابلہ کے لئے بڑھا آج اس کے ساتھ کل ایک سو
اکاسی بہادر تھے۔ شبیب دریا کو عبور کر کے اہل کوفہ کے مقابل ہوا۔
شبیب خود اپنی فوج کے میمنہ پر تھا۔ سوید بن سلیم میسرہ پر تھا اور
قلب میں اُس کا بھائی مصاد قیادت کر رہا تھا
خارجیوں نے مجتمعہ طور پر حملہ کیا اور وہ ایک دوسرے کو پکار پکار کر
ہمت بندھاتے جاتے تھے۔
عثمان بار بار یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ لن ینفعکم الفرار ان فررتم
من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا۔ ترجمہ اگر تم نے راہ فرار
اختیار کی تو تمھارا یہ فعل تمھیں موت یا قتل سے بچا نہیں سکتا۔ اور پھر نہ جیو گے
مگر بہت کم۔ کہاں ہیں اپنے دین کے محافظین اپنے
خراج کے بچانے والے۔

اس پر عقیل بن شداد بن حبشی السلولی نے کہا غالباً میں بھی منجملہ اُن لوگوں کے ہوں گا جو اس جنگ میں رود بار میں مارے جائیں گے۔
شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دیکھو۔ میں دشمن کے میسرہ پر جو دریا کے قریب متعین ہے حملہ کرتا ہوں۔ اگر میں اسے شکست دیدوں تو میرے میسرہ کے سردار کو چاہیئے کہ اس وقت وہ دشمن کے میمنہ پر ٹوٹ پڑے۔ البتہ میری فوج کے قلب کا سردار تا وقتیکہ اُسے میرا حکم نہ ملے اپنی جگہ سے نہ ہلے
غرض کہ شبیب نے اپنے میمنہ کو لے کر دشمن کے میسرہ پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا کر پیچھے ہٹے عقیل بن شداد گھوڑے سے اتر پڑا۔ لڑا اور مارا گیا اُس روز مالک بن عبد اللہ الہمدانی ثم المرہبی جو عیاش بن عبد اللہ بن عیاش المنتوف کا چچا تھا وہ بھی مارا گیا۔ عقیل ابن شداد دشمن سے لڑتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

لاضربن بالحسام الباتر ضرب غلام من سلول صابر

"بے شک میں ایک قاطع تلوار سے بنی سلول کے ایک بہادر نوجوان کی طرح شمشیر زنی کرتا ہوں"۔
شبیب اس فوج کے لشکر گاہ میں بھی داخل ہو گیا۔
سوید بن سلیم نے جو شبیب کے میسرہ پر سردار تھا عثمان بن قطن کے میمنہ پر جس کا سردار خالد بن نہیک بن قیس الکندی تھا حملہ کیا۔ خالد زمین پر اُتر پڑا اور نہایت بے جگری سے لڑا۔
اس اثناء میں شبیب نے اس کے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور اگرچہ بنی کندہ اور بنی ربعیہ کا دستہ اس کے زیر قیادت تھا۔ مگر شبیب کہیں نہ رُکا اور تلوار لیکر خالد پر حملہ آور ہوا اور اُسے قتل کیا۔ عثمان اور اُس کے ساتھ اور بڑے بڑے شریف و نجیب لوگ زمین پر اتر پڑے تھے یہ شبیب کی فوج کے قلب پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے۔
اس فوج پر شبیب کا بھائی مصاد سردار تھا اور کل ساٹھ سپاہی پیدل اُس کے ہمراہ تھے۔

عثمان اس دستہ کے قریب پہنچا اور اُس کے ساتھ جو منتخب شرفا اور سربرآوردہ لوگ تھے اُنھیں ساتھ لئے ہوئے مصاد پر حملہ آور ہوا اور ایسی شمشیر زنی کی کہ اُن کی ترتیب باقی نہیں رہی مگر پھر شبیب نے عقب سے سواروں کے ساتھ ایسا اچانک حملہ کیا۔ کہ وہ سنبھل ہی نہیں سکا خارجیوں نے اہل کوفہ کے شانوں پر نیزوں سے حملہ کرکے اُنھیں منہ کے بل گرانا شروع کیا۔

سوید ابن سلیم بھی اپنے رسالہ کے ساتھ اسی طرف پلٹ پڑا۔ بلکہ خود مصاد اور اُس کے ساتھی واپس آ گئے۔

بات یہ تھی کہ شبیب نے اُنھیں حکم دیا تھا کہ تم پیدل لڑو اس وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے ان میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

عثمان بن قطن نہایت جوانمردی سے لڑا مگر پھر خارجیوں نے اُس پر چاروں طرف سے حملہ کرکے اُسے محاصرے میں لے لیا۔

مصاد اُس پر حملہ آور ہوا اور تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ عثمان چکر کھا گیا اور اُس نے کہا وکان امر اللّٰہ مفعولا۔

(اور خدا کا حکم پورا ہوا) اس کے بعد اور لوگوں نے اُسے قتل کر دیا۔

اس جنگ میں ابرد بن ربیعۃ الکندی بھی مارا گیا۔ یہ ایک ٹیلہ پر تھا اسنے اپنے ہتیار اپنے غلام کو دیدیئے اور گھوڑا بھی اُسے دے دیا اور لڑتا ہوا مارا گیا۔ عبد الرحمن اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ ابن ابی سبرۃ الجعفی نے جو ایک خچر پر سوار تھا اُسے دیکھا اور پہچانا اُس کے پاس خچر سے اتر پڑا اپنا نیزہ اُس کے حوالہ کر دیا اور کہا کہ سوار ہو جائیے۔

عبد الرحمن بن احمد نے کہا کہ پیچھے کون سوار ہوگا۔ ابن ابی سبرہ نے کہا سبحان اللہ بھلا آپ امیر ہیں آپ ہی کو آگے سوار ہونا چاہیئے۔

عبد الرحمن سوار ہو گیا۔ اور ابن ابی سبرہ سے کہا کہ لوگوں کو حکم عام دیدو کہ سب کے سب دیر ابی مریم پر جمع ہوں۔ ابن ابی سبرہ نے اعلان کر دیا اور یہ دونوں چلدیئے۔

واصل بن حارث السکونی نے دیکھا کہ عبد الرحمن کا وہ گھوڑا جو اُسے جزل نے دیا تھا بغیر سوار کے میدان کارزار میں چکر لگاتا پھرتا ہے۔ اتنے میں اس گھوڑے کو شبیب کی

فوج والوں نے پکڑ لیا۔ واصل کو اب اپنی جگہ گمان غالب ہوگیا کہ عبدالرحمن میدان جنگ میں کام آیا۔ اس لئے جو لوگ مقتول پڑے تھے اُن میں تلاش کرنا شروع کیا مگر نہ پایا اور لوگوں سے اُس کے متعلق دریافت کیا اونھوں نے بیان کیا کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خود اپنی سواری سے اوتر پڑا اور عبدالرحمن کو سوار کردیا۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ عبدالرحمن ہی تھا۔ رہا انکا گھوڑا اُسے دشمنوں نے زبردستی پکڑ لیا۔

یہ سنکر واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اسکے پیچھے چلا۔ واصل کے ہمراہ اُسکا غلام بھی ایک خچر پر سوار ہوکر ساتھ ہوا۔ جب یہ دونوں عبدالرحمن اور ابن ابی سیرہ کے قریب پہنچے محمد بن ابی سیرہ نے عبدالرحمن سے کہا کہ دو سوار ہمارے پیچھے آرہے ہیں۔

عبدالرحمن نے پوچھا کہ دو کے ماسوا بھی کوئی اور ہے۔ ابن ابی سیرہ نے کہا نہیں، عبدالرحمن نے کہا تو پھر کچھ خوف نہیں دو دو کے مقابلے میں کمزور نہیں ابن ابی سیرہ نے اب اسطرح باتیں کرنا شروع کیں کہ گویا اُسے اُن دونوں سواروں کی مطلقاً پروا ہی نہیں یہانتک کہ یہ دونوں سوار اُن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ ابن ابی سیرہ نے عبدالرحمن سے کہا کہ دو شخصوں نے ہمیں آلیا ہے۔ عبدالرحمن نے کہا اچھا اُوتر پڑو۔

غرض کہ دونوں سواری سے اُوتر پڑے اور تلواریں کھینچکر اُن کے طرف بڑھے۔ جب واصل نے اُن دونوں کو دیکھا اُس نے شناخت کرلیا اور کہا کہ جب میدان جنگ میں اوتر کر لڑنے کا موقع تھا اُس وقت تو آپ لوگ نہ اُوترے اور اب اپنی بہادری جتانا چاہتے ہیں۔ اب اسوقت آپ کو اُوترنے کی ضرورت نہیں۔

اسکے بعد اُس نے اپنے چہرہ سے عمامہ ہٹایا۔ تب ان دونوں صاحبوں نے اُنھیں شناخت کیا اور خوش آمدید کہا۔

واصل نے ابن الاشعث سے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ تمہارا گھوڑا بغیر سوار کے میدان کارزار میں گھومتا پھرتا ہے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ تم پیدل ہی چلے آئے ہو اس لئے میں اپنا گھوڑا بھی تمھارے لئے لایا ہوں تاکہ آپ اسپر سوار ہوں۔

ابن الاشعث نے خچر تو صرف ابن ابی سیرہ کے لئے چھوڑ دیا اور خود اس گھوڑے پر سوار ہوگیا اور وہاں سے روانہ ہوکر دیرالیعار آکر قیام کیا۔

ادھر شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کرلو۔ چنانچہ اُسکے ساتھیوں نے

اپنے ہاتھ قتل سے کھینچ لئے اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ اور پھر پیدل سپاہ میں سے جو لوگ باقی تھے وہ شبیب کے پاس آئے اور انھوں نے بیعت کی۔

ابو الصقر المحلی نے شبیب سے کہا کہ میں نے سات کوفیوں کو دریا کے پیچھے میں قتل کیا ہے اون میں کا جو آخری آدمی تھا وہ میرے کپڑوں سے چمٹ گیا اور چیخ پکار شروع کی اور مجھے ڈرانے میں بھی اوس سے ڈر گیا تھا مگر پھر میں نے اوس پر حملہ کر کے اوسے قتل کر ڈالا۔

اوس روز بنی کندہ کے ایک سو بیس آدمی کام آئے۔ اور تمام فوج میں سے ایک ہزار یا چھ سو آدمی مارے گئے۔ اور جسقدر سربرآوردہ لوگ تھے اون میں سے بیشتر مارے گئے۔

قدامۃ بن حازم بن سفیان الخثعمی نے اوس روز ایک جماعت کو قتل کیا۔

عبد الرحمن بن محمد نے وہ رات دیر الیعار میں بسر کی دو سوار آئے اور اون کے پاس کوٹھے پر چڑھ کر چلے گئے۔ ایک تو علیحدہ کھڑا ہو گیا اور ایک بہت دیر تک عبد الرحمن سے تنہائی میں باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ اُتر آیا اور اُسکے دوسرے ساتھی بھی نیچے اوتر آئے۔ بعد میں لوگوں نے بیان کیا کہ جو شخص عبد الرحمن سے باتیں کرتا رہا وہ شبیب تھا اور عبد الرحمن میں اور اس میں پہلے سے مراسلت ہوا کرتی تھی پچھلی رات عبد الرحمن یہاں سے روانہ ہو کر دیر ابن مریم آئے۔ یہاں آ کر دیکھا کہ رسالے کے تمام سردار بھی موجود ہیں اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی سبرہ نے اوس کے لئے جو گی روٹیاں طیار کی ہیں جو تہ بہ تہ ایک دوسرے پر اسطرح رکھی ہوئی ہیں کہ قصر معلوم ہوتے ہیں اور اون کے لئے بھیڑیں بھی ذبح کی ہیں۔

وہ دن تو انھوں نے کھانے پینے اور اپنے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو چارہ کھلانے میں صرف کیا۔

تمام لوگ جمع ہو کر عبد الرحمن کے پاس آئے اور کہا کہ سنا گیا ہے کہ شبیب تمہارے پاس آیا تھا اور گویا تم بھی اوس کے قیدی تھے۔ تمام فوج منتشر ہو گئی ہے۔ اور جو بہترین جوانمرد تھے وہ مارے گئے اسلئے اب آپ کوفہ واپس چلئے۔

غرض کہ عبد الرحمن کوفے کے طرف روانہ ہوا تمام فوج بھی چلی۔ یہ کوفہ آئے اور حجاج کے سامنے نہ آتے تھے مگر اس کے بعد انھیں وعدۂ معافی دیدیا گیا۔

اسی ۷۶ھ میں عبد الملک نے درہم دینار مضروب کرائے۔ اور مسلمانوں میں یہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے ان سکوں کو مضروب کرایا۔

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مثقال جسکے مطابق عبدالملک نے یہ سکّے مضروب کرائے تھے ایّام جاہلیت کا مثقال تھا اور اُس کا وزن ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔ اور اسکے دس مثقال ایّام جاہلیت کے مثقال کے سات کے برابر تھے۔

ہلال بن اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ کتنے دیناروں پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سعید نے کہا کہ جس کے پاس بیس مثقال وزن شامی سے سونا ہو اوسے آدھی مثقال زکوٰۃ دینا پڑیگی پھر میں نے دریافت کیا کہ شامی اور مصری میں فرق کیا ہے۔ سعید نے کہا کہ شامی وہ وزن ہے جسکے مطابق دینار مضروب ہوئے ہیں اور اُن دیناروں کے مضروب ہونے سے پہلے یہی دینار کا وزن تھا۔ اور وہ ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔

سعید نے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اس وزن کے دینار دمشق بھیجے گئے تھے اور پھر اسی کے مطابق وہ مضروب ہوئے۔

اسی سنہ میں یحییٰ ابن الحکم عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس سنہ کے ماہ رجب میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔

ابان بن نوفل بن مساحق بن عمرو بن خداش (قبیلہ بنی عامر) بن لوی کو منصب قضا پر سرفراز کیا

اسی سال مروان بن محمد بن مروان پیدا ہوا۔

ابان بن عثمان نے جو مدینہ کا حاکم تھا اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

کوفہ اور بصرہ کا حاکم حجاج بن یوسف تھا۔ خراسان پر امیہ بن عبداللہ ابن خالد حاکم تھا۔ شریح کوفے کے اور زرارہ ابن اوفی بصرہ کے قاضی تھے۔

سنہ ۷۷ ہجری کے واقعات

——(※)——

عتاب بن ورقاء الریاحی اور زہرہ ابن حویہ کے قتل کی تفصیل

شبیب نے اوس فوج کو جو اوسکے مقابلے کے لئے حجاج نے زیر سرکردگی عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث روانہ کی تھی شکست فاش دی اور عثمان بن قطن کو قتل کرڈالا۔ یہ واقعہ نہایت ہی سخت موسم گرما میں پیش آیا۔

شبیب اور اوس کے ہمراہیوں کو گرمی کی شدت نے بیتاب کردیا اسلئے وہ مقام ماہ نہروان چلا آیا۔ یہاں اوس نے تین ماہ گرمی کے بسر کئے۔ اور بہت سے دنیا کے حریص اوس کے پاس جمع ہوگئے۔ ایسے لوگ بھی اس سے آملے جن پر کوئی مطالبہ سرکاری باقی تھا یا جنھوں نے کوئی جرم کیا تھا اور حجاج اون کی تلاش میں تھا۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک شخص حر بن عبداللہ بن عوف بھی تھا۔

اس کا واقعہ یہ ہے۔ کہ دریائے درقیط کے علاقہ کے دو زینداروں نے اس پر سختی کی تھی اوس سے بری طرح پیش آئے تھے اس نے دونوں پر حملہ کرکے انھیں قتل کرڈالا اور شبیب کے پاس چلا گیا۔ اور یہ اسی کے ساتھ تھا۔ اور شبیب کے ساتھ اوس کے قتل ہونے تک اوس کے تمام لڑائیوں میں شریک رہا۔

شبیب کے قتل کے بعد حجاج نے اون تمام لوگوں کو وعدہ معافی اور امان دیدیا جو شبیب سے جا ملے تھے اور جن پر کسی قسم کا سرکاری مطالبہ باقی تھا یا جو کسی جرم کے مرتکب ہوے تھے یہ اعلان جنگ سنجہ کے بعد دیا گیا۔ الغرض اسکے شایع ہوتے ہی حر بھی اپنے ہی طرح کے اور لوگوں کے ہمراہ کھلے بندوں نکلا۔ اون دونوں زینداروں کے متعلقین جنھیں اوس نے قتل کیا تھا آئے اور حجاج کے سامنے اوس کے خلاف مستغیث ہوئے۔

حر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ چونکہ یہ اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا اس لئے اسنے وصیت بھی کردی تھی۔

حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ اے دشمن خدا تونے دو سرکاری خراج وصول کرنے والے زینداروں کو قتل کرڈالا۔

حر نے جواب دیا خدا آپ کو نیک توفیق دے۔ اس سے بڑھکر بھی ہوگیا۔ حجاج نے پوچھا کیا۔

حر نے جواب دیا کہ یہ ہی میرا امیر المنین کی اطاعت سے نکل جانا اور عام جماعت مسلمانوں سے علیحدہ ہوجانا۔ مگر اسکے بعد آپ نے اون تمام لوگوں کو وعدۂ معافی دیدیا ہے جو آپ کے پاس چلے آئیں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ آپ کا اعلان امان ہے یہ آپ کا خط ہے جو مجھے آپ نے بھیجا تھا۔

حجاج نے کہا اچھا۔ بہتر ہے جاؤ۔ بے شک میں نے وعدۂ معافی تو ضرور دیدیا ہے، اور پھر اوسے چھوڑدیا۔

جب گرمی کی شدت کم ہوگئی شبیب ہاہ سے تقریباً آٹھ سو سپاہ کی جمیعت کے ساتھ مداین کی طرف آیا مطرف بن المغیرہ بن شعبہ اوسوقت مداین کا عامل تھا۔

شبیب قناطر حذیفہ بن الیمان کے قریب آکر خیمہ زن ہوگیا۔

ماذرواسپ بابل مہروذ کے رئیس اعظم نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ نہیں معلوم کہ شبیب کا ارادہ کہاں کا ہے حجاج نے اس خط کو پڑھا۔ اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دینیکے لئے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اوس نے کہا۔ اے لوگو یا تو تم اپنے شہروں اور خراج کی مدافعت کرو ورنہ میں اب مجبوراً ایسے لوگوں کو اس کام کے لئے بلاتا ہوں۔ جو تم سے زیادہ اطاعت شعار۔ فرماں بردار اور مصایب و شدائد جنگ میں زیادہ صابر اور برداشت کرنے والے ہیں۔ وہ تمھارے دشمنوں کا مقابلہ کرینگے اور تمھاری آمدنی کو اپنے مصارف میں خرچ کرینگے۔

اس پر ہر جانب سے لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہیں اور اپنے امیر کی ناراضی کو دور کردینگے۔ آپ ہمیں دشمن کے مقابلے پر جانے کا حکم دیجیے آپ جہاں حکم دینگے ہم جائینگے۔

زہرہ بن حویہ نے جو ایک پیر فرتوت تھا۔ اور جس سے بغیر سہارے اچھی طرح کھڑا بھی ہوا نہیں جاتا تھا کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے سردار خدا آپ کو نیک توفیق دے۔ اسوقت جتقدر مہمیں آپ نے دشمن کے مقابلے پر روانہ کی ہیں وہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں پر مشتمل تھیں اب آپ یہاں کی پوری مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیجدیجیے اور ایسے شخص کو جو بہادر۔ صابر۔ تجربہ کار میدانِ جنگ سے بھاگنے کو ذلت و عار سمجھنے والا اور ثابت قدم رہنے کو عزت و بزرگی سمجھنے والا ہو اوسے اس مہم کا سردار مقرر فرمائیے۔

حجاج نے کہا بس تم ہی اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو۔

زہرہ نے جواب دیا کہ اس اہم خدمت کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو نیزہ اٹھاسکے

زرہ کے بوجھ کو سنبھال سکے۔ تلوار چلا سکے اور گھوڑے پر بیٹھ سکے اور میں ان میں سے کسی بات کو بھی پورا نہیں کر سکتا۔ میری بصارت کمزور ہے اور میں خود بھی بہت ہی ضعیف ہو گیا ہوں۔ ہاں آپ بڑے شوق سے مجھے اس مہم کے ہمراہ بھیجدیجے۔ میں سواری میں بیٹھ جاؤنگا اور جو اس فوج کا سردار ہوگا اوس کے فوجی قیام گاہ میں رہونگا اور اسے مشورہ دیتا رہوں گا۔

حجاج نے کہا خدا تمھیں اول اور آخر اسلام میں اسکی جزائے نیک عطا فرمائے تم نے نہایت ہی مخلصانہ بات کہی اور سچ کہا۔ اور میں اس تمام مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیجتا ہوں۔ اے لوگو تم سب کے سب روانہ ہو جاؤ۔"

تمام لوگ واپس پلٹے۔ اور اب اس مہم پر روانہ ہوئے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ اون کا سپہ سالار کون ہے۔

حجاج نے عبدالملک کو اس حالت کے متعلق حسب ذیل خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں امیرالمومنین (خدا آپ کی عزت بڑھائے) اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب مداین کے سامنے آگیا ہے۔ اور کوفہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ باشندگان کوفہ اکثر جنگوں میں اوس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے۔ جتنی لڑائیاں ہوئیں اون سب میں فوج کے سپہ سالار کو اوس نے قتل کر دیا اور فوج کو شکست دی اس لئے اگر امیرالمومنین اسے مناسب خیال فرمائیں تو شامیوں کو بھیجدیں تاکہ وہ ان کے دشمنوں کا مقابلہ کریں اور تمام آمدنی اپنے صرف میں لے آئیں۔ والسلام۔

یہ خط عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اوس نے سفیان ابن الابرد کو چار ہزار فوج کے ساتھ اور حبیب بن عبدالرحمن الحکمی کو بنی مذحج کے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجدیا۔

اب کوفے والوں کا یہ حال ہے کہ مارا مار شبیب کی طرف چلے جا رہے ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ امیر جیش کون ہے۔ مختلف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص سردار ہے اور کوئی دوسرے کا نام لیتا ہے۔

حجاج نے عتاب بن ورقا کو حکم بھیجدیا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔

عتاب اوس وقت مہلب کے ہمراہ کوفے والوں کے رسالے کے سردار تھے اور یہ وہ ہی فوج تھی جسے بشر بن مروان نے قطری کے مقابلے پر روانہ کیا تھا۔ عبدالرحمن تقریباً دو ماہ تک اس فوج کے سردار رہے حجاج کے عراق آنے کے بعد صرف ماہ رجب اور شعبان میں یہ فوج اون کے ماتحت رہی۔ آخر ماہ رمضان المبارک میں قطری نے عبدالرحمن کو قتل کر ڈالا اور

حجاج نے اس فوج کی قیادت کے لئے جس میں کوفے ہی کے باشندے تھے اور جس میں عبدالرحمن قتل ہوئے تھے عتاب بن ورقاء کو بھیجدیا تھا۔ اور انھیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم مہلب کے احکام کی تعمیل کرنا۔ یہ بات عتاب کو ناگوار گزری اور پھر مہلب میں اور عتاب میں جھگڑا ہوا۔ عتاب نے حجاج کو اس عہدہ سے اپنا استعفیٰ بھیجدیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے ہی پاس بلالیں۔

اب جب کہ حجاج کا خط عتاب کے پاس پہنچا کہ تم چلے آؤ اس سے وہ بہت خوش ہوئے حجاج نے کوفے کے تمام عمایدین کو جس میں زہرہ بن حویۃ العبدی (بنی اعج) اور قبیصہ بن والق التغلبی بھی تھے اپنے پاس بلالیا اور کہا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے میں کس شخص کو اس مہم کا سپہ سالار بناؤں لوگوں نے کہا اے امیر آپ ہی کی رائے سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہے۔

حجاج نے کہا میں نے عتاب بن ورقاء کو بلایا ہے اور وہ آج ہی یا کل رات کو یہاں آجائینگے۔ اور یہی اس مہم کو لیکر دشمن کے مقابلے پر جائینگے۔ زہرہ بن حویہ نے کہا اللہ تے امیر کو نیک صلاح دی۔ آپ نے ٹھیک نشانہ پر تیر لگایا ہے۔ بخدا یہ وہ شخص ہے کہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں آئیگا اور یا اپنی جان دیدیگا۔

قبیصہ بن والق نے عرض کیا کہ میں امیر کو کچھ مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ اگر یہ غلط ہو تو یہ سمجھیگا کہ میں نے امیر المومنین۔ آپ اور عامۂ مسلمین کی خیر خواہی میں حد سے زیادہ احتیاط سے کام لیا اور اگر یہ ٹھیک سمجھا جائے تو میں خیال کرونگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی توفیق مجھے عطا فرمائی۔

ہم نے سنا ہے کہ شام سے ایک فوج آپ کو بھیجی گئی ہے اور کوفہ والوں نے ہر جگہ شکست کھائی راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیے گئے جنگ کے نازک موقعوں پر ثابت قدم نہیں رہے۔ بھاگنے کو عار نہ سمجھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پہلو میں دل ہی نہیں رہا بلکہ وہ اور لوگوں کے سینوں میں جا گزیں ہو گیا ہے۔

اس لئے اگر جناب والا مناسب تصور کریں تو اوس فوج کی طرف جو شام سے آپ کی امداد کے لئے آرہی ہے قاصد بھیجدیجئے تاکہ وہ پوری تدابیر حفاظت اختیار کرلیں اور ہر گز ایسی جگہ رات نہ بسر کریں جہاں انھیں خیال ہو کہ یہاں اُن پر شب خون مارا جائیگا خود آپ نے ایسا کیا ہے کیونکہ جنگ کے وقت آپ خود نہایت مستعد ہوشیار اور تدابیر جنگ سے کام لینے والے ہیں۔ کبھی آپ پلٹ جاتے ہیں اور کبھی کجا وہ کس کے چل دیتے ہیں۔ اور پھر دست آپ نے شبیب کے مقابلے پر اہل کوفہ کو روانہ کیا ہے حالانکہ اون پر آپ کو پورا اعتماد نہیں ہے اور یہ اون سے کے

برادرانِ ملت جو ملک شام سے اون کی امداد کے لئے آرہے ہیں انھیں معلوم نہیں کہ شبیب کا طرزِ عمل یہ ہے کہ آج وہ اِس علاقہ پر دھاوا کرتا ہے اور کل دوسری جگہ تاخت کرتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ شبیب اس شام سے آنے والی فوج پر جب کہ وہ بے خطر اپنے گھوڑوں کی باگیں اوڑھائے اُڑے آرہے ہونگے اچانک حملہ کردیگا۔ خدانخواستہ اگر یہ فوج تباہ ہوگئی تو ہم بھی تباہ ہوجائیگے اور تمام عراق برباد ہوجائیگا۔

حجاج نے کہا بخدا تم نے نہایت ہی عمدہ رائے اور مشورہ دیا ہے اور پھر عبدالرحمٰن بن العوق ابن عقیل کے آزاد غلام کو اوس فوج کی طرف روانہ کیا جو شام سے آرہی تھی۔

عبدالرحمٰن حجاج کا خط لیکر اس فوج کے پاس پہنچا جو اس وقت مقام دہیت میں فروکش تھی اس خط میں مسطور تھا۔

حمد و ثنا کے بعد جب تم ہیت پہنچ جاؤ تو پھر دریائے فرات اور انبار کا راستہ چھوڑ دینا اور عین التمر کے راستہ سے کوفہ آؤ۔ حفاظت کی پوری تدبیریں اختیار کرنا اور کوشش کرو کہ یہاں جلد پہنچ جاؤ والسلام۔

چنانچہ اس فوج نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کردی۔

عتاب بن ورقا اوسی رات جیسا کہ حجاج نے بیان کیا تھا کوفہ پہنچ گئے۔ حجاج نے انھیں سپہ سالاری کا حکم دیا۔ عتاب لوگوں کو لیکر چلے اور حمام اعین پر فوج کی آراستگی اور ترتیب کرنے لگے۔

دوسری جانب سے شبیب بڑھتا ہوا کلواذا آیا۔ یہاں سے اوس نے دریائے دجلہ کو عبور کرکے قریب کے شہر بہر سیر میں آکر قیام کیا۔ اب مطرف بن المغیرہ بن الشعبہ اور شبیب کے درمیان صرف دجلہ کا پل حایل رہگیا۔

جب شبیب بہر سیر میں فروکش ہوا مطرف نے پل توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد کے ذریعہ سے پیام بھیجا کہ آپ اپنے ہمراہیوں میں سے چند سربرآوردہ شخصوں کو میرے پاس بھیجدیجئے۔ تاکہ میں کلام پاک کے ذریعہ سے اون سے گفتگو کروں اور غور کروں کہ آپ کا مذہب کیا ہے جسکی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب نے چند سربرآوردہ آدمیوں کو جن میں قعنب۔ سوید اور محلل تھے اس غرض سے روانہ کیا۔ جب انھوں نے چاہا کہ کشتی میں سوار ہوں۔ شبیب نے حکم بھیجا کہ جبتک میرا قاصد

مطرف کے پاس سے واپس نہ آجائے کشتی میں سوار نہ ہونا۔ چنانچہ وہ قاصد واپس آگیا۔ شبیب نے پھر مطرف سے کہلا بھیجا کہ جسقدر آدمی میرے تمہارے پاس آرہے ہیں اوتنے ہی تم بھی میرے پاس بھیجدو تاکہ یہ بطور یرغمال میرے پاس اوسوقت تک رہیں جب تک کہ میرے آدمی واپس نہ آجائیں۔

مطرف نے شبیب کے قاصد سے کہا کہ جاؤ اور کہدو کہ جب ابھی میں نے اپنے آدمی تمہارے پاس بھیجے تھے اوس وقت کسطرح میں نے تم پر اعتماد کرلیا تھا اور اب کیوں تم مجھپر بھروسہ نہیں کرتے۔ قاصد نے واپس آکر شبیب سے یہ پیام کہدیا۔

شبیب نے پھر قاصد بھیجا اور کہا کہ مطرف سے کہدینا کہ تم جانتے ہو کہ ہمارے مذہب میں عہد کا توڑنا حرام ہے برخلاف اسکے تم لوگ عہد شکنی کرتے ہو اور اسے جائز بھی رکھتے ہو۔

اس پر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی۔ سلمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد اپنے آزاد غلام اور محافظ دستہ کے افسر اعلی کو بطور یرغمال شبیب کے پاس بھیجدیا جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گے تب اُس نے اپنے لوگوں کو مطرف کے پاس بھیجا یہ لوگ مطرف کے پاس آئے اور اس طرح چار روز تک برابر آتے جاتے رہے مگر کسی بات پر دونوں فریقوں کا اتفاق نہیں ہوا اور جب شبیب کو معلوم ہوگیا کہ مطرف نہ میرا مطیع ہوتا ہے اور نہ میرے مذہب کو اختیار کرتا ہے اوس نے عتاب بن ورقاء اور اہل شام کی طرف روانہ ہونے کا قصد کرلیا۔

شبیب نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ آج چار روز سے اس ثقفی شخص نے مجھے اوس تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے جو میں نے سوچی تھی۔ میں نے یہ خیال کیا تھا کہ محض رسالے کے دستہ کو لیکر جاؤں اور اوس فوج پر جو شام سے آرہی ہے حملہ کردوں۔ مجھے امید یہ تھی کہ اسطرح یا تو میں اچانک انھیں جالونگا یا اُنھیں حفاظت کی تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور کردونگا۔ اور مجھے کچھ ڈر نہیں اگر میں اون سے ایسی حالت میں مقابلہ کروں جب کہ وہ اوس شہر سے دور ہوں جسپر حجاج سا شخص امیر ہو جس پر وہ بھروسا کریں اور یا کوفے کا سا شہر ہو جس کی حفاظت میں وہ اپنے آپ کو بچا سکیں۔ آج ہی میرے مخبروں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس فوج کی اگلی جماعتیں مقام عین التمر میں پہنچ گئی ہیں اور اب وہ کوفے سے اس قدر قریب ہوگئے ہیں کہ وہاں سے کوفہ نظر آرہا ہے عتاب کی سمت سے جو میرے مخبر آئے ہیں اونھوں نے

مجھ سے بیان کیا ہے کہ عتاب اہل کوفہ کی جماعت کے ساتھ مقام صراۃ میں فروکش ہوا ہے اور یہ جگہ ہم سے بہت ہی قریب ہے اس لئے ہم سب کو عتاب کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے
مطرف کو اپنی جگہ یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا میں نے شبیب سے جو نامہ و پیام کیا ہے اوسکی خبر حجاج کو ہو جائے اس لئے وہ پہاڑی علاقے کی طرف چلدیا اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک شبیب اور عتاب کے مقابلے کا نتیجہ نہ نکلے اس علاقے میں قیام کرونگا۔
شبیب نے مطرف کو لکھا کہ اگرچہ تم نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی مگر میں تمھیں اپنے برابر سمجھتا ہوں اور مساویانہ سلوک کے لئے تیار ہوں۔
اسپر مطرف نے اپنی جماعت والوں سے کہا کہ اپنی عزت اور طاقت کو بچاکر ہمیں یہاں سے چلدینا چاہیئے کیونکہ حجاج ضرور ہم سے لڑیگا مگر اوس وقت ہمارے پاس بھی کافی طاقت ہوگی
غرض کہ مطرف وہاں سے روانہ ہو کر مداین پہنچا۔ شبیب نے پھر دریا پر پل باندھا اور اپنے بھائی مصاد کو مداین کی طرف روانہ کیا۔
دوسری جانب سے عتاب شبیب کی طرف بڑھتے بڑھتے سوق حکمۃ پر آکر فروکش ہوا تھا۔
حجاج نے اس مہم کے لئے کوفہ سے دو قسم کے لوگ روانہ کئے تھے ایک تو باقاعدہ جنگجو سپاہی اور دوسرے نوجوان رضا کار۔ اسطرح باقاعدہ فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی اور دس ہزار نوجوان رضا کار اس کے علاوہ تھے اور اسطرح سوق حکمۃ پر عتاب کے ساتھ یہ دونوں طرح کی جماعتیں شامل ہو گئی تھیں اور اب انکی مجموعی تعداد پچاس ہزار تھی کوفے میں عربوں کے جسقدر خاندان آباد تھے اون میں سے حجاج نے کسی شخص کو نہیں چھوڑا اور نہ کسی قریشی کو بلکہ سب کو اس مہم پر روانہ کر دیا تھا۔
حجاج نے جس وقت عتاب کو شبیب کے مقابلے کے لئے روانہ کیا خطبہ دینے منبر پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے باشندگان کوفہ۔ تم سب کے سب عتاب کے ساتھ جاؤ سوائے اون لوگوں کے جو سرکاری ملازم ہیں کسی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ گھر بیٹھا رہے اور اس مہم پر نہ جائے۔ یہ خوب سمجھ لو کہ اوس مجاہد کے لئے جو شدائد جنگ میں صابر رہے عزت و بزرگی ہے جو شخص میدان جنگ سے فرار ہو جائے اوس کے لئے ذلت اور بیرحمی ہے۔ اوس معبود کی قسم ہے جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ اگر اس موقع پر بھی تم نے وہی کیا جیسا کہ تم پہلے کرتے آئے ہو تو یاد رکھو کہ تمھیں نہایت ہی سخت سزا دونگا۔

اس تقریر کے بعد حجاج منبر سے اوتر آیا اور تمام لوگ سوق حکمۃ میں عتاب کے پاس پہنچ گئے۔

دوسری جانب شبیب نے اپنی فوج کا معاینہ کیا۔ اوس کی کل تعداد ایک ہزار تھی اور پھر خطبہ دینے کھڑا ہوا۔

حمد وثنا کے بعد اوس نے کہا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے آج تک تمھیں دشمنوں پر فتح دی ہے حالانکہ تمھاری تعداد سو اور دو سو اس سے زیادہ یا کبھی کچھ کم رہی ہے اور آج تو تم سیکڑوں کی تعداد میں ہو۔ خیر مجھے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اوس کے بعد تمھیں لیکر جنگ کے لئے روانہ ہونگا چنانچہ شبیب نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اعلان کر دیا گیا کہ اے اللہ کی فوج والو سوار ہو جاؤ اور تمھیں خوش خبری ہو۔

غرض کہ شبیب اپنی اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا۔ مگر اب اوس کی فوج والوں کا یہ حال تھا کہ آگے بڑھنے سے ہچکچاتے تھے۔ مگر جب مقام ساباط سے یہ لوگ گزر گئے تو سب کے سب شبیب کے ساتھ اوتر پڑے۔

شبیب نے اُن سے پرانے قصص وحکایات بیان کئے اور جہاد کے واقعات سنائے۔ اور عرصہ تک اپنی فوج کو دنیا کی نفرت اور آخرت کی رغبت وتحریص کی تلقین کرتا رہا۔ پھر اپنے موذن کو اذاں دینے کا حکم دیا موذن نے اذاں دی۔ شبیب خود آگے بڑھا اور سب کو نماز عصر پڑھائی۔ اور پھر روانہ ہوا اور اب عتاب اور اوس کی فوج کے سامنے پہنچ گیا۔

جب شبیب کی نظر اپنے دشمن پر پڑی اوسی وقت گھوڑے سے اوتر پڑا اور پھر موذن کو اذاں دینے کا حکم دیا۔ موذن نے اذاں دی اور اب شبیب نے آگے بڑھکر اپنے سب ساتھیوں کو مغرب کی نماز پڑھائی۔

سلاّم بن سیّار الشیبانی اوس کا موذّن تھا۔

جب عتاب بن ورقا کو مخبروں نے اطلاع دی کہ شبیب آپہنچا ہے عتاب تمام فوج کے ساتھ میدان جنگ میں نکلا۔ اور انھیں جنگ کے لئے باقاعدہ طور پر مرتب کیا۔

پہلے روز جب عتاب اِس مقام پر پہنچا تھا اوس نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خندق کھودلی تھی۔ اور روزانہ یہ ظاہر کرتا تھا کہ اوس کا ارادہ ہے کہ خود مداین جاکر شبیب کا مقابلہ کرے۔

شبیب کو اس بات کی اطلاع ہوگئی۔ اس نے کہا کہ میں اسے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں کہ

خود اوس کی طرف جاؤں بجائے اسکے کہ وہ میری طرف آئے۔ اور اس لئے اب خود شبیب اوس کے مقابلے پر چلکر آیا۔

جب عتاب نے فوج کی صف بندی کی۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو اپنے میمنہ کا افسر مقرر کیا اور اوس سے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تم شریف ہو۔ جنگ میں ثابت قدم و صابر رہنا اور دوسروں کو ثابت قدم رکھنا۔

محمد نے کہا بخدا میں اوس وقت تک لڑتا رہونگا۔ جب تک ایک آدمی بھی میرے ساتھ رہیگا۔

عتاب نے قبیصہ بن والق سے جو بنی تغلب کے دستۂ فوج کا افسر تھا کہا کہ تم میرے میسرہ پر رہو۔ اس پر قبیصہ نے کہا کہ میں تو بہت ہی ضعیف و بڈھا ہوں مجھ سے زیادہ سے زیادہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے جھنڈے تلے بیٹھا رہونگا۔ کیونکہ جب تک کوئی دوسرا آدمی مجھے کھڑا نہ کرے میں کھڑا تو ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ عبیداللہ بن الحلیس اور نعیم بن علیم دونوں تغلبی موجود ہیں (یہ دونوں سردار بھی بنی تغلب کے دو دستوں پر افسر تھے) بڑے تجربہ کار۔ محتاط مستقل ارادے والے اور بہادر ہیں انمیں سے جس کسی کو چاہیں آپ یہ خدمت سپرد کردیں۔

چنانچہ عتاب نے نعیم بن علیم کو اپنے میسرہ کا سردار مقرر کیا۔

اور حنظلہ بن الحارث الیربوعی اپنے چچازاد بھائی کو جو اپنے خاندان کا شیخ تھا پیدل فوج پر سردار مقرر کیا۔ اور تمام فوج کو تین صفوں پر تقسیم کیا۔

ایک صف پیدل سپاہ کی تھی جو تلواروں سے مسلح تھے۔ دوسری صف اون لوگوں کی تھی جن کے پاس نیزے اور بھالے تھے اور ایک صف تیراندازوں کی تھی

عتاب اپنے میمنہ اور میسرہ میں گھومتا پھرتا تھا اور ہر ایک علم بردار اور اوس کی فوج کے پاس جاتا اونھیں خوف الٰہی اور صبر و استقامت کی تلقین کرتا اور قصص و حکایات بیان کرتا۔

تمیم بن الحارث الازدی بیان کرتے ہیں کہ عتاب ہمارے پاس آکر ٹھہرا اور بہت سے قصے بیان کئے منجملہ اون کے مجھے تین کلمے یاد رہگئے ہیں۔

عتاب نے کہا اے مسلمانو جنت میں سب سے بڑا درجہ شہدا کا ہے خداوند عالم اپنے مخلوقات میں سے کسی اور کو اس قدر زیادہ پسند نہیں فرماتا جتنا کہ وہ اون لوگوں کو

پسند کرتا ہے جو جہاد میں صابر رہتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ اوس نے فرمایا ہے۔ اصبروا ان اللہ مع الصابرین (صبر کرو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اب سمجھ لو کہ جسکے فعل کی خود خدا تعریف کرے اوسکا درجہ کتنا بڑا ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالی اسب سے زیادہ باغیوں سے دشمنی رکھتا ہے اور کیا نہیں دیکھتے کہ یہ تمہارے دشمن اندھا دھند تلواروں سے مسلمانوں کا گلا کاٹتے ہیں اور اسے قربت خداوندی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اس زمین کے رہنے والوں میں یہ سب سے بدترین لوگ ہیں اور اہل دوزخ کے کتے ہیں کہاں ہیں قصہ گو؟

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے کسی شخص نے اس تقریر پر لبیک نہیں کہا یہ دیکھکر عتاب نے کہا کہ کیا کوئی شخص ہے جو عنترہ کا شعر پڑھے۔ اسکا بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔

اب عتاب نے غصہ ہو کر کہا۔ بخدا میں خوب جانتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور اس حالت میں چھوڑ جاؤ گے کہ ہوا مجھپر خاک اوڑا رہی ہوگی۔

عتاب سامنے آکر قلب فوج میں بیٹھ گیا۔ زہرہ بن حویہ عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث ابو بکر بن محمد بن ابی جہم العدوی بھی اوس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

شبیب بھی صرف چھ سو آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا۔ ایک ہزار میں سے چار سو آدمی پیچھے رہگئے اور اوس کے ساتھ نہ آئے۔ اس پر شبیب نے کہا اچھا ہوا کہ ایسے لوگ پیچھے رہگئے جنکو میں چاہتا بھی نہ تھا کہ اپنی فوج میں دیکھوں۔

شبیب نے سوید بن سلیم کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے میسرہ پر اور محلل بن وابل کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے قلب میں متعین کر دیا اور خود بھی دو سو سواروں کے ساتھ مغرب اور عشا کے درمیانی وقت میں جب کہ چاند اچھی طرح روشن ہوگیا تھا اپنے میمنہ کی طرف چلا آیا شبیب نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کس کے نشان و علم ہیں۔ اونھوں نے جواب دیا کہ بنی ربیعہ کے نشانات ہیں۔ اسیر شبیب نے کہا ہاں یہ وہ جھنڈے ہیں جنھوں نے اکثر حق[1] کی امداد کی ہے اور باطل[2] کی بھی امداد کی ہے تمام جنگوں میں ان جھنڈوں کا حصہ ہے۔ تمہارے اس جہاد میں بھی حق و خیر کے لئے پوری طرح ہمارے ساتھ تمام صعوبتوں اور تکلیفوں میں شریک رہو نگا تم بنی ربیعہ ہو اور میں شبیب ہوں۔ میں ابو العدلہ ہوں۔ حکومت اوسیکو زیبا ہے جس میں حکومت کرنے کی صلاحیت ہو دیکھو

[1] اسلام [2] کفر بازمانہ جاہلیت

ثابت قدم رہنا۔
اس کے بعد شبیب نے اپنے دشمنوں پر حملہ کیا۔ (یہ اوس وقت خندق کے سامنے ایک ٹیلے پر ایستادہ تھا)۔ اور انھیں منتشر کردیا۔ مگر قبیصہ بن والق عبیدہ بن الحلیس اور نعیم بن علیم کے نشان بردار اپنی جگہ جمے رہے اور سب مارے گئے اور تمام میسرہ کو شکست ہوئی۔
بعض تغلبیوں نے شور مچا دیا کہ قبیصہ بن والق مارے گئے۔ اسپر شبیب نے اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا اے معشر المسلمین تم نے قبیصہ کو قتل کرڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
واتل علیھم نباء الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین۔
(ترجمہ) اور تو اوس شخص کا قصہ اون سے بیان کرکہ ہم نے اوسے اپنی نشانیاں دیں پھر وہ اوس سے علٰحدہ ہوگیا پھر پیچھے پڑگیا اوس کے شیطان اور وہ گمراہوں میں سے ہوگیا۔
یہی حالت تمھارے بھائی قبیصہ بن والق کی ہوئی کہ یہ شخص رسول اللہ کے پاس آکر مسلمان ہوا اور پھر اب کفار کی حمایت میں تم سے لڑنے آیا۔
شبیب اوس کے لاشہ پر ٹھیر گیا اور کہنے لگا اگر تو اپنے پہلے اسلام پر قائم رہا ہوتا تو نجات پاتا۔ پھر اپنے میسرہ کو لیکر عتاب بن ورقا پہ حملہ آور ہوا۔ سوید بن سلیم نے اہل کوفہ کے میمنہ پہ جسکی قیادت محمد بن عبدالرحمن کے تفویض تھی حملہ کیا۔
محمد بنی تمیم اور ہمدانیوں کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر لڑتا رہا۔ ان لوگوں نے خوب ہی جوہر شجاعت دکھائے۔ ابھی لڑائی کا یہ ہی رنگ تھا کہ انھیں معلوم ہوا کہ عتاب بن ورقا میدانِ جنگ میں کام آئے۔ اب کیا تھا۔ اس خبر کے سنتے ہی اون کے پاؤں اوکھڑ گئے اور تتر بتر ہوگئے۔
عتاب قلب فوج میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے اور زہرہ بن حویہ بھی اُن کے ہمراہ تھا کہ شبیب نے ان پر حملہ کیا۔ اوس وقت عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج کے دن اگرچہ ہماری فوج کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر اون میں شجاعت و استقلال کی کمی ہے۔ کاش کہ اس تمام فوج کے مقابلے میں میرے پاس اس وقت صرف پانسو تمیمی سے بہادر ہوتے تو پھر میں دشمنوں کو مزا چکھاتا کیا ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہے کیا ایک بھی اپنی جان کی قربانی کے لیے تیار نہیں۔
مگر کسی نے اس پر لبیک نہیں کہا اور اوسے دشمن کے نرغہ میں چھوڑ دیا۔

زہرہ نے کہا اے عتاب تم نے خوب کیا۔ وہی کیا جو تم سے اولوالعزم کو کرنا چاہیئے تھا بخدا! اگر دشمن کے سامنے سے تم اپنی پیٹھ پھیرتے تو بھی کے دن کی زندگی تھی تمہیں خوش ہونا چاہیئے مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری موت کے وقت ہمیں درجۂ شہادت دینے والا ہے۔

عتاب نے کہا خدا تمہیں اسکی ایسی جزاء خیر عطا فرمائے جیسی کہ نیک کام پر ہدایت کرنے کی ملا کرتی ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو صبر و تقویٰ کی نصیحت کی،

جب شبیب اوس کے بالکل قریب آگیا تو اگرچہ اور لوگ تو دہنے بائیں کائی کی طرح پھٹ گئے تھے مگر ایک مٹھی بھر جماعت اب بھی اسکے ساتھ لڑنے مرنے کے لیئے موجود تھی۔ یہ اونہیں لیکر مقابلے کے لیے جھپٹا۔ عمار بن یزید الکلبی (بنی المدینہ) نے کہا "خدا امیر کو نیک ہدایت دے عبدالرحمٰن بن محمد آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور بہت سے لوگ بھی اون کے ساتھ فرار ہو گئے"۔ عتاب نے سنکر کہا ہاں یہ کوئی انوکھی بات نہیں وہ اس سے پہلے بھی بھاگ چکا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے اور ذرہ برابر اسکی پروا نہیں کرتا۔

عتاب تھوڑی دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور کہتے جاتے تھے کہ اس سے پہلے کبھی میں نے ایسی جنگ میں شرکت نہیں کی جیسی کہ یہ ہے کہ لڑنے والے تو بہت ہی کم ہیں اور بھاگنے والے بہت زیادہ۔

اس اثنا میں بنی تغلب کے قبیلۂ بنی زید بن عمرو کے ایک شخص نے عتاب کو دیکھا جس کا نام عامر بن عبد عمرو تھا۔ اس نے اپنی قوم میں ایک خون کیا تھا اور اس وجہ سے بھاگ کر شبیب سے جا ملا تھا مگر تھا شہسوار اس شخص نے شبیب سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ شخص جو بول رہا ہے یہ ہی عتاب ہے۔ اور پھر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ عتاب زمین پر گر پڑا۔ اور یہ ہی شخص عتاب کا قاتل تسلیم کیا گیا۔ رسالے نے زہرہ بن حویہ کو روندنا شروع کیا زہرہ تلوار سے اپنی مدافعت کر رہا ہا۔ مگر کہاں تک لڑتا۔ نہایت ضعیف تھا اچھی طرح کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فضل بن عامر الشیبانی نے حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

شبیب بھی اوس کے پاس پہنچا۔ یہ زمین پر مردہ پڑا تھا۔ شبیب نے دیکھکر پہچانا اور پوچھا کس نے اسے قتل کیا۔ فضل نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے۔ اسپر شبیب نے کہا یہ زہرہ۔ ابن حویہ ہے اگر یہ اب ضلالت و گمراہی کی راہ میں مارا گیا مگر مسلمانوں کی بہت سی لڑائیاں ایسی تھیں جس میں اس نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ نہایت شجاعت سے

لڑا۔ اور مشرکین کی بہت سی جماعتوں کو اس نے شکست دی رات کے پردہ میں بھی وہ لشکر لیکر آئے مگر اس نے اونھیں بھی اون کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ مشرکین کے بہت سے آباد قصبوں کو اس نے فتح کیا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے اللہ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ ظالموں کی اعانت میں اپنی جان دیگا۔

فروہ بن لقیط بیان کرتا ہے کہ زہرہ کی موت کا شبیب کو سخت رنج و قلق ہوا اور اسپر بکر بن وائل کے ایک نوجوان نے کہا بھی کہ امیر المومنین شب گذشتہ سے ایک کافر کی موت پر اس قدر رنج و غم کر رہے ہیں۔

شبیب نے کہا کہ مجھ سے زیادہ تو اون کی ضلالت سے واقف نہیں۔ مگر میں عرصہ سے اون سے واقف تھا اگر یہ اپنی اوس حالت پر قائم رہتے تو آج ہمارے بھائی ہوتے۔ میدان جنگ میں عمار بن یزید بن شبیب الکلبی مارے گئے۔ اور اوس روز ابو خثیمہ بن عبداللہ بھی مارے گئے۔

شبیب نے اہل لشکر اور فوج پر قابو پالیا۔ اپنی فوج والوں کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو۔ اور لوگوں کو بیعت کے لیے دعوت دی۔ اوس وقت تو سب نے بیعت کر لی مگر رات ہی کو فرار ہو گئے۔ شبیب جب اون سے بیعت لے رہا تھا ساتھ ہی کہتا جاتا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ دوسرے ہی وقت تم بھاگ جاؤ گے۔ اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ میں جس قدر مال و اسباب تھا سب پر شبیب نے قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی کو مدائن سے بلایا۔ اور جب وہ شبیب کے پاس آگیا تو شبیب نے کوفہ کا رخ کیا۔

دو روز بیت قرہ میں اپنی فوج کے ساتھ منزل کی اور پھر اسی سمت چلا جدھر کہ اہل کوفہ گئے تھے۔

اب سفیان بن ابرد الکلبی اور حبیب ابن عبدالرحمن الحکمی (بنی مذحج) اپنے ساتھی شامیوں کے ساتھ کوفہ پہنچ چکے تھے اس سے حجاج کو تقویت ہو گئی اور اب اوسے کوفہ والوں کی کوئی پروا نہیں رہی۔

حجاج خطبہ کے لیے منبر پر کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد یوں گویا ہوا۔ اے کوفے والو جس نے تمھیں عزت دینا چاہی اللہ نے اوسے عزت نہیں دی جس نے کوشش کی کہ تمھیں فتح حاصل ہو اللہ نے اوسے فتح نہیں دی مجھسے دور ہو جاؤ۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے

ساتھ جنگ میں شریک نہ ہو۔ جاؤ حیرہ چلے جاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ جاکر آباد ہو جاؤ اور سوائے اوس شخص کے کہ جو ہمارا عامل ہو یا جو عتاب بن ورقاء کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو اور کوئی شخص ہمارے ساتھ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے کے لیئے نہ جائے۔

فروہ بن لقیط (یہ شخص خارجی ہے) بیان کرتا ہے کہ اب ہم دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور میں عبدالرحمٰن بن محمدؐ بن الاشعث اور محمدؐ بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی کے قریب پہنچ گیا یہ دونو پیدل چلے جا رہے تھے۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ عبدالرحمٰن کا سر خاک آلودہ تھا میں اون سے باز رہا اور میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اچانک اون پر حملہ کروں۔ حالانکہ اگر میں شبیب کے ساتھیوں کو اون کے قتل کی اجازت دیدیتا تو میں دونوں مار ڈالے جاتے مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دونو میرے ہم قوم ہیں ایسے شخصوں کو قتل کرنا میرے لیئے مناسب نہیں۔

شبیب بڑھتے بڑھتے صراۃ پہنچا۔

شبیب کا ارادہ کوفے پر حملہ کرنے کا تھا۔ جب مقام سورا پہنچا اپنے ساتھیوں کو جمع کرکے کہا کہ تم میں کون شخص عامل سورا کا سر میرے پاس لا سکتا ہے۔ بطین۔ قعنب۔ سوید اور دو اور شخص اس کام کے لیئے آمادہ ہوئے

یہ لوگ نہایت تیز رفتاری سے چلے اور مالگزاری کے دفتر پہنچے۔ سرکاری عہدہ دار خراج وصول کرنے میں مصروف تھے خارجی مکان میں در آئے اور لوگوں کو دھوکا دیا اور کہا کہ امیر کا استقبال کرو۔ لوگوں نے پوچھا کون امیر آئے ہیں خارجیوں نے کہا کہ حجاج نے جنکو فاسق شبیب کی سرکوبی کے لیئے مقرر کرکے روانہ کیا ہے وہ ہیں۔

عامل بیچارہ دھوکے میں آگیا۔ اور جب خارجی اوس کے بالکل قریب پہنچ گئے اونھوں نے تلواریں نکال لیں اور ڈانٹ ڈپٹ شروع کی۔ عامل کو قتل کر ڈالا اور جس قدر روپیہ تھا سب پر قبضہ کر لیا اور شبیب کے پاس چلے آئے۔

جب شبیب کے پاس پہنچے اوس نے دریافت کیا کہ کیا لائے۔ اونھوں نے کہا کہ اوس فاسق کا سر اور جو روپیہ ہمیں ملا لائے ہیں روپیہ تھیلیوں میں بھرا ہوا ایک بارکش گھوڑے پر لدا ہوا تھا۔ اوسے دیکھکر شبیب نے کہا ہاں تم میرے پاس وہ شے لائے ہو جس سے مسلمانوں میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

"غلام میرا چھوٹا بھالا لانا" شبیب نے اپنے بھالے سے تھیلیوں کو چاک کر ڈالا

اور حکم دیا کہ بارکش گھوڑا ہانکا جائے روپیہ تھیلیوں میں سے بکھرا جاتا تھا اس طرح وہ صراۃ پہنچا یہاں آکر اوس نے کہا دیکھو اب بھی کچھ باقی ہو اوسے پانی میں پھینک دو۔

اب سفیان بن الابرد حجاج کے ہمراہ شبیب کے مقابلے کے لیے بڑھا۔ سفیان اس سے پہلے ہی حجاج کے پاس آچکا تھا اور اس نے حجاج سے کہا تھا کہ تم مجھے آگے بھیجدو تاکہ قبل اسکے کہ وہ تم تک پہنچے میں اوسکا مقابلہ کروں مگر حجاج نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ قبل اسکے کہ میں شبیب سے تمھاری جماعت کے ساتھ مقابلہ کروں۔ جب کہ کوفہ ہماری پشت پناہ ہو اور قلعہ ہمارے قبضے میں ہو کہ تم سے علیحدہ ہو جاؤں۔

شبیب کا دوسری مرتبہ کوفے میں داخل ہونا اور حجاج کی اوس سے جنگ کی تفصیل اور واقعات۔

جب شام کی فوج کوفہ آگئی تو سیرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف دسکرہ سے کوفہ آیا مطرف بن مغیرہ نے حجاج کو لکھا تھا کہ شبیب نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے آپ مزید کمک روانہ کیجیے۔ اسپر حجاج نے سیرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو دو سو شہسواروں کے ساتھ مطرف کے پاس بھیجدیا۔

جس وقت مطرف نے پہاڑوں میں جاکر پناہ لینے کا ارادہ کیا وہ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے اپنے منشا سے اپنے ساتھیوں کو تو آگاہ کر دیا تھا مگر سیرہ سے یہ بات پوشیدہ رکھی تھی۔ جب مطرف دسکرۃ الملک پہنچا سیرہ کو بلایا اور اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ۔ سیرہ نے اوسوقت حامی بھر لی مگر جب اوس کے پاس سے چلا آیا اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اتنے میں اوسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ عتاب مارے گئے اور شبیب کوفے کی طرف روانہ ہوا ہے یہ بیطری نامی ایک گاؤں میں پہنچا۔ اس وقت شبیب مقام حمام عمرو پر فروکش تھا۔

سیرہ اس گاؤں سے بھی روانہ ہوا۔ اور قریۂ شاہی کے پاس دریائے فرات کو عبور کر کے سواریوں پر سوار ہو کر حجاج کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں آکر اوس نے دیکھا کہ اہل کوفہ پر سخت عتاب ہے وہ سفیان بن الابرد کے پاس گیا اپنا پورا قصہ سنایا اور

کہا کہ میں امیر کا مطیع ہوں۔ مطرف کو چھوڑ آیا ہوں۔ عتاب کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا بلکہ آج تک کسی ایک جنگ میں بھی جس میں باشندگان کوفہ کو ہزیمت اوٹھانی پڑی ہے میں نے شرکت نہیں کی اور میں ہمیشہ سے امیر کا (حجاج) عامل رہا ہوں۔ میرے ساتھ ایسے دو سو شہسوار ہیں جو کبھی ایسی جنگ میں میرے ساتھ شریک نہیں ہوئے جس میں شکست کھانا پڑی ہو یہ سب اپنے عہد و وفاداری پر اب تک قائم ہیں۔ کسی بغاوت یا سازش میں شریک نہیں ہوئے۔

سفیان یہ تمام باتیں سنکر حجاج کے پاس گیا اور جو کچھ سبرہ نے اپنی کہانی سنائی تھی وہ سب کہہ سنائی۔ حجاج نے کہا کہ سبرہ سچا ہے اور اُس کا طرز عمل ٹھیک رہا ہے۔ اچھا اوس سے کہدو کہ وہ بھی ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے میں جنگ میں شریک ہو۔

سفیان نے آکر سبرہ کو اطلاع کردی۔

اب شبیب حمام اعین پر آکر فروکش ہوا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ بن ابی زرعہ بن مسعود الثقفی کو بلایا اور مسلح پولیس کے ساتھ جو عتاب کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوئی تھی شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی جو عامل تھے تقریباً دو سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اسطرح حارث بن معاویہ تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ زرارہ پہنچا۔

اس مہم کی آمد کی شبیب کو بھی خبر ہوئی۔ شبیب فوراً ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حارث کیطرف بڑھا اور اوس تک پہنچتے ہی حملہ کردیا اور حارث کو قتل کیا اور اوسکی فوج کو شکست دی۔

یہ شکست خوردہ فوج کوفہ واپس چلی آئی۔

شبیب بڑھتے بڑھتے فرات کے پل تک پہنچا۔ پل کو عبور کرکے دریا کے اس کنارہ کوفے کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔

شبیب تین روز تک اپنے فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ پہلے دن اوس نے حارث بن معاویہ کو قتل کیا۔ دوسرے روز حجاج نے اپنے تمام آزاد غلاموں اور غلاموں کو زرہ بکتر سے مسلح کرکے شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا یہ ڈٹ کے مارے کوفے کے قریب ہی قریب سڑکوں کے ناکوں پر کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے۔

اب کوفے والے بھی میدان جنگ کے لیے نکلے اور اپنے اپنے راستوں پر متعین ہوگئے کیونکہ انھیں خوف تھا کہ اگر وہ مقابلے پر نہ جائینگے تو حجاج اور عبدالملک ناراض ہونگے۔ شبیب نے سبخہ کی آخری حد پر ایوان کے قریب جہاں کہ خبر رساں کھڑے ہوتے تھے ایک مسجد بنوائی

جو آج تک اسی جگہ قائم ہے۔

تیسرے روز حجاج نے اپنے آزاد غلام ابوالورد کو جو زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا اور دوسرے غلاموں کو جو زرہ بکتر سے آراستہ تھے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ خارجیوں نے ابوالورد کو دیکھکر کہا کہ یہ ہی حجاج ہے شبیب نے اوس پر حملہ کیا اور قتل کرڈالا۔ اور کہا کہ اگر یہ ہی حجاج تھا تو میں نے اوسے قتل کرکے تمھیں راحت دیدی۔ پھر حجاج نے اپنے غلام طہمان کو اسی ساز و سامان اور اسی وضع و لباس میں مقابلے کے لیے بھیجا۔

شبیب نے حملہ کرکے اوسے بھی قتل کرڈالا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اگر یہ شخص حجاج تھا تو میں نے اوسے بھی قتل کرکے تمھیں آرام و خوشی پہنچائی۔

جب آفتاب عالمتاب اچھی طرح بلند ہوگیا۔ حجاج اپنے محل سے برآمد ہوا۔ اور حکم دیا کہ میرے لیے خچر لاؤ اوس پر سوار ہوکر میں یہاں سے سبخہ تک جاؤنگا۔ چنانچہ ایک پچ کلیان خچر لایا گیا۔ اس پر لوگوں نے کہا خدا امیر کو نیک صلاح دے یہ عجمی آج ایسے دن میں ایسے خچر پر سوار ہونے کو شگون بد سمجھتے ہیں مگر حجاج نے اسکی کچھ پروا نہیں کی اور خچر کو قریب لانے کا حکم دیا اور کہا کہ "آج کا دن بھی روشن پیشانی اور پچ کلیان ہے" یہ کہکر خچر پر سوار ہوکر شامیوں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا۔ اور جس راستہ سے ٹپہ جاتا تھا اوس راہ سے روانہ ہوا۔ اور سبخہ کے بلند ترین حصّہ تک پہنچ گیا۔

جب حجاج نے شبیب اور اوس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا خچر سے اوتر پڑا۔ آج شبیب کے ہمراہ چھ سو سوار تھے۔ جب اوسے معلوم ہوا کہ حجاج مقابلے کے لئے آگیا ہے وہ بھی اپنے ساتھیوں کو لیکر سامنے آیا۔

سبرہ بن عبدالرحمن نے حجاج کے پاس آکر کہا کہ آپ مجھے کہاں متعین فرماتے ہیں حجاج نے کہا کہ تم راستوں کے ناکوں پر کھڑے رہو اگر دشمن تمھارے طرف آئے اور لڑے تو مقابلہ کرنا۔

سبرہ یہ حکم سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی جماعت میں جاکر ٹھیر گیا۔

حجاج نے ایک کرسی منگوائی اور اوس پر بیٹھ گیا۔ شامیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ تم لوگ فرمان بردار اطاعت شعار۔ جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور ایمان والے ہو ایسا نہو کہ اِن ناپاکوں کی گمراہی تمھاری صداقت پر غالب ہوجائے آنکھیں نیچی کرو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور اس طرح اپنے نیزوں کے پھلوں سے دشمن کا مقابلہ کرو۔

تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ اپنے نیزے علم کر لیے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پتھریلی سیاہ آتش فشاں زمین کا قطعہ ہے۔

دوسری طرف سے شبیب بھی آگے بڑھا اور جب قریب آگیا اوس نے اپنی جماعت کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا ایک دستہ خود لے لیا۔ ایک سوید کے سپرد کیا اور ایک محلل بن وائل کے حوالے کر دیا اور سب سے پہلے سوید کو حملے کا حکم دیا۔ سوید نے حملہ کیا۔ شامی اپنی جگہ جمے رہے جب دونوں طرف سے نیزوں کے پھل آپس میں مل گئے شامی سوید اور اوس کے ہمراہیوں پر سامنے کے رخ سے جھپٹ پڑے اور بڑھ بڑھکر نیزہ زنی کرنے لگے۔ سوید کو واپس پلٹنا پڑا۔ یہ دیکھتے ہی حجاج نے للکارا۔

"اے اطاعت شعار اور فرماں بردار و گو شاباش اسطرح بہادر لڑتے ہیں لڑے جاؤ۔

غلام میری کرسی آگے بڑھائے" اب شبیب نے محلل کو حملے کا حکم دیا۔ محلل حملہ آور ہوا مگر اسکے ساتھ بھی شامیوں نے وہی کیا جو سوید کے ساتھ کر چکے تھے اس مرتبہ پھر حجاج نے اون کے طرز عمل کی اوسی طرح داد دی اور غلام کو حکم دیا کہ کرسی اور آگے بڑھا۔

یہاں تک کہ اب خود شبیب حملہ آور ہوا۔ پہلے تو شامی اوسی طرح اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مگر جب نیزوں کے پھل ایک دوسرے سے مل گئے وہ اپنی اپنی جگہ سے آگے جھپٹ کر شبیب کے بالکل سامنے سے حملہ آور ہوئے۔

عرصہ تک شبیب اون سے لڑتا رہا۔ مگر آخر کار شامیوں نے آگے بڑھ بڑھکر ایسی نیزہ زنی کی کہ شبیب کو اوس کی فوج تک پیچھے ہٹا دیا۔

شبیب نے جب دیکھا کہ یہ تو اسقدر صبر و استقلال سے لڑ رہے ہیں سوید کو حکم دیا کہ تم الحاکم کی سڑک پر حملہ کرو کیونکہ شاید اسکے مدافعین کو تم ہٹا سکو اور اسطرح حجاج پر عقب سے حملہ کرنا اور ہم سامنے سے حملہ آور ہونگے۔

سوید اپنی جماعت کو ساتھ لیکر علیحدہ چلا گیا اور اس راستہ کے ناکہ پر جو لوگ متعین تھے اون پر حملہ آور ہوا۔ مگر لوگوں نے مکانات پر سے اور ہر طرف سے اس قدر تیر برسائے کہ سوید کو واپس ہونا پڑا۔

حجاج نے پہلے ہی سے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو تقریباً تین سو شامیوں کے ساتھ اپنے پیچھے اسی لیے متعین کر رکھا تھا تاکہ خارجی عقب سے حملہ نہ کر سکیں۔

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ اس جنگ کے روز شبیب نے ہم سے کہا اے اہل اسلام

ہم نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور جس کسی نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اسے اللہ کی راہ میں چاہے کیسی تکلیف اور مصیبت کیوں نہ اٹھانا پڑے اسے اسکی پروانہ کرنا چاہیئے۔ صبر کرو اور ایک ہی ایسا شدید حملہ کرو جیسا کہ تم نے ان لڑائیوں میں حملے کیے ہیں جن میں تمھیں فتح سے سرخروئی حاصل ہوئی ہے۔ اسکے بعد شبیب نے اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جا کیا۔

حجاج نے جب دیکھا کہ شبیب حملہ کرنا چاہتا ہے اوس نے اپنی فوج سے کہا کہ اے اطاعت شعار اور فرماں بردار واس کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا اسکے بعد میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ ہمارے اور فتح کے درمیان کوئی شئے حائل نہیں رہیگی۔ تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔

شبیب نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا۔ اور جب بالکل شامیوں سے بھڑ گیا حجاج نے بھی اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا اور اون لوگوں نے آگے بڑھ بڑھکر خوب ہی نیزہ زنی اور شمشیر زنی شروع کی اور شبیب اور اوس کے ساتھیوں کو پیچھے ڈھکیلتے رہے اور وہ بھی ان سے برابر لڑتا تھا یہاں تک موضع بستان زایدہ پہنچا۔ یہاں پہنچکر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے دوستو گھوڑوں سے اوتر پڑو اور خود بھی گھوڑے سے اوتر پڑا۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں کو اوترنے کا حکم دیا۔ آدھے تو گھوڑوں سے اوتر پڑے اور آدھے سوید بن سلیم کے ساتھ چھوڑ دیے گئے۔

حجاج بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچا اور شامیوں کو مخاطب کرکے اوس نے کہا "اے اطاعت شعار واوس ذات کی قسم جسکے دست قدرت میں حجاج کی جان ہے یہ پہلی فتح ہے جو ہمیں حاصل ہوئی"۔

حجاج مسجد پر چڑھ گیا۔ اوس کے ساتھ تقریباً بیس آدمی اور بھی چڑھ گئے جنکے پاس تیر تھے۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اگر خارجی ہمارے قریب آئیں تو تیروں سے اون کی خبر لینا۔

غرضکہ اس طرح اوس تمام دن نہایت ہی شدید جنگ ہوتی رہی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی شجاعت وبسالت کے قائل تھے۔

خالد بن عتاب نے حجاج سے کہا کہ آپ مجھے خارجیوں سے لڑنے کی اجازت دیجیے کیونکہ میرے باپ کو انھوں نے مارا ہے میں اس کا بدلہ لونگا۔ اور آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو بے اعتبار ہوں۔